الفقیر القادری محمد بشارت علی صدیقی الاشرفی
خلیفہ شیخ الاسلام سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کچھوچھوی
حیدرآباد، دکن، ہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیات

مخدوم الاولیاء محبوب ربانی

یعنی

قبلۃ العلماء، کعبۃ العرفاء، منبع الفیوض الرحمانیہ، فاتح الکنوز العرفانیہ، جامع الطریقین، مجمع البحرین، مرجع انام، اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی مخدوم سید شاہ ابواحمد **محمد علی حسین** حسنی حسینی فاطمی، اشرفی الجیلانی قدس سرہٗ سجادہ نشین و جانشین حضرت غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید **اشرف جہانگیر** سمنانی چشتی نظامی رضی اللہ عنہ کے گرامی قدر آباء و اجداد کا ذکر جمیل، اور آپ کے حالات و کمالات اور فیوضات و برکات اور آپ کے اولاد امجاد اور جانشین و خلفاء کبار کے کارناموں کے بیان میں ایمان افروز ''**ہدایت ارشاد**'' پہلی کتاب مستطاب

تالیف

پیر طریقت جانشین حضور امین شریعت
حضرت مولانا المفتی الحاج الشاہ **محمود احمد قادری** چشتی نظامی رفاقتی مدظلہ

ناشر

حضرت امین شریعت ٹرسٹ اسلام آباد (بھوانی پور) سون برسا، سیلوٹ ضلع مظفر پور، بہار ۸۴۳۱۲۱

والد اشرف الاولیاء — حضرت حاجی سعادت علی قدس سرہ
اشرف الاولیاء — حضرت شاہ اشرف حسین قدس سرہ
تاج الاولیاء — حضرت سید نیاز اشرف (نانا اشرف الاولیاء کے)
جعفر اشرف
محی الملت — شاہ محی الدین اشرف
مخدوم المشائخ — سرکار کلاں حضرت سید محمد مختار اشرف

نام کتاب	حیات مخدوم الاولیاء محبوب ربانی
مؤلف	مولانا شاہ محمود احمد قادری چشتی نظامی رفاقتی
سنہ اشاعت	۱۴۲۱ھ مطابق ۲۰۰۱ء
تعداد	۱۱۰۰ (گیارہ سو)
ناشر	حضرت امین شریعت ٹرسٹ ، اسلام آباد (بھوانی پور) سون برسا، سیلوٹ، مظفر پور ، بہار
کتابت	عباسی کمپوزنگ سینٹر، ۱۲۴/۱ دلسنگار ، اعظم گڑھ (یوپی) شاہین کمپیوٹر سینٹر، مرزا غالب روڈ، الہ آباد
ہدیہ :	۱۵۰/روپے

ملنے کے پتے

☆ درگاہ شریف حضرت امین شریعت ۔اسلام آباد (بھوانی پور) ڈاکخانہ سون برسا، سیلوٹ، ضلع مظفر پور ۔ بہار

☆ خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں، درگاہ کچھوچھہ شریف، امبیڈکر نگر (یوپی) پن : ۲۲۴۱۵۵

☆ مولانا انصار احمد نوری امام مسجد خانقاہ اجملی ۲۳۰ / ۲۰۲، دائرہ شاہ اجمل ، الہ آباد

☆ بزم حضرت امین شریعت، نزد مدینہ مسجد، پولو گراؤنڈ، ہمت نگر، ضلع سابر کانٹھا (گجرات)

☆ غوثیہ پبلیشر، مرزا غالب روڈ ، الہ آباد مکتبہ نعیمیہ ۴۲۳، مٹیا محل جامع مسجد دہلی

☆ فاروقیہ بک ڈپو ، ۴۲۲ مٹیا محل ، جامع مسجد ، دہلی ۔۱۱۰۰۰۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عنوان فیوض

بحضور

اپنے خواجگان چشت اہل بہشت

☆ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی رضی اللہ عنہ، نائب رسول اللہ فی الھند

☆ حضرت قطب الاقطاب، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی قدس سرہٗ

☆ حضرت شیخ الشیوخ شیخ فرید الدین مسعود چشتی گنج شکر قدس سرہٗ

☆ حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین محمد چشتی محبوب الٰہی قدس سرہٗ

☆ حضرت سراج الاولیاء شیخ عثمان اخی چشتی آئینہ ہند قدس سرہٗ

☆ حضرت خواجہ سید نصیر الدین چشتی چراغ دہلی، قدس سرہٗ

☆ حضرت سلطان المرشدین خواجہ علاء الدین چشتی گنج نبات قدس سرہٗ

☆ حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی محبوب یزدانی قدس سرہٗ

اگر گیتی سراسر باد گیرد   چراغ چشتیاں، ہرگز نمیرد

گدائے خواجہ پاک

فقیر محمود احمد غفرلہ

قادری چشتی نظامی رفاقتی اشرفی

پیشکش

جلوہ گاہِ رخ او ، دیدۂ من تنہا نیست
ماہ و خورشید ہمیں ، آئینہ می گردانند

سیدی و مرشدی جدی الکریم محسن دینی وایمانی وعرفانی وایقانی
قبلۂ جسم و جاں، کعبۂ دین وایماں، برہان الواصلین، شیخ الکاملین، سلطان المناظرین والمتکلمین،
عارف معارف الٰہی، خازن اسرار انوار حقانی، فخر الاماثل، نازش اکابر، حامی اہل سنت، غیظ المنافقین
مفتی اعظم شیخ الحدیث والتفسیر جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول امین شریعت بدر معرفت

''قطب العالم مولینا رفاقت حسین محبوب خدا''
۱۹۸۳ء

قدس سرہٗ العزیز
کی
بارگاہِ کرم میں
اس یقین واحساس کے ساتھ پیش خدمت
کہ تحفہ کس دُرو گوہر، بہ بحر وکاں نہ بُرد

ابوالبرکات محمد عامر اشرف غفرلہ
چیرمین
حضرت امین شریعت ٹرسٹ

مندرجات

باب ۲

مجدد سلسلۂ اشرفیہ

باب ۳

باب ۴

باب ۵

باب ۶

نگاہ اولین

حیات مخدوم الاولیاء محبوب ربانی کی طباعت واشاعت کی سعادت ملنے پر ہمارا دل سجدۂ تشکر سے لبریز ہے، صاحب حیات کی ذات مبارک اور ان کی زندگانی اور فیوض و برکات کے تجلیات پر یہ اولین کتاب ہے۔ جو اصول تحقیق کے اعلیٰ معیار پر پیش کی جارہی ہے۔ سیدی الوالد حضرت مولانا الحاج شاہ **محمود احمد** صاحب قبلہ قادری چشتی نظامی اشرفی رفاقتی مدظلہ العالی نے تحقیق اور جذب دل دونوں کی آمیزش سے اس کتاب کو مرتب کیا ہے، پوری کتاب میں تحقیق و جذب دل کی تجلیاں قارئین کو دیکھنے کو ملیں گی۔ ہم اس کتاب کو حضرت امین شریعت ٹرسٹ کے شعبۂ اسلامک ریسرچ سینٹر کی طرف سے شائع کر رہے ہیں۔ خداوند کریم جل مجدہٗ سے بطفیل پیران پاک ملتجی ہیں کہ وہ حسن قبول سے نوازے۔آمین **بجاہ حبیبه النبی الامین الکریم علیه التحیة و التسلیم**

محمد عامر اشرف رفاقتی غفرلہ

چیرمین

حضرت امین شریعت ٹرسٹ

باسمہٖ تعالیٰ

حرفِ چند

بعد حمد و صلوٰۃ، تقریباً پینتالیس پچاس برس کی بات ہے کہ جب ایک دن راقم الحروف مدرسہ سے پڑھ کر آیا تو معلوم ہوا کہ جائس شریف کے مخلصین کو مرشدی مولائی ملجائی سیدی الوالد الکریم قبلہ جسم و جان حضرت امین شریعت شمس طریقت مولانا الحاج شاہ رفاقت حسین صاحب قبلہ مفتی اعظم کانپور نے سولہ برسوں کی متواتر حاضری اور درخواستوں کے بعد آج بعد نماز ظہر مرید فرمالیا، یہ لفظ اسوقت راقم الحروف کے لئے نیا تھا اس سے پہلے کسی کے بارے میں مرید ہونے کا لفظ نہیں سنا تھا سیدی الوالد قدس سرہٗ سے میں نے عرض کیا آپ کن کے مرید ہیں، میں بھی ان سے مرید ہوں گا فرمایا بہت اچھا، اس کے بعد شجرہ سلاسل عالیہ قادریہ جلالیہ چشتیہ اشرفیہ کی طباعت ہوئی تو مرشدان پاک کے اسمائے طیبہ کے مطالعہ سے آنکھیں منور ہوئیں، اور حضرت سیدی الوالد الکریم قدس سرہٗ کے مرشد پاک کے نام نامی اسم سامی سے واقفیت حاصل ہوئی۔

۱۹۵۸ء میں خیال پیدا ہوا کہ حضور پر نور اعلیٰحضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کے مبارک احوال میں مضامین کا مجموعہ مرتب کر کے شائع کرایا جائے، بس اس کے بعد سیدی مولائی مخدوم المشائخ بحر الاسرار مولانا الحاج سید شاہ مختار اشرف صاحب قبلہ سجادہ نشین سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ کی خدمت میں عریضہ حاضر کیا، سیدی مخدوم المشائخ مد ظلہٗ نے از راہ کرم وظائف اشرفی کا مطبوعہ نسخہ بذریعہ ڈاک ارسال فرمایا۔

شیخ العرب والعجم صدر اہلِ سنت حضرت مولانا الحاج سید شاہ ابو المحامد سید محمد صاحب قبلہ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی طلب احوال کے لئے عریضہ ارسال کیا حضرت محدث قبلہ نے فوراً جواب میں کارڈ ارسال فرمایا۔ وہ کارڈ عرصہ تک راقم الحروف کے پاس محفوظ رہا، حضرت محدث صاحب قبلہ نے تحریر فرمایا کہ

"اعلیٰ حضرت قبلہ کے حالات میر غلام بھیک صاحب نیرنگ وکیل انبالہ نے لکھ کر تحائف اشرفی میں شامل کئے ہیں ان کی تفصیل آسانی سے ہو سکتی ہے"

اس کے بعد راقم الحروف کو حضرت محدث صاحب قبلہ کی باربار زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ مگر اس کا خیال نہیں ہوا کہ یاد دہانی کرائی جائے۔

۱۹۵۹ء میں حضور پر نور سیدی الوالد قدس سرہٗ حضرت محدث اعظم اور حضرت مفتی اعظم ہند کے باربار شدید اصرار سے دار العلوم شاہ عالم احمد آباد گجرات کی صدارت تدریسی منصب کو سرفرازی بخشنے کے لئے چند ماہ کے لئے تشریف لے گئے، چند ماہ بعد راقم الحروف بھی حاضر ہو گیا یہاں سے کراچی پاکستان لسان الحسان مولانا شاہ ضیاء القادری بدایونی کو خط لکھا، ان کو خط لکھنے کی یہ وجہ ہوئی کہ حضرت محدّث صاحب کا مجموعہ کلام فیض ترجمان "فرش پر عرش" اسی زمانہ میں شائع ہوا تھا، اس میں حضرت محدث صاحب کی شخصیت پر ان کے لکھے ہوئے مضمون کا طویل اقتباس نقل ہوا تھا، انھوں نے فل اسکیپ سائز کے تقریباً ۱۵؍ صفحات کا مضمون لکھ کر ارسال فرمایا، ان کا مضمون ملنے سے پہلے احمد آباد میں ہی حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ کا دیوان سراپا حال و قال کراچی سے تازہ تازہ طبع ہو کر آیا تھا اُس میں بھی ان کا ساقی نامہ موجود پایا، مولانا بدایونی کے مضمون کی بنیاد حضرت میر غلام بھیک صاحب کے مضمون پر تھی، اس میں شک نہیں کہ انھوں نے بہت سی اہم باتیں امام اہل سنت تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی اور ان کے عالی قدر یگانۂ روزگار عالم و عارف فرزندِ ارجمند مولانا شاہ مطیع الرسول عبد المقتدر صاحب اور حضرت مولانا شاہ عبد القدیر قادری مفتی اعظم ریاست حیدر آباد دکن اور مجاہدِ ملت مولانا شاہ عبد الحامد قادری بدایونی کے حوالے سے تحریر فرمائیں تھیں۔ یہ مضمون بھی عرصہ تک راقم الحروف کے پاس رہا، اسے اتنی بار پڑھا کہ تقریباً حفظ ہو گیا، پھر یہ مضمون بھی غائب ہو گیا،

دار العلوم حضرت شاہ عالم میں حضرت اُستاذِ مکرم استاذ العلماء مولانا المفتی عبد العزیز خاں صاحب قبلہ فتحپوری اشرفی نائب شیخ الحدیث کے منصب پر تشریف لائے استاذِ مکرم کو بھی حضور پر نور اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ سے ارادت و غلامی کا شرف حاصل تھا۔ استاذ العلماء اکثر حضور پر نور کا ذکر پاک فرماتے تھے، راقم الحروف نے ان کی خدمت میں بھی کچھ لکھ کر دینے کی گذراش کی۔ جسے منظوری ملی، مگر مضمون نہیں ملا ۱۹۶۹ء میں جب راقم الحروف تذکرۂ علمائے اہل سنت کی تدوین و ترتیب کی طرف متوجہ ہوا تو پہلے پہل حضور پر نور مخدوم الاولیاء کے کچھ مبارک احوال لکھنے کا شرف حاصل ہوا، ۱۹۶۳ء میں علامہ اجل آفتاب ہند حضرت صدر العلماء المدرسین مولانا الحاج سید شاہ غلام جیلانی اشرفی محدث میرٹھی شارح بخاری علیہ الرحمہ کی خدمت بابرکت، میں تحصیلِ علوم و فنون کے لئے حاضر ہوا، حضرت صدر العلماء بھی حضور پر نور مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ کے وابستگان دامن تھے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنے پیر و مرشد کی عقیدت و محبت میں غرق تھے ذکرِ پاک ان کی مبارک زبان سے بھی کثرت سے ہوتا تھا، مگر ان کے حضور میں گزارش کا دھیان نہیں آیا، تحصیلی انہماک حد درجہ تھا عظیم البرکۃ رفیع الدرجۃ سیدی الاستاذ

صدر العلماء سلطان المحققین قدس سرہٗ راقم الحروف کے سیدی الوالد قدس سرہٗ کے رفیق درس برادر طریقت اور نہایت درجہ مخلص دوست تھے، اور دونوں ایک دوسرے کے حد درجہ مدّاح و معترف بھی۔ اس تعلق سے بھی حضرت صدر العلماء کی خاص الخاص عنایت شامل تھی۔ جس قدر پڑھنے میں متوجہ تھا، خدمت گذاری میں بھی اسی حد تک تھا بلکہ زیادہ تھا راقم الحروف کے دور میں حضرت سیدی الاستاذ الکریم صدر العلماء سلطان المحققین قدس سرہٗ کی زبان مبارک پر جس قدر راقم الحروف کا نام آتا تھا اس میں کسی دوسرے کا حصہ نہ تھا، مختلف موضوعات پر لکھنے کی گزارش کرنے کی جرأت ہوتی تھی، قریب یقین ہے، کہ گزارش کرتا تو ضرور شرف قبول حاصل ہوتا، حضرت سیدی الاستاذ الکریم صدر العلماء سلطان المحققین قدس سرہٗ نے بشیر القاری، بشرح صحیح البخاری کے دیباچہ میں حضور پر نور اعلیٰحضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کا ذکر پاک تحریر فرمایا ہے اور "اسلامی مہینے" کے نام سے مجوزہ تصنیف میں تفصیل سے لکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا، مگر مشیت الٰہی اس کا موقع حضرت نہ پا سکے۔

ماہنامہ استقامت ڈائجسٹ کانپور کے محترم ایڈیٹر صاحب کی خصوصی فرمائش پر استقامت کے اولیاء نمبر کے لئے حضور پر نور کے تعلق سے مضمون لکھا جو "آئینہ حسن خوباں" کے عنوان سے اولیاء نمبر حصہ اول میں شائع ہوا، راقم الحروف نے قبلۂ جسم و جان مرشدی مولائی سید الوالد قدس سرہٗ کی خدمت میں ملاحظہ کے لئے پیش کیا، حضور نے بہت توجہ و انہماک سے مضمون ملاحظہ فرمایا، روحانی ابتہاج و سرور چہرۂ پر انوار و وقار کی روش سے صاف ظاہر تھا، سیدی الوالد حضرت اقدس امینِ شریعت قدس سرہٗ کو اپنے پیر و مرشد کی بارگاہ میں خصوصی تقرّب حاصل تھا اور قلبی ارادات وارتباط سے سرفراز تھے، کثرت سے حاضری و حضوری کی برکتوں سے بھی شرف یاب تھے۔ یہ سب کچھ تھا، مگر راقم الحروف اس کریم و رحیم کی بارگاہ میں کچھ تحریر عرض کرنے سے غافل رہ گیا۔ ۱۹۸۳ء کے پہلے مہینہ کی ۱۹/ تاریخ کو حضور سیدی الوالد نے جوارِ رحمت کی راہ لی۔ ۱۹۹۶ء میں قبلۂ و جسم و جان سیدی الوالد قدس سرہٗ کی سیرۃ و سوانح کی ترتیب کا عزم ہوا تو باب اول میں تفصیل سے تقریباً پینتالیس صفحات میں حضور پر نور اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ کے احوال طیبہ لکھے کتابت شدہ صفحات حضرت سیدی مخدوم المشائخ سرکارِ کلاں سجادہ نشین قدس سرہٗ کی خدمت میں ملاحظہ کے لئے پیش کئے خوش ہوئے کام کو سراہا۔

۱۹۵۸ء تا ۱۹۹۵ء کی یہ مختصر روداد ہے اس قلبی و روحانی تعلق وارتباط اور سیرۃ و سوانح کی تدوین و ترتیب کی جد و جہد کی، قضاو قدر کا فیصلہ یہ تھا، کہ جو کام چالیس برسوں کے طویل زمانہ میں انجام نہ پا سکا۔ اُسے صرف اور صرف چالیس دن کے مختصر عرصہ میں مکمل ہو جانا ہے اسی سال محرم الحرام میں عرس سراپا قدس حضرت غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی نظامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں

حاضری کا شرف حاصل ہوا، ایک دن موقع پا کر حضرت سیدی مخدوم المشائخ سرکار کلاں کی خدمت بابرکت میں عرض گزار ہوا کہ حضور دعا فرمائیں کہ غلام اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کے فضائل و کمالات اور سیرۃ و سوانح کے بارے میں ایک کتاب لکھدے، دل کی بات تھی حضور مخدوم المشائخ نے برجستہ اور بلکہ بقول رئیس المحققین صاحب الکمالات القدسیہ حضرت مولانا العارف سید سلیمان اشرف علیہ الرحمۃ "بے ضغطۂ زبان" بڑی بڑی دعاؤں سے سرفرازی بخشی اور تدوین کا حکم فرمایا، اسی طرح سیدی نقیب الاشراف صدر المشائخ سید الطائفۃ الاشرفیہ مولانا الحاج سید شاہ اظہار اشرف صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کی خدمت میں دعاؤں کے لئے عرض کیا، حضرت نقیب الاشراف صدر المشائخ نے فرمایا۔

"یہ میری عرصہ کی تمنا ہے، کام بھی شروع کرایا، کچھ معلومات بھی فراہم ہوئے، پاکستان تک آدمی بھیجا گیا مگر کام نہیں ہوا۔ آپ یہ کام ضرور کرلیں گے، آپ مکمل کام کریں، طباعت بہت خوب صورت میں کراؤں گا ہر ممکن تعاون کروں گا"

سنہ ء حال کے ربیع الاول شریف کی نوچندی جمعرات کی سالانہ معمول کی حاضری درگاہ معلی دار الخیر اجمیر مقدس کے دن بعد نماز ظہر اولیاء مسجد شریف میں تحمید اور تمہید کی چند سطریں تیمناً لکھیں اور حضور خواجۂ پاک میں تکمیل کی گزارش بھی گزاری، ۲، ۳، ۴، ۵، ربیع الآخر کو مرشدی مولائی قبلہ جسم و جان سیدی الوالد قدس سرہٗ کے عرس سراپا قدس کی مبارک تقریبات سے فراغت کے بعد نماز ظہر ادا کر کے روز دو شنبہ ۲۰/ ربیع الآخر مطابق ۵/ ستمبر ۱۹۹۶ء کو سیرۃ و سوانح کی تحریر کا مبارک کام اس طرح شروع ہوا کہ تحقیق و ترتیب اور مطالعہ کا کام ایک ساتھ متوازی چلا، یہ ایک روحانی اعتکاف تھا، جس میں کسی دیگر کام کا گزر نہ تھا، ملاقاتوں کا سلسلہ بند، سب کام خواجہ منزل میں صرف نماز کے لئے اشرف المساجد میں حاضری اور درگاہ معلی میں بعد مغرب کی حاضری و قدمبوسی کے لئے جانا ہوتا، تحصیل معلومات کے لئے خطوط کی ترسیل جاری تھی، حضرت اقدس اشرف العلماء والمشائخ مولانا الحاج سید شاہ حامد اشرف صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی نے معلومات کی فراہمی کے ساتھ مکتوب گرامی میں تحریر فرمایا۔

"یہ فیروز بختی آپ کے حصہ کی تھی"

بکرمہ تعالیٰ سیرۃ و سوانح مبارکہ کی ترتیب کا کام ۲۸/ جمادی الآخر دو شنبہ ۱۲/ اکتوبر کو دن کے بارہ بج کر ستاون منٹ پر اتمام کو پہونچا یہ مدت ایک اربعین کو شامل ہوئی،

للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری

چونکہ مسودہ میں باقی، بقیہ الگ الگ اوراق پر لکھے گئے تھے، احتمال پیدا ہو کہ، کتابت کے وقت کاتب کو پریشانی لاحق ہو گی بلکہ مضامین کی ترتیب کتابت میں غلط ہو جائے گی، اس اندیشہ و احتمال سے بچنے کے لئے مبیضہ تیار کیا، یہ

کام جاری تھا، کہ رجب المرجب کے عشرۃ الاولیٰ کی آخری تاریخ کو احمد آباد کے اسٹیشن پر ایک مخلص صحیح نے حضرت مخدوم المشائخ سرکار کلاں قدس سرہٗ کے وصال پر ملال کی اطلاع دی، انا للّٰہ و انا لیه راجعون، عرس چہلم شریف میں حاضر ہوا تو مبیضہ اور مسودہ ساتھ لیتا گیا عرس چہلم شریف کے بعد اعلیٰ حضرت سیدی نقیب الاشراف سید الطائفہ الاشرفیہ صدر المشائخ مولانا الحاج سید شاہ اظہار اشرف صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین کے ملاحظہ کے لئے پیش کیا، حضرت صدر المشائخ نے بے پایاں مسرت کا اظہار فرمایا، اور معمر باخبر اہل دل اصحاب کو معلومات کی فراہمی کے لئے تاکید فرمائی، یہ کہنا تو ناروا ہوگا کہ اس حکم کی تعمیل کسی نے بھی نہیں کی امر حقیقی تو یہ ہے، کہ یہ خدمت تنِ تنہا رحمت الٰہی نے راقم الحروف کے لئے مقرر فرمادی تھی، راقم الحروف نے جامع اشرف کی لائبریری سے ماہنامہ اشرفی کچھوچھا مقدسہ کے موجود مجلدات سے معلومات اخذ کرنے کے لئے ان حصوں کے اوراق کے عکس تیار کرائے۔ پیہم جدو جہد کے ذریعہ ۱۳۴۵ھ کے چند شماروں کے مخصوص اوراق کے عکس کتب خانہ درگاہ حضرت محدث اعظم سے حاصل کئے، اسی کتابخانہ سے ”تحائف اشرفیہ فی ردِّ ظرائف شگرفیہ“ حاصل کر کے عکس تیار کرایا، یہ کتاب قیمتی مواد پر مشتمل ہے۔

قبلۂ جسم و جان سیدی الوالد حضرت امینِ شریعت قدس سرہٗ دار العلوم معینیہ عثمانیہ درگاہ معلی اجمیر مقدس میں حضرت مولانا سید شاہ طاہر اشرف اشرفی الجیلانی دہلوی مدفون کراچی پاکستان کی عنایت سے داخل ہوئے تھے، حضرت دہلوی اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الولیاء قدس سرہٗ کے مرید ارشد اور خلیفہ اجل تھے ،ان کے فرزند ارجمند مکرم و معظم ڈاکٹر پیر سید مظاہر اشرف مدظلہ کراچی نے برسوں پہلے حضور کی سیرۃ میں مختصر کتابچہ ”محبوب ربانی“ کے نام سے شائع کرایا تھا اب دوسری سعی راقم الحروف کی حاضر ہے

نسبتیں ہو گئیں، مشخص چار

حضور پر نور اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کی سیرۃ و سوانح میں یہ کتاب مکمل تو کسی بھی صورت میں نہیں ہے، مگر پھر بھی جتنی معلومات جمع کی جاسکیں بحالت موجودہ اُسے حضور پر نور قدسی منزلت کے فضائل و کمالات اور رفیع احوال و مقامات عالیہ کا آئینہ تو ضرور کہا جائیگا۔ راقم الحروف کو اس صداقت کا برملا اعتراف ہے کہ حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء کی حقیقی اور حقائق بھری سیرۃ و سوانح لکھنے کا حق حضرت محدث اعظم، حضرت صدر الافاضل، حضرت میر سید غلام بھیک نیرنگ، حضرت تاج العلماء مولانا المفتی عمر نعیمی اشرفی مرادآبادی، مفتی اعظم پاکستان علامہ سید ابو البرکات اشرفی غازیٔ اسلام علامہ سید ابو الحسنات اشرفی حضرت حکیم الامت محدث شہیر، مفسر کبیر مولانا المفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی بدایونی حضرت صدر العلماء سلطان المحققین میرٹھی، ماہر ہفت زبان سیاح عالم مبلغ اسلام مولانا خلیل الدین اشرفی بریلوی، مروج اسلام ہادی الملۃ حضرت مولانا غلام قطب الدین اشرفی سہیل ہند برہمچاری جی پر دیسی، حضرت

مولانا سید شاہ ارشاد حسین جعفری اشرفی شیس گڑھی، خطیب اعظم حضرت مولانا عارف اللہ شاہ اشرفی میرٹھی، مبلغ اسلام ناصر الملۃ حضرت مولانا قاضی احسان الحق نعیمی اشرفی بہرائچی، خطیب العلماء مولانا شاہ نذیر احمد خجندی صدیقی میرٹھی، ادیب العصر حضرت آغا حیدر حسن مرزا دہلوی، استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی عبد الحفیظ حقانی اشرفی مرشدی مولائی سید الوالد حضرت امین شریعت قدست اسرارہم و نور مرقدھم جیسے انوار علم و معرفت و عشق میں غرق قلوب اور شاداب و پر حقائق قلم کا تھا۔ مگر ان حضرات کبار اولیاء پروردگار کے ذمے بڑے بڑے کام تھے اور وہ خود اپنے شیخ کے علم و معرفت اور فضائل و کمالات کا مرقع تھے ان سے فیوض و برکات کے دریا جاری ہوئے لیکن حقیقت اور حق بات یہی ہے کہ حضور پر نور کی سیرۃ نگاری جیسی یہ حضرات کرتے وہ شیٔ دیگر والی بات ہوتی اس بارے میں حضرت اشرف العلماء مولانا سید شاہ حامد اشرف صاحب قبلہ مدظلہٗ کا ارشاد حقائق کی ترجمانی کرتا ہے حضرت نے فرمایا،

”اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی سوانح عمری آپ نے لکھ لی۔ یہ آپ کے والد ماجد حضرت امین شریعت کا فیض ہے جن کو اپنے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت محبوب ربانی سے گہرا اور والہانہ قلبی تعلق تھا“

☆

انوار علم الٰہی اور فیضان مصطفائی سے بہرہ یاب قلوب کو معلوم ہی ہے کہ رحمت الٰہی نے سب کے حصے تقسیم فرمادیے ہیں، کسی کو خدمت الفاظ کسی کو خدمت معانی، کسی کو تحصیل مقاصد اور کسی کو ایصال الی المطلوب کی نعمت عطاء فرمائی، جن کو ایصال الی المطلوب کی نعمت کبریٰ ملی وہی حضرات کبار عین الشریعة الکبریٰ پر فائز ہیں، تصانیف کی کثرت اور علمی طنطنہ کی شہرت وجہ افضلیت ہے اور نہ اس کی قلت وجہ مفضولیت ہے، حضرت خواجۂ خواجگان سلطان الاولیاء خواجہ معین حسن سنجری چشتی حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین کاکی حضرت شیخ کبیر خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر کان نمک، حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی اور حضرت خواجہ عثمان اخی آئینۂ ہند، رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وابستگان دامن میں عین الشریعة الکبریٰ پر فائز حضرات اولیائے خاص پاک پروردگار کا بڑا طبقہ ہوا ہے، ان کے غلام غلامان میں کثرت سے اصحاب تصانیف کثیرہ مقتداء فی الدین ہیں، جن کی دینی روحانی علمی شخصیت اور کارنامے سدا بہار اور یگانۂ روزگار ہیں، جن کی صرف ایک ایک تصنیف ہزارہا علمی جواہر زواہر پر فائق ہیں اور جن کی عالمگیری کا آفاق عالم میں غلغلہ بلند ہے۔ مگر ان میں اور ان حضرات مقتداء اولیائے کبار پاک پروردگار کے مراتب و مدارج میں بڑا فرق ہے ایک نامور امام علوم و فنون نے تصوف و احسان اور ایصال الی المطلوب سے متعلق حقائق بھری بات تحریر فرمادی ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں

”علم تصوف، کہ اس کی نہائی حد، اگرچہ عقل میں آنے سے وراء ہے، واصل الی اللہ ہوئے بغیر

وہاں تک نہیں پہونچا جا سکتا، لیکن تعلم ظاہری کی بدولت یا نظر و فکر میں کوشش کرنے کے سبب یا حسن تدبر اور صحیح سوچ بچار کے ذریعہ جتنا تصوف حاصل ہو سکتا ہے، اتنا حاصل ہے، مولیٰ تعالیٰ اپنے رسول مقبول علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل اس کا وافر حصہ ہم کو مرحمت فرمائے"

وہ صاحبان ادعاء جن کو علوم و فنون رائجہ اور دارجہ میں حصہ داری کا دعویٰ ہے جن میں کے اکثر علوم قلوب کو سیاہ اور تاریک کرتے ہیں جن کی وجہ سے "مدرسہ" کی فضا نم ناک اور غم ناک بنتی ہے، وہ اگر سمجھ سکتے ہوں تو سمجھ لیں کہ وہ کون سی دولت و نعمت تھی، جس کے حصول کے لئے استاذ الہند علامہ امام نظام الدین فرنگی محلی بانیٔ درس نظامی، اور ان کے تلمیذ ارشد یگانۂ عصر علامہ امام احمد عبد الحق فرنگی محلی اور علامہ امام کمال الدین سہالوی قطب الاقطاب فخر الآفاق حضرت مخدوم سید شاہ عبد الرزاق سرکار بانسہ شریف کی بارگاہ میں بار بار دوڑ لگاتے تھے اور ان کے اخلاف و تلامیذ میں حضرت ملا حسن فرنگی محلی جیسے علوم عقلیہ کے امام حضرت شاہ اسحاق شاہ جہاں پوری علیہ الرحمہ کی صف نعال میں جا کر بیٹھتے تھے اور وہ کونسا فن تھا، جس کی تحصیل و طلب میں خاتم الحکماء استاذ مطلق حضرت علامہ الامام فضل حق خیر آبادی دہلی شریف میں سلسلہ چشتیہ کے بزرگ حضرت شاہ دھومن چشتی دہلوی کی بوسیدہ و دریدہ اور گرد آلود چٹائی پر سر جھکائے نظر پڑتے، اور وہ کون سا علم تھا، جس کی طلب کے لئے حضرت علامہ خیر آبادی اپنے ہی ہم وطن اور بزرگ معاصر حضرت حافظ سید محمد علی شاہ چشتی نظامی فخری سلیمانی کے سامنے زانو بچھائے بصدق قلب نظر آتے تھے، اور وہ کونسا علم اور لا ینحل علم و فن تھا، جس کی تحصیل کے لئے علمی جاہ و جلال اور سطوت علوم و فنون کے علمبردار حضرت علامہ امام عبد الحق خیر آبادی حضرت شاہ الٰہ بخش تونسہ شریف کی بارگاہ میں مؤدب بٹھا کرتے تھے اور وہ کون سا علم تھا، جس کی تحصیل کے لئے علامۃ العصر استاذ العلماء مولانا ہدایت اللہ خاں رام پوری حافظ شاہ جلال الدین رامپوری کی بارگاہ میں پھیرا لگاتے تھے اور وہ کون سا علم تھا، جس کی طلب میں استاذ الاساتذہ علامہ حکیم سید برکات احمد بہاری ٹونکی ریاست حیدر آباد ملک دکن جا کر حضرت مجھولی شاہ کی بوسیدہ چٹائی پر حیرت زدہ خاموش بیٹھا کرتے تھے،

یہ منطق و فلسفہ، ریاضی و ہیئات اور علم اصول معانی و بلاغت اور سینکڑوں مدرس علوم و فنون کے سمندر کے نہنگ و غواص کس علم کی طلب میں بے کتاب و قلم، صاحبان بوریہ چٹائی کے حضور سر بزانو بیٹھتے تھے، اس اسرار کا اظہار شیخ العالم مخدوم شیخ احمد عبد الحق چشتی صابری رودولی شریف اور ملک العلماء استاذ الشرق والغرب قاضی القضاۃ شیخ الاسلام علامہ الامام شہاب الدین دولت آبادی کے درمیان ہوئی گفتگو میں واشگاف ہے، ایک مرتبہ شیخ العالم قدس سرہ سلطان ابراہیم شاہ شرقی کی ملاقات کو تشریف لے گئے اسوقت دربار میں صدر العلماء بدر الفضلاء استاذ الشرق والغرب عالم ربانی نعمان ثانی قاضی شہاب الدین بہریا نور اللہ مرقدہ بھی موجود تھے، دونوں حضرات دینی و علمی گفتگو میں مصروف ہو گئے، اثنائے گفتگو میں حضرت شیخ العالم نے معرفت و

طریقت کی کوئی بات فرمائی جسے سنکر قاضی القضاۃ نے کہا کہ

"ہم اہل ظاہر آپ کے علم الٰہی تک پہونچنے سے قاصر ہیں"

حضرت شیخ العالم نے فرمایا

"ارے تو بے چارہ بہر باشی، ترا ازیں حال و ازیں مقال چہ خبر؟"

حضرت قاضی القضاۃ نے حضرت شیخ العالم کی بات بے چوں و چرا مان لی اور کہا

"راست، راست" درست ہے، درست ہے"

رہبر کاملاں حضرت شاہ شاکر اللہ صاحب نے درس بخاری شریف میں حضرت استاذ الہند قطب الاقطاب علامۃ الامام نظام الدین فرنگی محلی کی زبان مبارک سے من قال لا الٰہ الا اللہ فدخل الجنۃ سنا تو عرض کیا، کہ جب اتنا کہنے پر اتنی سرفرازی عنایت ہوتی ہے، تو اس کے کہنے کا کوئی خاص طریقہ بھی ہوگا، اس عارفانہ سوال کا حضرت استاذ الہند نے برجستہ جواب عطا فرمایا ہاں اس کے کہنے کا خاص طریقہ ہے، مرد حق آگاہ شاگرد نے بلا تأمل معلوم کیا کہ وہ کس سے حاصل ہوگا ارشاد ہوا "حضرت میر سید اسماعیل مسولوی سے حاصل ہوگا" یہ حضرت میر صاحب اپنے عہد کے علوم و فنون میں یگانہ اور حدیث شریف کے بے نظیر محدث تھے، مگر علوم اسرار و حقائق اور امور غیبیہ کی طلب میں حضرت مخدوم بانسہ شریف کی قدموں کے خاک بنے ہوئے تھے۔

☆

حضرات علمائے شریعت جن کے ذمہ نظام شریعت ہے، انھوں نے مشیخیت کے شرائط بیان فرمائے ہیں، جنھوں نے شیخ کے لئے مسائل ضروریہ سے واقفیت ان علمائے کرام میں جو محتاط ہیں، انھوں نے یہ مزید اضافہ فرمایا کہ جو علوم و فنون کا ماہر ہو لیکن فقہ کی کافی معلومات نہ رکھتا ہو وہ سزاوار مشیخیت وارشاد نہیں اور ان علمائے کرام میں جو زیادہ محتاط اور حقائق سے واقف ہیں، وہ بیان فرماتے ہیں، کہ فقہ کے ماہر کو عالم کہتے ہیں، لیکن عالم ماہر فقیہ، متدین و متقی نہیں تو شر الخلق ہے حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے فرمایا علم ہونا چاہئے سند کوئی چیز نہیں ہے، اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ عالم ماہر فقیہ اگر صاحب دیانت و تقویٰ نہیں تو فساد خلق کا باعث ہے، یہ نور علم کے علماء ہی تھے جو عرفائے حق کے مخالف و منکر رہے، اور جو صاحب تقویٰ و دیانت تھے، وہ اولیائے پروردگار کے والہ و شیدا ہوئے۔ ایسے ہی پاک دل، پاک نہاد، پاک قلب، علمائے کبار و کرام تھے جو حضور پرنور اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے، اور ان کی وابستگی و گرویدگی مثالی رہی اور ان مسند الوقت مرجع عام و خاص کتابی علماء کو علم حالی اور علم الٰہی کی نعمت عظمیٰ اسی بارہ گاہ عالی جاہ سے حاصل ہوئی استاذ العلماء صدر الافاضل حضرت مولانا حافظ حکیم سید

نعیم الدین اشرفی اجلالی فاضل مرادآبادی علیہ الرحمہ نے بر ملا اس کا اظہار فرمایا۔

راز وحدت کھلے نعیم الدین   اشرفی کا یہ فیض ہے تجھ پر

☆

حضور پر نور اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ اپنے مورث اعلیٰ اور مربی روحانی حضرت قدوۃ الکبریٰ غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی نظامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم بقدم تھے اس لئے آپ کا طریقۂ تلقین و تربیت بھی ان ہی کا تھا حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کا مبارک ارشاد ان کے طریقۂ تعلیم و تلقین کی ترجمانی کرتا ہے، ارشاد فرمایا

"اہل معرفت آب حیات تک پہونچے ہوئے ہیں، اور پاکیزہ آب شیریں سے سیراب ہیں وہ دوسروں کو اپنی صحبت و ملازمت کی برکت سے جمعیت باطنی کی دولت سے مالامال کرتے ہیں اور جو انوار و برکات ان کے پاک سینوں میں ہیں ان سے پاک قلوب کو روشن و منور کرتے ہیں"

اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی کی بارگاہ میں طلب معرفت و سلوک کے لئے ہر طبقہ کے افراد و اشخاص حاضر ہوتے، ان کی تعلیم و تربیت ان کے احوال کے مطابق فرمائی جاتی، راقم الحروف کو چند ایسے برگزیدہ اصحاب کرام کی زیارت کا اور ان کی محفل خیر و برکت میں حضوری و حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ جن کی تنویر قلبی اور تزکیۂ باطنی حضور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کے کرمہائے بے پایاں کا فیض تھا، وہ پاک قلوب فناء الفنا کے مراتب و مدارج پر فائز تھے، ان کی پاک زبان سے کبھی ایسے الفاظ نہیں سنے گئے، جو کانوں کو مکروہ معلوم ہوں، کسی کی غیبت و بد گوئی کی نحوست سے دل کو سیاہ کرنے کا گزر ہر گز ہر گز نہ تھا، اپنی ذات کی بڑائی اور صفات کی مرتضائی کا ان کے یہاں صاف گلا کٹا ہوا تھا اور زبان پر مہر لگی ہوئی تھی، اس حقیقت کا بر ملا اعتراف کرنا ہے کہ ان کے بعد پھر ان جیسے خصائص کے رجال کی زیارت و دید کے لئے آنکھیں ترس گئیں ان کی مبارک محفلوں میں قلوب میں جو انوار منتقل ہوتے تھے اور اسرار باطن فاش ہوتے تھے ان کا تحریر و تقریر میں لانا ممکن نہیں ہے، حقیقت یہی ہے کہ علوم و معارف جیسا چاہئے، دل میں نہیں آتا، اور اگر کسی قدر اترتا بھی ہے تو بیان میں نہیں آتا، اور جتنا بیان میں آجاتا ہے کتاب میں نہیں لایا جاتا، مختصر طور پر اس قدر تحریر و تقریر کے ذریعہ سمجھا جا سکتا ہے، کہ چودھویں صدی ہجری کی اسلامی دنیا تا حال حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کے تربیت یافتگان خلفائے کبار کے برکات و انوار علم و معرفت سے روشن و منور اور شریعت مطہرہ کا نظام قائم ہے اور اسلامی علوم و فنون کی درسگاہیں جگمگا رہی ہیں، اسلام اور مذہب اہل سنت کی تاجداری و تاجوری ان کا حصہ ہے، احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ و اشگاف جاری ہے، اور اس میں اُن کا کوئی ہمسر و ہم رتبہ نہیں ہے، طلوع ہونے والا علم کا آفتاب اور عرفان کا ماہتاب ان مبارک سینوں سے آج بھی درخشاں و تاباں ہے۔ اس

کتاب مستطاب میں ان عالی قدر حضرات بندگان خاص پاک پروردگار کے قدرے احوال و مقامات اور فیوض کا احاطہ کیا گیا ہے اس سے یہ ضرور معلوم ہو سکے گا کہ دین اسلام اور مذہب اہل سنت اور سلوک و معرفت کے عالی اقدار میں ان کے کارنامے کتنے وقیع و رفیع ہیں۔

فقیر راقم الحروف اپنی حیثیت و اوقات اور کوتاہیوں سے قدرے قلیل واقف ہے، اس نے سیرۃ و سوانح مبارکہ کی تجمع و ترتیب کے مراحل بنیادی ماخذ کے راست مطالعہ اور روایت کو درایت کے میزان پر پرکھ کر کے کی ہے، آرائش بیان کے لئے الفاظ کا سہارا نہیں لیا گیا ہے، یہ طور و طریقہ وہاں جگہ پاتے ہیں، جہاں ممدوح اور صاحب سیرۃ فضائل و کمالات سے معریٰ اور خالی ہوتے ہیں یہاں تو محامد و محاسن و مکارم کے بے شمار گوشے ہیں اور شخصیت ایسی بے مثال ہے کہ جو پاک دل اور صاف باطن اور بلند مقام ہیں وہ بھی اور جو خارجی اثرات کی وجہ سے معاند عنید ہیں اور جنکی عداوت ضرب المثل ہے وہ بھی لکھتے ہیں کہ

"شاہ علی حسین صاحب ہندوستان کے گنتی کے ان بزرگوں میں ہیں، جن کی پورے ہندوستان میں شہرت ہے اور ہر بستی اور ہر ضلع کے لوگ ان کو حضرت مخدوم سلطان اشرف جہانگیر سمنانی کا جانشین اور ان کی درگاہ کا سجادہ نشین سمجھتے ہیں" (اظہار اشرفی)

کس عارف و عالم یگانہ شیخ طریقت یا کسی بھی حیثیت کی ممتاز ترہستی کی سیرۃ و سوانح کی تدوین و تجمع اور ترتیب کے لئے خصوصی علمی مجلس قائم کی جاتی ہے۔ اور منتخب افراد کا انتخاب کیا جاتا ہے، اور وہ سب مل کر کام کرتے ہیں اور رہنما ایک ہوتا ہے یہاں ایسا کچھ بھی نہیں ہوا، چند روایات مولانا خالد سیف اشرفی بھاگلپوری اور مولانا المفتی معین الدین اشرفی بھاگلپوری استاذ جامع اشرف واقع خانقاہ معلیٰ حضرت سرکار کچھوچھا مقدسہ نے فراہم فرمائے۔ باقی سارے کام راقم الحروف کی جدو جہد سے انجام پائے، اس سے خیال ہوتا ہے کہ احوال و کمالات و فضائل اور فیوض و برکات کے بہت سے گوشے اور واقعات ضبط تحریر میں نہیں آسکے اگر کام کے مکمل کرنے کا پابند بنا جاتا تو جتنا کچھ لکھا چکا ہے وہ بھی نہیں ہو پاتا اور انتظار میں اور برسوں گزر جاتے، مرقع بڑا بھی ہوتا ہے اور چھوٹا بھی ہوتا ہے شکل و صورت دونوں کی ایک سی ہوتی ہے، پس ایک بہت بڑا اور مبارک کام کا انجام پایا جانا تھا وہ اس فقیر کے ذریعہ لے لیا گیا، اس سرفرازی پر دل شکر خداوندی سے لبریز اور سر سجدہ ریز ہے۔

☆

بڑے حضرت صاحب اشرف الاولیاء مولانا الحاج سید شاہ اشرف حسین اشرفی الجیلانی سجادہ نشین قدس سرہٗ بعد نماز عشاء پابندی سے روزنامچہ تحریر فرمایا کرتے تھے، یہ روزنامچے گراں قدر معلومات کا سرمایہ ہیں، راقم الحروف کو روزنامچہ کی موجودگی کا علم تھا اور اس نے کوشش بھی اس کے مطالعہ کی مگر اولاً اس میں کامیابی نہیں ملی ہر کام کا ایک وقت ہے چنانچہ ۱۹۹۷ء کے عرس مخدوم پاک میں کچھوچھا مقدسہ میں حاضری ہوئی ۲۵ر

محرم کو بڑے حضرت صاحب کے عرس کے ایک دن قبل حضرت سیدی مخدومی مولانا الحاج سید شاہ مظفر حسین صاحب قبلہ مد ظلۂ العالی خلف اصغر بڑے حضرت صاحب قبلہ کی خدمت میں حضور پر نور اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کی سوانح و سیرۃ کا مسودہ لے گیا، اس میں سے بڑے حضرت صاحب کے احوال سنائے اور ایک اردو غزل کے مقطع کا شعر خاص طور پر اور خاص انداز سے سنایا۔

اشرف کہوں تو کیا کہوں، بہتر یہی ہے چپ رہوں

اور عرض کیا کہ روزنامچہ دکھایئے، یا کہیے تو لکھدوں کہ بڑے حضرت صاحب کے چھوٹے فرزند ارجمند نے روزنامچہ دکھادیا ہوتا تو اور احوال لکھے جاتے، حضرت مظفر میاں قبلہ کریم بزرگ تھے، ان کی خاص شفقت تو چالیس برسوں سے تھی، خوب خوب ہنسے اور فرمایا عرس کے بعد آکر دیکھ لیجئے گا عرس مبارک کے بعد کرم فرمائی فرمائی اور تیرہ جلدیں مطالعہ کے لئے مرحمت فرمادیں، راقم الحروف نے ایک ہفتہ شب و روز مطالعہ میں گذارے مطالعہ میں اسقدر محویت ہوئی کہ اخذ و اقتباس کا کام بہت کم ہوپایا، مگر جتنا بھی اقتباس کیا جاسکا وہ گراں قدر جواہر زواہر کا سرمایہ ہے اسکی مدد سے راقم الحروف نے مقام کی مناسبت سے اضافہ اصل عبارت کے ساتھ کیا اسکے علاوہ حافظہ کی مدد سے بھی اضافہ کیا حضرت مظفر میاں قبلہ کی کرم فرمائی اور ان کی شانِ کریمانہ کا ہمارے کلمات تشکر سے حق ادا نہ ہو گا ذکر ضروری تھا اس لئے کیا گیا، اب ان روزنامچوں کی جلدیں خانقاہ سرکار کلاں کی رونق ہیں بڑے حضرت صاحب نے کثرت سے سیاحت فرمائی سنہ ۱۳۰۱ھ میں علاقہ اعظم گڑھ ضلع کا دورہ فرمایا، اور روزنامچہ میں اس کا اندراج فرمایا اسی میں ایک مقام پر تحریر فرمایا کہ

"مرید خاص شیخ محمد شبلی نعمانی نظام آباد ہندول نے دعوت کی"

اور حاشیہ میں تحریر فرمایا ان کے عم زاد برادران عالم و فاضل ہیں، اور مشہور عالم حمید الدین کے شاگرد ہیں اس سے معلوم ہوا کہ علامہ شبلی نعمانی اپنے صحیح عقائد کے دور میں خانوادۂ اشرفیہ کے ارادت مند تھے، اسی طرح بانی علی گڑھ مسلم کالج سر سید احمد خاں بہادر کے بارے میں قیام حبیب گنج کے دوران لکھا، کہ "سید صاحب کے بارے میں سنا جاتا ہے کہ انھوں نے توبہ کرلی تھی، شکل و صورت تو مسلمانوں جیسی تھی"

سر سید کے برادر زادہ سید محمد احمد جج مرحوم بڑے حضرت صاحب اور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء سے خصوصی ارادت رکھتے تھے، اور ان کے گھرانے کے افراد سلسلہ سے وابستہ تھے۔ بڑے حضرت صاحب کے یہ روزنامچے گنجینۂ معلومات ہیں، اگر اس کا انتخاب چھپ جائے تو علم و معرفت کا بڑا خزانہ عام ہاتھوں میں پہونچ جائے گا۔

گدائے خواجہ

فقیر محمود احمد رفاقتی اشرفی

درگاہ شریف حضرت امین شریعت اسلام آباد شریف

(بھوانی پور) سون برسا سیلوٹ، ضلع مظفر پور-۸۴۳۱۱۹

حرفِ اعتذار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس مبارک سیرۃ و سوانح کی طباعت و اشاعت کی ذمہ داری حضرت صدر المشائخ مولانا الحاج سید شاہ اظہار اشرف صاحب قبلہ مد ظلہٗ سجادہ نشیں نے قبول فرمائی، مہینوں ان کے پاس نظر ثانی کے لئے رہا، واپسی کے وقت نظرِ ثانی اور ترمیم کا حکم ہوا چنانچہ حکم کی تعمیل کی گئی، ادھر بڑے حضرت صاحب کے روزنامچہ شریف کے کئی سالوں کا عکس حاصل ہو گیا اس کام میں صاحبزادہ والا تبار حضرت سید شاہ محمد اشرف صاحب اشرفی جیلانی مد ظلہٗ نے سرگرم تعاون فرمایا۔

روزنامچہ کے حاصل معلومات مناسب مقاموں میں شامل کئے گئے حکم حاکم تھا کہ طباعت میں کراؤں گا، بتقاضائے ادب، یاد دہانی کو بے ادبی اور گستاخی سمجھتا رہا کئی برس اس میں گزر گئے جب ایک دن فرزند اکبر قرۃ عینی مولانا ابو البرکات محمد عامر اشرف سلمہٗ نے طباعت کا ذکر چھیڑا اور مسودہ اپنے ساتھ الہ آباد لے گئے اور بہت توجہ کے ساتھ کمپوزنگ کرائی، پروف پڑھا، ان کا تعاون عزیز گرامی قدر مولانا الحافظ انصار احمد رضوی نوری سلمہٗ امام خطیب مسجد شریف درگاہ حضرت شاہ اجمل الہ آباد نے کیا، طباعت کے مراحل بھی فرزند عزیز سلمہٗ نے طے کرائے، سارا اہتمام انھوں نے کیا، عاشق صادق حاجی عثمان بیگ مرزا رفاقتی اشرفی اور عزیزی محمد امین انجینئر سلمہٗ ان کے دوش بدوش رہے۔

ان پر مرشدان پاک کی نگاہِ کرم ہمیشہ رہے پھلے پھولیں عالی مقام نیک کام اور نیک نام رہیں آمین۔

ان کے دادا جان قدس سرہٗ نے ان کے صغر سنی میں ان کے بارے میں بلند کلمات ارشاد فرمائے بوسیلہ پیران پاک میری بھی دعاء ہے کہ، مولا تعالیٰ بطفیلِ کرم تاجدارِ حرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم و عرفان، عمر دراز صحت و سلامتی اور قبولیت خلائق کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے دین و پاک کی ظاہری باطنی خدمتوں میں عالی مقام بنائے اور ان سے ان کے دادا جان کا نام نامی بھی روشن رہے اور دین و دنیاں کے جامع ہوں۔ آمین آمین بجاہ حبیبہٖ الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

جمعرات ۲۶؍ شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ

۲۳؍ نومبر ۲۰۰۰ء

باب ۱

خاندان عالی شان

اشرفی ناز کرتو اشرف پر　　کون پاتا ہے خاندان ایسا

حضور پرنور فیض گنجور اعلی حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء مرشد العالم، محبوب ربانی، منبع الفیوض الرحمانیہ، فاتح الکنوز العرفانیہ، جامع الطریقین، مجمع البحرین، واقف اسرار قاب قوسین، سیدنا مخدوم شاہ ابواحمد محمد علی حسین اشرفی الجیلانی چشتی نظامی قدس سرہٗ سجادہ نشین حضرت غوث العالم قدوۃ الکبریٰ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی محبوب یزدانی رضی اللہ تعالی عنہ کچھوچھا شریف کی ذات منبع برکات اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی خاص تھی، اعلی حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی کی زندگانی کا مطالعہ کیجئے تو صاف معلوم ہوگا کہ آپ پارس پتھر کی تاثیر وشان رکھتے تھے، جسے آپ کی خدمت کی برکت نصیب ہوگئی وہی کندن بن گیا، آپ کی مبارک ذات پاک سے ترویج اسلام کا زبردست کام انجام پایا، خدائے بزرگ و برتر نے آپ کی صورت زیبا ایسی بنائی تھی اور ایسی بے نظیر نورانیت سے سنوارا تھا، کہ جو دیکھتا گرویدہ ہوجاتا، جمال لم یزل کی آپ کی مبارک ذات وصفات مظہر تھی، علاوہ بریں آپ کی قدسی صفات گرامی قدر ذات بابرکات سے چشتی نظامی قادری اشرفی سلسلہ کا فیضان از سر نو جاری ہوا اور ہندوستان سے باہر حجاز وشام اور افغانستان ومصر تک پہنچا۔

برائے طالبان فیض باطن　　بشکل اشرفی، اشرف نمایم

برصغیر میں سینکڑوں نادرۂ روزگار علماء ومشائخ کو روحانی و باطنی فیض حاصل ہوا، حضور پرنور اعلی حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کی ذات عالی سلسلہ چشتیہ اشرفیہ میں حضرت غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کی ذات وصفات کا مظہر کامل تھی، ویسا ہی رجوع، خلقت کا ازدہام، پاک باطنوں کا طلب فیوض کے لئے جمگھٹا، علماء کبار کی نیازمندیاں اور ارادت وگرویدگی، امراء ورؤساء کا حسن عقیدت واحترام، تھا، جیسا عہد مخدوم پاک میں تھا۔

اشرف سمناں سے گر پوچھو تو ظاہر ہو یوں　　نام کے ہیں، اشرف عالی ہیں ہم

چہ گویم اشرفم یا اشرفی　　مپرس ایں سر پنہانی خدارا

اعلی حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کے یکتائے روزگار فرزندوں، پوتوں اور باکمال مسترشدیں مریدین وخلفاء سے بھی اسلامی علوم کی ترویج واشاعت اسلام اور باطنی فیوض و برکات کے سرچشمے جاری ہوئے، اور نرالی آن اور شان کے افراد ورجال کی تربیت ہوئی اور تربیت یافتگان کی قدسی نفسی سے گلشن اسلام کی زبردست آبیاری ہوئی اور علم معرفت کا اجالا پھیلا اور مسلمانوں کے قلوب ایمان ومعرفت کے تجلیات سے شاداب ہوئے اور غیر مسلموں کے دلوں میں انوار اسلام کی جوت جاگی، چودھویں صدی ہجری کا اسلامی ہند حضور پرنور اعلی حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کے انوار فیوض و برکات سے جگمگا اٹھا اور اس وقت عالم اسلامی میں سلسلہ عالیہ اشرفیہ کا غلغلہ بلند ہے اور اس کی جہانگیری کا سکہ چل رہا ہے۔

اگر گیتی، سراسر باد گیرد　　چراغ اشرفیاں ہرگز نمیرد

اعلی حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کے خاندان عالی کی عالم اسلامی میں اعزازی شان ہے اور آفاق عالم میں اس کی برتری و بزرگی کا شہرہ ہے، ایک سے ایک بڑھ کر برگزیدۂ روزگار، مقتدائے ملت، علم حقیقی کے تاجدار، جن کے قدوم سے برکت حاصل کرنے والے امامت وغوثیت کے عالی منصب پر فائز ہوگئے، بزرگان خاندان میں واسطۃ العقد اور درۃ التاج ذات گرامی سمات قطب الاقطاب فرد الافراد امام عشق بازاں محبوب سبحانی شہباز لامکانی، غوث الثقلین، پیران پیر، پیر دستگیر، سلطان بغداد شیخ عبدالقادر حسنی حسینی فاطمی صدیقی رضی اللہ تعالی عنہ کی ہے، جن اقدار اسلامی کا احیاء ہوا اور دین پاک نے زندگی وتابندگی پائی اس کا اعتراف عالم اسلامی کے ہر مقتدائے عصر نے تسلسل سے کیا، والانسب محی الدین حضور کی ذات بابرکات ہے۔

انا الجیلی محی الدین اسمی واعلامی علی راس الجبال

حضور غوث الثقلین قطب الکونین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند سیدنا تاج العراق قاضی القضاۃ شیخ عبدالرزاق حسنی حسینی قدس سرہٗ کی اولاد امجاد میں فرزند عالی قدر بدر سمائے فضل وکمال اعلم العلماء العصر قاضی القضاۃ شیخ الاسلام عماد الدین ابوصالح نصر قدس سرہٗ متولد ۵۳۹ھ کی ذات پاک اپنے اب وجد کے نعمتوں اور برکتوں کی امین و حامل تھی، انہوں نے پدر عالی قدر اور عم گرامی مرتبت سے علوم کی تعلیم پائی اور علوم واحسان ومعرفت کا درس حاصل کیا، حدیث وفقہ کا فیضان جاری کیا، سپہر اسلام کے تاجداروں کا سلسلہ دراز ہے، شیخ الاسلام نے تصانیف کی رف بھی توجہ فرمائی، آپ نے اپنے جد گرامی کے مواعظہ حسنہ کی بکثرت محفلوں میں شرکت کی سعادت حاصل کی تھی، چنانچہ آپ کے مواعظ کا وہی انداز وطور طریقہ تھا وہی فیضان تھا، فقہ میں اجتہاد کا درجہ حاصل تھا، اس لئے فتاویٰ بھی جاری فرماتے تھے، خلیفہ بغداد کے بصد التماس پر منصب قضاۃ کو سرفرازی بخشی، مدینۃ السلام حضرت بغداد مقدس میں وفات پائی۔

حضرت قاضی القضاۃ شیخ الاسلام نے اپنے عصر وعہد کے روافض کے فاسد افکار ونظریات کا بلیغ رد فرمایا حضرت شیخ الاسلام سیدنا عبدالرحمٰن نقیب الاشراف سجادہ نشین دربار سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۱۳۴۰ھ نے اپنے گراں قدر تصنیف فتح المبین شریف میں تحریر فرمایا کہ آپ کی رد رفضیت سے چراغ پا ہوکر روافض نے آپ پر الزام گڑھا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی اولاد مین آپ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے خاندان کے لئے سیادت کا دعویٰ کیا، حضرت شیخ الاسلام سیدنا عبدالرحمٰن نقیب الاشراف نے اپنے جد کے بارے روافض کے افتراء کا ذکر فرمایا، خاندان غوثیہ نام نہاد اہل سنت اور روافض دونوں کے طعن کا ہدف رہا، قرناً بعد قرنٍ اس افتراء کا سلسلہ جاری رہا اور جاری ہے، جن کو نسبی شرافت نہیں ملی وہ اوروں سے زیادہ بدلگام ہیں ۔

سادات حسنی کا شرف واامتیاز :

حضرات اکابر اولیاء پروردگار علماء اسلام نے بالاتفاق بیان لکھا ہے کہ حضور پرنور غوث الثقلین محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبط پاک صاحب لولاک امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد وامجاد ہیں اور والدہ ماجدہ کی طرف سے امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذریت طیبہ میں ہیں۔

حضرت اہل بیت میں سادات حسنی عہد اول سے امت پاک کے درمیان معظم ومکرم مانے گئے، اہل حجاز حرمین طیبین اس خانوادۂ پاک کو "شریف" کہتے ہیں، اہل شام "حبیب" شرافت کی شان اور محبوبیت کی آن انہیں سے قائم ہے، خاندان حسنیہ فضیلت وکرامت وشرافت اور عالی نسبی اور بلند حسبی کی بہت سی عالی جہتیں ہیں ۔

ہر شاخ ثمر سے بھاری ہے

حضرت سیدنا امام عبداللہ محض بن حضرت امام حسن مثنیٰ بن امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی والدہ ماجدہ حضرت امام حسین کی صاحبزادی فاطمہ تھیں یعنی آپ خالص حسنی وحسینی وفاطمی ہیں، حضرت شیخ الاسلام شیخ عبدالرحمٰن بغدادی سجادہ نشین دربار غوثیہ مقدسہ حضرت بغداد مقدس نے اسی کی طرف رہنمائی فرمائی، وہ فرماتے ہیں:

"حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ کی نسبت سلامت اور صاف ہے، موالی سے، اور خالص ہے شرافت عالی میں"۔

حضرت سیدنا امام عبداللہ محض (صاف ستھرے، خالص) کی حضرت اہلیہ محترمہ باقر العلوم سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں، یہ وہی سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کی بشارت سید عالم حبیب پاک ﷺ نے سنائی، صحیح حدیث پاک میں ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اقدس ﷺ نے ان کا ذکر فرمایا کہ اون سے ہمارا اسلام کہنا، سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ طلب علم کے لئے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے انہوں نے غایت تکریم فرمائی اور کہا :

"رسول اللہ ﷺ یسلم علیک" فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ ص ۲۱۹۔

حضرات سادات باقری بھی سلامت نسبی کے اعتبار سے بلند مانے گئے کیوں کہ ان کا نسب موالی سے صاف ہے۔

سادات حسنی کی دوسری اعلی شرافت یہ بھی ہے کہ حضرت ام سلمہ بنت طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن حضرت خلیفۃ الراشد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سادات حسنی کی نانی محترمہ ہیں، اسی وجہ سے حضرت نقیب الاشراف مولانا امام العارف شیخ الاسلام سید عبدالرحمٰن بغدادی علیہ الرحمۃ نے حضور سید الاسیاد فرد الافراد غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے نام نامی کے ساتھ

صدیقی نسبت

بھی تحریر فرمائی اور مزید یہ تحریر فرمایا کہ صدیقی نسبت کے لحوق ولزوق کی وجہ سے روافض بدنہادوں نے طعن کیا کہ حضرت غوث الثقلین کے خون میں معاذ اللہ تعالیٰ زنا کا خون شامل ہے۔

روافض کا یہ ادعاء سراسر باطل اور افتراء محض ہے ایک طرف حضرت ام سلمہ کے نکاح کا اقرار دوسری طرف رشتہ نکاح کی وجہ سے خون زنا کی تہمت، تیسری نسبت حسنی حسینی کا انکار، روافض کے دونوں دعوے ایک دوسرے کے

کاذب ہیں۔

روافض بدنہادوں نے سیاہ قلبی کی وجہ سے ایسے افترات ہمیشہ تسلسل سے کئے اور ہر عہد میں سیادت غوثیہ کا انکار کیا، کتابیں لکھیں، رسالے چھاپے، چنانچہ چودھویں صدی ہجری کے عشرۂ اولی میں بھی دیار شام سے چار کتابیں شائع کیں، عرب وعجم کے پاک نہاد علمائے اسلام اور ائمہ کبار نے ان گندی اور افترا ئی کتابوں کا بلیغ رد شائع فرمایا، انہیں کتابوں میں ایک نہایت ہی محققانہ تصنیف حضرت نقیب الاشراف شیخ الاسلام شیخ عبدالرحمٰن بغدادی علیہ الرحمۃ کی

فتح المبين فى الرد على ترياق المحبين

ہے، اس کے مضامین عالی، دلائل مستحکم وقوی اور سر الاسنان ہیں تریاق کا مصنف تقی الدین بن عبدالمحسن الواسطی ہے، دوسری کتاب علامہ اجل عارف اکمل حضرت مولانا مرید محی الدین، علامۂ افغانستان نے تالیف فرمائی، اس کتاب کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ علامۂ افغانستان نے اس کو عربی فارسی اور اردو زبانوں میں خود تحریر فرمایا ہے، اس مبارک کتاب کی ایک اشاعت ۱۳۰۹ھ مطبع شہابی بمبئی سے ہوئی، بلاد عرب وعجم کے کبار علمائے کرام اور مشائخ عظام کے آرا گرامی بھی اس میں شامل ہیں، شایان دید کتاب ہے، روافض بد باطنوں نے اسی عشرا ولی میں یکے بعد دیگرے رسالے چھاپے، حضرت نقیب الاشراف شیخ الاسلام بغدادی علیہ الرحمۃ کی تحریر کے بموجب ان رسالوں کا حاصل:

''**نفى جانب الشريف و اثبت عدمه**'' یعنی حضرت غوث الثقلین کی نسبت سیادت کا انکار اور انکا اثبات ان حرکتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ روافض کا ایک گروہ سادات کی سیادت کے انکار اور انکار کے اثبات میں ہمیشہ سرگرم رہا، قصور یہ ہے کہ حضرت غوث الثقلین نے بدنہاد روافض کا رد کیا اور امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے فضائل بیان فرمائے اور خلافت حقہ کا اثبات فرمایا، دور حاضر میں بھی چند سالوں سے فرزندان غوثیہ اشرفیہ کی سیادت کے انکار کا جھنڈا گھوسی ضلع اعظم گڑھ سے ایک نام نہاد مولوی صاحب نے بلند کر رکھا ہے، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ سادات کو برا کہنے سے کوئی شریف نہیں ہوسکتا اور نہ ہی شرافت کا امتیاز حاصل ہوسکتا ہے کہ رضائے مصطفائی کا حصول تو بہت دور کی حقیقت ہے ۔

چوتھا رسالہ گستاخوں کا **غارة الالهٰية** ہے صحاح الاخبار کا مؤلف عمید الدین نجفی ہے، اس بے باک، بد بخت گستاخ نے بزور زبان لکھ دیا ہے ۔

ان هذا الاسماء التى الحقها القاضى ابو صالح محمد بن يحيٰى لا اثر لهاعندانسابين و القائلون بصحتها جماعة من الجهال المتمكين بطريقة الشيخ عبدالقادر و بعض البله من

جماعة الصوفية او من الفقهاء الدين لا وقوف لهم على علم النسب "

قاضی ابوصالح نصر ابن عبدالرزاق ابن حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہم نے الحاق کیا کہ ہم سادات ہیں، ساتھ محمد بیٹے یحیٰی کے اہل انساب کے نزدیک اس کی کوئی دلیل نہیں ہے شیخ عبدالقادر کے طریقہ کے جہلا کی جماعت اس کی صحت نسب کی قائل ہے اور بعض بیوقوفوں اور فقہا کی جماعت بھی اس کی صحت کی قائل ہے جبکہ ان کو نسب کا علم نہیں ہے ۔

خانوادہ غوثیہ کا حامہ شریف میں قیام :

حضور پر نور غوث الثقلین قطب الکونین رضی اللہ تعالی عنہ کی اولاد امجاد نے رشد وہدایت اور تبلیغ اسلام کے لئے دور دراز مقامات پر جا کر قیام کیا، چنانچہ حضرت سیف الدین یحیٰی ابن ظہیر الدین احمد ابن ابونصر محمد ابن حضرت قاضی القضاۃ شیخ الاسلام عماد الدین ابوصالح نصر ابن تاج العراق شیخ عبدالرزاق رضی اللہ تعالی عنہم بغداد مقدس سے حامہ شریف تشریف لے گئے ان کی ذات مرجع انام تھی، یہاں انہوں نے قضاۃ کے منصب کو سرفرازی عطا فرمائی، حضرت سیف الدین یحیٰی کی چھٹی پشت میں حضرت عبدالغفور حسن جیلانی حموی تھے، جن کے صاحبزادے حضرت مخدوم الافاق سید عبدالرزاق جیلانی تھے، مکتوبات اشرفی میں حضرت مخدوم سید عبدالرزاق نور العین قدس سرہٗ نے اپنا نسب تحریر فرمایا ہے۔ حضور پر نور اعلی حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ نے حامہ شریف کے قدیم شجرہ نسب سے ملایا تو مطابق اصل پایا۔

مخدوم الآفاق حضرت عبدالرزاق نور العین قدس سرہٗ :

حضرت سیدنا نور العین قدس سرہٗ کی عمر مبارک بارہ برس کی تھی جب حضرت غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالی عنہ سیاحت عالم فرماتے ہوئے حامہ شریف تشریف فرما ہوئے اور خانوادہ غوثیہ کے مہمان ہوئے اس کی وجہ قرابت داری بھی تھی کہ حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کی خالہ زاد بہن حضرت سید عبدالغفور حسن جیلانی حموی سے منسوب تھیں، حضرت نور العین حضرت غوث العالم محبوب یزدانی سے بہت مانوس ہوئے ہر وقت خدمت میں حاضر رہتے ، اس قدر بڑھی ہوئی گرویدگی کو والدین کریمین نے دیکھ کر اپنے حقوق معاف کئے اور حضرت محبوب یزدانی کے قدم شریف پر قربان کیا، حضرت غوث العالم محبوب یزدانی قدس سرہٗ نے حضرت نور العین کو کمال مہربانی سے اپنے ہمراہ لیا اور کامل نگہداشت فرمائی، علوم وفنون سے آراستہ کرایا، روحانی و باطنی تلقین و تربیت فرمائی، سلوک کے منازل طے کرائے، مہر وکرم کی بارش فرمائی، جس نے حضرت نور العین کو علم معرفت اور عشق ومحبت کے درجہ

عالی پر فائز کیا۔

ایک طرف حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کی شفقت وعطوفت بے نہایت تھی تو حضرت نور العین نے بھی چشم رضا کے حصول کو اپنی زندگانی کا اولین فریضہ بنالیا تھا خوب خوب خدمت کی ارسٹھ برس سفر وحضر میں ہمرکاب خدمت عالی رہے، جب کسی کو بھی خدمت میں باریابی حاصل نہ ہوتی اس وقت حضرت نور العین کے لئے باب رحمت وا ہوتا، سرفرازی کی حدو انتہا نہ تھی، حضرت غوث العالم نے اپنی حیات ظاہری کے آخری دنوں میں اپنی خلافت کبریٰ اور جانشینی کا اعلان وفرمان خاص وعام کے مجمع میں فرما کر تمام مریدین ومتوسلین وخلفاء کو ان کا تابع فرمایا، حضرت غوث العالم کی نوازشوں سے حضرت نور العین کے فرزندگان گرامی مرتبت بھی بہرہ یاب ہوئے، حضرت غوث العالم محبوب یزدانی نے ان کے بارے میں بھی بلند کلمات ارشاد فرمائے اور بشارتوں سے نوازا ان کے چاہنے والوں کو اپنا چاہنے والا اور ان کے مخالفوں اور معاندوں کو اپنا مخالف ومعاند فرمایا، حضرت غوث العالم کے ارشادات کا ظہور دنیا اپنی آنکھوں سے نویں صدی ہجری سے متواتر دیکھتی چلی آرہی ہے اور ان کو دیکھکر اہل دل اور اہل محبت اور اہل عرفان کی آنکھیں منور ہوتی ہیں، حضرت غوث العالم نے حضرت نور العین کی اولادوں کے بارے میں یہ بھی ارشاد فرمایا تھا، کہ:

''ان کے دشمنوں کے سروں پر فرشتوں کی تلوار لٹکی رہے گی ''۔

یہی وجہ ہے کہ جس نے بھی ان سے عداوت کی خائب وخاسر ہوا، حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کی عنایتوں اور فرزندی میں قبولیت کے اعلان وفرمان کی وجہ سے سادات حسنیہ غوثیہ کا یہ خانوادہ آفاق عالم میں حضرت غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی نظامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہوکر

خانوادہ اشرفیہ

کہا جاتا ہے اس خانوادہ کی حیثیت نسبی بھی ہے اور طریقی بھی، مولانا سید ابوالحسن قطبی مانک پوری نے ''آئینہ اودھ'' میں اودھ کے تمام اشرف خانوادوں کا ذکر کیا ہے، اور حسنی انساب پر کڑی تنقیدی نگاہ ڈالی ہے، نہایت تحقیق وتدقیق کے ساتھ خانوادہ سادات خصوصاً خانوادہ واسطی اور خانوادہ بخاری جلالی اور خانوادہ ترمذی میں بعد کی نسلوں میں شیعیت کی کثرت سے دخول کا بیان لکھا ہے اور تحفظ نسبی کی خاطر آپس کی شادی بیاہ کا بیان مدلل تحریر کیا ہے، حضرت غوث العالم محبوب یزدانی قدس سرہٗ کا ذکر پاک بھی کیا ہے اور لکھا ہے کہ آپ کا نسب نہایت صحیح ہے اور تحفظ نسب کے بارے میں حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کا نظریہ اور رائے نقل کی ہے، کہ:

''سوائے سادات بارہا کے تمام سادات ہندوستان کو مجہول النسب قرار دیتے ہیں اور جو سادات

وہاں بلقب اولاد سید اشرف جہانگیر کے معروف ہیں، یہ واقعی میں اولاد سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں، بہ ورثہ مادری میں وہاں مقیم ہیں'' ۔ (ص ۱۷۰۔۱۷۱)

اس رائے عالی میں سادات کنتوری کو بھی شامل کر لینا چاہیئے، لطائف اشرفی میں ان کے بارے میں رائے عالی کو محفوظ کردیا گیا ہے، حضرت غوث العالم محبوب یزدانی نے حضرت نور العین قدس سرہٗ کے عقد نکاح کے سلسلہ میں سادات ہندوستان کی تحقیق فرمائی تھی، آپ کے پاس سادات ہند کا نسب نامہ بھی تھا اسے آپ نے خود مدون فرمایا تھا وہ نسب نامہ اشرف الانساب کے نام سے موسوم ہوا، ایک روایت متواترہ یہ بھی ہے کہ حضرت سلطان بحر وبر محی اللہ والدین اورنگ زیب غازی ومجاہد فی سبیل اللہ مجدد قرن عاشر علیہ الرحمہ نے اسی نسب نامہ کی بنیاد پر حضرات سادات کرام کے وظائف مقرر کئے اور جاگیریں پیش کیں، معاملات خاندانی کے بارے میں مؤلف آئینہ اودھ نے لکھا ہے کہ:

سید عبد الرحمٰن علوی حضرت محمود غزنوی کے سپہ سالار کے اولادوں میں پرگنہ ماہل ضلع اعظم گڑھ کے مواضعات کو ہندہ اور سید پور کے زمیندار تھے، کو ہندہ کے شیخ یاسین حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر کی بیعت سے سرفراز ہوئے، حضرت مخدوم صاحب نے فرمایا:

''تم علوی ہو، اور یہاں کے لوگ حسنی حسینی ہیں اس لئے تفرقہ کے لئے تم اپنے کو شیخ علوی کہو''

ارشاد مرشد میں انہوں نے اپنے تئیں '' شیخ موسوم کیا اور سید پور والے ''بلقب سید'' مشہور ہے آخر کو ابوالمنصور خان والی اودھ کے زمانہ میں سید پور والے شیعہ ہوگئے لیکن کو ہندہ والے بانعقاد ارادت حضرات چشت مذہب اہل سنت پر قائم ہیں''۔ (ص ۱۳۷)

مولانا ابوالحسن حسنی قطبی نے کو ہندہ والوں کے حصار ارادت حضرات چشت میں آنے کی دوسری برکت یہ بھی تحریر فرمائی کہ:

''مخالفت مذہبی کی وجہ سے دونوں بستیوں کے خاندانوں میں شادی بیاہ نہیں ہوتی''

(ص ۔۱۳۷)

حضرت غوث العالم محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صلابت مذہبی اور صحت نسبی کا فیضان آج بھی جاری ہے، مگر حضرت ملک الامراء الملک محمود کے خانوادہ کے بعض طماع اور حریص اور طالب الدنیا افراد لکھنؤ کے رافضی نوابوں کے زیر اثر شیعہ ہوگئے، مذہب کی تبدیلی اور گمراہی کے صلے میں تعلقداری کی لعنت حاصل کی، حضرت غوث

العالم محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مخدوم حاجی سید عبدالرزاق قدس سرہٗ کا نکاح ''سادات ماہرو'' میں کرایا، ان کے پانچ صاحبزادگان گرامی ہوئے سب کی پیدائش حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کی حیات ظاہری میں ہوئی، حضرت غوث العالم نے حضرت نورالعین کو اعلان و فرمان جانشینی کے وقت یہ ترغیب بھی دی کہ اپنے بعد فرزندوں کو بھی خلافت و سجادگی سے سرفراز کرنا چنانچہ حضرت نورالعین نے حضرت شاہ حسن اور حضرت شاہ حسین اور حضرت شاہ فرید اور حضرت شاہ احمد کو اپنا مرید و خلیفہ اور سجادہ نشین بنایا اور دستور صوفیہ اور ہدایت مخدومی کی تعمیل میں جداگانہ دائرہ ولایت مقرر فرمادی، حضرت شاہ حسین کو ولایت جونپور اور حضرت شاہ احمد کو ولایت جائس اور حضرت شاہ فرید کو ولایت بسوڑھی ضلع بارہ بنکی عطا فرما کر روانہ فرمایا، حضرت مخدوم شاہ فرید حضرت مخدوم شمس الدین فریاد رس اودھی متوفی ۹۰۷ھ کے اخلاف کے جونپور منتقل ہونے کے بعد اجودھیا منتقل ہوگئے، حضرت مخدوم شاہ فرید کا مزار مبارک محلہ بیگم پورہ میں ہے، مخدوم شاہ فرید کے صاحبزادہ حضرت شاہ علاء الدین تھے، ان کے فرزند حضرت شاہ نظام الدین ان کے شاہ محی الدین تھے، جن کی صرف دو صاحبزادیاں تھیں اس کے بعد نسل منقطع ہوگئی، اب ان کی دختری نسل خانوادہ احمدی اور خانوادہ حسنی اور خانوادہ حسینی سے جاری ہے، حضرت غوث العالم نے حضرت نورالعین سے فرمایا تھا کہ میں نے تمہاری اولاد کو خزانہ الٰہی میں شریک کیا ہے، اور حق تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ اگر عبدالرزاق کی اولاد قانع ہو تو ان کو کسی کا محتاج نہ کر، ادنیٰ سی توجہ سے ان کے کام بن جائیں گے۔ میں حیات و ممات میں ان کے ساتھ ہوں۔

کسے کہ اولیاء را مرد داند — پس آں کس مردہ است داں زندہ باشد
اشرف در زندگی باشد نہ مرد — بہر جا خوانش آئندہ باشد

(جو شخص اولیاء اللہ کو مردہ سمجھتا ہے وہ خود مردہ ہے اور اولیاء زندہ ہیں، اشرف زندہ ہیں نہ کہ مردہ، جہاں سے اسے پکارو گے پہونچ جائے گا۔)

حضرت غوث العالم نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ:

''میں نے اپنے آپ کو تم پر مکمل نثار کیا اور تم سے کوئی دریغ نہیں کی اور تمہاری اولاد کے حق میں حق تعالیٰ سے یہ بھی درخواست کی ہے کہ ہمیشہ مقبول و مسعود رہیں اور تمہاری اولاد کے ہر طبقہ میں ایک رجال الغیب اور مجذوب ہوگا اور ایک ایسا شخص ہوگا جس کے اندر میری حالت اتر آئے گی۔''

حضرت مخدوم الآفاق حاجی سید عبدالرزاق جیلانی قدس سرہٗ کا وصال ساتویں ذی القعدہ الحرام ۸۴۸ھ کو ہوا، چالیس برس مسند سجادگی کو رونق بخشی، رشد و ہدایت کا فیض جاری ہوا، آپ کے بہت خلفاء تھے ان سے بھی خیر

کثیر کا اجراء ہوا۔

حضرت مخدوم شاہ حسن سجادہ نشین:

مسند نشین شاہ کے حضرت حسن ہوئے — قائم مقام خاص، یہ گل پیرہن ہوئے

حضرت شاہ شمس الدین فرزند اکبر نے اٹھارہ برس کی عمر میں وفات پائی ان سے چھوٹے حضرت مخدوم شاہ حسن تھے، فرزند اکبر کی وفات کے بعد آپ ہی فرزند اکبر کہلائے اور مخدوم الآفاق حضرت حاجی سید عبدالرزاق جیلانی نے اپنی کنیت ابوالحسن قرار دی حضرت غوث العالم نے حضرت مخدوم نورالعین کی سجادگی و جانشینی کے اعلان کے بعد حضرت شاہ حسن کو اپنے پیرو مرشد حضرت سلطان المرشدین مخدوم علاء الحق والملۃ والدین گنج نبات چشتی نظامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۸۰۰ھ کا مرحمت کردہ خرقہ مبارکہ عطا فرما کر زبان گوہر فشاں سے فرمایا۔

''حسن ماء احسن الوجوہ واکبر الوقوہ''

حضرت شاہ حسن کی تعلیم و تربیت اور علم شریعت حضرت مخدوم نورالعین کی حسن توجہ سے مکمل ہوئی اور حضرت نورالعین نے حضرت شاہ کی ہر وجہ اور ہر لحاظ سے اکبریت کا خاص خیال فرمایا اور اپنا خلیفہ کیا اور اپنے بعد سجادہ نشین بنایا اور آستانہ حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کی خدمت اور جاروب کشی سپرد فرمائی حضرت شاہ حسن نے اپنے گرامی مرتبت والد گرامی کا حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کی ذات پاک سے گرویدگی کا حال دیکھا تھا، چنانچہ اس معاملہ میں بھی انہوں نے مثال قائم فرمادی اور صاحب گنجینۂ ظرائف مؤلف ظرائف نے بھی حضرت شاہ حسن خلف اکبر کی قائم مقامی اور سجادہ نشینی کا اقرار کیا ہے۔

زاولاد حسن قائم مقامی — برفت از سالہا چار صد چار

مولانا شیخ عبدالرحمٰن چشتی امیٹھوی متوفی ۱۰۹۴ھ ۱۰۳۴ء میں حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کے آستانہ پر حاضری دی اس وقت ان کو شاہ حسن شریف سرکار خورد نے خلافت دی اور حضرت غوث العالم کا وہ خرقہ تبرک جو حضرت مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوا تھا، مرحمت فرمایا، انہوں نے کچھوچھا مقدسہ میں حاضری کے تقریباً دس برس بعد ۱۰۴۵ھ میں مراۃ الاسرار کی تصنیف شروع کی اور بقول ان کے عہد شاہ جہانی میں تکمیل کی، بلکہ صحیح تر یہ ہے کہ اپنی آخری زندگی تک اس میں اضافے کئے، اس کتاب میں پہلی بار حضرت شاہ حسین کی سجادگی کا ذکر کیا، مراۃ الاسرار کی روایت جب عام ہوئی تو اس زمانہ کے اکابر نے اس کی تغلیط کی، حضرت شاہ کرم اللہ اشرفی احمد جائسی کے مرید و خلیفہ مولانا شاہ محمد صالح رودولی شریف نے

خلافت نامہ اشرفیہ

لکھا اور تحریر فرمایا:

''چنانچہ حضرت نور العین وقت وفات خدمت جاروب کشی بخلف اکبر سپرد کردند، سید حسین را بجونپور وسید احمد را بجائس وسید فرید را برودولی فرستادہ، وصیت بجا آوردند''۔

حضرت شاہ کرم اللہ اشرفی جائسی کے ایک اور مرید علامہ عبدالقادر خاں جائسی قاضی القضاۃ بنارس نے اپنے رسالہ میں اس کی مکمل تردید فرمائی اور تردید کا یہ سلسلہ برابر جاری رہا، یہاں تک کہ چودھویں ہجری کے عشرہ اولی میں حضرت شاہ غفور اشرف اشرفی از احفاد مخدوم سید شاہ دیوان صادق محمد ابن حضرت شاہ عبدالرحیم ابن شاہ راجو ابن حضرت حاجی چراغ جہاں ابن شاہ جعفر لاڈ ابن شاہ حسین خلف ثانی نے بھی تردید میں یہ کلمات تحریر فرمائے۔

خلاصہ اس مضمون کا یہ ہے کہ حسن ہر امر اور ہر وجہ میں احسن و اکبر ہے گویا حضرت نور العین کو آپ نے ہدایت فرمایا کہ ہر بات میں ان کا لحاظ رکھئے اور یہاں سوائے منصب خلافت اور سجادگی کے دوسری بات سمجھی نہیں جاتی، کیوں کہ وہ وقت بخشئے نعمت اور خلافت اور سجادگی کا تھا'' (تحائف اشرفیہ مترجم ص ۴)

حضرت شاہ غفور اشرف علیہ الرحمۃ نے اپنے خاندانی سفینے کے حوالے سے تحریر فرمایا کہ ''اپنے یہاں حضرت شاہ علاؤ الدین ابن حضرت مخدوم دیوان صادق محمد شاہ راجو ابن حاجی شاہ جہاں بن لاڈ بن شاہ حسین بن حضرت نور العین قدس سرہٗ سے بجنسہ لکھا دیکھا وہ یہ ہے۔

حضرت قدوۃ الآفاق شاہ حاجی عبدالرزاق نور العین قدس اللہ سرہٗ صاحبزادہ بودند مسمی۔

حضرت شاہ حسن طرف مغرب

دوم حضرت شاہ حسین طرف مشرق

سوم حضرت شاہ حاجی احمد قصبہ جائس

چہارم حضرت شاہ فرید قصبہ لودھی

پنجم حضرت شاہ شمس الدین لاولد فقط

صحیفہ شاہ تاج الدین اشرف مرحوم میں بھی ہے اور خاص میرے دادا صاحب کے صحیفے میں بھی اس طرح تحریر ہے، کسی میں روضۂ جائس کسی میں قصبہ جائس، ساتھ نام شاہ حسین کے کالے پہاڑ کر کے لکھا ہے کہ ہمارے خاندان کے پندرہ سولہ مکان ہیں، اس میں سب کا اتفاق ہے'' (تحائف اشرفیہ ص ۷)

حضرت شاہ حسن سجادہ نشین خلف اکبر کا وصال ۸۹۸ھ میں ہوا ان کی قبر مبارک روضۂ مخدوم پاک کے بائیں جانب ہے، آپ کی تاریخ وفات

سید حسن سجادہ نشین اکبر (۸۹۸ھ)

ہے، آپ کی قبر مبارک کے کتبہ میں یہی درج تھا، چند سال قبل تک یہ کتبہ سرہانے نصب تھا'' سرکارکلاں کی سجادگی کی تحقیق کے سلسلہ میں ایک سرکاری کمیشن آنے والا تھا جب اس کی اطلاع سید فخر الدین اشرف بسکھاری کو ہوئی تو راتوں رات اس کتبہ کو نکلوا دیا۔

سجادہ نشین سرکار کلاں :

اکبر خلف، حسن کا لکھوں سلسلہ ضرور — جیسا کہ آج تک میں وہ پایا کیا ظہور

مسند نشین وہ صاحب خرقہ تھے اہل نور — بالائے روضہ ہیں، صف اول میں جو قبور

حضرت شاہ حسن سرکار کلاں قدس سرہٗ کے بعد انکی سرکار کے آٹھ سجادہ نشینوں کی قبریں حضرت غوث العالم کے روضہ منورہ کے باہری خطیرہ میں پہلی صف میں ہیں، اور زیارت گاہ خاص و عام ہیں۔

(۱) حضرت شاہ حسن سرکار کلاں قدس سرہٗ سجادہ نشین

(۲) حضرت شاہ محمد اشرف شہید قدس سرہٗ سجادہ نشین

(۳) حضرت شاہ محمد قدس سرہٗ سجادہ نشین

(۴) حضرت شاہ حسین ثانی سجادہ نشین

(۵) حضرت شاہ عبدالرسول قدس سرہٗ سجادہ نشین

(۶) حضرت شاہ نور اللہ قدس سرہٗ سجادہ نشین

(۷) حضرت حضرت شاہ ھدایت اللہ قدس سرہٗ سجادہ نشین

(۸) حضرت سید شاہ عنایت اللہ قدس سرہٗ سجادہ نشین

(۹) حضرت شاہ نذر اشرف قدس سرہٗ سجادہ نشین متوفی ۱۱۸۷ھ

حضرت شاہ حسین سرکار ثانی کی قبر مبارک حضرت سرکار کلاں شاہ حسین قدس سرہٗ کی قبر مبارک سے براہ ادب تھوڑے فاصلہ پر تھی ان کی قبر مبارک سے دوسری صف میں حضرت شاہ جعفر لاڈکٹہ نواز کی قبر مبارک ہے ان سے مغرب کی طرف علی الترتیب دوسری صف میں حضرت حاجی چراغ جہاں، حضرت شاہ محمود شاہ علی، حضرت شاہ حسن

شریف وابوالغوث، شاہ حلیم اللہ و شاہ محمد اشرف اور شاہ اشرفی وغیرہ کی قبریں ہیں۔

سرکار ثانی حضرت شاہ حسین کے اخلاف میں شاہ حسن شریف کے فرزندوں نے قتل ونہب کا بازار گرم کیا اور شاہ محامد اپنے بھائیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے اور اپنے بزرگوں سجادگان سرکار ثانی کے صف میں قبر کی جگہ نہ پاسکے، بلکہ نیر شریف تالاب کے مغربی جانب دوپہر کی عدالت ہے اس کے اتر جانب دفن ہوئے، ان کے دکھن جانب شاہ حمایت اشرف صاحب قبلہ کی قبر مبارک ہے، حضرت شاہ مجید الدین اشرف کی قبر واقع بالائے روضۂ مسجد شریف کے دکھنی گوشے میں دیوار مسجد شریف سے متصل ہے، شاہ حسین کے ساتویں جانشین شاہ جمال اشرف کی قبر شاہ حسین کے متصل پورب بنی ان سے متصل شاہ نعمت اشرف کی قبر بنی، اب موجودہ پوزیشن اس طرح ہے کہ شاہ حسین سرکار ثانی اور شاہ جمال اشرف کے درمیان حکیم وجیہ الدین، حکیم عبدالحیٔ اور سید ظفر الدین اشرف کی قبریں ہیں، شاہ وجیہ الدین سے پہلے کے حالات کے پیش نظر خانوادہ حسینی میں حضرت شاہ راجو بن شاہ جعفر لاڈ کے سلسلہ اخلاف کے بزرگ حضرت شاہ غفور اشرف رحمت اللہ علیہ نے نشاندہی فرمائی۔

''مقرر ہونا مزارات سجادہ نشینان بجائے مخصوصہ چنانچہ مزارات سجادہ نشینان خاندان سید حسن اپنے مقام پر صف اول میں پائیں اس صف کے مزار سجادہ نشینان خاندان سید حسین جیسا کہ فرق واقع ہوتا ہے درمیان امام اور مقتدی کے''۔

سجادہ نشین سرکار کلاں کی تدفین کا عبرت ناک سانحہ :

۱۱۸۷ھ میں سرکار کلاں کے آٹھویں سجادہ نشین حضرت شاہ نذر اشرف کا وصال ہوا درگاہ معلٰی کے متوارث طریقہ پر سجادہ نشین سرکار کلاں ہشتم کو آستانہ حضرت غوث العالم محبوب یزدانی رضی اللہ تعالی عنہ کے بالائی حصہ میں سرکار کلاں کے صف قبور میں دفن کرنے کی ساعت آئی تو حضرت شاہ حسین سرکار ثانی علیہ الرحمۃ کے دسویں سجادہ نشین شاہ نعمت اشرف صاحب متوفی ۱۲۲۰ھ اور ان کی جماعت کے افراد نے ناپسند کیا اور اختلاف ومزاحمت کی دیواریں کھڑی کردیں، اس سنگین صورت حال سے حضرت سجادہ نشین سرکار کلاں کے اہل خاندان اور عقیدت مندان بھی مغموم ومشتعل ہوئے اور انہوں نے جان کی بازی لگا کر آپس میں یہ طے کیا کہ حضرت شاہ نذر اشرف سجادہ نشین کو اسی مقام پر دفن کیا جائے جہاں ان سے پہلے کے سرکار کلاں کے سجادہ نشینان مدفون ہیں، جب یہ خبر شاہ نعمت اشرف اور ان کی جماعت کو ہوئی تو انہوں نے جبر وتشدد کے ساتھ آستانہ حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کے صدر دروازہ کو بند کردیا اور صحن آستانہ پر قبضہ جما کر میت کا انتظار کرنے لگے، اس جدال وقتال کی فضا کو دیکھ کر سرکار کلاں کے وابستگان نے

حکمت وتدبر سے کام لیتے ہوئے دن کا سارا وقت گذار دیا اور رات کی خاموشی میں آستانہ حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کے مغربی حصے کی جانب سے کشتیوں کے ذریعہ نیر شریف کو پار کیا اور سیڑھیوں کی مدد سے آستانہ کے بالائی حصے پر پہونچ کر نہایت سرعت کے ساتھ تدفین کردی، یہ اطلاع جب مخالفین کو ملی تو ہاتھ ملنے کے سوا اور کوئی چارہ کار ہی کیا تھا، اس لئے کہ قبر مبارک کھود کر لاش نکالنے والی اسکیم پر خود ان ہی کی جماعت میں انتشار وافتراق کے پھیلنے کا خوف تھا، تاہم انہوں نے اپنے جوش غضب میں قبر مبارک کی زائد مٹی کو ہٹا کر اسے فرش کے برابر کردیا، جبر وتشدد کی اس کاروائی کو سخت ناپسندیدگی کے ساتھ دیکھا گیا، چنانچہ حضرت شاہ کرم اللہ اشرف جائسی کے مرید خاص عالم شہیر رئیس خاندانی قاضی القضاۃ علامہ عبدالقادر خاں جائسی قاضی القضاۃ بنارسی نے اپنے رسالہ میں اور حضرت شاہ تاج الدین اشرف نے اپنے صحیفہ میں، مولانا شاہ محمد صالح رودولوی نے خلافت نامہ اشرفیہ میں اور سید شاہ مخدوم بخش صاحب اور سید شاہ دوست نے اپنے رسائل میں اس عبرت ناک واقعہ کو قلمبند کیا ہے۔

اس دور کی پرآشوبی اور جبر وتشدد کا بیان حضرت مخدوم الملت مولانا سید شاہ ابوالمحامد محمد صاحب قبلہ محدث قدس سرہٗ نے بھی چودھویں صدی کے نصف اول کے آخر میں تحریر فرمایا۔

''گیارہویں صدی ہجری میں جب مسند سجادگی پر حضرت شاہ نذر اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ رونق افروز تھے اور ایک طرف اعداء دین اور دوسری طرف دشمنان عزت ومنصب کے خونخوار منصوبوں کے خوفناک بادل گھر گھر کر غوث العالم کے اس مقدس جانشین پر آئے تھے تو برق عذاب خدا اور صاعقہ قہر الٰہی نے ان بادلوں کے پرخچے اڑا دیئے تھے اور جبال عداوت کو روئی کے گالوں کی طرح سے پھونک کر اڑا دیا تھا، اوس کے مجموعہ کا پیارا نام یہی ''بندھو'' تھا، صرف یہی بندھو کی ہستی تھی جس کا سینہ اگر حضرت شیخ کے لئے ہر وقت سپر تھا، اس کے بازو کا زور اعداء روباہ منش کو شیر کی طرح نگل رہا تھا، بندھو کا کل سرمایہ یہاں تک کہ بندھو کی پیاری جان، شیخ کے نشان قدم پر قربان ہوگئی تھی اور بالآخر بندھو نے اپنی فاتحانہ زندگی اس ذوق میں بسر کردی کہ قلب شیخ میں اون کے لئے وسیع جگہ پیدا ہوگئی، **فرحمة الله عليه وعلى شيخه و مشائخه وعلينا معهم** اس مقدس جان فروش کا مزار مبارک آستانہ اشرفیہ میں ایک بلند چبوترہ پر قدمہائے غوث کی محاذات میں آج بھی زیارت گاہ خلائق ہے''۔ (ماہنامہ اشرفیہ کچھوچھا مقدسہ رجب ۱۳۴۳ھ)

غاصبانہ قبضہ اور قتل کی کاروائی :

خانوادۂ سرکار ثانی حضرت شاہ حسین کے افراد کی خانوادہ سرکار کلاں کی اولادوں پر ظلم وتعدی اور جبر و

استبداداور غاصبانہ کاروائی اور حقوق پر قبضہ کی داستان حضرت سرکار ثانی نے بھی لکھی ہے اور مذمت کی ہے، یہ یاد رہے کہ سرکار ثانی کے چوتھے سجادہ نشین شاہ محمود تھے ان کے حقیقی بھائی حضرت شاہ راجو علیہ الرحمۃ کے اخلاف میں حضرت غفور اشرف اور ڈاکٹر سید مظاہر اشرف صاحب نے بھی جبر وتشدد کی کاروائیوں کا ذکر کر کے مذمت کی ہے، ان دونوں حضرات کا بیان آگے آئے گا۔

شاہ جہاں بادشاہ نے صوبہ الہ آباد اور بلدہ محفوظہ جونپور کے حاکموں کے نام سجادہ نشین سرکار ثانی ششم کے فرزندوں نے اعمام اور اعوان وانصار کیساتھ، درگاہ معلی کے فتوحات اور نذرانوں اور زمینداری کا حصہ غصب کیا اور سید ابراہیم بن سید اسماعیل بن ابوالخیر بن شاہ سید محمد بن شاہ محمد اشرف شہید ابن سرکار کلاں حضرت شاہ حسن سجادہ نشین اور سید خلیل الرحمٰن ابن سید نظام الدین بن حضرت شاہ ابوالفتح بن شاہ محمد بن شاہ اشرف شہید بن سرکار کلاں حضرت شاہ حسن سجادہ نشین اور سرکار احمدی کے شاہ بہاء الدین بن سید ابوالفتح بن سید کمال الدین بن سید جلال بن سید قتال بن حضرت حاجی سید احمد بن حضرت نورالدین اور شیخ سالم کو قتل کر دیا اور باقی انیس افراد کو زخمی کیا۔

شاہ جہانی فرمان :

اس واقعہ ہائلہ کی فریاد سید شاہ محبّ اللہ بن سید خیرالدین بن سید اسماعیل، بن سید ابوالخیر بن سید ابراہیم کے برادرزادہ نے دربار شاہی میں کی۔

ابوالنصر شاہ جہاں بادشاہی غزنوی نے جلوس ۱۰۵۴ء کو فرمان جاری کیا۔

''سید محبّ اللہ فرزند اشرف السمنانی نے بوسیلہ وزرائے سریر خلافت مستعد ہو کر نالش کیا کہ فرزندان سید مذکور سے ہم تین فریق ہیں۔ حسن وحسین واحمد اور آمدنی وفتوح آستانہ کی آتی ہے، موضع رسول پور کہ تخمیناً ہزار بیگھہ زمین اس مزرعہ میں ہوگی۔

سید نجم الدین ابن سید حسن شریف وابوالغوث وفضل اللہ وغیرہ برادران انہوں نے کہ اولاد سید حسین کے ہوتے ہیں، ساتھ غصب وظلم وستم کے شریکی فتوحات ونذور ومحصول دیہہ مذکور کو اپنے تصرف میں لا کر شرکاء کو دخل نہیں دیتے۔

اور سید ابراہیم اور سید خلیل الرحمٰن کہ اولاد سید حسن کے تھے اور سید بہاء الدین فرزند سید احمد وشیخ سالم کو جان سے مار ڈالا اور انیس آدمی کو زخمی کیا۔

لازم کہ تحقیقات اس مقدمہ کی کے اگر واقعی ہو تو ایسا کرنا کہ ستمگاران سزا اپنے اعمال بد کی پاویں اور سبب

عبرت دوسروں کا ہو اگر وہاں رفع نہ کر سکیں، خونیاں کو قید کر کے درگاہ والا میں روانہ کرو کہ اپنی سزا کو پہونچیں اور فتوحات دیہہ جو کچھ ہو برابر حصہ ہر ایک حقدار کو پہونچتا رہے اور سید محبّ اللہ دوبارہ نالشی نہ ہوں'' (تحائف اشرفیہ ص ۴)

تفصیل کا مقام نہیں لیکن حقیقت واقعہ یہی ہے کہ شاہ حسن شریف کے اخلاف وبرادرزادگان قتل ونہب اور جبر وتشدد اور ظلم وتعدی کے عادی ہو گئے تھے۔ چنانچہ شاہ حسن شریف کے فرزندوں نے طمع مال میں اپنے حقیقی بھائی حضرت شاہ محامد کو قتل کر ڈالا، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ شاہ محامد بارہ برس کی عمر میں مکہ معظمہ چلے گئے اور وہاں ہی عقد کیا جب وطن آئے تو بارہ سالہ فرزند حضرت شاہ مکی ہمراہ تھے، حضرت شاہ محامد کے قتل کے بعد شاہ مکی جونپور میں قید ہوئے، حاکم علاقہ نے مہربانی کر کے انکو قید سے نکالا اور بزور حکومت بسکھاری لاکر مسند سجادگی سرکار ثانی پر بٹھایا، یہ اس سرکار کے ساتویں سجادہ نشین تھے اور انکے فرزند ارجمند حضرت شاہ اشرفی سجادگی سے محروم ہوئے اور شاہ جمال اشرف سجادہ نشین ہوئے، ان کے بعد شاہ نعمت اشرف نے سرکار ثانی کی مسند سجادگی پر جلوس فرمایا، شاہ راجو کے اخلاف میں شاہ مبارک کے سلسلہ اولاد کے نامور دیدۂ عالم، ڈاکٹر سید مظاہر اشرف صاحب نے شاہ نعمت اشرف صاحب کے بارے میں لکھا ہے۔

> ''شاہ حسین سرکار ثانی کی اولاد میں ایک بزرگ شاہ نعمت اشرف رحمۃ اللہ علیہ بھی سند سجادگی پر رونق افروز ہوئے ان کا دور بہت ہی اہم تھا، یعنی ان کا دبدبہ اور شان وشوکت کسی شاہان وقت سے کم نہ تھا اور بلاشرکت غیرے آستانہ عالیہ اشرفیہ کے سجادہ نشین اور متولی خانقاہ تھے''۔

شاہ نعمت اشرف نے فرزند خورد شاہ ذکریا اشرف کو نامزد کیا شاہ یحییٰ اشرف فرزند کلاں اور شاہ مقصود اشرف کو بھی عرس کرنے کی اجازت دی مگر بقول ڈاکٹر سید مظاہر اشرف صاحب کچھ اختلافات خاندانی اور بے جا دخل اندازی کی وجہ سے شاہ یحییٰ اشرف نے مسند سجادگی پر جلوس فرمایا اور خرقہ پوشی کی اور باقی دونوں فرزندان عرس کرتے رہے۔

اولاد امجاد :

حضرت شاہ حسن سرکار کلاں سجادہ نشین قدس سرہٗ کے صرف ایک فرزند حضرت سید محمد اشرف قدس سرہٗ تھے ان کو بیعت وخلافت واجازت حضرت سرکار کلاں سے تھی، اور سرکار کلاں کی وفات کے بعد مسند سجادگی کو زینت دی چونکہ اطراف درگاہ شریف میں غیر مسلموں کی بھی آبادیاں تھیں اور آئے دن ان کی طرف سے شورش ہوا کرتی تھی، زمینداری میں حضرت شاہ حسین سرکار ثانی کا بھی حصہ تھا لیکن وہ چونکہ ولایت جونپور تھے اس لئے وہ اور ان کے اخلاف

کرام جونپور میں رہتے تھے، ۸۷۰ھ میں شاہ حسین بادشاہ سلطنت شرقیہ نے ایک فرمان کے ذریعہ ایک ہزار بیگھہ زمین درگاہ معلیٰ اور حضرت شاہ حسن اور حضرت شاہ حسین اور حضرت حاجی شاہ احمد کے نام نامی معاش کے لئے نذر کئے تھے، اس کی وجہ سے راجہ نظام آباد وغیرہ سے جنگ کی نوبت آئی، حضرت شاہ حسن شہید ہوئے، حضرت شاہ حسین کے اخلاف حضرت جعفر لاڈ کٹھہ نواز اور شاہ عبداللہ اس خبر وحشت اثر کو سن کر بنارس سے کچھوچھا مقدسہ آئے اور ریاست کا انتظام بخیر وخوبی کیا۔ شاہ جعفر اولوالعزم وشجاع اور باحوصلہ بزرگ تھے، انہوں نے اپنے فرزند کے عقیقہ کی تقریب منعقد کر کے مریدوں کو جمع فرمایا اسی موقع پر بھروں سے مقابلہ کر کے اپنا قبضہ حاصل کیا، حضرت شاہ محمد اشرف نے ۹۱۰ھ میں شہادت پائی، حضرت شاہ محمد اشرف علیہ الرحمۃ کے تین فرزندان گرامی تھے، سب سے بڑے حضرت سید محمد اور ان سے چھوٹے حضرت شاہ حامد اور سید احمد تھے۔ حضرت شاہ محمد اشرف علیہ الرحمۃ کی شہادت کے وقت حضرت شاہ احمد صرف چھ ماہ کے بچہ تھے، دایہ بخوف جان ان کو کنارے تالاب دارالامان میں ڈال کر چلی گئی، شاہ جعفر نے بتلاش بسیار چھ دن کے بعد تالاب کے کنارے پایا اور ان کی پرورش فرمائی، حضرت سید محمد فرزند اکبر کو ارادت اپنے والد ماجد سے تھی، ان کی شادی حضرت شاہ جعفر لاڈ کی صاحبزادی سے ہوئی مولانا سید فخر الدین چشتی اشرفی دہلوی خواہرزادہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''کوائف اشرفیہ'' میں لکھتے ہیں ۔

''بعد شہادت سید محمد اشرف شہید حضرت شاہ جعفر لاڈ کٹھہ نواز سید محمد ابن سید محمد اشرف شہید داماد خود را باشفقت بسیار ومحبت بے شمار تعلیم وتربیت نمودہ بسند سجادہ نشین پدر شان نشاں دادہ''۔

(کوائف اشرفیہ ص ۴۴۶)

حضرت شاہ محمد اشرف شہید کے یہاں حضرت شاہ جعفر لاڈ کی دختر پاک سے تین فرزندوں کی ولادت ہوئی، حضرت شاہ حسن ثانی، حضرت شاہ حسین ثانی اور حضرت شاہ ابوالفتح اور دوسری اہلیہ کے بطن سے حضرت شاہ ابوالخیر اور شاہ ابوالفیض پیدا ہوئے۔ شاہ حسن ثانی اور شاہ حسین ثانی اور شاہ ابوالفتح اور شاہ ابوالخیر سے نسل جاری رہی۔ حضرت شاہ حسن ثانی قدس سرہٗ سے حضرت غوث العالم محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بشارت کا سلسلہ ظہور پذیر ہوا کہ:

''تمہاری نسل کے ہر طبقہ میں ایک شخص سالک اور مجذوب ہوتا رہے گا''۔

چنانچہ حضرت حسن ثانی قدس سرہٗ پر جذب کی کیفیت طاری رہتی تھی، انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت سید شاہ حسین کی سجادگی تفویض فرمائی اور ارشاد فرمایا۔

''کسے از اولاد من در باب سجادگی سید حسین ثانی برادر من مزاحم نشود''۔

حضرت شاہ حسن ثانی کی اولادوں نے اس ہدایت کی مکمل پابندی کی کسی نے بھی کبھی بھی سجادگی کا دعویٰ نہیں کیا، حضرت شاہ نذر اشرف تک تمام سجادگان انہیں کی نسل سے ہوتے رہے۔

حضرت شاہ ابوالفتح :

حضرت شاہ ابوالفتح قدس سرہٗ اپنے حقیقی بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ ان کے پانچ فرزند تھے سب سے بڑے حضرت سید عبدالرحمٰن تھے اور ان سے چھوٹے حضرت سید احمد لاولد رہے حضرت سید عثمان حضرت سید نظام اور حضرت سید مبارک سے نسل کا سلسلہ جاری ہوا، حضرت سید شاہ نظام کے فرزند ارجمند حضرت شاہ خلیل الرحمٰن کو حضرت شاہ حسن شریف سجادہ نشین سرکار ثانی کے فرزند سید نجم الدین نے اپنے بھائیوں کی مدد سے شہید کر ڈالا۔

حضرت شاہ ابوالفتح کا انتقال منگل کے دن ہوا آپ کی نعش مبارک دفن کے لئے درگاہ شریف جا رہی تھی راستہ میں ایک پنساری کی دکان تھی، اس نے دوکان سے نکل کر دریافت کیا کہ کس کی میت ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ شاہ ابوالفتح کی ہے اس نے کہا بزرگ لوگ بھی منگل کے دن مرنے لگے۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ حضرت شاہ ابوالفتح اٹھ کر بیٹھ گئے اور حکم دیا کہ مسہری زمین پر رکھ دو اور پنسارن سے دریافت فرمایا کہ :

''بزرگ لوگوں کو کس دن مرنا چاہیئے''

اس نے کہا کہ جمعہ کے دن آپ نے حکم دیا کہ کچھوچھا واپس لے چلو اب جمعہ کو مریں گے، حضرت نے کفن پہنے رکھا اس خبر کو سن کر لوگ دور دور سے آنے لگے۔ آپ ان کو نصائح فرماتے یہاں تک کہ جمعہ کا مبارک دن آ گیا اور آپ نے دنیا سے پردہ کر لیا، حضرت سید عثمان کے فرزند اکبر حضرت سید شاہ عزیز الرحمٰن تھے، ان کے خلف اکبر سید شاہ جمال الدین کے فرزند سید شاہ محمد غوث ہوئے ان کے تین فرزندان حضرت شاہ نواز، سید شاہ مراد، سید شاہ محمد سجاد تھے، اولاد کا سلسلہ حضرت بندہ نواز شاہ محمد نواز قدس سرہٗ سے چلا۔

بندہ نواز شاہ نواز سجادہ نشین :

حضرت بندہ نواز شاہ نواز اشرف کو بیعت وارادت اور خلافت سب کچھ حضرت شاہ نذر اشرف قدس سرہٗ سے حاصل ہوا، مرشد کی عنایت آپ پر بہت تھی، جس انداز سے تعلیم وتلقین وتربیت فرمائی تھی اس کا اقتضا یہی تھا کہ حضرت بندہ نواز ہی کے حصے میں جانشینی کی نعمت آئے گی۔ آخر یہی ہوا چونکہ کبرسنی اور ضعف کی وجہ سے سیر وسیاحت کا سلسلہ موقوف ہو چکا تھا اس لئے حضرت بندہ نواز سے فرمایا ۔

''تم میرے مریدوں کو جا کر خبر کر دو کہ میں نے تم کو سجادہ نشین مقرر کیا ہے''

حضرت بندہ نواز نے حکم پاک کی تعمیل میں حلقہ مریدوں میں دورہ کیا اور مریدین با اخلاص کو اس فرمان سے باخبر کیا ابھی آپ کی پکھو چھا مقدسہ واپسی نہیں ہو پائی تھی کہ حضرت شیخ المشائخ شاہ نذر اشرف صاحب نے وصال فرمایا، حکم کے مطابق مریدین پاک نہاد، حضرت بندہ نواز سے وابستہ ہو گئے۔ حضرت بندہ نواز کی بزرگی کی شہرت دور دور تک تھی چنانچہ محمد شاہ بادشاہ ہند کا ایک فرمان بھی آپ کے نام آیا، چنانچہ سید رضا اشرف صاحب از اخلاف سرکار ثانی نے اپنے فرمان میں لکھا کہ :

"خود آں جناب و آباء و اجداد ایشاں چنداں کہ علم و ظاہری مفاخرت داشتند، در و خاندان دیگر یعنی اولاد سید حسن ثانی و سید ابوالخیر بندہ دو فرمان کہ یکے ازاں از طرف جلال الدین محمد اکبر بادشاہ بنام سید جمال الدین ابن عزیز الرحمٰن است و دوم کہ از جانب محمد شاہ بنام خود آں جناب است، بریں مدعا شاہد عادل است وسوائے ایں چہار فرمان کہ دو ازاں در خاندان سید نذر اشرف رحمۃ اللہ علیہ "

"ہمیں کہ ظاہر نمودیم دیگر فرمان در خاندان سرکار کلاں نیست"۔

حضرت بندہ نواز حضرت شاہ نواز اشرف نے فقر و درویشی کی زندگانی گذاری اور طریقہ آبائی پر بادشاہوں سے تقرب اور حصول جائداد کی تہمت سے پاک اور کنارہ کش صبر و رضا کی منزل میں ثابت قدم رہے۔

اپنے حقوق خاندانی ورثہ آبائی کی پامالی دیکھتے رہے مگر اس کا مطالبہ نہیں کیا اور نہ اس کے لئے جدوجہد گوارا کی، خانوادہ سرکار ثانی کے افراد اشخاص کی عداوت و مخالفت آپس میں خوں ریزی اور شاہ محامد کی بارہ برس کی عمر میں حرمین طیبین کی روانگی اور وہاں سے مدتہائے دراز کے بعد واپسی حقوق سجادگی سرکار ثانی کے سلسلہ میں خوں ریزی کے معاملات ان کے سامنے تھے۔

حضرت بندہ نواز اپنے گھر پر ۲۸ محرم الحرام کو حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کے عرس مبارک کے مراسم ادا کرتے رہے اور مریدین کو تعلیم و تلقین اور رشد و ہدایت میں مشغول رہے، ان کے فیض سے مخلوق خداوندی کمال کے مرتبہ پر سرفراز ہوئی۔

آپ کے وصال کی تاریخ راقم الحروف کو معلوم نہیں ہوسکی مزار مبارک آستانہ عالیہ اشرفیہ جانب شمال سرکار کلاں کے خطیرہ میں ہے۔

حضرت شاہ صفت اشرف :

حضرت بندہ نواز قدس سرہٗ کے دو فرزندان گرامی تھے، بڑے حضرت شاہ تراب علی تھے، ان سے چھوٹے ہادیٔ اولیاء حضرت شاہ صفت اشرف علیہ الرحمۃ تھے، آبائی محاسن و مکارم سے آراستہ اور بلند روحانی شخصیت تھے، ان کے جود و کرم کی بارش عام تھی، جمعیت خلائق میں ان کی مثال نہ تھی، ان کی رہبری و رہنمائی میں بندگان خاص نے

قرب خداوندی کی دولت پائی، حضرت شاہ صفت اشرف صاحب کی ولادت باسعادت ۱۱۹۱ھ میں ہوئی، یہ شجاع الدولہ کا دور تھا اور ۳۴ برس کی عمر میں ۱۲۲۵ھ میں وفات پائی، کوائف اشرفیہ میں یہ قطعہ تاریخ وفات موجود ہے :

بود لاریب فیہ در عام — پیشوا رہنما صفت اشرف
سال مولود بود راسمش — بود اسمش بجا صفت اشرف
ہاتفے گفت مصرعہ تاریخ — ہادی اولیاء صفت اشرف

حضرت شاہ صفت اشرف صاحب نے اپنے برادر زادہ حضرت شاہ قلندر بخش کی خصوصی تربیت فرمائی تھی، انہیں کو اپنا جانشین و سجادہ مقرر فرمایا، حضرت شاہ قلندر بخش کے بھی دو فرزند تھے بڑے حضرت شاہ منصب علی صاحب علیہ الرحمۃ اور حضرت حاجی شاہ سعادت علی تھے۔

حضرت شاہ منصب علی :

حضرت شاہ منصب علی صاحب نے رشد و ارشاد میں زندگانی بسر فرمائی، آخر عمر میں اپنی کبرسنی سے پیدا ضعف و نقاہت اور امراض کے ہجوم کی وجہ سے اپنے برادر زادہ حضرت اشرف الاولیاء مولانا الحاج سید شاہ اشرف حسین صاحب قبلہ قدس سرہٗ کو ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء کو اپنا جانشین کیا اور سرکار کلاں کی سجادہ نشینی کا منصب تفویض فرمادیا اور خلافت نامہ بھی تحریر فرمادیا، حضرت شاہ منصب علی صاحب صبر و رضا و توکل بزرگ تھے، ان کی ذات بابرکات مرجع انام تھی، خلائق کا ازدہام ان کے گرد رہا کرتا تھا، سلسلہ ارشاد وسیع تر تھا، دوسری طرف سرکار ثانی کے اکثر افراد پشتینی عداوت کے طریقہ نامرضیہ کی روش پر تھے۔

چنانچہ حکیم وجیہ الدین اور ان کے بھائی مولانا شفیع بسکھاروی نے اپنے زمانہ میں سرکار کلاں کے سجادگان پر تہمت و افتراء کا انبار لگادیا، ان کو جو بھی پڑھے گا اس کو تعجب ہوگا کہ عظیم خانوادہ اور عظیم منصب پر فائز افراد کے قلم سے ایسے مکروہ کلمات قرطاس پر کیسے منتقل ہوئے لیکن کیا کہا جائے کہ ان کی سجادگی بھی تو براہ زور زبردستی تھی، ورنہ کسی نہ کسی درجہ میں شاہ حسین کی جانشینی کے حقداروں کے بھائی شاہ خلیل اشرف تھے مگر جبر و تشدد اور جوڑ توڑ کی خود سرکار ثانی کے سجادہ نشین بن گئے۔

مولانا شفیع بسکھاروی نے عجیب روش پائی تھی، ان میں خاندانی بزرگوں کے پاس و ادب کا جذبہ سعید قطعی نہ تھا، انہوں نے حضرت قدوۃ العرفاء شاہ منصب علی صاحب پر تشیع کا الزام لگایا، ان سے پہلے ان کے خاندان کے لوگوں نے بھی یہ حرکت روا رکھی تھی، حضرت قدوۃ العرفاء کو افتراء و تہمت ملی، ان کا آزردہ ہونا لازمۂ بشری سے تھا،

چنانچہ حضرت ممدوح ومظلوم نے اپنے نور دیدہ برادرزادہ حضور پرنور اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کے نام نامی ایک مکتوب میں تحریر فرمایا۔

''بمطالعہ برخوردار نور چشم با تمکین سید ابو احمد علی سجادہ نشین سلمہ اللہ المعین صحیفۃ الدعاء

فقیر منصب علی غفرلہ ذنوبہ برخوردار نور چشم قرۃ العین

سید علی حسین مد اللہ عمرہٗ، دعائت خواہند وخواہاں خیریت خود دانند، ظاہراً مفہوم گردید کہ معاندان بد کیشان بہ نسبت وارادت فقیر اعتراض وانکاری کنند محض خلافت وکذب کلامی آنہاست''

حضرت شاہ غفور اشرف از اخلاف سرکار ثانی تحریر فرماتے ہیں، اس درمیان ثبوت مذہبی حنفی اور طریقہ بیعت کا اپنے والد مرحوم سے ذکر کر کے یہ تحریر فرمایا۔

''وسند اجازت بفرزند محمد اشرف حسین مد عمرہ کہ دادہ ام درو شکے وریبے نیست چوں معاندان و حاسدان بر رسول خدا از تہمت باز نہ آمدند ما را چہ حساب ام۔ انشاء اللہ ایں سلسلہ حسنی اشرفی تا قیامت بروئے روزگار برقرار خواہد ماند و حاسدین در حسد خواہند مردہ، والدعا فوق المدعاء''۔

معاندین وحاسدین کے سرگروہ کی حسد وعداوت ان کے ان جملوں سے صاف نمایاں ہے اور طور اسلوب ان کی ناشائستگی کی ترجمان ہے ظرائف شکر فیہ میں ہے:

''بر تکذیب دعوی سرکار کلانی و تادیب ایں بے ادبی واشکبار، شاہ منصب علی صاحب ہم شہادت بے تکراری دہند کہ شاہ نذر اشرف کسے را خلیفہ وسجادہ نشین کردند نہ ما را اجازت ایں منصب جلیلہ حاصل است، ونہ من اشرف حسین را ایں چنیں اجازت وخلافت دادم پس جائے تعجب است کہ ہر گاہ شاہ منصب علی ازیں دعوئی ناسنجار آباء وانکار فرمائند''۔

حکیم وجیہ الدین اور ان کے طرفداروں کی قبیح حرکات اور کذب بیانیوں کی پردہ دری سرکار ثانی کے شاہ غفور اشرف اور خانوادہ احمدی کے مولانا سید شاہ طاہر اشرف جائسی نے پر زور طریقہ پر کی، تحائف اشرفیہ میں ان کے بیانات ملاحظہ کئے جائیں، یہاں یہ امر ضرور قابل لحاظ ہے کہ حکیم وجیہ الدین کے افراد خاندان اور شاہ مقصود اشرف اخلاف نے علمی طور پر تہمت رفض کا بطلان کیا اور شاہ منصب علی کے سلسلہ میں مرید ہوئے خلافت پائی۔ حضرت شاہ منصب علی صاحب کا وصال شب دوشنبہ بعد نصف اللیل محرم الحرام ۱۳۰۷ھ کو ہوا، یوم دوشنبہ شام کو کنارہ تالاب نیر شریف مسجد شریف کے پاس تدفین ہوئی، فرحمہ رحمۃ واسعۃ ۔ ۱۳/صفر ۱۳۰۷ھ کے روزنامچہ شریف میں حضرت اشرف الاولیاء نے تاریخ وفات نقل فرمائی۔

دلا! دنیا نہیں جائے طرب ہے — جو ہوئے زیست پر نازاں عجب ہے
شب دوشنبہ و ماہ محرم — نوزدہ کو بپا شور و شغب ہے
وفات حضرت منصب علی شاہ — قیامت کا نمونہ ہے غضب ہے
لگا جب اشرفی تفتیش کرنے — کدھر وہ پیرو شاہ عرب ہے

کہا رضوان نے جنت کے محل میں

فنا فی اللہ کریم الخلق ہے

۱۳۰۷ھ

حضرت حاجی شاہ سعادت علی :

حضرت اشرف الاولیاء مولانا حاجی سید شاہ اشرف حسین صاحب قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:

''والد میرے سعادت علی شاہ محتشم — زوّار، حاجی، وذی علم محترم

حضرت موصوف نے تعلیم وتربیت والد ماجد کی خدمت میں پائی اور بیعت وارادت کا تعلق بھی انہیں سے قائم کیا، حضرت سید شاہ رفیع الدین اشرف اشرفی احمدی سجادہ نشین جائس شریف نے بھی خلافت عطا کی، آپ خاندانی برکتوں کے امین وخازن تھے، طاعت وعبادت اور اتباع سنت میں بے نظیر تھے، تحصیل خلیل آباد ضلع بستی میں بسلسلہ مختاری مقیم تھے حکام کی نظروں میں مقبول اور عام وخاص میں محترم تھے، جب شاہی ختم ہوئی اور انگریزی عملداری ہوئی، آپ کچھوچھا شریف واپس آئے، ۱۲۹۲ھ میں حج وزیارت کا شرف حاصل کیا، مدینہ منورہ میں ۱۲۹۳ھ کو فرزند اکبر حضرت اشرف الاولیاء کو خلافت واجازت خاندانی سے سرفراز فرمایا۔

آپ کا عقد نکاح حضرت مخدوم شاہ نیاز اشرف از اولاد امجاد شاہ راجو علیہ الرحمہ نبیرہ حضرت اشرف الاولیاء شاہ جعفر لاڈ سرکار ثانی کی صاحبزادی سے ہوا، ان سے دو پسر حضرت اشرف الاولیاء شاہ اشرف حسین صاحب اور حضور پرنور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی خاندان غوثیہ اشرفیہ کے آفتاب و ماہتاب کی ولادت ہوئی۔

حضرت حاجی صاحب متوکل وقانع اور صابر وشاکر بزرگ تھے، آپ نے اپنے دونوں فرزندوں کی بے نظیر تربیت فرمائی، علوم سے بہرور کرایا اور اپنی آنکھوں سے دونوں فرزندوں کا عروج اور شان محبوبی ملاحظہ فرمایا، حضرت حاجی صاحب قبلہ کا وصال ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۱۳ھ روز یکشنبہ کو ہوا، خاندانی خطیرہ درگاہ معلی میں مدفون ہوئے، حضرت عالم ربانی مولانا سید شاہ احمد اشرف علیہ الرحمۃ اس زمانے میں حیدرآباد دکن میں حضرت استاذ الکل مولانا المفتی

محمد لطف اللہ صاحب قدس کی خدمت میں تحصیل علوم دانشمندی میں مصروف و مشغول تھے، انہوں نے حیدر آباد میں اپنے دادا صاحب کی رحلت کی خبر پائی تو قطعۂ تاریخی پر مشتمل اک قطعہ تاریخی فارسی لکھا اور استاذ الکل کی نظر سے ملاحظہ کرا کر حضرت اشرف الاولیاء کو ارسال فرمایا، یہ قطعہ تاریخ روز نامچہ میں منقول ہے مگر راقم نقل نہیں کر سکا، آپ کی وفات کا قطعہ تاریخی مقصود علی ہنسوی متوطن پھلواری شریف ضلع عظیم آباد نے درج ذیل کہا:

سعادت علی شاہ عالی مقام — اِذَا شَاقَ وَصَلا اِلَی المُنْتَقٰی
دریں بد کہ بشرای پیغام دوست — رَسُوْلُ المماَت لجاء بهـا
دم نزع روح روانش صفاشی — خطا بابشير النـيل المنـى
زا مرا بہی آور دہ سر — لِتَذْكِيْرِ تَارِيْخ وَصْلِهِ لَنَـا
خطابش بفرمود زین قول اخر — فَمُتْ مَوْتَ اَهْلِ الصَّفَا صَاحِبًا (اشعار اشرفی)

حضرت شاہ اشرف حسین قدس سرہٗ سجادہ نشین :

واقف اسرار قاب قوسین مجمع البحرین صاحب القوۃ القدسیہ اشرف الاولیاء حضرت مولانا الحاج سید شاہ اشرف حسین قدس سرہٗ کی ولادت با سعادت بروز دوشنبہ چودہ جمادی الثانیہ ۱۲۶۰ھ کو حضرت کچھوچھا مقدسہ میں ہوئی یہ امجد علی شاہ اودھ کا عہد تھا (۱۲۵۸ھ تا ۱۲۶۳ھ) انوار اشرفی میں آپ نے سن وفات لکھا ہے۔

چودہ جمادی ثانی دوشنبہ کا روز تھا — بارہ صدی یہ ساٹھ سے ہجری سے بر سعد
تھے لکھنؤ میں، امجد علی شاہ ذو العطاء — پیدا فقیر، عہد میں اسلام کے ہوا(۱)

حضرت اشرف الاولیاء علوم و فنون میں کامل، عشق و معرفت میں فرد، نہایت بالغ الاستعداد اور ذہین و ذکی اور اولوالعزم تھے، علوم کی تحصیل مولانا محمود عانی کی خدمت میں تکمیل کو پہونچائی، آپ نے علوم تصوف اور تحصیل سلوک اپنے یگانہ روز گار نانا محترم حضرت تاج الاولیاء شاہ نیاز اشرف صاحب کی فیض توجہ سے مکمل کیا اور بیعت و

(۱) ۱۳۴۰ھ کے دوئم ذی الحجہ میں بعنوان تاریخ خود گفتم تحریر فرمایا :

"اختر ہند" آمدہ سال ولادت ایں فقیر
چہاردہ بوداز جمادی آخریں و یوم پیر
سال دیگر خود بجستم آمدہ "خورشید علم"
عہدہ شاہ "لکھنؤ" بودہ ست اے روشن ضمیر

ارادت کا تعلق بھی انہیں سے قائم کیا، چنانچہ خود فرماتے ہیں۔

ہے اشرف غریب مرید اس جناب کا — حضرت شہ نیاز ولایت ماب کا

حضرت تاج الاولیاء کی عنایت بے نہایت سے حضرت اشرف الاولیاء قدس سرہٗ مقامات عالیہ پر فائز ہوئے، اجازت و خلافت خاصہ سے بھی سرفراز ہوئے۔ حضرت اشرف الاولیاء نے اکابر چشت اہل بہشت اور خصوصاً اپنے جد اعلیٰ کریم حضرت غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی نظامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتباع میں بہت سیاحت کی اور اولیائے پاک پروردگار کی خدمتوں میں حاضر ہو کر فیوض حاصل باطنی کیا، حضرت غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کو حضرت مخدوم جہاں مخدوم شیخ شرف الدین احمد یحیٰی منیری قدس سرہٗ سے خاص علاقہ تھا حضور پرنور اشرف الاولیاء قدس سرہٗ کے روز نامچہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور غوث العالم محبوب یزدانی کی طرح آستانہ حضرت مخدوم جہاں سے خاص فیض حاصل ہوا، چنانچہ حضرت مخدوم جہاں کے سجادہ نشین حضرت رفیع الدرجۃ امین الاولیاء مولانا شاہ امین احمد ثبات فردوسی علیہ الرحمۃ سے خصوصی رابطہ قائم ہوا اور روز نامچہ سے معلوم ہوا کہ ۱۹ رجب المرجب ۱۳۰۱ھ میں بمقام خانقاہ معظم حضرت امین الاولیاء سے خلافت خاصہ حاصل ہوئی، اس بار حضرت اشرف الاولیاء حضرت حکیم ارشد علی صاحب کے دولت کدہ پر قیام فرما ہوئے، ایک خصوصی فیوض و برکات کی مجلس میں حضور امین الاولیاء نے فرمایا۔

"اگر دو تین محفل سماع کی محفل میں ہم دونوں کی شرکت ہو تو خوب ہو"۔

چھٹی شوال المکرم کو حضور فیض پناہ مخدوم جہاں کے عرس مبارک میں دوبارہ شرکت کی سعادت حاصل ہوئی تو محفل سماع میں یکجائی کا موقع ملا، حضرت اشرف الاولیاء نے تحریر فرمایا :

"سبحان اللہ محفل عاشقانہ جانباز نہ بود"۔

ساتویں تاریخ کو پھر سے محفل ہوئی، اس محفل شاہ مظفر صاحب فتوحہ شریف اور شاہ ڈمری صاحب اکابر مشائخ صوبہ بہار بھی شریک محفل ہوئے، حضرت جناب حضور امین الاولیاء علیہ الرحمۃ نے خاص نظری توجہ فرمائی، حضرت اشرف الاولیاء لکھتے ہیں:

"حضرت مخدومی بر من توجہ عینی و قلبی دوبارہ فرمودند بر قلب سنگم اثرے نشد"۔

بظاہر اس کی وجہ اس کے علاوہ اور کچھ نہ تھی کہ حضرت غوث العالم محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قوی تر دست مبارک آپ کے قلب پر تھا خطہ بہار حضرت بہار شریف میں حضرت اشرف الاولیاء نے اطراف و دیار کے

مشائخ حضرت شاہ برہان صاحب اور حضرت سید شاہ احمد صاحب سے ملاقاتیں رہیں، عرس پاک کی محفل میں حضرت مولانا شاہ علی حبیب نصر قادری مجیبی سجادہ نشین خانقاہ مجیبی سے بھی ملاقات ہوئی حضور پرنور اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ نے بھی تحریر فرمایا ہے کہ:

''حضرت مخدومی ومولائی ومرشدی اخی الاعظم حاجی الحرمین الشریفین سید ابومحمد اشرف حسین زاداللہ فیضانہ وبرکاتہ کو جب عالم روحانی میں حضرت محبوب یزدانی سے اشارہ حصول ارشاد وتعلیم سلسلۂ ابوالعلائیہ ہوا، آپ کو کسی قدر تامل ہوا کہ توجہ نظری کا طریقہ خاندان اشرفیہ میں نہیں ہے، دیکھا کہ حضرت محبوب یزدانی نے اویسیہ طور سے آپ سے بیعت لی اور توجہ نظری فرمائی، اس کے بعد حضرت مخدومی نے بہار شریف میں حضرت مرشد الانام اور مرجع خاص وعام جناب حضور مولانا سید امین احمد فردوسی ابوالعلائی سے جاکر تعلیم وتربیت خاندان ابوالعلائی بطور خاص حاصل کی، سلاسل فردوسیہ وقادریہ وچشتیہ نقشبندیہ وغیرہ میں عام طور سے خلافت وارشاد حاصل کیا''۔

حضرت اشرف الاولیاء سلسلہ ابوالعلائیہ کا اجراء بھی جاری رکھا اور اہل سعادت کو اس سلسلہ کی اجازت بھی مرحمت فرماتے تھے۔

جب خاندان سرکار ثانی مولوی وجیہ الدین صاحب اور ان کی جماعت نے مل کر افترائی کتاب ظرائف طبع کرائی اس وقت جناب حضور امین الاولیاء نے برملا تحریر فرمایا:

''ظرائف شگرفیہ میں جو کسی نے نسبت حسد کے جو کچھ لکھا ہے ہمارے نزدیک سراپا غلط ہے''

سرکار کلاں کی سجادہ نشینی:

حضرت سید شاہ منصب علی علیہ الرحمۃ نے ۲۹ محرم الحرام ۱۲۸۵ھ میں حضرت اشرف الاولیاء قدس سرہٗ کو حضرت مخدوم پاک غوث العالم محبوب یزدانی کی جانشینی اور سرکار کلاں کی سجادہ نشینی کا منصب تفویض فرماکر تحریری سند عطا فرمائی، سرکار ثانی کے ممتاز بزرگ حضرت سید شاہ غفور اشرف علیہ الرحمۃ نے اپنی محققانہ تصنیف تحائف اشرفیہ میں اس سند کو نقل فرمایا ہے۔

سند سجادگی:

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والسلام على رسوله محمد واله وصحبه اجمعين۔

امابعد: فقیر حقیر سید منصب علی باجازت وخلافت پدر خود سید قلمبند علی سجادہ نشین مرید وخلیفہ سید شاہ صفت اشرف سجادہ نشین مرید وخلیفہ سید شاہ محمد نواز سجادہ نشین مرید وخلیفہ برادر یک جدی سید شاہ نذر اشرف سجادہ نشین، مرید وخلیفہ سید شاہ عنایت اللہ سجادہ نشین، مرید وخلیفہ سید شاہ ہدایت اللہ سجادہ نشین، مرید وخلیفہ سید شاہ نور اللہ سجادہ نشین، مرید وخلیفہ سید شاہ عبدالرسول سجادہ نشین، مرید وخلیفہ حضرت سید شاہ محمد سجادہ نشین مرید وخلیفہ سید شاہ محمد اشرف شہید سجادہ نشین، مرید وخلیفہ حضرت سید شاہ حسن شریف سجادہ نشین مرید وخلیفہ حاجی الحرمین سید شاہ عبدالرزاق نور العین سجادہ نشین وہمشیرہ زادہ مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ (تا جناب رسالت ماب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ)

چنانچہ فقیر را از والد ماجد اجازت وخلافت اشرفیہ نظامیہ، قادریہ سہروردیہ، نقشبندیہ حاصل است، ہم چناں برخوردار قرۃ العین سید اشرف حسین مدعمرہ را اجازت دارم وخلیفہ نمودم وسجادہ نشین ساختم۔

کتبہ

سید منصب علی غفر اللہ ذنوبہ

۲۹ محرم الحرام ۱۲۸۵ھ

خرقہ علائی کی واپسی:

حضرت شاہ نذر اشرف سجادہ نشین قدس سرہٗ کی وفات کے بعد ان کی اہلیہ محترمہ اللہ رکھی بی بی اپنے میکے جائس شریف چلی گئیں اور خرقہ عطیہ مبارکہ حضرت مخدوم علاء الدین چشتی نظامی پنڈوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جسے حضرت غوث العالم محبوب یزدانی قدس سرہٗ نے حضرت شاہ حسن خلف اکبر کو مرحمت فرمایا تھا، مخالفین کے خوف سے ساتھ لے گئیں، اللہ رکھی بی بی، حضرت عطاء اشرف صاحب جائسی کی صاحبزادی تھیں ان کے بھائی شاہ مراد اشرف صاحب تھے، اللہ رکھی بی بی نے وہ مبارک خرقہ اپنے بھائی کو دے دیا، شاہ مراد اشرف کی اہلیہ شاہ غفور اشرف کی پھوپھی تھیں، ان کے پوتے حضرت شاہ رفیع الدین صاحب عالی مرتبت بزرگ تھے، ان سے حضرت سعادت علی اور حضرت اشرف الاولیاء دونوں کو سلسلہ کی اجازت وخلافت حاصل تھی، حضرت اشرف الاولیاء نے اس خرقہ مبارکہ کو حضرت شاہ رفیع الدین سے حاصل کر کے ۲۸ محرم الحرام ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۸۰ء میں اپنے مرید وخلیفہ سجادہ نشین حضور پرنور اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء کو پہنایا۔

خرقہ پاک حضرت سلطان المرشدین علاء الحق والدین گنج نبات قدس سرہٗ کی جائس شریف سے واپسی اور خرقہ مبارک کی اصلیت بھی مخالفین کے درمیان موضوع بحث قرار پائی، مختلف زمانوں میں سرکار ثانی کے اخلاف مقیم

بسکھاری کی طرف سے تحریریں چھپا کیں، ان تحریروں کی بڑی خوبی یہ ہے کہ شاہ نذر اشرف کی اہلیہ کے خرقہ مبارکہ کا عدالتی بیان حضرت شاہ سید حسین نے دیا تو ان کے یک جدی برادر زادگان اور ان کے جانشینوں نے ان کے بیان کی تکذیب کی ظرافت ماب نے ظرائف اشرفیہ میں ازراہ تمسخر وظرافت لکھا۔

''ہر گاہ خرقہ اصلی حضرت سید حسن کہ الی الآن در جائس موجود است، بدلیل ما یعنی خرقہ مخدوم جہانیاں ثبات نمی شود پس پارچہ کہ عطیہ رفیع الدین است چہ کلام'' (ظرائف ص ۴۵) اسی کتاب ظرائف کے ص ۶۲ میں مندرج ہے ۔''

''الحاصل باتفاق جمہور برادریاز جائس تا کچھوچھا و بسکھاری و مجموعہ او سالے ایں دیار و تمام امراء نامدار متحقق و واجب الاعتبار است کہ خرقہ سید حسن ہنوز نجانہ سید محمد اشرف جائسی وایں پارچہ خریدہ گریباں دریدہ خرقہ حسنی نیست''

کتاب ظرائف کے اقتباس اول میں خرقہ' حضرت مخدوم جہانیاں کا ذکر آیا ہے، جس کے بارے میں سرکار ثانی کے چھٹے سجادہ نشین حضرت شاہ حسن شریف کے خلیفہ مجاز مولانا شیخ عبدالرحمٰن چشتی متوفی ۱۰۹۴ھ نے مراۃ الاسرار میں دعوی کیا ہے کہ حضرت شاہ حسن شریف نے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کا وہ خرقہ مجھے عنایت فرمایا، خاندان سرکار ثانی کے چودھویں سجادہ نشین حضرت شاہ سید حسین متوفی ۱۹۰۴ء ۱۳۲۲ھ و یکم اپریل ۱۸۹۸ء کو مقدمہ فوجداری دفعہ ۱۰۷ میں بیان دیا:

''وہ خرقہ جسے شاہ حسن کی شاخ کے سجادہ نشینان پہنتے تھے، اسے شاہ نذر اشرف کی بیوہ مسمات اللہ رکھی لے کر جائس روانہ ہوگئیں''۔

خاندان حضرت حاجی احمد جائسی کے رکن خاص سید محمد اشرف صاحب نے تحریر فرمایا۔

''میاں رفیع الدین ناقل تھے، کہ میرے دادا کی پھپھی حضرت شاہ مراد اشرف صاحب قدس سرہٗ العزیز کو بیاہی ہوئی تھیں جو صاحبزادے حضرت شاہ عطاء اشرف رحمۃ اللہ علیہ کے تھے، بعد انتقال حضرت شاہ مراد اشرف کے میرے یہاں اس توسل سے پہونچا کہ میں حضرت شاہ اشرف حسین کچھوچھوی کو کہ وہ اولادِ شاہ حسن رحمۃ اللہ علیہ تھے وارث سمجھ کر دیدیا اور یہی شہرت پذیر بھی ہے ''۔

حضرت شاہ عطاء اشرف احمدی اشرفی جائسی کا شجرہ نسبی درج ذیل ہے :

حضرت سید شاہ عطاء اشرف ابن حضرت شاہ جمال اشرف، ابن شاہ خدا بخش ابن شاہ ابراہیم ابن شاہ جمال ابن شاہ کمال جلال الدین حضرت حاجی احمد ابن مخدوم الآفاق سید عبدالرزاق نورالعین رضی اللہ عنہم۔

حضرت سید شاہ عطاء اشرف کے دونوں پسر شاہ مراد اشرف اور شاہ اشرف لاولد تھے اس لئے ان کے متروکات کے ساڑھے چھ حصے حضرت شاہ محمد اشرف اور ڈیڑھ حصے حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کو ملے۔ حضرت شاہ عطاء اشرف سجادہ نشین اور ان کے دونوں صاحبزادوں کی قبریں جائس میں درگاہ چلہ مبارک حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کے پوربی صدر دروازہ کے جنوب میں ہے ان بزرگوں کے سرہانے اللہ رکھی بی بی کی قبر ہے، خاندان سرکار ثانی میں مولوی شفیع بسکھاروی محقق کبیر گذرے ہیں۔

انہوں نے ایجاد آفریں طبیعت جس طرف چلے گئے فتنے بٹھا دیئے، انہوں نے اظہار اشرفی لکھی اس میں شاہ علی حسین صاحب کے بیان کا دوسرا جزو عنوان قائم کر کے درج ذیل تحقیق پیش کی۔

''شہ نذر اشرف کی اہلیہ بخوف اپنے مخالفین کے خرقہ لے کر جائس چلی گئیں، جائس سے میرے بھائی شاہ اشرف حسین صاحب خرقہ لائے تھے''۔۔۔ بیشک ایسے مقدس خرقہ کے سچا باور کرنے میں کسی کو کیا شبہہ ہوسکتا ہے، جو جائس سے لایا گیا ہو، جہاں کی بافندگی ضرب المثل ہے۔

رہا یہ امر کہ اللہ رکھی بی بی اپنے مخالفین کے خوف سے خرقہ لیکر جائس چلی گئیں تھیں، اسکے ثابت کرنے کے لئے واقعات میں تاریخیت ہونی چاہئے اور شہادت کے لئے قوی دلائل اور اسناد کی ضرورت ہے، گھر کے معتبر نائی کی خبر کو وہی لوگ سمجھیں گے جو شاہ اشرف حسین کو نہ جانتے ہوں گے، جو لوگ بڑے حضرت صاحب سے واقف ہیں، وہ خوب سمجھتے ہیں کہ کتنے بڑے جہاں دیدہ بزرگ ہیں اور کیسی ایجاد آفریں طبیعت پائی ہے، خلافت کے متعلق آپ نے جو خلاق معنی ہونے کی حیثیت سے شہادت میں زور طبیعت پایا ہے اس کو مع ریمارک مصنف صاحب اکبر کے آئندہ صفحات میں ہدیہ ناظرین کروں گا۔

''اس جگہ اہلیہ شاہ نذر اشرف کا بخوف اپنے مخالفین کے خرقہ لے کر جائس چلے جانے کی فرضی داستان جو جناب شاہ علی حسین صاحب نے بیان کی ہے وہ بالکل افسانہ ہے، اس واقعہ کی تردید دستاویزی شہادت سے ثابت کی جائے گی، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہلیہ شاہ نذر اشرف صاحب نہایت امن و امان کے ساتھ کچھوچھا شریف میں قیام پذیر رہیں اور وہیں انتقال فرمایا اور جائس سے ان کا کوئی تعلق رشتہ داری، دور کا بھی نہ تھا، صدہا سال گذر جانے کے بعد شاہ اشرف حسین صاحب کو بلا سند یہ کیونکر معلوم ہوا کہ خرقہ شاہ نذر اشرف میاں رفیع الدین جائسی کے پاس ہے، جن سے کوئی دور کا بھی رشتہ اللہ رکھی بی بی سے نہیں پہونچتا''۔

محقق کبیر مولوی شفیع بسکھاروی کی آخری تحقیق کہ ''جن سے کوئی دور کا بھی رشتہ اللہ رکھی بی بی سے نہیں

پہونچتا ملاحظہ کیجئے، حضرت شاہ رفیع الدین جائسی کا شجرہ نسبی ملاحظہ کیجئے تو صاف صاف معلوم ہوجائے گا کہ حضرت شاہ رفیع الدین جائسی کے پردادا شاہ محمد اشرف ابن شاہ حبیب اللہ ابن حضرت شاہ کرم اللہ کی حقیقی بہن اہلیہ حضرت شاہ مراد اشرف ابن شاہ عطاء اشرف سجادہ نشین جائس کی اہلیہ تھیں، ناظرین کے پیش نظر یہ حقیقت بھی ہو تو واقعات کو سمجھنے میں آسانی ہوگی، شاہ رفیع الدین صاحب کے پردادا کے دادا حضرت شاہ کرم اللہ جائسی اور ان کے مرید وخلیفہ مولانا شاہ محمد صالح رودولوی اور مرید باختصاص علامہ عبدالقادر خان قاضی القضاۃ نے حضرت شاہ نذر اشرف کی تدفین کے اہانت کے سلسلے میں مولوی شفیع بسکھاروی بزرگان کے رویے کے مذمت کی تھی، اور تحائف اشرفیہ کے فارسی نسخہ میں مولانا شاہ محمد طاہر جائسی نے سخت الفاظ میں سرکار کلاں کی شاخ اور حضرت حاجی احمد صاحب کی شاخ سے عداوت کا رد لکھا ہے اور سرکار کلاں اور سرکار احمدی کے درمیان دیرینہ محبت والفت کا ذکر فرمایا ہے۔ مولوی شفیع بسکھاروی کی خاندان سرکار کلاں سے عداوت ضرب المثل تھی، انہوں نے اپنے خاندانی بزرگوں کے بیانات کا رد لکھا، وہ مسلسل ایسے بیانات لکھتے رہے جس میں سچائی کے بیان واعتراف سے مکمل پرہیز واجتناب رہا، وہ اپنے بیانات کو محققانہ لکھتے تھے چنانچہ ان کی محققانہ طبعی کا ایک بے نظیر کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے مولوی اشرف علی تھانوی کی ایمان سوز عبارت

''اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہے تو اس میں فخر عالم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو ہر صبی ومجنوں بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کو بھی حاصل ہیں''۔

کی تصحیح وتحقیق اپنے پیر بھائی اور رکن خاندان سرکار ثانی، مولوی غنیمت حسین مونگیری وہابی کی زبانی کرائی، اور مولوی شفیع بسکھاروی اور ان کے بھائی حکیم وجیہ الدین بسکھاروی نے مولوی غنیمت حسین کی

''خاتم النبیین بایں معنی ماننا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، عوام الناس کا خیال ہے''۔

اور ختم نبوت زمانی کا عقیدہ غلط ہے اس کی تصحیح کرائی، ان دونوں بھائیوں کا یہ بھی کارنامہ ہے کہ انہوں نے مولوی غنیمت حسین مونگیری کی سرپرستی اس لئے بھی کی کہ وہ شیطان جاہل کا ''علم محیط'' ثابت وتحقق کریں گے اور اہل حق سرکار کلاں کے علامۂ اجل عارف اکمل حضرت عالم ربانی مولانا سید شاہ احمد اشرف قدس سرہٗ سے

حضور سید عالم ﷺ کے علم محیط

کا ثبوت طلب کریں گے اور مولوی عبدالشکور کاکوروی جیسے مشہور زمانہ خارجی وہابی کو کچھوچھہ اس لئے بلایا کہ وہ

وقوع کذب باری تعالی

ثابت کریں گے اور اس کا دستاویزی بیان دیں گے اور مذکورہ بالا تمام مسائل میں مولوی غنیمت حسین مونگیری کی ہمنوائی

کریں گے غرض کہ مولوی شفیع اور ان کے بھائی مولوی حکیم وجیہ الدین ایسی ہی تحقیق کے محقق کبیر اور اسرار اطریقہ وہابیہ تجدیہ کے عارف شہیر تھے۔

رشد وہدایت :

حضرت اشرف الاولیاء قدس سرہٗ نے تبلیغ مذہب اسلام اور انصار مذہب اہل سنت اور تصفیہ قلب اور تزکیہ باطن کے فریضہ کی ادائیگی میں کوئی طرف توجہ صرف فرمائی، تصوف واحسان کا زبردست کام کیا، علوم اسلامیہ کی ترویج و احیاء کے لئے جدوجہد فرمائی، سلسلہ عالیہ اشرفیہ نے اس سے از نو تازگی وبہار پائی، آپ خانوادۂ اشرفیہ کے گوہر یکتا بلکہ سلسلہ عالیہ اشرفیہ کے شب وتاب، آپ نے خانوادہ اشرفیہ میں علوم وفنون کے رائج نصاب کی تکمیل وتحصیل کا رواج ڈالا اور ایسے ایسے اکابر رجال دینی کی نگرانی وتربیت فرمائی کہ زمین وآسمان ان کی بلند مقامی کے معترف ہوئے اور زمانہ ان کے فیوض وبرکات سے بحر انوار ہوگیا، فرزند ارجمند حضرت مولانا شاہ جعفر اشرف اور برادر زادہ حضرت مولانا شاہ احمد اشرف صاحب کے اخراجات کے کفیل ہوئے، کانپور اور علی گڑھ اور گورکھپور میں ان کی تعلیمی خبرگیری کے لئے تشریف لے جاتے، اپنے پوتے مولانا شاہ محی الدین اشرف اور برادر زادہ مولانا پیر مصطفے اشرف اور بھائی کے نواسہ حضرت مولانا سید محمد محدث کو پوری توجہ سے فرنگی محل میں تعلیم دلائی اور وہاں بھی تشریف لے جاتے، تعلیم ظاہری کے حصول کے بعد ان سب کو باطنی تعلیم وتلقین فرمائی سلوک کے منازل طے کرائے۔

حضور اشرف الاولیاء نے احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ بھی پورے انہماک سے انجام دیا، آپ کے زمانہ میں مولوی اسمعیل دہلوی کی بدنام زمانہ تقویۃ الایمان کا زور ہوا، فرنگی محل، شاہجہانپور، رامپور، بدایوں، بریلی کے علماء اس کے رد پر مستعد ہوئے، حضرت کچھوچھہ مقدسہ میں آپ کی ذات گرامی نے وہابیت کی بلا کو دور رکھا، فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی کتاب الکوکبۃ الشہابیۃ جب رد عقائد اسماعیلیہ چھپ کر منظر عام پر آئی، حضرت اشرف الاولیاء نے اس کی تائید وتحسین فرمائی اور اپنے شجرہ عالیہ میں مریدوں کو آگاہ فرمایا اور فرمان جاری فرمایا کہ مولانا احمد رضا علامہ بریلی نے اس کتاب میں پچھتر وجوہ سے اسمعیل دہلوی کا کفر وکفریات ثابت کیا ہے، قابل مطالعہ کتاب ہے، اس کو مطالعہ میں رکھنا چاہئے۔

تصوف وسلوک محض پیری مریدی وشجرہ گلاہ نہیں بلکہ تعلیم باطن اور تکمیل اخلاق کا سب سے ذریعہ بڑا ہے تقدس وپاکیزگی کا اثر اگر اخلاق وآداب پر نہ پڑا تو وہ بے سود ہے، اس کیلئے عقائد وتوحید وسلوک اور مسائل شریعت سے کافی آگاہی ضروری ہے، اور اس کے لئے عربی وفارسی ذخیرہ سے اکتساب ہر شخص پر نہ واجب نہ ضروری اسی لئے

علمائے اسلام نے زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق اردو زبان میں حدیثی فقہی سرمایہ منتقل فرمایا ہے، چنانچہ حضرت مولانا حکیم امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ نے فقہ حنفی کا گراں قدر سرمایہ اردو میں بہار شریعت کے نام سے مرتب فرمایا، حضرت اشرف الاولیاء علیہ الرحمۃ نے شجرہ عالیہ میں مریدوں کو اس کے مطالعہ کی ہدایت فرمائی۔

”مولوی امجد علی مفتی الہند نے بہار شریعت کے نام سے فقہ حنفی کے مفتی بتہ مسائل کو مرتب کیا ہے۔
اس کو مطالعہ میں رکھنا چاہئے بے مثل دینی خزینہ ہے۔

سیاحت اور سفر رنگون :

حضرت اشرف الاولیاء نے کثرت سے سیاحت کی، مخلوق آپ کے فیض سے فیضیاب ہوئی روزنامچہ مبارک سے معلوم ہوا کہ شیخ محمد شبلی نعمانی مصنف شہیر بھی مرید با اخلاص سے تھے، وہ مولانا فاروق چریا کوٹی علامۃ العصر کے نامور شاگرد تھے اور مولانا چریا کوٹی آفتاب ولایت حضرت مولانا شاہ محمد کامل ولید پوری علیہ الرحمۃ کے خواہرزادہ اور داماد تھے، مولانا شبلی نعمانی کے والد مرحوم شیخ حبیب اللہ صاحب حضرت مولانا کامل کے خلیفہ حضرت الٰہی بخش صاحب کے مرید تھے اور تصوف سے رغبت رکھتے تھے، اسی لئے ان کا نام محمد شبلی رکھا تھا، مولانا فاروق چریا کوٹی نے نعمانی کا اضافہ کیا حضرت اشرف الاولیاء نے علاقہ نظام آباد کا دورہ فرمایا تو شبلی نعمانی نے دعوت کی روزنامچہ کے حاشیہ پر تحریر فرمایا کہ شیخ محمد شبلی نعمانی کے بھائی اور بنی اعمام عالم و فاضل ہیں مولوی حمید الدین کے شاگرد ہیں ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ ۱۲۹۳ھ میں حضرت اشرف الاولیاء نے دوسری بار جب سفر حج و زیارت کا سفر کیا تو شیخ حبیب اللہ صاحب بھی ہمرکاب سفر تھے اور علامہ شبلی نعمانی بھی ہمراہ تھے۔

حضرت ولید پوری اور حضرت اشرف الاولیاء کے مخصوص روابط تھے مگر بعد کے حالات علامہ شبلی نعمانی کے بدل گئے تھے اور سرسید کی صحبت و مجالس کی وجہ سے انکے اعتقاد و مذہب میں ناروا تبدیلی ہوگئی تھی حضرت اشرف الاولیاء اپنے برادرزادہ حضرت مولانا شاہ احمد کو دیکھنے کے لئے علی گڑھ تشریف لے گئے اور استاذ الکل استاذ العلماء مولانا المفتی محمد لطیف اللہ صاحب علیگڑھی علیہ الرحمۃ کے مہمان ہوئے ایک ہفتہ ان کے پاس مقیم رہے، اسی دوران علیگڑھ مسلم کالج بھی دیکھنے تشریف لے گئے، سرسید سے بھی ملاقات ہوئی، پھر کچھ دنوں بعد سرسید کا انتقال ہوگیا، حضرت اشرف الاولیاء نے روزنامچہ میں تحریر فرمایا کہ سرسید کی شکل و صورت تو مسلمانوں جیسی ہی تھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے توبہ کر لی تھی، سرسید کے بھائی کے بیٹے سید محمود احمد صاحب جج حضرت کے معتقدوں میں تھے اور خصوصی روابط تھے، روزنامچہ کے ایک اندراج سے معلوم ہوتا ہے کہ جائداد کی تقسیم انہیں کی ثالثی میں ہوئی تھی، جج صاحب کی بھانجی اعلیٰ حضرت مخدوم

الاولیاء کی مریدہ تھیں اور جج صاحب کے بہنوئی سید میر بادشاہ بھی معتقد خاص تھے، حضرت اشرف الاولیاء علیہ الرحمۃ نے مولانا لطف اللہ علیگڑھی کے حسن اخلاق کی تعریف فرمائی ہے اور لکھا ہے کہ فضل و کمال بس اڈہ تک پہونچا نے تشریف لائے، حضرت اشرف الاولیاء نوابان شروانی کی دعوت پر حبیب گنج گڑھی بھی تشریف لے گئے، پندرہ دن قیام فرمایا، مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی اور ان کے چچا نے غایت تعظیم کی یہاں حلقہ ارشاد کی توسیع کے علاوہ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی کے خصوصی کتابخانہ کی بعض کتابوں کے مطالعہ میں گذارے، مولانا حبیب الرحمٰن شروانی نے بعض نادر کتابیں ہدیۃً پیش کیں روزنامچے میں ان کے بارے میں تفصیلی احوال لکھے گئے ہیں۔

حضرت اشرف الاولیاء نے پاک پٹن شریف بھی حاضری دی وہاں سے مولانا پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کی دعوت خاص پر گولڑہ تشریف لے گئے یہاں پندرہ دن قیام رہا، حضرت پیر صاحب گولڑی نے بہت اعزاز و اکرام کیا اور رخصت فرمایا کاش کہ حضرت کا روزنامچہ شریف چھپ جاتا تو گراں قدر سرمایہ منظر عام پر آجاتا۔

حضور پرنور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ کے دیوان فیض ترجمان میں ایک ”ادھا“ بزبان پوربی مندرج ہے اس کے نوٹ سے معلوم ہوا کہ حضرت اشرف الاولیاء نے رشد و ہدایت کی توسیع کے لئے رنگون کا بھی سفر فرمایا، حضور پرنور اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی نے جو تین ”ادھے“ کہے نقل کئے جاتے ہیں:

چھائے رہے گونے دلیس بلم مورے

کونے دیپ میں ڈھونڈوں جاؤں　　کر کے جوگیتاں کا بھیس بلم مورے

پانی پتر کچھ نہیں آوا　　نا کوو والا سندیس بلم مورے

روئے روئے ارداس کرت ہے　　کھولے اشرفی کیس بلم مورے

جیرا رہت اُداس بدیسیا

بہت دِنَن بھئے بھولن نہ آپو　　بیت گئے چو ماس بدیسیا

جیرا رہت

کونے دیس میں جا بسے ہو　　تاکت ہوں، توری آس بدیسیا

جیرا رہت

آؤ درشن دکھا جا پیارے　　جن مونہہ کرو نراس بدیسیا

جیرا رہت

برہ آگ بن جارے مورا   رہ گئی رکت نہ مانس بدیسیا

جیرا رہت

بن درشن، جیا مانت ناہیں   کہت اشرفی داس بدیسیا

مورا راجا بدسواں میں چھائے رہے رہے

ہمری سدھ کچھو نہیں لینا   کوؤ سوتن بلمارے

مورا راجا

ان بن مونھ، کچھ بھاوت نہیں   نت جیرا اکلائے رے

مورا راجا

سیاں بدروی نہ مانے اشرفی   مونہہ برہن کا جرائے رے

مورا راجا

حضرت اشرف الاولیاء نے سفر رنگون کلکتہ سے بحری جہاز سے کیا۔ ۴ ر رمضان ۱۳۱۳ھ کو کلکتہ سے روانگی ہوئی، ۶ ر رمضان کو رنگون کی سرزمین پر قدم رنجہ فرمایا، بنگالی مسجد میں دادر مستری اپنے مخلص کے مہمان ہوئے تقریباً ۶ ماہ بعد ہندوستان لوٹے، اس عرصہ میں رنگون میں رشد وہدایت کا عام فیض جاری ہوا، کثیر مخلوق نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

تصنیف وتالیف :

حضرت اقدس اشرف الاولیاء قدس سرہٗ اپنے معمولات وعبادات کے بعد کتب عقائد وسلوک اور فقہ اور تاریخ اسلام کا خصوصی مطالعہ فرماتے تھے، اور بیاض خاص میں حاصل مطالعہ بھی تحریر فرماتے تھے، بہت سی اہم کتابیں آج بھی آپ کے فرزند اصغر حضرت مولانا سید شاہ مظفر حسین صاحب قبلہ کے گھر میں آپ کی نقل کی ہوئی کتابیں موجود ہیں، حضرت اشرف الاولیاء کے تصنیفی کارناموں میں روزنامچہ کی ضخیم تیرہ جلدیں بھی ہیں، جو علم وحکمت اور خاندانی وقائع اور سیر وسیاحت کا خزینہ ہیں، مگر ابھی تک غیر مطبوعہ ہیں، اس میں خاندان اور علاقہ ودیار کے امراء ورؤساء علماء ومشائخ اور اعزہ واقارب کے بارے میں گفتگو بھی ہے، اعزہ واقارب اور علماء ومشائخ کی تاریخ ولادت ووفات بھی

ہے، مخالفین ومعاندین واعداء کی طرف سے ایذا رسانیوں کی داستان اندوہگیں بھی ہے، والدین کریمین کے سانحۂ وفات پر نالہ واندوہ ورنج بھی ہے، مریدین ومتوسلین کا تذکرہ بھی ہے سفر حج وزیارت کا بیان بھی ہے، غرضکہ وہ سب کچھ ہے جس کا ذکر لازمہ روزنامچہ ہے، ان روزنامچوں کو سامنے رکھ کر حضرت اشرف الاولیاء کی ایک مستند سیرت و سوانح بھی لکھی جاسکتی ہے۔

راقم الحروف ۱۳۰۱ھ تا نہم جمادی الاولی ۱۳۴۶ھ کی تیرہ جلدوں کے مطالعہ کا شرف حاصل کر چکا ہے، نہم جمادی الاخریٰ ۱۳۴۷ھ کے روزنامچہ میں آخری وصیت نامہ تحریر فرما کر روزنامچہ لکھنا بند فرما دیا، آخر میں تحریر فرمایا۔

''میں نے نشانات لگا دیئے ہیں، گیارہ جلدیں سوانح کی ہیں اور ۳ جلدیں خوابوں کے بیان ہیں''۔

انوار اشرفی :

حضرت غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال وسوانح و کمالات کے بیان میں منظوم کتاب تحریر فرمائی اس میں حضرت نور العین کے چاروں اخلاف حضرت شاہ حسن سرکار کلاں حضرت شاہ حسین اور حضرت مخدوم فرید اور حضرت حاجی احمد اور ان کی شاخ کا بھی ذکر کیا ہے، یہ کتاب انوار اشرفی تذکرہ بھی ہے اور خانوادہ اشرفیہ کا نسب نامہ بھی ہے، انوار اشرفی کی پہلی طباعت ابوالعلائی پریس آگرہ سے اس کے مالک سید نثار احمد ابوالعلائی اکبر آبادی کے اہتمام سے ہوئی، روزنامچہ میں ہے کہ حضرت شاہ اکبر داناپوری ابوالعلائی خانقاہ شاہ ٹولی داناپور ضلع پٹنہ کے مشہور بزرگ متولد ۱۲۶۰ھ متوفی ۱۳۲۷ھ نے انوار اشرفی ملاحظہ فرمائی تو مشورہ دیا کہ شعری وفنی حیثیت سے بھی اشعار پر نظر ثانی ہو جاتی تو بہتر تھا حضرت اشرف الاولیاء نے اس مشورہ کو قبول فرمایا، حضرت اشرف الاولیاء کا قیام اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء کے ممتاز ترین خلیفہ مجاز اور آگرہ کے نامور رئیس اور درویش عالم اور عارف حضرت نواب رستم علی صاحب کے محل سرا میں تھا۔

انہوں نے اشعار پر نظر ثانی کا ذکر سنکر ناپسند کیا اور عرض کیا کہ ایسے منظوم کلاموں پر اصلاح کی ضرورت نہیں، یہ کلام جو شان عارفانہ ہے، چنانچہ اصل منظوم ۱۳۱۰ھ میں طبع ہو کر مقبول انام ہوا۔

انوار اشرفی کی دوسری طباعت کا انتظام جونپور کے جادو پریس میں ہونا طے پایا، پریس چونکہ خانقاہ رشیدیہ میں کرایہ پر تھا، خانقاہ رشیدیہ کے سجادہ نشین حضرت شاہ شاہد علی صاحب رشیدی نے مالک مطبع کو خانقاہ خالی کرنے کا حکم دے دیا اس لئے وہاں سے طباعت نہ ہوسکی، حضرت اشرف الاولیاء نے روزنامچہ میں تحریر فرمایا ہے کہ میں نے اشرفی پریس میں جس کے مالک نور چشم سید محمد مدعمرہ (محدث صاحب) میں چھپوانے کا ارادہ کیا لیکن راقم الحروف کے پیش نظر

جونسخہ ہے وہ لکھنؤ کے مطبع مجتبائی کا مطبوعہ ہے انوار اشرفی کے ساتھ اسرار اشرفی شامل ہے یہ حضرت شاہ نیاز اشرف کے مبارک احوال وکرامات وفضائل کے بیان میں حضرت شاہ حمایت اشرف رکن خاص الخاص سرکار ثانی کی منظوم کتاب ہے اور شاہ عزیز اشرف کے مصارف اور خواہش سے مطبوع ہوئی، حضرت اشرف الاولیاء نے خود بھی اپنے پیر ومرشد اور نانا حضرت شاہ نیاز اشرف کی سیرۃ وسوانح اور فضائل وکرامات میں بزبان فارسی منظوم لکھے تھے، مگر اس کی طباعت نہیں ہوئی اور اب یہ کن کے پاس اس کا علم نہیں ہوسکا، شاہ عزیز اشرف سرکار ثانی حضرت اشرف الاولیاء کے مرید و خلیفہ تھے ان کا خاندان اور بھائیوں کے اخلاف ان کے سلسلہ میں مرید ہوتے ہیں اور بیعت لیتے ہیں مگر حضرت تاج الاولیاء شاہ نیاز اشرف علیہ الرحمۃ کو شیعہ بنانے سے بھی نہیں چوکتے۔

محضر جہانگیری :

حضرت اشرف الاولیاء قدس سرہٗ نے نجدی فتنہ کے پر آشوب دور میں نجدی وہابیوں کے عقائد کے بطلان میں ایک مسلسل مضامین شروع کیا تھا جو دار العلم والعمل حضرت فرنگی محل کے ماہنامہ ''النظامیہ'' میں مسلسل چھپا کیا اور نظر ثانی کے بعد محضر جہانگیری کے نام سے کتابی شکل میں چھپا، حضرت نے اپنے نانا جان اور پیر ومرشد حضرت تاج الاولیاء شاہ نیاز اشرف قدس سرہٗ کی سیرۃ وسوانح اور فضائل ومکارم کے بیان میں ایک کتاب بھی تحریر فرمائی، یہ سیرۃ فارسی زبان میں لکھی تھی، انوار اشرفی میں اس کا حوالہ موجود ہے۔ سیرۃ کا مسودہ اب کس کے پاس ہے اور کہاں ہے بتایا نہیں جاسکتا

ذوق شعری اور تاریخ گوئی :

حضرت اشرف الاولیاء شیخ الشیوخ مولانا حاجی سید شاہ اشرف حسین صاحب شعر گوئی سے بھی شغف رکھتے تھے، کلام میں سرشاری اور سرمستی ہے، بہت سا کلام منظوم فرمایا ہوگا اور بہت سی تاریخیں کہی ہوں گی، تاریخیں تو بہت سی روزنامچہ شریف میں محفوظ نہیں مگر کلام اس میں مندرج نہیں، اگر کسی بیاض میں ہوگی تو اس کا علم نہیں ہوسکا کہ کہاں اور کس کے پاس ہے، انوار اشرفی اور اسرار اشرفی میں اردو فارسی کا کلام شامل ہے، اسی کو غنیمت جان کر ان صفحات میں محفوظ کیا جاتا ہے۔

فارسی غزلیں :

پائے کوباں رقصم، اندر عشق ختم المرسلین۔   نعرہ ہا برادرم، از یادشہ دنیا و دین
حب او بے خودنمودہ، جن وانس و طیر را   عالم آشفتہ، مثل ویس خیر التابعین
شد نبات وجمادات عاشق آں بے نظیر   گشت مہہ دو پارہ، چوں کردہ اشارت مہہ جبیں

کل شیءٍ یرجع، آمد بہ اصل خویش   او نبودی من نبودم، نہ ایں عرش بریں
آمدہ حب الوطن، ایمان خاصان خدا   درمکانت اشرفا باشد، مکیں آں شاہدیں

اے خاص محبوب خدا نیگر سوے احوال من   بنگر بچشم لطف خود، منگر سوے افعال من
من عاصیم یا مصطفٰی تو بادشاہ انبیاء   کن رحم یا خیر الوریٰ یا شافع احوال من
تو فخر مخلوق خدا از باعث شد ماسوا   اے شافع روز جزاے دافع اشکال من
کن مشکلم آساں بنی، بنما جمال سرمدی   کن درد، دلم جلوہ گری اے شاہ خوش اقبال من
اشرف غلام کوئے تو، مشتاق دیدے روئے تو   ہردم بجست و جوے تو اے شاہد خوش حال من

اردو غزلیں :

گو عشق میں کامل نہیں، دم بھرتے ہیں پردم بدم   جانا ترے قابل نہیں، دم بھرتے ہیں پر دم بدم
جاں باز شمع رخ پہ ہوں، پروانہ سا ہر لحظہ میں   مہجور ہوں، واصل نہیں، دم بھرتے ہیں پر دم بدم
اپنی تمنا وصل ہے، مرضی میں پر کیا دخل ہے   اعمال کا عامل نہیں، دم بھرتے ہیں پر دم بدم
اشرف کہوں تو کیا کہوں، بہتر یہی ہے چپ رہو   خود رفتوں میں شامل نہیں، دم بھرتے ہیں پر دم بدم

بڑا اثر در ہے، بھنور میں غم کے پڑا ہوں ششدر   نہیں معلوم کیا گذرے گا، حال پیش خداے داور
ہمیشہ کی ہم نے عیش وعشرت رہے گرفتار خواب غفلت   نفیس کوشش خودش کی خواہش سوا نہ تھا میرے دل کے اندر
پڑھی تھی گرچہ نماز رسمی نہیں تھا حضور جس میں اصلاً   بھروسے ایسی شکستہ کشتی، کہ پار جاویں گے کس طرح پر
رکھا جو روزہ تو ہائے غفلت صرف آب و طعام روکا   تمام اعضاء سے کی گناہیں، یہ روزہ ہوگا قبول کیوں کر
گئے جو عرفات پر عزیز وتو بہر نام ونمود اپنے   خیال تھا، کہ کہیں گے حاجی، نہ مقصد طاعت رب اکبر
الٰہی توبہ! الٰہی توبہ! نہیں ہوئی مجھ سے تیری طاعت   گناہ سب بخش دے ہمارے طفیل احمد شفیع محشر
اب عمر چالیس برس گذری، بہت گئے تھوڑے دن میں ہوئی   الٰہی اشرف کو دے بصیرت کہ دیکھے تیرا وہ نور انور

روز نامچہ میں بزرگوں اور اعزہ و اقرباء کی وفاتوں کے قطعات تاریخ بھی محفوظ ہیں۔ چند تاریخیں یہاں پر نقل کی جاتی ہیں۔

تاریخ وفات حضرت شاہ حمایت اشرف

سید و شاہ حمایت اشرف — جب گئے یہاں سے سوئے دار بقا
حب احمدی کے دربار میں غرق — آل و اصحاب پر سو جاں سے فدا
سولہویں ماہ ربیع الاول — پیر کا دن بھی واہ خوب ملا
کہی اشرف نے معایہ تاریخ — داخل خلد حبیب آج ہوا

۱۳۰۷ھ

تاریخ وفات حضرت حاجی شاہ عبداللطیف ستھنی چشتی نظامی فخری سلیمانی

شاہ عبداللطیف گشت رواں — زیں سپنجی سرائے سوئے جناں
درنہم ماہ جمادی الاول — جست تاریخش اشرف جیلاں
بردر خلد چوں رسید لطیف — بپا مغفور نگفتہ رضواں

۱۳۳۹ھ

شیخ وقت عارف کامل یکتا — شاہ عبداللطیف اہل ولا
بہ نہم ماہ جمادی الاول — زیں جہاں رفت سوئے جناں
گفتم ایں مصرعہ تاریخ اشرف — رحمۃ اللہ بروخش حفا

۱۳۳۹ھ

تاریخ وصال حضرت الٰہی بخش شاہ کاملی

سبر ہد ضلع جونپور میں حضرت مولانا شاہ محمد کامل ولید پوری کے مرید خاص اور خلیفہ اجل حضرت الٰہی بخش شاہ عارف کامل تھے، مولانا شبلی نعمانی کے والد انہیں کے مرید تھے اور مولانا کی والدہ ماجدہ حضرت اشرف الاولیاء کی مریدہ تھیں۔ حضرت الٰہی بخش صاحب کی تاریخ رحلت کے دو قطعے تحریر فرمائے۔

شد الٰہی شاہ چوں واصل بحق — بہر دہ گو معرفت از ذکر حق

بست و پنجم از جمادی الآخریں — پیررا جنت نمودہ مرد حق
حسب فرمائش ولی اللہ شاہ — اشرفا! تاریخ گو "منظور حق"

۱۳۰۴ھ

چوں الٰہی شاہ از حکم قضائے — رفت زیں عالم سوئے دارالبقائے
از جمادی الاول آمد بست و پنج — یوم دوشنبہ ز لطف کبریائے
مصرعۂ تاریخ گفت اشرف حسین — نقشبندی ، قادری جنت جزائے

۱۳۰۴ھ

مواعظ حسنہ کی محفل :

حضرت اشرف الاولیاء قدس سرہٗ کا دور اس حیثیت سے تو مبارک و مسعود تھا کہ اولیاء و اصفیاء کی خانقاہیں جگہ جگہ قائم تھیں، طالبان راہ مولی کی کثرت تھی، خانقاہیں ان سے آباد تھیں، خلق میں دین اور مذہب کی حمیت کا جذبہ باقی و مجزن تھا، عوام گناہ گار تھے مگر متکبر نہ تھے، آج کے دور پر نظر ڈالتے ہوئے اس دور پر نظر ڈالی جائے تو صاف صاف معلوم ہوگا کہ خلائق میں پروردگار کا خوف اور اس کی رضا کا جذبہ بہت زیادہ تھا اس لئے عام و خاص اہل اللہ کی مجالس و محافل میں حاضر اور ان کے گرد منڈلاتے رہتے اور پرتاثیر زبان مبارک سے خدا جوئی کے ارشادات سنتے اور ان کی صحبت کی برکتوں سے اپنا باطن سنوارتے۔ حضرت اشرف الاولیاء کا ظاہر و باطن مجلّٰی اور پرکشش تھا، ان کی شخصیت میں محبوبیت کی شان تھی، کریم الاخلاق اور عمیم الاحسان تھے، جہاں تشریف فرما ہوتے خلق کا مجمع لگ جاتا جو نیک و صالح ہوتے وہ خدا والے بن جاتے اور جو بد ہوتے وہ توبہ و استغفار کی نعمت سے سرفراز ہوتے، حضرت اشرف الاولیاء کے زمانہ پاک میں مولود شریف کی محفلوں کے انعقاد کا رواج بھی بہت تھا، اس محفل پاک کے لئے خصوصی اہتمام ہوتا تھا، حضرت اشرف الاولیاء کو ذکر پاک سے بہت شغف تھا، کثرت سے ذکر پاک بیان فرماتے تھے، روز نامچہ شریف ملاحظہ کیجئے تو معلوم ہوگا کہ خانقاہوں میں ان سے بہت محفلیں پڑھوائی گئیں۔

حلیہ و شمائل اور مکارم اخلاق :

حضرت اشرف الاولیاء کا قد مبارک بلند تھا، پیشانی بڑی اور منور تھی، داڑھی مبارک بتوہ اور گھنی، چہرہ بیضاوی تھا، آنکھیں بڑی اور پرجذب تھیں لانبا کرتا اور نظامی پاجامہ استعمال فرماتے، سر پر نظامی دستار باندھتے، صدری زیب تن فرماتے، عصا مبارک ساتھ میں ہوتا، کپڑا صاف ستھرا استعمال فرماتے، اس سے طبیعت کی نفاست کا

حال معلوم ہوتا تھا۔ سخاوت اور عمیم الاحسانی جبلت میں داخل تھی آپ کے اطوار و حالات سے علمائے حقانی اور عرفائے ربانی کی شان نمایاں تھی، ظاہر شریعت مطہرہ سے کمال درجہ آراستہ اور باطن انوار اسرار ربانی سے درخشاں تھا، کمالات ظاہری و باطنی کے اس بلند مقام پر فائز تھے، غوث کا نام نہ تھا یگانہ انفس وآفاق اور مکارم اخلاق کے آفتاب تھے، خلوص نیت اور صفائی باطن کا عام شہرہ تھا آپ کی زندگانی میں روحانی واحسانی انوار اور حکمت ودانش اور فراست مومنانہ کی جلوہ آرائی کی گہما گہمی تھی، بندوں کے درمیان خداوند قدوس کی عظمت شان کی خاص نشانی تھی۔

ازدواج اور اولادیں :

حضرت اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کا نکاح اول حضرت سید شاہ امداد اشرف صالح پور ضلع بستی کی دختر پاک نہاد سے ہوا، ان سے ایک فرزند حضرت مولانا سید شاہ جعفر اشرف علیہ الرحمہ اور ایک صاحبزادی کی ولادت ہوئی، ان بی بی صاحبہ کا وصال ۱۳۰۷ھ میں ہوا، یکم ربیع الاول ۱۳۰۷ھ کے روزنامچہ میں ہے کہ ۲۵ صفر کو کہا ہم اس ماہ میں نہ جائیں گے، یکم ربیع الاول ۱۳۰۷ھ کو علی الصباح رحلت کی، نماز جنازہ حضرت مولانا سید شاہ جعفر اشرف فرزند ارجمند نے پڑھائی، خاندان کے سب حضرات شریک جنازہ تھے، تیسری ربیع الاول کے روزنامچہ شریف میں ہے کہ تاریخ مادہ والدصاحب پر عزیزی سید علی حسین سجادہ نشین نے مصرعے لگائے۔

دل پردرد گفت واویلاہ   برسعادت چہ شد غم جانکاہ
زوجہ نورچشم اشرف حسین   کردرحلت ازیں جہاں تباہ
غرہ بود ازمہ ربیع اول   رفت سوئے جناں بوقت پگاہ
درشت وردِ زباں دم آخر   کلمہ لا الہ الا اللہ

گفت ہاتف چہ مصرع تاریخ
کوس رحلت زدہ رواں شد آہ
۱۳۰۷ھ

دوسرے نکاح سے دو صاحبزادی اور چند فرزندگان کی ولادت ہوئی سب نے انتقال کیا، چھوٹے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ سید مظفر حسین صاحب (۱) واسعۃ کریم الاخلاق اور عمیم الاحسان بزرگ تھے، ان سے دینی ملی بڑے بڑے کارنامے انجام پائے۔

(۱) موصوف نے بھی وفات پائی رحمہ رحمۃ واقعۃ کریم الاخلاق اور عمیم الاحسان بزرگ تھے، سید شاہ منور حسین صاحب ان کے جانشین ہیں۔

حضرت مولانا شاہ جعفر اشرف :

حضرت شاہ جعفر اشرف کی والدہ حضرت سرکار ثانی کے چھوٹے صاحبزادے حضرت سید بڑے صاحب کے نسل سے تھیں، شاہ جعفر اشرف کی ولادت باسعادت ۱۲۸۳ھ میں ہوئی، آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت کا خصوصی اہتمام ہوا، ذہانت وفطانت کا خاندانی اثر نمایاں تھا، ۷ اشوال المکرم ۱۳۰۱ھ کے روزنامچہ شریف سے معلوم ہوا کہ حضرت اشرف الاولیاء نے انکو اور حضرت مولانا شاہ احمد اشرف صاحب کو اسی تاریخ کو گورکھپور استاذ العلماء مولانا ابوالخیر معین الدین صاحب رئیس کڑا مانک پور کی خدمت میں لے گئے، حضرت مولانا کا ۱۳۰۴ھ میں وصال ہوگیا، تو دونوں کانپور استاذ زمن حضرت مولانا حافظ شاہ احمد حسن چشتی صابری فاضل کانپوری کی خدمت میں بھیجے گئے، حضرت استاذ زمن کے علمی جاہ وجلال کا آوازہ بلند تھا، حضرت استاذ زمن نے نگاہ احترام سے اسباق اپنے پاس رکھے، محنت سے پڑھایا، حضرت مولانا شاہ جعفر اشرف صاحب نے مدرسہ فیض عام میں علوم وفنون کی تکمیل فرمائی، حضرت مولانا سید شاہ محمد جعفر صاحب کو بیعت کا شرف حضرت اشرف الاولیاء سے تھا، خلافت اپنے بزرگ چچا غوث الوقت اعلی حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی سے بھی تھی، نہایت صالح اور متدین ومتقی اور صاحب عبادت وریاضت تھے، ان کی شادی حضرت شاہ منصب علی صاحب کے فرزند ارجمند شاہ فضل حسین صاحب کی دختر سے ہوئی تھی، حضرت مولانا شاہ جعفر اشرف صاحب اپنے عم گرامی قدر کے ہمراہ بسلسلہ رشد وہدایت سکندر آباد ضلع بلند شہر تشریف لے گئے اور طاعون کے عارضہ میں وفات نویں محرم دوشنبہ ۱۳۰۸ھ میں پائی، حضرت اشرف الاولیاء نے روزنامچہ میں تحریر فرمایا کہ "عزیزی سید علی حسین مدعمرہ سکندرہ آباد سے واپس آئے اور فرزند عزیز کی رحلت کی خبر سنائی، پورے خانوادہ پر اس عزیز کے دنیا سے کوچ کرنے کا غم مسلط ہوگیا۔

حضرت اشرف الاولیاء پابندی سے روزنامچہ تحریر فرماتے تھے، اس اطلاع کے بعد سترہ تاریخوں کے وقائع اندراج پانے سے خالی ہیں اور بیاض مبارک کے اوراق بھی سادہ ہیں، انوار اشرفی میں ان کی تاریخ وفات بعنوان ذیل :

"تاریخ وفات سید ابوالمسعود محمد جعفر اشرف السمنانی والجیلانی خلف واحد و دریکتا"

زہے محمد جعفر جوان مرد سعید   ولادت اول رمضان غرجف سال حمید
بعمر بست وچہار آں رسیدہ در پنجم   برفت سوئے جناں، وائے صاحب توحید
نہم محرم و سہ شنبہ وقت چوں شد   بخدمت شہ جیلاں جد خویش رسید
تولدش بہ کچھوچھا مدفنش بہ دیگر   در سکندرہ آباد شد، زراہ بعید

نمود مصرعہ سال تاریخ نام اجدادش   رسول وحید روز ہر احسن حسین شہید ۱۳۰۸ھ

محی الملۃ مولانا سید شاہ محی الدین اشرف :

حضرت محی الملۃ کی ولادت والد کی وفات کے بعد ہوئی ان کی ولادت نے حضرت اشرف الاولیاء کا غم تازہ کیا، چنانچہ انوار اشرفی میں حضرت اشرف الاولیاء نے بعنوان ذیل حضرت محی الملۃ مولانا سید محی الدین اشرف کی ولادت کی تاریخ کے ساتھ ذیل کے چند کلمات بھی تحریر فرمائے ۔

''تاریخ تولد فرزندار جمند در یتیم سید محمد محی الدین اشرف مدعمرہ ابن ابوالمسعو د محمد جعفر اشرف مرحوم و مغفور کہ ولادتے اوبر سنت سید عالم ﷺ واقع شد یعنی در شکم مادر یتیم شد و تاریخ ولادت سرور عالم دوازدہم ربیع الاول است اورا پانزدہم ربیع الثانی بخشید نداللہ تعالی اورا در غلامی غلامان سرور انبیاء ممتاز فرماید صاحب شریعت و طریقت شدہ بعمر طبعی رسیدہ و کمال کرمہ''۔

بہ بین تو قدرت خلاق ہر دوسرا	کہ بعد فوت پدر کرد او پسر پیدا
بخانہ جعفر اشرف مسافرے مرحوم	محی الدین شدہ نام خوشتر و زیبا
بہ پانزدہم بہ آخر ربیع میلادش	بگفت ہاتو ''منظر حسن'' سنہ ورا
	۱۳۰۸ھ

دیوان فیض ترجمان تحائف اشرفی کے دیباچہ سے اتنا اور اضافہ ہوتا ہے کہ ولادت شنبہ کے دن ہوئی حضرت اشرف الاولیاء نے اپنے اس در یتیم پوتے کی پرورش پرداخت بڑی فکرمندی سے فرمائی ، ابتدائی فارسی و عربی درسیات کی تعلیم کے بعد حضرت اشرف الاولیاء نے فرنگی محل دار العلم والعمل لے جا کر امام العلماء قیام الملۃ والدین حضرت مولانا شاہ محمد عبد الباری صاحب کے سپرد فرمایا، حضرت فرنگی محلی نے پورے انہماک و توجہ سے آپ کو تعلیم دلانی شروع کی ، ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۲۷ھ کو خط آیا کہ سید محمد اور محی الدین اشرف درجہ نحو میں اول آئے ۔ حضرت قیام الملۃ والدین حضرت مولانا شاہ محمد عبد الباری استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی عنایت اللہ صاحب فرنگی محلی مولانا سلامت اللہ فرنگی محلی اور حضرت مولانا مفتی محمد قائم فرنگی محلی علیہم الرحمۃ سے بامعان نظر درس نظامی کی تکمیل فرمائی ، حضرت اشرف الاولیاء قدس سرہٗ نے روزنامچہ شریف میں بمقام لکھنؤ تحریر فرمایا :

''۲۱ ر شعبان جمعہ ۱۳۳۴ھ ۲۳ جون ۱۹۱۶ء، ۸؍۱ ساڑھ ۱۳۲۳ فصلی کو نور چشم سید محمد اور نور چشم محی الدین اشرف مدعمرہ کی بعد نماز عشاء دستار بندی ہوئی ''۔

اس جشن دستار بندی میں حضرت اشرف الاولیاء نے شرکت فرمائی اور دونوں کو اپنے ہمراہ کچھوچھا مقدسہ

لائے۔

عام روایت تو یہی ہے کہ حضرت محی الملۃ کو اپنے والد ماجد کے ابن الاخ اور پھوپھا حضرت مولانا شاہ احمد اشرف صاحب سے بیعت کا شرف حاصل ہوا، لیکن راقم الحروف نے خانقاہ سرکار کلاں کے کتابخانہ کے ایک مجلد کتاب میں حضرت اشرف الاولیاء کے ایک شجرہ میں حضرت محی الدین والملۃ کا نام نامی حضرت اشرف الاولیاء کے دستخط مبارک سے دیکھا ہے ۔

یہ تو بہرحال ایک حقیقت ہے کہ خلافت حضرت عالم ربانی سے حاصل تھی ، حضرت محی الملۃ کے ایک ممتاز مرید حضرت مولانا سید امیر الدین اشرف امیر ملت علیہ الرحمۃ تھے ، ان کو حضرت محی الملۃ سے اجازت و خلافت بھی تھی اور ان کا سلسلہ ارشاد بھی وسیع ہے، کثیر الفیوض بزرگ تھے، ان کے تقدس کا عام شہرہ تھا۔

حضرت محی الملۃ کی شادی حضرت عالم ربانی مولانا شاہ احمد اشرف صاحب کی دختر سے ہوئی ، ان سے دو صاحبزادگان کی ولادت ہوئی ، بڑے فرزند ارجمند حضرت مولانا سید شاہ معین الدین اشرف تھے ، یہ عالم و فاضل جامع معقول و منقول اور برگزیدہ بزرگ تھے ، جامعہ اشرفیہ کچھوچھا شریف کے ۱۳۴۵ھ میں صدر المدرسین اور شیخ الحدیث تھے ، ان سے بھی اطراف ہند میں سلسلہ کا اجرا بہت ہوا ۔ ان سے چھوٹے مولانا حکیم قطب الدین اشرف صاحب حیات اور مصروف ارشاد ہیں ۔ جمعہ ٦ ر ربیع الاول ۱۳۴۰ھ ۲۸ ر نومبر ۱۹۲۱ء ۱۳ ؍ اگہن کے روزنامچہ میں ہے کہ بوقت نیم شب نور چشم محی الدین اشرف کے یہاں دختر نیک اختر پیدا ہوئی ۔

حج و زیارت اور دیدار نبوی :

حضور پرنور اشرف الاولیاء قدس سرہٗ کو یہ سعادت بھی حاصل ہوئی کہ انہوں نے اپنے والد ماجد کو حج کرایا اور حج و زیارت کے ساتھ خدمت گذاری کی سعادت بھی حاصل فرمائی ، تین بار حج و زیارت کا شرف حاصل ہوا، حضور پر نور قدسی منزلت مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ نے بیان فرمایا کہ مدینہ منورہ میں بوقت حاضری چشم سر سے آپ کو حضور پاک ﷺ کا دیدار حاصل ہوا، عالم مدینہ منورہ حضرت مولانا آل احمد محدث دربار رسالت میں آپ کا اعزاز و احترام دیکھ کر گرویدہ ہوئے ، اور آپ کی معیت میں کچھوچھا شریف حاضر ہوئے۔

خلفاء و مریدین :

حضرت اشرف الاولیاء کا حلقہ بیعت و ارشاد و تلقین بڑا تھا ، آپ کے خلفاء کے نام خلافت ناموں کا روزنامچہ شریف میں بقید تاریخ ذکر ہے ، جن کے نام نقل کر سکا ، وہ یہ ہیں ، حضور پرنور مخدوم الاولیاء حضرت شاہ حمایت

اشرف اور حضرت شاہ عزیز اشرف کے علاوہ حضرت شاہ حضور اشرف جائسی کو بمقام پورہ باری خاں ضلع سلطانپور سوئم جمادی الثانی ۱۳۴۰ھ مطابق یکم فروری ۱۹۲۲ء ۱۹/ماگھ ۱۳۲۹ فصلی خلافت خاصہ عطا فرمائی۔ شاہ منیر اشرف ضلع باڑہ اسیری کو خلافت سلسلہ ابوالعلائیہ میں عطا فرمائی، مولانا سید عبداللہ عالی کول کو بھی خلافت عطا فرمائی۔

وصال :

حضرت اشرف الاولیاء قدس سرہٗ نے تقریباً اٹھاسی برس کی بڑی عمر پائی، صحت عموماً ہمیشہ معتدل رہی، آخری ایام قدرے علالت میں گذرے، بالآخر ۲۵/محرم الحرام ۱۳۴۸ھ کو وفات پائی۔ درگاہ معلّٰی کے خاندانی خطیرہ میں قبر منور زیارت گاہ خلائق ہے۔ سالانہ عرس کی محفل ذکر میلاد کے ساتھ حضرت مولانا سید مظفر حسین صاحب کرتے ہیں، لنگر کا بھی خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے، حضرت اشرف الاولیاء کے وصال کے بعد آپ کے برادر خورد اور مرید و خلیفہ و جانشین حضور پرنور اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ کی نے رثائی نظم لکھی، اس نظم میں آپ کے مقامات کمالات و فضائل صوری و معنوی کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

سرور اہل زماں حاجی اشرف حسین   سید عالی مکاں حاجی اشرف حسین
واقف سرِّ نہاں حاجی اشرف حسین   کامل باعز و شاں حاجی اشرف حسین
چوں بتوجہ نظر اشرف عالم نواخت   گشت عزیز جہاں حاجی اشرف حسین
سلسلہ اشرفی یافت اشاعت ازو   رہبر گم گشتگاں، حاجی اشرف حسین
زینت سجادہ و مسند شاہ حسن   مرجع ہر انس و جان حاجی اشرف حسین
بر سر منبر نشست وعظ و نصائح نمود   عارف شیریں بیاں حاجی اشرف حسین
پیر نیاز اشرفی تاج خلافت نہاد   بر سر شیخ زماں حاجی اشرف حسین
سہ سفر حج نمود، چوں مدینہ رسید   دید نبی راعیاں، حاجی اشرف حسین
عز و کرامات او، حاسد بد بیں ندید   بود ولی بے گماں، حاجی اشرف حسین
بود خدا حافظش از ضرر دشمناں   ماند بامن و اماں حاجی اشرف حسین
چوں سفر آخرت آمدہ پیش برفت   ذکر کناں از زباں حاجی اشرف حسین
اشرفی بے نوا صاحب سجادہ کرد   از کرم بیکراں حاجی اشرف حسین

حضرت اشرف الاولیاء کے مزید احوال و کمالات و فضائل کے بیان میں ایک جامع کتاب لکھنے کا راقم الحروف کا ارادہ ہے، خداوند قدوس اس ارادہ کو عمل میں لانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

نسب نامہ مادری اور نانا حضرت شاہ نیاز اشرف قدس سرہ

اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ کی والدہ ماجدہ تاج الاولیاء حضرت شاہ نیاز اشرف کی دختر نیک اختر تھیں حضرت تاج الاولیاء قدس سرہٗ حضرت شاہ راجو قدس سرہ خلف ثالث حضرت حاجی چراغ جہاں ابن شاہ جعفر لاڈ ابن حضرت شاہ حسین سرکار خورد کے اخلاف عالی شان میں نہایت برگزیدۂ روزگار، عالی نسبت اور بلند مقام عارف اکمل تھے آپ کے بڑے نواسے حضرت اشرف الاولیاء مولانا شاہ اشرف حسین قدس سرہٗ کو بیعت ارادت آپ سے حاصل ہوئی اور خلافت کی نعمت بھی پائی، ان کے علاوہ خانوادہ سرکار ثانی کے نامور بزرگ حضرت شاہ حمایت اشرف علیہ الرحمۃ کو حضرت تاج الاولیاء سے ارادت و خلافت کا شرف حاصل ہوا، حضرت شاہ حمایت اشرف صاحب کو اپنے پیر و مرشد کی والہانہ خدمت گزاری کی برکت و دولت بھی ملی، حضرت تاج الاولیاء کی بھی ان پر خاص نگاہ کرم تھی۔

حضرت شاہ حمایت اشرف صاحب نے اپنے پیر و مرشد کے احوال و کرامات کے بیان میں ایک منظوم کتاب

اسرار اشرفی

تصنیف فرمائی، یہ حضرت سید شاہ عزیز اشرف صاحب کی طرف سے لکھنؤ میں چھپ کر شائع ہوئی، چند بند نقل کئے جاتے ہیں:

پہلے میں حمد خالق ہر دو جہاں لکھوں   من بعد نعت سید کون و مکاں لکھوں
تعریف ال شاہ زمین و زماں لکھوں   اصحابِ مصطفٰے کی صفت درخشاں لکھوں

ہر ایک ان میں دیدۂ ایمان کے نور تھے
وہ چار یار یاور دین حضور تھے

بعد اس کے وصف پیر کا اپنے بیان کروں   اسرار اشرفی کو نہاں سے عیاں کروں
ہر مردۂ دل ضعیف کو اپنے جواں کروں   کچھ مختصر بیان شرفِ خاندان کروں

مرشد میرا کچھوچھہ میں کیا کام کرگیا
اولاد اشرفی میں، بڑا نام کر گیا

لکھتا ہوں نام سید عالی طریق کا ممدوح اپنے عارف و عابد و خلیق کا
کشاف تھا جو معنی سر دقیق تھا تھا مہربان حال جدود و رفیق کا

شاہ نیاز اشرف نیکو خصال ہے
اس نام میں عجیب کمال و جلال ہے

یک سال کا یہ ذکر ہے اے دوستو سنو اس باغ بے خزاں سے گل آرزو چنو
آیا وبا کچھوچھہ میں ناگاہ کو بکو پیر و جواں کرنے لگے آہ ! دو بدو

جب اس بلا میں لوگ گرفتار ہوگئے
بعضے کفن اور گور کے نادار ہوگئے

اس وقت کام آپ نے یہ برملا کیا سائل جو آگیا اسے جو کچھ ہوا دیا
جو شہ کے پاس نقد تھا پہلے اڑا دیا من بعد ظروف مسی جو تھے اٹھا دیا

محروم ان کے در سے نہ سائل کوئی پھرا
در عطا سے دامن مقصود کو سب نے بھرا

یہ ذکر ہے وبا کا ولی کا تھا یہ فیض عام کرتا تھا در پہ شاہ کے مہمان اگر قیام
اخلاق احمدی سے وہ ہوتا تھا شاد کام رہنے کو تین دن تو وہ کرتا تھا دس دن قیام

دل یوں مسافروں کا جو وہ تھام لیتا تھا
جاتا جہاں تو آپ کا واں نام لیتا تھا

حضرت تھے برگزیدہ بارگہہ الہ میں یک روز آپ سوتے تھے جو خانقاہ میں
جاکر کے ایک فقیر نے بس خوابگاہ میں مالش قدم شریف کو رکھا نگاہ میں

نام اس کا شیو دیال ہی معروف ہو گیا
خدمت میں شہ کے جانے سے مصروف ہوگیا

یہ اپنے قبلہ گاہ سے میں نے سنا تمام بیدار ہوکے آپ نے تب یوں کیا کلام
جو احتیاج ہو تو کھلاؤں تمہیں طعام اس نے کہا کہ واقعی بھوکا ہے یہ غلام

لیکن حضور ، رات ہے آدھی گذر چکی
عرصہ ہوا کہ خادمہ دربند کر چکی

تو اس سے یہ کلام کیا آپ نے مگر لاتا ہوں میں طعام تو اور ایک دم ٹھہر
ان لوگوں کی ہے راہ خدا جانیئے کدھر در بند اور طعام دیا پیش اس کے دھر

کھاکر طعام ہاتھ سے روشن ضمیر کے
گویا جان پڑ گئی مرد فقیر کے

ناگاہ پیام آیا یہ رب جلیل کا دنیا نہیں مقام ہے میرے خلیل کا
آیا قریب وقت اب تیرے رحیل کا کرنا جو تجھ کو کام ہے کرلے سبیل کا

سن کر پیام دوست کا خاموش ہوگئے
خوشخبری وصال سے بے ہوش ہوگئے

جام وصال سے جو ہوئے ایک بار مست تب جانب سفر چلے وہ عالم الست
ناحق شناس کو کیا جاکر خدا پرست دکھلایا ان کو جاکے مقام بلند و پست

دیدار آخری سے ہوگئے لوگ کامیاب
کرکے ہدایت ان کو وطن کو پھرے جناب

کچھ دن یہاں بھی شغل ہدایت رہا کیا بحر سلوک کتنے دنوں تک بہا کیا
موعود کا پیام ہر ایک سے کہا کیا ڈالا جو صعب دوست نے سہا کیا

ناگاہ لاحق آپ کو اسہال ہوگیا
آنے لگے جو دست عجب حال ہوگیا

آنے لگے جو دست سر دست بار بار ارکان عنصری کا ہوا ، کار زار زار
پائے ثبات میں نہیں باقی رہا قرار رخصت کا وقت آپ سے آکر ہوا دوچار

جب آفتاب آکے لب بام ہوگیا
آنکھوں میں دوستوں کے سرشام ہوگیا

پاس آپ کے آنے لگے دوست دار سب اون سے یہ آپ کہتے رہے اے گل عذار سب
دنیا کا کاروبار ہے ناپائے دار سب مخلوق کی حیات تو ہے مستعار سب

لازم تم کو حق کی عبادت نہ چھوڑیو
نیکی سے زینہار کبھی منھ نہ موڑیو

خادم سے آپ نے کہا تا ندا کرے بازار میں یہ جاکے صدا برملا کرے
جس کا مطالبہ میرے ذمہ ہو، آ کرے اپنے مواخذہ سے مجھے اب رہا کرے

جوکچھ کسی کا قرض ہو اس کو ادا کروں
مجھ کو نجات قرض سے دے میں دعا کروں

بازار میں یہ جاکے ندا تب کیا پکار ناگاہ ایک شخص تھا قوم کا کہار
حضرت سے آکے کہنے لگا اے نکو شعار سابق میں آپ کا کیا ہے میں نے ایک کار

مزدوری اس کی آپ نے مجھ کو دیا مگر
پیسا ہے ایک باقی یہ دیتا ہوں میں خبر

خادم پہ تب یہ حکم ہوا ہاں ابھی تو دے اس قرض کو تو قرض سمجھ کر ادا کرے
لازم نہیں کہ حشر پہ یہ ماجرا رہے ایسا نہ ہو کہ حق سے ، یہ جاکر وہاں کہے

پیسا نکال کر وہیں خادم نے دے دیا
خوش ہوکے ، اس کہار نے پیسا کو لے لیا

یکبار تب بولا کے کہا اس مرید کو پڑھ سامنے مرے تو کلام مجید کو
بیٹھا پڑھا کیا میں کلام سعید کو شہ دل میں یاد کرتے تھے ربّ حمید کو

جب سن لیا کلام تو ارشاد یہ کیا
شربت بناکے لا تو ، تجھے دوں ابھی پلا

لایا میں حکم آپ کا فی الفور بس بجا شربت بناکے جام میں لایا اسے اٹھا
حضرت نے اپنے ہاتھ سے مجھ کو دیا پلا کیا میں بیان کروں کہ جو مجھ کو مزا ملا

الحق نہ تھا وہ جام کہ جام طہور تھا
نور تجلیات سے دل کو سرور تھا

بعد اس کے میرے ہاتھ پہ رکھا جو اپنا ہاتھ سمجھا میں اس گھڑی کہ میری ہوگئی نجات
راز و نیاز کی لگے فرمانے مجھ سے بات دنیا تو ایک عجوزہ ہے مکارہ بے ثبات

اس نے کس کے ساتھ بھلا کب وفا کیا
لاکھوں کو اپنے دام میں لاکر دغا کیا

بار دگر ، وہ شربت جام طہور کا شہ نے بدست خاص لیا جام نور کا
حیدر کہاں ہے حکم ہوا یہ حضور کا آیا تو آپ نے وہ دیا قرص نور کا

شربت وہ پی گیا حالت وجد میں آ گیا
یعنی وہ معرفت کے دبستاں میں آ گیا

کہتے تھے بار بار کہ باقی ہیں دو عزیز افسوس کیا کروں کہ انہیں دوں میں کون چیز
دیدار آخری سے رہے دور باتمیز اون کا فراق دل سے کرے گا نہیں گریز

یہاں پر غلام حضرت نور نظر نہیں
اور دوسرے سعادت علی خوش سیر نہیں

پھر آپ نے یہ چند وصایا کیے شروع باحال اختصاص بلطف خشوع ، خضوع
محفوظ جاء میں قبر میری کیجیو وقوع طغیان آب قبر تک آئے نہ کر رجوع

پائیں قبر حضرت کہ جو کے کیجیو
اس گل کو جاکے روبرو گلرو کے کیجیو

میں نے کیا یہ عرض کچھ ارشاد کیجئے   مجھ کو ھدایت اور کچھ ایزاد کیجئے
مضطر کھڑا ہوں دل کو میرے شاد کیجئے   بولے یہ آپ اب فکر زاد کیجئے

فرصت کا وقت ہائے نہ باقی رہا پسر
ٹوٹا پڑا ہے جام نہ ساقی رہا پسر

کیا میں بتاؤں تجھ کو کہ ہے اب کھڑی اجل   فرصت نہیں کلام کی ، اعضا میں ہے خلل
لیکن میری کتاب پر کرنا سدا عمل   مقصد دلی کو اپنے تو پہونچے گا بر محل

میری کتاب نسخۂ اکسیر جانیو
اکسیر کیا ہے؟ خود اسے تاثیر جانیو

سب کو بلا کے تب کہا یک بار الوداع   اب میری رخصتی ہے میرے یار الوداع
یاران دوستدار ، وفا کار الوداع   ہوتا ہے اب جدا یہ گنہ گار الوداع

مجھ پر براہ لطف عزیز و عطا کرو
میرے تمام عفو گناہ و خطا کرو

بعد اس کے وہ جناب ہوئے یوں حروف زن   لاؤ خرید کرکے میرے روبرو کفن
کردونگا قطع آپ میں اپنا پیرہن   ناواقفی ابھی ہے تمہیں اے عزیز من

لیکن نہ میرے واسطے کچھ قرض کیجو
موجود جو کہ پاس ہو وہ فرض کیجو

اب اس جگہ قلم کا جگر چاک چاک ہے   آغاز خاک آدمی انجام خاک ہے
ایسے ولی کے غم میں جگر دردناک ہے   اب آپ کا حساب کوئی دم میں پاک ہے

یک بار یہ کہا کہ عزیز و رہو گواہ
کلمہ زباں سے کہہ کے میں جاتا ہوں اپنی راہ

کلمہ کے ساتھ تن میں ہو روح بے قرار   خاکی لباس چھوڑنے کا اب ہوا مدار
اعضائے عصری ہوئے آپس میں زار زار   ناگاہ ہوگیا ہے عزرائیل کا گزار

یکبار روح تن سے جو اندوہگیں ہوئی
پرواز کر کے داخل خلد بریں ہوئی

اک شور پڑ گیا یہ تلاطم ہوا بپا   آنکھوں میں حاضرین کے اندھیرا سا چھا گیا
کوئی پکارتا ہے کہ اے صاحب عطا   کوئی یہ کہہ کے روتا تھا اے میرے مہ لقا

کثرت الم سے بعض تو بے ہوش ہوگئے
اکثر فراق یار سے مدہوش ہوگئے

القصہ جب کہ کام ہوا آپ کا تمام   کفن و دفن میں تب ہوئے مصروف خاص و عام
خوشبو یہ ہوگئی کہ معطر ہوا مشام   آخر نہاں ہوا وہ زمیں میں مہہ تمام

ڈوبا جو ماہ ،خلق میں اندھیرا ہوگیا
جاری زباں پہ فاتحہ خیر ہوگیا

تھا ایک ہزار دو صد و ہفتاد و ہشت و سال   ماہ ربیع آخر و تاریخ نیک فال
حضرت نے دوسری کو کیا یہاں سے انتقال   ڈوبا وہ مہہ دوشنبہ کو من بعد از زوال

سیارۂ برج ولایت نہاں ہوا
افسوس شاہ مصر ھدایت نہاں ہوا

اب اس جگہ زبان قلم کی قلم ہے بس   کچھ اور ہی بیان کا اوس کو ہوا ہوس
اس نظم کے نظام کا یہ باعث ہوا نہ بس   اشرف حسین پیر میرے عیسوی نفس

اوصاف اپنے پر کا جو فارسی کیا
الفاظ نثر سے اسے یک آرسی کیا

حضرت شاہ نیاز اشرف کا مدفن :

حضرت سید حمایت اشرف قدس سرہٗ مرید باختصاص نے حضرت تاج الاولیاء نیاز اشرف قدس سرہٗ کی وصیت کی تعمیل فرمائیاور حضرت شاہ راجو قدس سرہٗ کے مقدم شریف کے پاس آپکو دفن کیا :

قطعات تواریخ وفات

از حضرت حاجی الحرمین اشرف الاولیاء الحاج سید شاہ اشرف حسین قدس سرہٗ

چوں فنافی اللہ شد آں عارف والا شیم نام نامی او نیاز اشرف عالی ہم
دوم از ماہ ربیع آخر پس از نصف النہار پیر من در یوم دوشنبہ شدہ . سوئے ارم
بود ہر وصفے کہ در ذات شریفش آشکار اندریں یک مصرع تاریخ می آرم بہم
بے سر وپا گشت اشرف در فراقش ایں ہمہ عجز و فقر بخشش و زہد و عمل خلق و کرم

۸ ۷ ۲ ۱ ھ

از منشی شمس الدین خاں صاحب الہ آبادی

لرد رحلت چوں سید عالی فرقتش سخت شد براین اضعف
دوئی بود از ربیع ثانی یوم دوشنبہ ولی زماں الطف
خواستم نام پاک آں رہبر درد سازد و را دل الخف
ہاتفے گفت مصرع تاریخ سیدی مرشدی نیاز اشرف

۸ ۷ ۲ ۱ ھ

مرید عاشق وصادق حضرت سید شاہ حمایت اشرف قدس سرہٗ نے زبان وقلم کے وسیلہ سے اپنے ولی نعمت حضرت تاج الاولیاء سید شاہ نیاز اشرف قدس سرہٗ کے کمالات وفضائل کا بیان لکھا۔ ان کے نام ونسب کا ذکر فرمایا۔ حضرت شاہ راجو کے اخلاف میں ہونے کا ذکر فرمایا اور حکم ووصیت کی تعمیل میں قبر بھی حضرت شاہ راجو کے پائیں بنائیں اور اس میں مہر سیر ولایت کو دفن فرمایا۔

حضرت تاج الاولیاء کی چوکھٹ :

حضرت تاج الاولیاء، حضرت شاہ نیاز اشرف قدس سرہٗ کو کوئی فرزند نرینہ نہ تھی، اس لئے آپ کا خادم اور سفال پوش مکان آپ کے نواسے حضور پرنور اعلی حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی جامع الطریقین مجمع البحرین مخدوم شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی سجادہ نشین سرکار کلاں کے حصہ میں آیا۔ اسی میں حضور کا قیام رہا۔ خانقاہ نیازی اشرفی کی رونق حضور کی ذات سے قائم رہی۔ بعد میں حضرت عظیم البرکتہ مخدوم المشائخ مدظلہٗ کے حصہ میں آیا۔ آپ نے حضرت تاج الاولیاء نیاز بے نیاز کا دولت کدہ صدر المشائخ مخدوم الابرار مولانا الحاج سید شاہ اظہار اشرف صاحب قبلہ مدظلہٗ العالی کو عطا فرمایا۔ حضرت تاج الاولیاء شاہ نیاز بے نیاز کے چوکھٹ کی عظمت کی اہمیت اعلی حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ نے وصیت فرما کر ظاہر فرمائی کہ اگر کبھی اس دولت کدہ کی تعمیر جدید بھی ہو جب بھی چوکھٹ کو قائم رکھا جائے۔ چنانچہ اس چوکھٹ پر نئے عمارت کی چوکھٹ بنائی گئی اور وہی چوکھٹ اندرون حویلی میں آمد رفت کا راستہ ہے۔

عکس تحریر حضرت شاہ نیاز اشرف صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بذریعہ حدیث شریف کے جو شرف النبوۃ اور دیگر اخبار وآثار میں موجود ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعۃ انا لھم شفیع یوم القیامۃ ولو اتوا بذنوب اھل الارض المکرم لذریتی والقاضی لحوائجھم والساعی عند اضطرارھم والمحب لھم بقلبہ ولسانہ

فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار آدمی کا شفاعت کرونگا روز قیامت کو ہوینگے اگرچہ گناہ برابر گنہگار ہونگے ایک ادب اور تعظیم کرنیوالا میری اولاد کا دوسرا انکی حاجتوں کا بر لانیوالا تیسرا انکی ضرورتوں میں کوشش کرنیوالا چوتھا انکو زبان اور دل سے دوست رکھنیوالا

باب۲

حالات وکمالات

ولادت باسعادت :

اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء مرشد العالم مخدوم شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی محبوب یزدانی قدس سرہٗ کی ولادت باسعادت (۱) ۲۲/ربیع الثانی ۱۲۶۶ھ مطابق دسمبر ۱۸۴۶ء کو بوقت صبح صادق ہوئی، غسل وغیرہ سے فراغت کے بعد آپ کے والد حضرت حاجی سید شاہ سعادت علی قدس سرہٗ نے سب سے پہلے خاندان اشرفیہ کی روایت اولیٰ انجام دی کہ آپ کے دست مبارک میں قلم تھمایا اور اسے پکڑ کر دوات میں ڈبو دیا اور اپنے ہاتھ کے سہارے کاغذ پر ''اسم جلالت'' لکھوادیا۔ یہ روایت خاندان اشرفیہ میں علم وفضل کی ترسیل وتحصیل کی علامت مانی جاتی ہے۔ اس کے بعد آب زمزم میں ملا ہوا شہد چٹایا اور حضرت غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم پاک کے آستانے کا ''کاجل'' آنکھوں میں لگایا یوں خاندانی روایت کی تکمیل ہوئی، حضور پرنور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء کا اسم گرامی ''علی حسین'' رکھا گیا حضور ''محمد علی حسین'' نام نامی تحریر فرمایا کرتے تھے۔ ابواحمد کنیت تھی اس میں جد سرّ ہے اس کو اہل حقائق جانیں گے۔

بچپن کے چند واقعات :

اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ کے بچپن کے حالات وواقعات بھی نرالے اور خاندانی

(۱) عہدِ واجد علی شاہ رنگیلا والی اودھ ۱۲۶۴ھ مطابق ۱۸۴۶/ ۱۲۷۶ھ، ۱۸۵۹ عیسوی ۔

روایت ورنگ میں ڈوبے ہوئے تھے، جن سے آپ کے تابناک اور روحانیت میں باکمال ہونے کا اندازہ ہوتا تھا، آپ کے بچپن کا مشاہدہ کرنے والوں کا بیان ہے کہ آپ رو رہے ہیں مگر جیسے ہی اذان کی آواز سنی چپ ہوگئے آپ کے طفلانہ کاموں میں اطاعت خداوندی کا مظاہرہ ہوتا تھا۔ آپ اپنے ہم عمروں کو قافلے کی شکل بنا کر اپنے ہمراہ کچھوچھ شریف کی آبادی سے دور کھیتوں کے میدان میں لے جاتے اور لڑکوں کے ساتھ ''**لا الــــه الا اللـــــه**'' کی ضرب لگاتے ،روایتیں ہیں کہ اس عمر میں جب اہل خاندان آپ کو دیکھتے تعجب کرتے اور کہتے کہ علی حسین میاں کچھ ہونے والے معلوم ہوتے ہیں۔ ذکر بالجہر کا خاندانی مشغلہ خالی از حکمت نہیں، چنانچہ ایک عالم نے سر کی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ حضور پرنور اعلحضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کی انفاس طیبہ کی برکتوں سے خدا کی بے شمار مخلوق نے ذکر و شغل کی نعمتیں حاصل کیں ۔

آپ کو اکثر دیکھا گیا کہ اپنے ہم جولیوں کی صف بندی فرما کر امامت کے فرائض انجام دیتے، بہت بچپن میں یہ بھی دیکھا گیا جاتا تھا کہ آپ اذان کی آواز سن کر ناف پر ہاتھ باندھ لیتے اور لب ہلایا کرتے تھے۔ عبادت و ریاضت اور پابندی احکام شرعیہ سے منور ماحول میں حضور بچپن ہی سے نماز کے مکمل پابند ہوگئے درود شریف کی مواظبت بھی اسی دور سے شروع ہوگئی تھی۔

حضور پرنور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کے بچپن کا عظیم واقعہ جس نے خاندان والوں کو غرق حیرت کر دیا تھا۔ وہ اس طرح بیان ہوا کہ ایک مرتبہ سردی کے موسم میں حضور محبوب ربانی حسب معمول آگ جلا کر ہاتھ تاپ رہے تھے کہ آپ کے خاندان کے مجذوب نسل کے ہم عصر ایک صاحب زادہ آئے اور آپ سے آگ تاپنے کی اجازت طلب کی حضرت محبوب ربانی نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ''پہلے آگ میں اپنا حصہ ڈالو پھر ہاتھ تاپو''۔

مجذوب صاحبزادے بولے میرے پاس تو کچھ بھی نہیں صرف یہی شال ہے۔ حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی نے فرمایا:

''تو کوئی بات نہیں، یہی شال آگ میں ڈال دو''

چنانچہ ان صاحبزادے نے بھی بلا چون وچرا وہی شال آگ میں ڈال دی پھر کیا تھا شال جل کر راکھ ہوگئی اور وہ صاحبزادے بھی اور دوسرے بچوں کے ساتھ اطمینان سے ہاتھ تاپتے رہے۔ کچھ دیر کے بعد اٹھ کر وہ صاحبزادے گھر چل دیئے اور روتے ہوئے بزرگوں سے پورا ماجرا بیان کر دیا۔ ان کی والدہ نے کہا جاؤ اور علی حسین سے اپنی شال مانگ کر لاؤ۔ بھلا جلی ہوئی چیز کو لانے کا سوال ہی کیا تھا۔ مگر وہ صاحبزادے بھی پہونچ گئے اور رو رو کر

کہنے لگے۔ ''مورشال لاؤ ، مورشال لاؤ ''

اعلی حضرت مخدوم الاولیاء نے بھی فرمایا دیا جاؤ آگ سے کہدو ''علی حسین شال مانگتے ہیں'' مجذوب صاحبزادے اٹھے اور آگ کے قریب جا کرزور زور سے کہنے لگے :

علی حسین میاں کہتے ہیں ۔ ''شال نکل شال نکل ''

یہ کہہ کر آگ میں ہاتھ ڈال دیا اور شال نکال لی اور خوشی خوشی شال لے کر گھر پہونچے ۔ ہر شخص حیران و ششدر رہ گیا اور ذرا سی دیر میں یہ واقعہ مشہور ہو گیا اور ہر شخص کی زبان پر یہ واقعہ تھا زمانہ گذر جانے کے بعد آج بھی اس واقعہ کا ذکر جاری ہے۔ حضرت سید شاہ عمادالدین لکڑ شاہ کے فرزندار جمند سید شاہ واجد حسین جہانگیری اشرفی۔

تحصیل علم کا آغاز :

اعلی حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ کا مکرم خاندان علم ظاہری و باطنی میں اپنے بنی اعمام میں ممتاز تھا، چنانچہ سید رضا اشرف از اخلاف حضرت شاہ ابوالخیر نے اپنے روزنامچہ میں لکھا ہے کہ :

''خود آں جناب وآباء واجداد ایشاں چنداں کہاز علم ظاہری و باطنی مفاخرت داشتند در دو خاندان دیگر یعنی اولادسی دحسن شاہ ثانی وسید ابوالخیر بنودہ''

حضرت مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ کا جب سن شریف چار برس چار مہینے اور چار دن کا ہوا تو موافق معمول خاندانی مولانا گل محمد صاحب خلیل آبادی نے جو بڑے اہل دل اور عارف کامل تھے آپ کی بسم اللہ خوانی کرائی۔ حضور پرنور مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ کے ایک تحریری بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مکتب کی تعلیم حضرت مولانا گل محمد صاحب کی خدمت میں خلیل آباد میں رہ کر حاصل فرمائی حضور پرنور محلّہ بہوہ شہید گورکھپور میں اپنے مرید باختصاصنواب محمد شاہ خان صاحب رئیس و جاگیردار شکری گنج کے یہاں تشریف فرما تھے اس وقت آپ نے منشی اودھ بہاری لال سر رشتہ دار کلکٹری سے پوچھا تھا ۔

ایک لڑکا اودھ بہاری لال تحصیل خلیل آباد میں مولوی گل محمد مرحوم ہمارے استاذ سے پڑھتا تھا اس کا باپ تحصیل خلیل آباد میں سیاہ نویس تھا کہیں تمہیں تو نہیں ہو، یہ سن کر وہ اٹھے اور میرے قدموں کو بوسہ دیا اور کہا :

''حضور میں ہی آپ کا نیاز مند مکتبی بھائی ہوں آپ نے فقیری کی لائن میں ترقی کی اور نیاز مند نے دنیاوی لائن میں ترقی کی''(۱)۔

(۱) صحائف اشرفی حصہ دوئم ۔

حضرت مولانا گل محمد صاحب کے مکتب کرامت میں حضور پرنور مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ تحصیل علم میں مشغول تھے کہ آپ کے حضرت والد ماجد کبیر سنی اور اودھ میں انگریزی راج قائم ہو جانے کی وجہ سے خلیل آباد سے کچھوچھہ مقدسہ تشریف لے آئے ۔ یہاں حضور پرنور کو مولوی کرامت علی صاحب کے سپرد فرمایا موصوف نے بکمال محبت وشفقت فاسی کی درسی کتابیں پڑھائیں، ان کے بعد انہیں کے ہم نام استاذ مولانا امانت علی گورکھپوری اور مولوی قادر بخش صاحب کچھوچھوی سے تعلیم پائی۔ اعلی حضرت مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ کے چاروں اساتذہ کمال مہربانی سے پڑھاتے تھے۔ آپ کی جودت طبع اور تحصیل علم کی لگن نے آپ کو استاذوں کی نظروں میں درجہ محبوبیت عطا کر رکھی تھی۔ حضور پرنور اعلی حضرت مخدوم الاولیاء کا کتابی علم انہیں چاروں استاذوں کا مرہون منت ہوا۔ علم تبحر کو دیکھ کر ایک با کمال اہل علم وفضل سید علی بلگرامی نے جو اس وقت فیض آباد میں ڈپٹی کلکٹر تھے اور حیدرآباد دکن کی سلطنت آصفیہ (۱) میں نامور علمی رکن رہ چکے تھے۔ حکیم عبدالحئی نے نزہۃ الخواطر جلد ثامن میں ان کے حالات میں لکھا ہے کہ بلگرامی باسٹھ زبانوں کے ماہر تھے ۔انہوں نے لکھا کہ:

''شاہ صاحب نے وہ لیاقت بہم پہنچائی ہے کہ علماء کی مجلس میں بھی ایک شاندار رکن دکھائی دیں گے''

زمانہ نے کھلی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ علمائے نامدار محدثین کبار، اساتذہ روزگار کی مجلسوں کی زیب وزینت و رونق ثابت ہوئے علوم وفنون میں غیر معمولی رسوخ رکھنے والی شخصیتیں آپ کی بزم عرفانی میں سر بزانو مؤدب بیٹھتی تھیں۔ آپ کی بصیرت قلبی کے سامنے یہ علماء یگانہ اپنی علمی بے چارگی اور بے اطمینانی کو صاف صاف محسوس کرتے تھے۔ آپ کی مجلس نورانی کی برکتوں سے ان پر فاش ہو جاتا تھا کہ :

''علم کتابی اور ہے اور علم الٰہی اور ہے ''۔

اور برملا اقرار کرتے تھے کہ : ''اصل علم تو حضور کے پاس ہے ''

حضور پرنور قدسی منزلت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کے گرد اہل علم وفضل کا مجمع رہتا تھا۔ حدیث پاک کے ماہرین بھی حاضر رہتے فقہ وافتاء کے راسخین کو بھی حضوری کی سعادت حاصل رہتی منطق وفلسفہ اور علم کلام کے مرد عقل ودانش کے صدر نشین حاضر خدمت رہتے، شعر وادب کے تاجور بھی اور نقادان فن بھی باریابی کا شرف حاصل کرتے، جدید علم گاہوں کے دانشور بھی جگہ پاتے۔ غرض کہ ہر طبقہ اور ہر فن کے اکابر کا مجمع رہتا۔ حضور پرنور ان کے ذوق ومعیار کے مطابق بھی گفتگو فرماتے مگر اصل حقیقت وہ تھی جن کا بیان جامع کمالات صوری ومعنوی

(۱) حیات شبلی اور نزہۃ الخواطر جلد ۸ ملاحظہ ہو ۔

مجمع العلوم حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ :

’’رحمت الٰہیہ نے ہر کسی کے حصے مقرر فرما دیئے ہیں کسی کو خدمت الفاظ، کسی کو خدمت معانی کسی کو تحصیل مقاصد، کسی کو ایصال الی المطلوب‘‘۔

حضور پرنور کی زندگانی کے بابرکت لمحات ایصال الی المطلوب کی خدمت ونعمت سے معمور تھے اس لئے علوم وفنون کے مرکزوں سے علم و دانش کی سندیں حاصل کرنے والے خدمت میں حاضری وحضوری کی سعادت و برکات حاصل کر کے حصول مقاصد میں کامیاب ہوکر قرب ووصول کی منزل میں گامزن ہوکر سیر الی اللہ فی اللہ کے مقام میں داخل ہو جاتے ۔حضور پرنور مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ علم وفضل کے حلقوں کے تربیت یافتگان کو احیاء العلوم امام غزالی قدس سرہٗ الباری کے بغور مطالعہ کی تاکید فرماتے تھے۔ وجہ یہی تھی کہ امام غزالی کی زندگانی ایک خاصہ حصہ ظاہری طمطراق علم کی مسند نشینی اور مناظرہ ومباحثہ سے معمور تھا اور انجام باطنی طہارت وتقدس کے عظمت و زندگانی تجمل پر ہوا۔ حقائق ومعارف کی معتمد اکابر کتابوں کے مطالعہ کی خاص تاکید ہوتی ۔ایک بار اہل علم وفضل کو مخاطب کر کے فرمایا کہ درس نظامی میں تصوف کی کتابوں کو شامل کیا جائے ۔ پہلے کے اکابر اہل علم اور اہل معرفت بھی ہوتے تھے، اور اب بھی ہیں اس لئے ان کے شاگرد بدمذہب اور گمراہ نہیں ہوتے تھے۔ صحبت کا فیض مؤثر ہوتا تھا۔ وہابیت ونجدیت کے جراثیم سے مولویوں کے مسحور ہونے کی ایک ظاہری وجہ یہ بھی ہے کہ درس نظامی میں بحیثیت درس، تصوف کی کتابیں داخل نہیں ہیں اور یہ ہونا چاہیئے ۔ چنانچہ حضور پرنور کے قائم کردہ جامعہ اشرفیہ خانقاہ سرکار کلاں میں تصوف کی کتابیں داخل درس تھیں۔

راہ سلوک :

تکمیل علم ظاہری کے بعد جذب الٰہی نے کشش کی اور آپ کا میلان خاطر تصوف وسلوک کی طرف غیر معمولی طور پر ہوا۔ اس گام پر آپ کے برادر حقیقی حاجی الحرمین اشرف الاولیاء حضرت مولانا سید شاہ اشرف حسین صاحب قیام قدس سرہٗ نے اپنا دست کرم آپ کی طرف بڑھایا اور آپ سے بیعت طریقت لے کر ۱۲۸۲ھ میں اجازت وخلافت عطا فرمائی اور راہ سلوک کی تعلیم وتلقین شروع فرمائی، مجاہدہ وریاضت اور بزرگان قدیم کی روش و طریقہ پر چلہ کشی کرائی ۔ حضرت اشرف الاولیاء قدس سرہٗ نے عطائے خلافت وخرقہ پوشی کے چند مادے استخراج فرمائے۔

خرقہ زیب رہنمائے جہاں ۱۲۸۹ھ   گشت الہام کن خلافت حق ۱۲۸۹ھ۔

تاریخ میں نے از سر الہام یوں کہی   سید علی حسین کو خرقہ زیب ہے ۱۲۸۹ھ۔

ایک واقف کار نے آپ کے شیخ کو لکھا:

’’سن شریف کوئی بارہ برس کا ہوگا کہ اسی ایام میں جناب شاہ علی حسین صاحب سجادہ نشین کچھوچھہ آپ کے چھوٹے بھائی صاحب بھی جانب پورب صحن عدالت متصل دیوار مسجد خام ایک حجرہ خس پوش میں چلہ کشی اختیار فرماتے تھے اور بعض نے چاہا کہ جناب موصوف درگاہ شریف سے اٹھا دیئے جائیں اور چلہ کشی نہ کرنے پائیں مگر میں نے اس امر کو ہرگز جائز نہیں رکھا‘‘۔

اور مجھ کو یاد ہے کہ شاہ صاحب نے بالائے چبوترہ چند گھڑے شربت کے اور پانی اور خوشبو پر فاتحہ عرس جناب مخدوم صاحب قدس سرہٗ کیا تھا ۔

مجھ کو ایک مرتبہ حسن اتفاق سے اپنی بستی میں جناب شاہ علی حسین صاحب سجادہ نشین کی زیارت نصیب ہوئی تھی جب کہ موصوف بتقریب عرس مولوی امام علی صاحب استاذ قاضی صاحب تعلقدار مسرکھہ تشریف لائے تھے کیا کہوں اور کیا لکھوں کہ جو کچھ حظ اور مسرت ان کے جمال اور کمال کو دیکھ کر مجھ کو حاصل ہوئی۔

سبحان اللہ ! کیا مرتبہ مقبولیت کا پایا ہے، میں سچ عرض کرتا ہوں کہ جناب موصوف کے پاس بیٹھ کر جی اٹھنے کو نہیں چاہتا تھا اور کلام حضرت کا وہ شیریں اور وہ پرفیض ہے کہ یہی دل چاہتا ہے کہ دن رات بیٹھے سنا کیجئے اور کیوں کر نہ ہو؟ جن پر اتنے اولیاء اللہ کی توجہ اور التفات ہو، ان کے مرتبے کا کیا لکھنا ہے اور

ابتدائے زمانہ جناب موصوف سے اور زمانہ حال میں زمین وآسمان کا فرق پاتا ہوں اور یہ ترقی جناب ممدوح کی مجھ کو روز بروز بڑھنے والی معلوم ہوتی ہے اور خدا جانے ابھی کہاں تک آپ عروج پکڑیں گے (۱)۔

آستانہ حضرت مخدوم پاک پر چلہ کشی :

’’۱۲۹۰ھ میں جب حسب ارشاد ارواح بزرگان ایک سال کامل آستانہ اشرفیہ پر حسب قاعدہ مشائخ چلہ کشی فرمائی، اسی مدت میں ببرکت روحانی حضرت محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ وبہ توجہ حضرت محبوب سبحانی

قطب ربانی سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ تمام منازل ایقان وعرفان اس طرح طے فرمایا کہ آپ کی ذات بابرکات سے جہانگیری آثار وانوار ظاہر ہونے لگے‘‘(۲)

(۱) تحائف اشرفیہ فی رد ظرائف شگرفیہ از حضرت شاہ طاہر اشرف، جائسی علیہ الرحمۃ۔ (۲) مقدمہ حضرت میر نیرنگ اشرفی ۔

اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ نے چلہ کشی کے زمانے میں مخدومی فیوض و عنایات کا برملا بار بار اظہار فرمایا تحریر فرماتے ہیں:

"فقیر اپنے حجرۂ چلہ کشی میں جو در دولت حضرت جد اعلیٰ پر واقع ہے اگہن کے مہینے میں مقیم تھا، آدھی رات کے وقت بطریقہ چشتیہ ذکر جہر میں مشغول تھا، اور مجھ کو برزخ اور ذات وصفات اور شد و مد اور تحت وفوق میں کچھ خطرہ واقع ہوا تھا، تو میں نے اپنے جد حضرت محبوب یزدانی کی طرف رجوع کر کے عرض کیا، کہ یا تو حضور خود میری تسکین فرمائیں یا کسی کو میری تسکین کے لئے بھیج دیجئے، یہ میرا عرض کرنا تھا کہ یہ معلوم ہوا کہ جیسے کوئی حجرہ کی کنڈی ہلا رہا ہے، حجرہ کے دروازہ پر میاں مستان شاہ اور میاں سبحان علی شاہ سو رہے تھے، کہنے لگے کون صاحب ہیں؟ میں نے اندر سے آواز دی کہ چپکے رہو، دروازہ حجرہ کا کھول کر ان بزرگ کو اندر بلایا، ان کے تشریف لانے کے بعد دیاسلائی سے چراغ جلایا ان بزرگ نے فرمایا، کہ مقدس مقام پر دیاسلائی سے چراغ نہ جلانا، کیوں کہ دیاسلائی میں شراب اور اسپرٹ ڈال کر بناتے ہیں، اس کے بعد فرمایا کہ میں آپ کے پاس کچھ ذکر وشغل کرنے کی نیت سے آیا ہوں اگر اس میں کچھ غلطی ہو تو بتلا دیجئے۔ یہ کہہ کر مشغول بذکر ہو گئے، اور فرمانے لگے کہ اس مقام سے رفع خیالات نفسانی اور یہاں سے رفع خیالات شیطانی اور اس مقام سے رفع خیالات رحمانی کرنا چاہئے۔"

جب تمام ذکر کے مدارج بیان فرما چکے تو فرمایا کہ ذرا آپ بھی میرے سامنے ذکر کیجئے چونکہ میرے خطرات اور شبہات حضرت کے ذکر کرنے سے رفع ہو چکے تھے اور حق تعالیٰ نے مجھ عاجز اور مسکین کو اول سے قابلیت تفہیم طرقِ اذکار عطا کی تھی، میں نے بے تکلف اسی طرح سے ذکر کیا جیسے حضرت نے مجھ کو تعلیماً فرمایا تھا، اس کے بعد فرمایا کہ میرا نام شاہ محمد حسن گرم دیوانی ہے، اور مجھ کو اپنے والد حضرت شاہ باسط علی قدس سرہٗ سے اس کی تعلیم پہونچی ہے۔ ان کو اپنے والد حضرت شاہ عبد العلیم قدس سرہٗ سے یہ سلسلہ تعلیم کا حاصل ہوا اور ان کو حضرت شاہ ابو الغوث گرم دیوان قدس سرہٗ سے یہ سلسلہ ملا۔

جس وقت حضرت شاہ ابو الغوث گرم دیوان قدس سرہٗ آستانۂ روح آباد میں حاضر ہوئے حضرت محبوب یزدانی کے مزار مبارک پر فاتحہ پڑھنے لگے، آپ نے بچشم ظاہر دیکھا کہ حضرت مزار مبارک سے مجسم باہر نکل آئے اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمایا (رحمۃ اللہ علیہ)
پھر حضرت شاہ محمد حسن گرم دیوان قدس سرہٗ نے فرمایا، کہ میرے نام سے حضرت مخدوم سید اشرف

جہانگیر قدس سرہٗ تک جن ناموں سے مجھ کو یہ سلسلہ ملا ان کے نام لکھ لیجئے"۔

اسی حجرۂ چلہ کشی میں مردان خدا اولیائے پروردگار نے بفیض روحانی حضرت محبوب یزدانی تشریف لا کر حضور کو فیض یاب فرمایا، اور بہت سے اولیائے پاک
آپ کی ذات پاک سے فیض یاب ہوئے۔

سجادہ نشینی:

راہ سلوک کی روز افزوں ترقی اور اولوالعزمی کو ملاحظہ فرما کر حضور پرنور کے پیرومرشد حضرت اشرف الاولیاء مولانا شاہ اشرف حسین قدس سرہٗ نے ۳ ربیع الاول ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۶۱ء کو حضرت مخدوم الاولیاء کو سجادگی کا منصب بھی عطا فرما دیا۔ اس وقت آپ کی عمر شریف کا اکیسواں برس تھا۔

حج اول اور دربار نبوی کا عطیہ:

اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کے باطنی احوال جذب وکیف سے معمور تھے، باطنی اضطراب بے پایاں تھا۔ دربار نبوی میں حاضری کا جذبہ دل پر ضربیں لگایا کرتا تھا، پہلے تو عالم خواب میں دربار نبوی میں حاضری کا شرف حاصل ہوا پھر بحالت بیداری بارہا حاضری ہوئی۔ پھر ۱۲۹۵ھ کا وہ زمانہ بھی آ گیا جب بحالت جسمانی بھی حاضری کا شرف حاصل ہو گیا۔ حاضری اول سے پہلے ایک غزل بارگاہ کرم میں عرض کی جس کے لفظ لفظ سے کمال وابستگی اور دل کی بے قراری عیاں ہے۔

غزل

دل پہ غم نے پھر لگایا زخم کاری یا رسول — درد میں اب حد سے گذری بے قراری یارسول
ہائے خواہش ہی مدینے کی میرے دل کو رہی — کٹ گئی حسرت میں اپنی عمر ساری یارسول
آپ کی فرقت خزاں ہے نخل دل کے واسطے — آپ کا دیدار ہے فصل بہاری یارسول
اب مریض عشق پر اپنے کرم فرمائیے — ہجر میں کب تک کروں میں اشک باری یارسول
دل میں ہے شوق زیارت کیا کروں مجبور ہوں — رات دن کرتا ہوں غم میں آہ و زاری یارسول
قافلے ہر سال جاتے ہیں مدینہ کی طرف — میری کب آئے گی واں جانے کی باری یارسول
اشرفی شوق زیارت میں تڑپتا ہے مدام
صدمۂ ہجراں سے ہے اب جان عاری یارسول

دربار اشرفی کے خاص محرم راز حضرت حاجی میر سید غلام بھیک صاحب نیرنگ انبالوی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا کہ:

"حج اول میں دربار رسالت سے بعض نعمتیں خاص طور پر حاصل ہوئیں"۔

ان نعمتوں کا بیان جو سب سے اہم ہے مولانا سید فخر الدین اشرفی چشتی نظامی خواہر زادہ حضرت سلطان المشائخ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی نے تحریر فرمایا:

"ہنگامے کہ حضرت مخدومی بزیارت مدینہ منورہ زاداللہ تکریماً وتعظیماً مشرف شدند در شب یازدہم محرم الحرام بوقت تہجد بہ نیت ادائے نصاب اصفر حرز یمانی پیش مواجہ شریف حضرت سرور عالم ﷺ سر برہنہ چہ می بینند کہ شخصے نورانہ جمال از پیش نظر درگذشت ویک تاج سفید عربی کہ دراں چند الفاظ جلی از ریشم سبز مرقوم بود بر سر ایشاں نہاد، چوں حضرت طرف آں مرد نورانہ نگاہ کردند بجانب مرقد منورہ حضرت ﷺ اشارت کرد۔ یعنی تاج از سلطان الانبیاء مرحمت شدہ۔

بعد فراغ آں درۃ التاج سربلندی را بحفاظت تمام در حمائل خود نگاہ داشتند شامل تبرکات قدیم کردند"۔(۱)

اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ نے دربار پاک حضرت سرور کائنات ﷺ سے وداع کے وقت منظوم فریاد پیش کی وہ انتہائی یاس انگیز اور رقت خیز ہے۔ اشعار کا تسلسل موج نکہت ونور کی روانی کا منظر پیش کرتا ہے۔

در محبوب سے ہوتے ہیں جدا آج کے دن
دل سنبھلتا نہیں اپنا بخدا آج کے دن

نہیں طیبہ سے سفر، پیش ہوا آج کے دن
میرے نزدیک ہوا حشر بپا آج کے دن

ہوکے رخصت در والا سے بصد نالہ و آہ
روتے جاتے ہیں غریب و فقراء آج کے دن

کوئی چوکھٹ پہ فدا، کوئی ستون کے صدقے
لے رہا ہے کوئی پردہ کی بلا آج کے دن

دیکھ کر قبۂ خضراء نظر حسرت سے
سینکڑوں کرتے ہیں فریاد و بکا آج کے دن

دیکھئے کب میرے سرکار بلاتے ہیں مجھے
اب تو میں شہر مدینہ سے چلا آج کے دن

دم آخر جو مدینہ میں پہونچ جاؤں میں
سمجھوں مقبول ہوئی میری دعاء آج کے دن

اشرفیؔ کو دم رخصت در شاہانہ سے
جوطلب کرتا ہے کر دیجئے عطا آج کے دن

(۱) کوائف اشرفیہ ص ۴۱۹۔

دربار پاک سے وداع کے بعد مراجعت کے دوران بھی قلبی واردات کے بیان میں ایک منظوم حضور کے دیوان "عرفان ترجمان" میں محفوظ وموجود ہے۔

زباں پہ جاری ہے نام احمد یہ نام نقش نگیں ہے دل میں
بندھا ہے روضہ کا یوں تصور کہ باغ خلد بریں ہے دل میں

خدا کا جلوہ جو دیکھنا ہو تو جلوہ احمدی میں دیکھو
خفی واخفی میں پھر کے دیکھو، وہ صورت نازنیں ہے دل میں

فراق ظاہر ستا رہا ہے نہیں تو باطن میں ہے یہ ظاہر
کہ جس کی صورت پہ مر رہا ہوں وہ یار خلوت نشیں ہے دل میں

شفیع روز جزا اغثنی حبیب رب العلا اغثنی
دکھا دو پھر روضۂ منور کہ صبر باقی نہیں ہے دل میں

میرے ستانے کے واسطے گر نقاب چہرے پہ ڈالتے ہو
تمہاری صورت کو دیکھنے یہ چشم باریک بیں ہے دل میں

شبیہ جاناں سمجھ کے ناداں نہ دیکھ حسرت سے مہر ومہ کو
کہ جس نے شق القمر کیا تھا وہ ماہ منزل گزیں ہے دل میں

جھکا کے سر بیٹھے ہو تم کیوں کریہ راز اے اشرفی بتادو
بندھا ہے کس کا تمہیں تصور یہ کس کی شکل حسیں ہے دل میں

حضرت تاج الفحول بدایونی کا بیان:

عالم اسلامی کے جلیل الشان عالم وعارف امام اہل سنت حضرت تاج الفحول مولانا شاہ مظہر حق محب رسول مولانا عبدالقادر بدایونی قدس سرہٗ، جن کو اکابر کرام

"اعلیٰ حضرت امام اہل سنت"

کہا کرتے تھے۔ یہ عالی قدر بزرگ بھی اسی سال سفر حج وزیارت کے لئے حاضر ہوئے تھے، حضرت تاج الفحول صفا ومروہ کی سعی میں مشغول تھے، آپ کے ہمراہ آپ کے پیرخانہ حضرت مارہرہ مطہرہ کے صاحبزادگان عالی گرامی حضرت مولانا سید شاہ اسماعیل حسن شاہ جی میاں اور حضرت مولانا شاہ حامد حسن بھی مصروف سعی تھی۔ حضرت تاج الفحول نے اچانک سعی کی ترتیب بدل دی، حضرت شاہ اسماعیل حسن صاحب نے حضرت شاہ حامد حسن صاحب سے کہا کہ حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ سے پوچھو اس تبدیلی سعی کی کیا وجہ ہے، چنانچہ انہوں نے دریافت فرمایا، حضرت اقدس تاج الفحول قدس سرہٗ نے فوراً فرمایا کہ:

"آپ نے دیکھا نہیں کہ سامنے سے شبیہ غوث الثقلین شاہ علی حسین صاحب قبلہ جیلانی آرہے تھے میں کیسے ان کی طرف پشت کرتا"۔

دوسرے دن صبح کو تینوں حضرات نے ایک دوسرے سے اپنا شب کا واقعہ بیان کیا کہ:

"آج کی شب حضرت سیدنا غوث الثقلین قطب الکونین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دولت دیدار سے

مشرف ہوا''۔(۱)

حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے حضرت اقدس تاج الفحول قدس سرہٗ کی مدح میں ۱۳۱۵ھ میں قصیدہ چراغ انس میں اس کا بیان لکھا ہے ۔

یہ سچ ہے کہ ہاں وہ آنکھ کہاں — آنکھ پہلے دلا محبّ رسول
میں بھی دیکھوں جو تو نے دیکھا ہے — روز سعیٔ صفا محبّ رسول

حضرت محبوب یزدانی کی ذات پاک سے وابستگی و وارفتگی :

اس کا مصداق خانوادہ اشرفیہ کا ہر فرد رہا ہے، خصوصاً سرکار کلاں حضرت سیدنا شاہ حسن کے اخلاف اس رنگ میں یکتا اور بے مثل رہے، حقوق کا غصب ہوا، جبر و تشدد خون ریزی اور قتل ونہب کی آزمائشوں سے گذرے لیکن دربار مخدومی سے جدائی گوارہ نہ کی، حضرت مخدوم المشائخ غوث الوقت مولانا سید شاہ مختار اشرف صاحب قبلہ سجادہ نشین سرکار کلاں نے اپنے اسلاف کرام کی حضرت محبوب یزدانی کی ذات سے وابستگی کا حقائق بھرا بیان سپرد قرطاس فرمایا ہے۔

''پانچ صدی سے زیادہ عرصہ گذر گیا، اس درمیان میں وابستگان سلسلہ اشرفیہ میں نہ جانے کتنے شیخ الاسلام والمسلمین، بے شمار متکلمین و محدثین، کیسے کیسے مخدوم الآفاق، افراد گذرے جو اس بات کے بجا طور پر مستحق تھے، کہ ان کی نسبت کو اجاگر کیا جاتا، بعد والے اپنے کو ان کی طرف منسوب کرتے مگر قربان جایئے اس روح سعادت کے جو ان افراد کے رگ و پے میں خون بن کر دوڑ رہی تھی جس نے انہیں مجبور کردیا کہ وہ اپنی مرکزیت کو مخدوم اشرف کی مرکزیت میں فنا کردیں اور اس ذات اشرف میں ایسا گم ہوجائیں کہ ذات اشرف سے الگ کرکے انہیں دیکھا نہ جائے ۔ اپنی مستقل حیثیت منوانے سے زیادہ بہتر انہیں یہی نظر آیا کہ وہ اپنے کو :

مخدوم اشرف

کی ردائے کرامت میں ایسا چھپالیں کہ ان کی طرف بظاہر بلا واسطہ خود مخدوم اشرف کی طرف انتساب نظر آئے نچھاور ہوجائیں ۔ ان جلیل القدر افراد کے روحانی تصرفات پر جس نے ان کے وابستگان کے اذہان کی ایسی تطہیر کی کہ ان کے حاشیۂ خیال میں بھی یہ بات نہ آسکی کہ وہ اپنی نسبت ان کی طرف کرنے لگیں ۔ انتساب کی وحدت نے وابستگان سلسلۂ اشرفیہ کو جو وحدت فکر و نظر عطا کی

(۱) بیان حضرت سید شاہ یحییٰ حسن نبیرہ شاہ حامد حسن برکاتی سجادہ نشین حضرت شاہ آل رسول احمدی مارہروی بموقع عرس چہلم شریف حضرت مخدوم المشائخ سرکار کلاں قدس سرہٗ کچھوچھہ مقدسہ ۔

ہے ۔ اسے رب کریم کا فضل عظیم سمجھنا چاہئے ۔(۱)

حضرت پرنور اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ حضرت محبوب یزدانی غوث العالم کی ذات پاک سے والہانہ وابستگی عشق و وارفتگی اور فنائیت کی مثال بن گئے اور یک رنگی میں ایک کے دیوان حقائق ترجمان میں قصائد کی کثرت ہے اور متفرق غزلوں میں بھی ایسے اشعار ہیں جن سے والہانہ وابستگی کا اظہار ہوتا ہے اور ان سے حضور کے مقامات و مراتب کا بھی ادراک ہوتا ہے۔

چہ گویم اشرفم یا اشرفیم — مپرس این سر پنہانی خدارا
فنا شد عاشق و گروید معشوق — سراپا جلوۂ دلدار باشد
چوں اشرف جلوہ اندر اشرفی کرد — جہانش طالب دلدار باشد
اشرفی زفیضان شاہ اشرف عالم — ذرہ مدم لیکن مہر پر ضیا ہستم
برائے طالبان فیض باطن — بشکل اشرفی اشرف نمایم
اشرفی ناز کر تو اشرف پر — کون پاتا ہے خاندان ایسا
آستانۂ اشرف اشرفی نہ چھوڑے گا — جو خری سے مانع ہو جانیو کوئی خر ہوگا
نہ بھولا اشرفی کو دل سے اشرف — در شاہانہ پہ اپنے بلا کر
اشرف سمناں سے گر پوچھو تو ظاہر ہو یوں — نام کے ہیں اشرفی اشرف عالی ہیں ہم
پتہ میرا جو پوچھے کوئی یارو اس سے کہہ دینا — ملے گا اشرفی گنجینہ سلطان سمناں میں
کافر ہو جو غیر کو سمجھے اشرفی واشرف ہیں واحد — کثرت میں جلوۂ وحدت صورت یار میں
اشرفی سے ملوگے کب اشرف — وصل کا دن بتایئے تو سہی
رہے گی زندگی اے اشرفی تھوڑی زمانے میں — در اشرف پہ جاکر ہم اپنا مسکن بنائیں گے
اشرف سمناں جلد خبر لو اشرفی کی آکر — میری یہ دم گفتگو ہے، تو ہی تو ہے
غوث جیلاں اشرف سمناں آئینہ رخسار ہیں تیرے — اشرفی مسکن میں ہمدم تو ہی تو ہے تو ہی تو ہے
انا اشرف جب بولا اشرفی — پھر اب کس کی جستجو ہے

اشرفی لقب :

کیا آنکھ والے نہیں دیکھتے کہ سمنان کے مطلع سے وہ آفتاب غوثیت طلوع ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کی نورانی کرنوں اور شعاؤں سے عرب و عجم چمک اٹھا اور جس سعادت مند بندے نے اوس روشنی سے نفع حاصل کیا اس کیکہ سر پر ذریں تاج رکھ دیا گیا جس پر جلی حرفوں سے

(۱) ماہنامہ المیزان تعلیمی کنونشن نمبر خطبہ صدارت حضرت مخدوم المشائخ سرکار کلاں ص ۳۴ ، ۳۵

اشرفی

لکھا ہوا ہے تاریخی صفحات ہم کو بتاتے ہیں کہ اوسی (ساتویں) صدی میں ایشیاء و یورپ افریقہ کے گوشہ گوشہ میں اشرفی پرچم بلند ہو گیا اور صرف ملک چین میں

''تیس اشرفی خانقاہیں''

آباد ہو چکی تھیں۔ شاہزادگان روم علمائے حجاز و یمن سے لے کر فقراؤ درویشانہ عجم و محتاجان ہند تک ''اشرفی جھنڈا'' کے نیچے جوق در جوق آنے لگے تھے اور ''لواء اشرفی'' کا سایہ ان کی ایسی تربیت فرما رہا تھا کہ وہ وجد میں آکر نغمہ سرا ہوتے تھے۔

''باسم اشرفی ''زد سکہ راز

که آں سکه رواں است از کرامت — دریں بازار تا قام قیامت
همه اصحاب را به زیں شگرفی — چه می باید که می خوانند اشرفی

ان کو ناز تھا کہ وہ تصوف کے رنگ ٹکسال سے ڈھل کر ''اشرفی'' کا لقب پاتے تھے، اور عوام غلطی سے ان کو اَشر فی کہا کرتے تھے، جو تمام سکوں میں زیادہ قیمتی ہوتا تھا۔ وہ محسوس کرتے تھے کہ ایک اشرفی بگڑ کر بھی سنہرا اور قیمتی ہی رہتا ہے۔ ان کو اشرفی سکے کے دائمی رواج پر وثوق تھا اور ان کے اطمینان کا آج ہم خود مشاہدہ کر رہے ہیں۔

یہ واقعات ہیں، جو ہجرت کے سات سو برس گذرنے پر ہوئے تھے اور ان ایام سے ٹھیک سات صدیوں بعد اس چودہویں صدی ہجری میں ''اشرفی برج'' سے ایک مہر نیم روز نکلتا ہے جس کی چمک دمک احباب کو فیض اور اعداء کی نگاہوں کو خیرہ کر رہی ہے۔

اشرفی جامہ اون کے مقدس بدن پر اور اشرفی تاج ان کے بلند رتبہ سر پر ایسا ٹھیک اترا کہ اشرفی جماعت سے لاکھوں افراد میں صرف وہی ایک برگزیدہ ہستی ہے جس کو علی الاطلاق

''اشرفی''

کہا جاتا ہے، میرا اشارہ اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ مرشدنا الانام حاج الحرمین ہم شکل حضور غوث الثقلین سیدنا الشاہ ابو احمد محمد علی حسین صاحب قبلہ اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانۂ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف کی طرف ہے، ہندوستان کا بچہ بچہ حضور کو

''اشرفی میاں صاحب قبلہ''

کہہ کر یاد کرتا ہے اور یہی حضور کا عرف سا ہو گیا ہے۔ مجھے اس وقت وہ دن یاد آگیا جب کہ حضور شیخ المشائخ بغرض شرکت عرس سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بریلی سے دہلی جا رہے تھے اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت والجماعت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک درخواست دربار سلطان المشائخ کے لئے لکھ کر دی اس میں حضور شیخ المشائخ کو جن لفظوں میں مخاطب کیا وہ یہ ہیں:

''اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں — اے نظر کردۂ پروردۂ سہ محبوباں
سچ ہے کہ بڑے کو بڑا ہی جانتا ہے۔

''حضرت امام اہل سنت''

دیکھ رہے تھے کہ حضور محبوب سبحانی و محبوب الٰہی اور حضور محبوب یزدانی رضی اللہ عنہم کی کرم کی نگاہیں حضور شیخ المشائخ کو محیط ہیں اور سب کا آغوش رحمت آپ کے لئے کھلا ہوا ہے۔ آپ کا نورانی چہرہ ایک آئینہ ہے۔ کہ بزرگوں کی تجلیاں اس میں نظر آتی ہے(۱)

صورت بے مثالی :

غوث جیلانی اشرف سمناں، آئینہ رخسار میں تیرے
اشرفی مسکیں میں ہمدم، تو ہی تو ہے تو ہی تو ہے

خداوند قدوس نے صورت مبارک ایسی عطا فرمائی تھی اور جمال و کمال ایسا عطا فرمایا تھا کہ عالم فدا تھا۔
مولانا الحاج ضیاء القادری نے تحریر فرمایا کہ:

''آپ کی نورانی صورت سے حضور غوث پاک کے انوار نمایاں ہیں''۔

اس زمانے میں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی قدس سرہٗ نے فرمایا:

''جیسی خدا نے صورت حسین دی ہے دل کو ویسا ہی حسین کر دے''۔

نامور اہل قلم اور متبحر عالم مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی نے لکھا ہے:

''مشائخ میں میں نے ایسا نورانی صورت کسی کو نہیں دیکھا''۔

برصغیر اور عرب و عجم کے علمائے کبار اور مشائخ و اولیائے پروردگار کی روایتیں جمع کی جائیں تو ایک کتاب مرتب ہو جائے گی مگر پھر بھی اس کتاب میں اور دیگر مقامات میں بھی جمال صورت اور انوار و جمال کا ذکر آیا ہے۔

(۱) مجلہ اشرفی مضمون بعنوان حیات اشرفی از حضرت محدث صاحب قبلہ قدس سرہٗ۔

خانوادۂ سرکار حسینی کے ممتاز رکن ڈاکٹر سید مظاہر اشرف صاحب نے تحریر فرمایا :

''اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قدس سرہٗ حسن و جمال کے پیکر تھے۔ رنگ سرخ وسفید، نقشہ کھڑا، ہونٹ باریک متوازن، صراحی دار گردن سفید براق داڑھی قد پانچ فٹ نو انچ آنکھیں مخمور، چہرہ اقدس پر انوار اور تجلیات سے منور، جس کمرہ میں قیام ہوتا وہ منور ہو جاتا''۔(۱)

راقم الحروف نے پیر و مرشد حضرت اقدس امین شریعت مفتیٔ اعظم سے آپ کے قبلۂ دین و ایمان پیر و مرشد حضور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کے مراتب و مقام کے بارے میں دریافت کرتے ہوئے عرض کیا، آپ نے اپنے پیر و مرشد کو کیسا پایا، فوراً فرمایا :

''حبیب میاں رئیس جائس شریف'' نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شاہ علی حسن صاحب کے امام باڑے میں ایک کرسی پر حضرت غوث پاک تشریف فرما ہیں حبیب میاں صبح کو وہاب گنج بازار جانے کے ارادے سے امام باڑے کی طرف سے گذرے تو خواب والی شکل وصورت کرسی پر رونق افروز تھے، حبیب میاں بازار گئے اور بتاشا لا کر حضرت سے مرید ہو گئے ''۔

اس روایت کو بیان فرما کر حضور پیر و مرشد نے اپنے پیر و مرشد کی شکل و شمائل اور مقام و مرتبہ سے آگاہ فرمادیا، بڑے حضرت صاحب کے روزنامچہ سے شیخ حبیب میاں رئیس جائس شریف کے دادا کی روایت نقل ہوئی ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شکل وصورت کا مماثل حضور مخدوم الاولیاء کو پایا، داڑھی مبارک صرف لمبی ہے۔

علاوہ برکاتیہ باطنیہ و انوار روحانیہ کے ہمارے حضرت قبلہ و کعبہ ایک خاص اعتبار سے محض ظاہر بین۔ آنکھوں کے لئے ایک عجیب تصویر دلکش ہیں، یعنی آپ کو اکثر مشائخ نے آپ کے جد اعلیٰ جناب محبوب سبحانی قطب ربانی سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر قدس سرہٗ سے شکل وصورت میں نہایت مشابہہ بیان کیا ہے۔ اس کی تصدیق ارباب مشاہدہ تو اپنے روحانی مشاہدوں میں کرتے ہوں گے۔ جناب غوث پاک کی بعض تصویریں اس نامۂ سیاہ کی نظر سے بھی گذری ہیں، غور کیا تو واقعی (۲)

یہی نقشہ ہے، یہی رنگ ہے سامان ہے یہی　　یہ جو صورت ہے تیری، صورت جاناں ہے یہی

حضور غوث پاک کا قول ہے طوبی لمن رانی اوریٔ من رانی ۔ بشارت و خوشحالی ہے اس کو جس نے مجھ کو دیکھا، یا اس کو دیکھا جس نے مجھ کو دیکھا، ان امور کو ملحوظ رکھ کر ایک موقع پر اس نامۂ سیاہ نے سرکار میں ایک غزل عرض کی۔ باجازت خاص یہاں درج کی جاتی ہے۔

(۱) محبوب ربانی　(۲) مجلی اشرفی مضمون بعنوان حیات اشرفی از حضرت محدث صاحب قبلہ ۔

اے عارض تو شرح طوبیٰ لمن رانی　　روئے تو ترجمان انوار لامکانی
اے نور چشم حیدر ، آرام جان قادر　　اے شمع بزم اشرف شاہنشہ زمانی
اے مصحف جمالت ایمان اہل بینش　　اے آئینہ لقایت تفسیر من رانی
حسن ازل زرویت ہر لحظہ جلوہ افگن　　آں معنی نہاں را تو صورت عیانی
اے من نثار رویت اے من غبار کویت　　تو جان یک جہانی تو جاں یک جہانی
نیرنگ در ھوایت صد جاں کند فدایت　　او کمتریں گدایت تو خسرو جہانی (۱)

قبلہ جسم و جاں سیدی مرشدی والدی الماجد حضرت امین شریعت عارف حقیقت مجمع البحرین مولانا شاہ رفاقت حسین صاحب قبلہ قدس سرہٗ اپنے آقائے نعمت بحر حقیقت کا یہ مبارک شعر کبھی کبھی بہت کیف سے باونی ترمیم پڑھا کرتے تھے۔

وہ جمال اشرفی کا جوں ہی جا کے میں نے دیکھا　　ہوا ایسا بے خودی، میں کہ رواں صدائے ہوتھی

مشائخ کبار سے حصول اجازت وخلافت :

حضرت سید غلام بھیگ نیرنگ وکیل انبالہ مبلغ اسلام تحریر فرماتے ہیں :

''جس قدر دیگر نعمات و برکات اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ مدظلہ کو مختلف واسطوں سے حاصل ہوئے۔ ان کی تفصیل طویل ہے، مجمل یہ ہے کہ آپ کی ذات جامع الصفات، تمام مشائخ کبار و اکابر دیار و امصار کی نعمتوں اور سلاسل مختلفہ متعددہ کی برکتوں کا خزینہ ہے ۔ **ذالك فضل الله يوتيه من يشآء**''۔(۲)

اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ نے صحائف اشرفی میں متعدد مقامات پر مشائخ عظام سے حاصل شدہ نعمتوں برکتوں کا ذکر قلم بند فرمایا ہے، تحریر فرماتے ہیں :

''سید صالح آفندی ابن حضرت سید مرتضیٰ آفندی نقیب الاشراف رزاقی القادری کی ملازمت سے جب فقیر مشرف ہوا، قبل ملازمت دل میں یہ خیال گذرا کہ اگر حضرت صالح آفندی مجھ کو خرقۂ خلافت اور شجرۂ ارشاد سے مشرف فرماتے تو بہت خوب تھا۔ ملاقات کے بعد بلا استفسار شجرۂ بیعت ارشاد میں میرا نام لکھ کر عنایت فرمایا اور شب کو خلوت میں بعد تلقین خاندان قادریہ ایک تاج خرقۂ خلافت

(۱) حضرت میر نیرنگ تحائف اشرفی　(۲) صحائف اشرفی حصہ اول ص ۱۶۶۔۱۶۷

میرے سر پر رکھا اور فرمایا کہ :

''وقت حلقۂ ذکر اس کو سر پر رکھ لیا کرنا اور ہنس کر فرمایا کہ قلب کے اندر ایک سوراخ ہوتا ہے اس سے سب کچھ نظر آتا ہے ''۔

اور اس کے بعد حضرت سید عبدالجبار شیخ طریقت جامع شریعت نے فقیر کو شجرۂ ارشاد آبائی عنایت کیا۔جس میں آپ کے نام سے امام حسن علی جدہ وعلیہ السلام تک برابر عن ابیہ سب کو اپنے باپ سے سلسلہ پہنچا۔اس کو سلسلۃ الذہب کہنا چاہئے۔(۱)

حضرت مولانا سید نوازش رسول بھتیوی ضلع گیا جو حضرت محبوب یزدانی کے حقیقی بہن بی بی صائمہ کی اولاد سے تھے اور اجازت عمل دعائے سیفی فقیر کو انہی سے ملی اور بعد اذکار سلسلہ اشرفیہ کی تعلیم فرمائی۔بتقریب عرس شریف بھتیو شریف میں مولانا نوازش رسول رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس سال آپ نے شاہ چاند اپنے چھوٹے بھتیجے کو اپنا خلیفہ وقائم مقام بنایا اور میرے ہاتھ سے ان کے سر پر تاج فقر رکھوایا اور گلے میں سیلی ڈلوائی۔یہ صاحبزادہ، صاحب وجد وحال بافراق اور باکیف ہیں۔آپ نے اپنے بھتیجے کو جو سید عمر دراز حسین مرحوم کے بیٹے ہیں، اپنے سامنے ان کو خرقۂ خلافت پہنایا اور اپنا قائم مقام بنایا۔خدا اس سلسلہ کو روز بروز ترقی بخشے۔آمین

جب فقیر مقام بھتیو شریف پہنچا اور برادر سجادہ نشین کے مقام پر قیام پذیر ہوا اسی وقت مولانا نوازش رسول رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمایا ، کیوں صاحب آپ ہمارے مکان پر کیوں نہ ٹھہرے، میں نے گستاخانہ عرض کیا کہ :

''حضور میں نے اثنائے راہ میں جا بجا سنا کہ مولانا کے گھر جو کوئی مہمان ہوتا ہے تو وہ در دولت پر ٹھہرا رہے اور خود مولانا کھڑکی راہ نکل کر کئی منزل دور پہنچ گئے ، یا تو مہمان بشکل دربان در دولت پر قیام کئے ہوئے پڑا رہے یا مایوس ہو کر چلا جائے''۔

آپ نے فرمایا :

''کوئی مہمان عظیم الشان اگر اس فقیر خانہ پر آئے تو یہ ممکن ہے کہ میں اس کو چھوڑ کر باہر چلا جاؤں آپ کو آج ہمارے گھر مہمان ہونا پڑیگا، مجھ کو کیا عذر رہتا بموجب ارشاد آپ کے آستانہ فیض کاشانہ میں حاضر ہوا آپ نے پہلے اپنے مکان کو فرش وفروش سے آراستہ کر رکھا تھا۔عصر کیوقت فرمایا کہ :

(۱) یہ اجازت ماہ شعبان ۱۲۹۲ھ حاصل ہوئی ملاحظہ ہو، کوائف اشرفیہ۔

چلئے ہمارے جد حضرت مخدوم شاہ درویش کے مزار پر کے اس وقت کوئی غیر نہ تھا آگے آگے مولانا پیچھے پیچھے یہ خاکسار چلا راستہ میں مجھ کو یہ خیال گذرا کہ ''دعاء سیفی'' کی اجازت اگر مولانا مجھ کو کریں تو بہتر ہوگا ، کیوں کہ کچھوچھہ شریف میں اب اجازت دعاء سیفی کا سلسلہ جاری نہیں مولانا کو میرا خیال اپنے کشف باطنی سے معلوم ہوگیا ، فرمایا کہ :

''کیوں صاحب !اگر کوئی ابجد خواں کہے کہ ہدایہ کا سبق ہم کو پڑھا دو تو کیا استاد پڑھائے گا ، اور کیا شاگرد سمجھے گا ، اس وقت اس خاکسار کے دل میں یہ خیال گذرا کہ اگر آپ اجازت نہ دیں گے تو میں اپنے جد اعلیٰ کے مزار پر آپ کی شکایت کروں گا ، اس کا کچھ جواب نہ دیا بعد زیارت جب مولانا کے مکان پر آئے آپ نے ضیافت میں بڑا اہتمام کیا انواع واقسام کے نمکین میٹھے کھانے پیش کئے''۔

تہجد کے وقت بعد ادائے نماز تہجد حضرت میرے پاس تشریف لائے فرمایا کہ میاں صاحبزادے میں آپ کے سامنے ذکر واشغال خاندان اشرفیہ کی صحت چاہتا ہوں ، چنانچہ خود مشغول ہوگئے ، اور فرمایا کہ برزخ سے یہ مراد ہے اور ذات وصفات ، شد ومد سے مراد یہ ہے ذرا میرے سامنے کیجئے تو چونکہ اللہ تعالیٰ نے اشغال کے ساتھ مناسبت ازلی اس فقیر کو عطا کی تھی ، تو اس خادم نے بھی اس طرح ادا کیا۔فرمایا یہی طریقہ آپ کے جد محبوب یزدانی کا تھا اور پھر فرمایا کہ :

''دعاء سیفی کی اجازت میں بخوشی آپ کو دیتا ہوں کون ٹھکانا اگر آپ مزار مبارک پر جا کر میری شکایت کردیں۔یہ دن کے مکاشفہ کا جواب رات کو دیا''۔(۱)

مارہرہ شریف ضلع ایٹہ کے مشہور بزرگ حضرت شاہ آل رسول احمدی علیہ الرحمۃ سے اکتساب فیض کا ذکر بھی مولانا غلام شبیر بوالحسنی بدایونی نے نور مدائح حضور حصہ اول میں شامل فرمایا۔حضور نے تحریر فرمایا:

''میں بکمال اشتیاق مارہرہ پہنچا اور بعض مخصوصات خاندان برکاتیہ کی آپ سے اجازت چاہی ، ارشاد فرمایا ، صاحبزادہ !ابھی وقت نہیں آیا ، میں گلہ مند واپس آیا تھوڑے عرصہ کے بعد نوازش نامہ پہنچا اور حضور نے خود طلب فرمایا ، خاص چیزوں کی اجازت عطا فرمائی ''(۲)۔

شغل تلاوت وجود ، شغل اسم ذات ، شغل جام جہاں نما ، شغل ہفت دورہ ، شغل قلبی ، شغل دنیم ودیگر اشغال ومراقبات عمل ، شجرۂ زر ، واورادِ خمسہ حرز یمانی وحزب البحر دعائے حیدری ودعائے بشمخ و حرز ابودجانہ ودعائے برہستی وچہل اسماء کی سہ آیت دافع سحر وقصیدہ بردہ شریف وغوثیہ شریف ودرود اکبر وعمل سورہ جن وسورۂ مزمل وسورۂ یسین وصلاۃ الختام وغیرہ کی اجازت حضرت خاتم الاکابر سید شاہ

(۱) صحائف اشرفی حصہ دوم ص ۱۶۱ تا ۱۶۳ (۲) نور مدائح حضور

آل رسول احمدی سجادہ نشین مارہرہ شریف ضلع ایٹہ سے حاصل ہوئی، ہمارے حضرت مدظلہ العالی کے بعد جناب شاہ صاحب نے کسی کو خلافت واجازت نہیں بخشی، آپ حضرت شاہ صاحب کے خاتم الخلفاء ہیں ۔(۱)

حضرت سید شاہ یحییٰ حسن مارہروی سجادہ نشین نے فرمایا کہ :

''حضرت شاہ آل رسول قدس سرہٗ نے اپنی پشت مبارک آپ کی پشت سے رگڑ کر فرمایا، صاحبزادہ صاحب!''جو کچھ فقیر کو حضرت غوث پاک کی بارگاہ کا عطا ہوا سب فقیر نے آپ کو واپس کیا''۔

جناب حضرت راج شاہ صاحب سوندوی قدس سرہٗ ضلع گڑگاؤں سے اجازت وخلافت خاندان قادریہ و زاہدیہ حاصل کی، اور تعلیم سلطان الاذکار اور شغل محمود اور دیگر اشغال مخصوصہ سے مشرف ہوئے (۲)۔

رئیس المحققین حضرت مولانا سید غلام جیلانی محدث میرٹھی نے شرح بخاری کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ حضرت راج شاہ نے عطائے خلافت کے بعد چار آنے کی چونی بطور نذر دیں ۔

حضرت مولانا شاہ محمد امیر کابلی قدس سرہٗ سے فاضل پور ضلع بلیا میں سلسلۂ قادریہ منوریہ میں مجاز و ماذون ہوئے اور تعلیم طریقۂ خاص ذکر خفی قلبی جو قلب مدور سے متعلق ہے حاصل کی اس سلسلہ کو سلسلۃ الذہب کہنا چاہئے جو عرفی طور سے چار واسطوں سے حضرت غوث پاک تک پہونچتا ہے یعنی حضرت شاہ ابو احمد علی حسین اشرفی مدظلہ العالی کو حضرت شاہ محمد امیر کابلی قدس سرہٗ سے حاصل ہوا، ان کو حضرت ملا آخون فقیر رامپوری قدس سرہٗ سے ان کو حضرت شاہ منور علی الہ آبادی قدس سرہٗ سے جن کی عمر ساڑھے پانچ سو برس کی ہوئی، ان کو حضرت شاہ دولہ دریائی قدس سرہٗ سے ان کو جناب غوث الثقلین سید ابو محمد عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ سے اسی طرح حرز یمانی کی اجازت سید شاہ سعادت علی محقق احمد پوری سے سلسلۂ ستاریہ میں حاصل کی (۳)۔

جناب مولانا سید شاہ عبدالقدیر خلیفہ سید شاہ علی سجادہ نشین بغداد سے ۱۲۹۴ھ میں مکہ معظمہ میں اجازت حرز یمانی مع اشارات ظاہری حاصل فرمائی ۔

''جناب حضرت شاہ حافظ عبدالعزیز دہلوی عرف آخون صاحب رضی اللہ عنہ سے بماہ شوال ۱۲۹۵ھ دہلی میں حسب اجازت روحانیہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجازت کامل حرز یمانی و ضرب البحر اور دعائے بشمخ اور دعائے حیدری و دیگر اعمال مخصوصہ کی حاصل فرمائی''(۴)۔

(۱) دیباچہ حضرت پیر نیرنگ صاحب ۔ (۲) دیباچہ ص ۴۳۔

(۳) ان سے ۱۲۹۱ھ میں بمقام روح آباد اندرون حجرہ مقدسہ اجازت پائی۔ (۴) دیباچہ حضرت میر نیرنگ صاحب۔

سیدی الوالد الماجد پیر و مرشد حضرت امین شریعت مولانا الحاج شاہ رفاقت حسین صاحب قبلہ مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا :

''حضرت آخون صاحب دہلوی بڑے صاحب باطن صاحب کشف بزرگ تھے، جس کسی کو خلافت خاصہ سے نوازتے پہلے چالیس وقتوں کی نماز کی امامت کراتے کم ہی بزرگ پوری نماز کی امامت کر پائے۔ ہمارے حضرت نے چالیس وقتوں کی امامت بخیر وخوبی پوری فرمائی اور خلافت خاصہ سے سرفراز ہوئے۔

اوراد فتحیہ کی اجازت مولانا شاہ نقی علی خلف وخلیفہ شاہ تراب علی کاکوروی سے اور درود مستغاث کی اجازت حضرت مولانا خوشنود ولایتی سے حاصل ہوئی''۔

حضرت مخدومی سید شاہ عماد الدین اشرف عرف لکڑ شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب جذب کامل تھے، اور فقیر اشرفی کو ان سے تعلیم کسب وجودیہ پہونچی تھی (۱)

حضرت لکڑ شاہ صاحب خاندان اشرفیہ میں مشاہیر مشائخ میں گذرے ہیں''(۲) حضرت لکڑ شاہ صاحب شاہ جہانگیر ثانی کے اخلاف میں تھے۔ حضرت اشرف الاولیاء مولانا الحاج شاہ اشرف حسین قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا ہے :

سید شاہ اشرف مجذوب باجلال وہ عماد دین بنی ابن ذوالکمال

انیس ماہ صوم ہو جمعہ کو کیا وصال بارہ سونوے میں کیا یعنی انتقال

اشرف نے کی حصول ارادت خواب میں

از راہ اویسیہ ہے گذر اوس جناب میں

حاجی علی حسین کو از راہ لطف خاص تعلیم کی ہے آپ نے از طرق خاص خاص

مخصوص ان کو شاہ سے جو تھا اختصاص ہم صاف اس کو لکھ نہیں سکتے بوجہ خاص

ماجد حسین اپنے پسر کے لئے ضرور

ارشاد ہے نہ کیجو تعلیم میں قصور (۳)

حضرت مخدوم المشائخ سرکار کلاں مدظلہ نے تحریر فرمایا کہ :

''حضرت شیخ المشائخ مرشدی مدظلہ العالی نے فرمایا کہ غریب خانے پر مولانا مفتی عزیز الحسن صاحب بریلوی اپنے آخری زمانۂ حیات میں اس غرض سے تشریف لائے کہ عمل سورہ فاتحہ اس فقیر کو عنایت

(۱) صحائف اشرفی حصہ اول ص ۲۶۴۔ (۲) دیباچہ حضرت میر نیرنگ صاحب ۔ (۳) انوار اشرفی از حضرت اشرف الاولیاء۔

فرمائیں۔ میں دہلی میں تھا۔ مفتی صاحب اپنے وطن کو واپس ہوئے اتفاقات زمانہ سے یہ فقیر دہلی سے بریلی آیا، مفتی صاحب نے دعوت کی، اور حاضرین کو ہٹا کر تخلیہ میں اس عمل کی اجازت بخشی، یہ عمل بہترین اعمال سے ہے: مفتی صاحب فرماتے تھے کہ یہ عمل خاص ودیعت الٰہی ہے ہر مرض کے لئے یہ دوا ہے، سوائے موت کے، فتوح غیب بھی اس سے حاصل ہوتا ہے اور جلب منافعت بھی اور سلب امراض اور اشراح صدر اور کشف انوار اور درستی احوال اور دفع احوال اور رفع حزن وملال اور مصلقہ قلب اور بہت فائدے بے حد اور بے شمار اس کے متعلق ہیں، یہ عمل مستغنی عن التوضن ہے"(۱)

نیز بعطائے دستار خلافت ماذون نمودم بر جمیع فقراء سلاسل اتباع لازم (۲) از سید عنایت الامین مودودی نقوی اجمیری، حضرت سید عباس ابن حضرت سید علی نقیب آستانہ بغداد شریف بعطائے شجرۂ مبارک جدی محبوب سبحانی از طرف جدی غوث الثقلین خلافت بخشیدم قابل سجادہ نشینی مشار الیہ راہ یافتم اللہ تعالیٰ سعادت کونین نفس کناد بالنون والصاد (۳)۔

حضرت حافظ شاہ احمد حسین خاں صاحب شاہ جہانپوری چشتی نظامی فخری سے سلسلۂ چشتیہ نظامیہ فخریہ کی اجازت حاصل ہوئی۔ صفی پور شریف کے مشہور بزرگ حضرت شاہ خلیل احمد خادمی عین اللہ شاہ علیہ الرحمۃ نے بھی اجازت وخلافت عطا فرمائی اور بلند کلمات تحریر فرمائے (۴)

مولانا سید فخر الدین اشرفی دہلوی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا کہ سید شاہ مجید الدین اشرف سجادہ نشین سلسلۂ مذکور کی کہ از زمانۂ حضرت سید شاہ نذر اشرف موقوف شدہ بود بعطائے خلافت نامہ واجازت خرقہ پوشی داماد برادر حقیقی (سید شاہ حمایت اشرف) خویش را سجادہ نشین سرکار کلاں قائم نمود (۵)۔

حضرت سید شاہ مجید الدین اشرف نے ۲۵ جمادی الاولی ۱۲۸۹ھ بمطابق ۱۸۸۰ء کو خلافت نامہ تحریر فرما کر عطا فرمایا اور ایک حجرہ درگاہ معلیٰ کے حدود میں عطا فرمایا۔

خرقہ پوشی:

حضرت شاہ نذر اشرف قدس سرہٗ کی وفات حسرت آیات کے بعد خانوادہ سرکار حسینی کی زور زبردستی اور استبدادی کارروائیوں کی وجہ سے صحن آستانہ پر مراسم عرس کی ادائیگی سے سجادگان سرکار کلاں روک دئے گئے، اور ظلم و تعدی کے ماحول کو دیکھ کر حضرت شاہ نذر اشرف صاحب کی اہلیہ خرقہ علائی لے کر اپنے میکہ جائس چلی گئیں۔

(۱) وظائف اشرفی۔ (۲) تحائف اشرفیہ۔ (۳) تحائف اشرفیہ۔ (۴) لطائف اشرفیہ۔ (۵) کوائف اشرفیہ۔

حضرت اشرف الاولیاء نے حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کو سجادگی تفویض فرمائی تو بہ کوشش بسیار خرقہ حضرت مخدوم علاء الحق والملۃ والدین بھی جائس شریف سے حاصل کر کے لائے۔ اور ۲۸ محرم الحرام ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۲ جون ۱۸۸۰ء کو عرس حضرت محبوب یزدانی غوث العالم رضی اللہ عنہ کی خاص تقریب میں حجرۂ چلہ کشی میں خرقہ علائی بھی زیب تن کرایا۔ اس طرح ایک سو دس سال کے بعد پہلی بار حضور درگاہ معلیٰ میں حضرت مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ نے خرقہ پوشی کے ساتھ عرس مخدومی کے مراسم اور سجادگی ادا فرمائے۔ حضرت مولانا سید فخر الدین اشرفی دہلوی کوائف اشرفی میں رقمطراز ہیں:

> "دور اول سال خرقہ پوشی بتاریخ ہشتد ہم محرم الحرام ۱۲۹۷ھ روحانی ہر دو اکابر حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی و حضرت محبوب یزدانی سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس اللہ ارواحہم مقابل مزار مبارک حضرت سید شاہ نیاز اشرف اشرفی تشریف فرما شدند، پیش نظر حضرت مخدومی ولی (محبوب ربانی) روح پاک حضرت محبوب یزدانی و جانب بسیار حضرت محبوب سبحانی از دست مبارک تاج اخضر بر خرق مبارک ایشان نہادند"(۱)

خرقہ پوشی کی اس مبارک تقریب کے وقت مؤلف اظہار اشرفی کے اخوان اور طرفداروں نے جو طریقہ کار اختیار کیا اس کو مؤلف اظہار اشرفی نے خود بے نقاب کیا ہے چنانچہ اظہار اشرفی میں انہوں نے برملا براہ افتخار لکھ دیا ہے کہ:

> "اس رسم تاجپوشی کے وقت سوا پیرہن برساتھا۔"

جو روایت ہم تک پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ اس پارٹی نے اینٹ روڑے برسائے، طوفان اٹھایا، ہتک عزتی کی کارروائی کی، صاف لکھنا پڑتا ہے کہ یہ روش ان کے خلاف شان تھی اور جائز حقوق کے بھی خلاف تھی۔

خانقاہ سرکار کلاں کی تعمیر جدید:

خانوادۂ سرکار کلاں کے جائز حقوق تو عرصہ ہوا غاصبانہ قبضہ کی نذر ہو گئے مگر قابل لحاظ یہ امر بھی ہے کہ خانوادۂ سرکار حسینی کے سربراہ اور سجادہ نشین حضرت شاہ مجید الدین اشرف نے اپنی وفات ۲۵ رجمادی الآخر یوم پنج شنبہ ۱۲۸۹ھ سے ۲۰ ریوم سے خلیفہ خاص فرمایا اور شاہ حمایت اشرف صاحب کو وصیت فرمائی کہ خرقہ حضرت شاہ محمد مکی و کشتی شاہ نور العین قدس سرہٗ دے دیں۔ یہ وصیت بتاریخ نہم ماہ مذکور کو فرمائی اور حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ

(۱) کوائف اشرفی۔

کو اپنی قائم مقامی بھی عنایت فرمائی اور اپنے حصہ مالکانہ میں سے تین بٹا ایک حصہ بھی مرحمت فرمایا، اور حضرت مخدوم الاولیاء سے حضرت شاہ راجو اور حضرت نیاز اشرف قدس سرہما کی مبارک قبور کے پاس ایک مقام کی نشاندہی، فرما کر فرمایا، کہ :

''اس جگہ ایک حجرہ چلہ کشی، فاتحہ بزرگان اور ذکر و فکر کے لئے بنالیں''۔

حضرت مجید الدین اشرف سجادہ نشین سرکار ثانی نے اپنی عنایت خاص ۲۵ / جمادی الاخری ۱۲۸۹ھ کو فرمائی، حصہ مالکانہ میں تین بٹا ایک دینے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت شاہ حمایت اشرف علیہ الرحمۃ ان کے چھوٹے بھائی تھے اور سجادہ نشین صاحب ترک و تجرید تھے اور حضرت مخدوم الاولیاء حضرت شاہ حمایت اشرف کے داماد تھے لہذا حضرت سجادہ نشین سرکار خورد نے اپنی پیاری بھتیجی کو ایک حصہ اور دو حصے ان کے چھوٹے بھائی شاہ سید حسین کو عنایت فرمائی۔ شاہ حسین کی عمر اس وقت ۱۲ برس کی تھی۔

حضرت شاہ مجید الدین اشرف کے وصال کے بعد ۱۲۹۷ھ تک اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی فاتحہ بزرگان اسی حجرہ چلہ کشی میں کرتے رہے۔ نو برس کے بعد خانوادہ حسینی کے شورش پسندوں کے لئے اندرون احاطہ درگاہ معلیٰ میں ان معمولات کی ادائیگی وحشت انگیز ثابت ہوئی۔

تب مخالفین نے اعتراض کیا۔

اور اس پست حرکت کے مرتکب ہوئے۔ جس کا ذکر کیا جا چکا ہے، ان لوگوں کی مزاحمت اتنی کٹھن تھی کہ شاہ حسن شریف اور شاہ نعمت اشرف کے دور کا حادثہ قتل نہب پھر سے دہرا دیا جاتا جائز اور حق شرعی کے باوجود حضور پرنور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ نے امن و سلامتی کی راہ اپنائی اور سرکار کلاں کے حقوق سجادگی اور روحانی مرکز کے اعلان و اظہار کے لئے ۲۳ / اگست ۱۸۷۸ء کو درگاہ معلیٰ کے حدود میں ایک آراضی خریدی اور مکان و خانقاہ اور مدرسہ کی تعمیر کا آغاز فرمایا، خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کی تاریخ تعمیر حضرت اشرف الاولیاء مولانا حاجی شاہ اشرف حسین صاحب قدس سرہٗ نے

''خانقاہ شاہ علی حسین'' ۱۳۰۱ھ

کے علاوہ مختلف مراحل میں تاریخی مادے استخراج فرمائے، ایک مادہ۔۔۔

''این مکان سید علی حسین سجادہ نشین درگاہ کچھوچھہ''

۱ ۲ ۸ ۹ ھ

اور دوسرا مادہ تکمیل کا۔۔۔

خانقاہ جدید حاجی علی حسین صاحب سجادہ کچھوچھہ

۱ ۳ ۰ ۴ ھ

حلقۂ قلندریہ :

یوم پنج شنبہ ۲۵ / جمادی الاخری ۱۲۸۹ھ کو حضرت شاہ مجید الدین اشرف سجادہ نشین سرکار خورد نے حلقۂ درگاہ میں حضرت شاہ راجو کی قبر کے متصل اراضی مالکانہ کا ایک حصہ عطا فرمایا کہ چلہ کشی اور فاتحہ بزرگان اور ذکر و فکر کے لئے حجرہ بنانے کی اجازت و ہدایت کی، اس اجازت کے بعد وہاں پر حجرہ بنا اور اور ذکر و فکر کی محفلیں جمتیں، حضور پرنور قدسی منزلت محبوب ربانی کے پیش نظر ان تمام روایات کا احیاء اور تجدید تھی جو حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی نظامی محبوب یزدانی کے زمانۂ مبارک میں جاری تھیں۔ انہیں میں مردان آزاد حق نہاد قلندروں کی جماعت کی موجودگی بھی تھی، فضل خداوندی سے مردان حق کی جماعت بھی حضور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی کے گرد حلقہ در حلقہ آموجود ہوئی اور روز و شب حق حق کے نعرے بلند ہوتے تھے جس سے آسمانی فضاؤں کا ارتعاش بھی ماند پڑ جاتا تھا۔ حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی جب حجرہ منورہ کا دروازہ کھولتے الا اللہ الا اللہ کی صدائیں بلند ہوتیں ان مردان حق کی موجودگی ایک روح پرور نظارہ پیش کرتیں۔ ۱۲۹۷ھ تک حلقۂ درگاہ کی فضا ذکر و فکر اور نعرہائے مستانہ سے گونجتی رہتی مگر خاندان سرکار خورد کے بعض شورش پسندوں سے یہ روحانی سماں دیکھا نہیں جاتا تھا، چنانچہ شورش برپا کر کے حجرہ منورہ کی خام عمارت راتوں رات زمین دوز کر دی۔ ۱۲۹۸ھ میں احاطہ درگاہ معلیٰ کے بالکل متصل جب زمین خریدی گئی اور سرکار کلاں کی خانقاہ بنی تو قلندروں کے لئے صفہ بھی تیار کیا گیا اسی صفہ یعنی چبوترہ پر قلندران دنیا و مافیہا سے جدا اور الگ یاد مولی میں غرق رہتے، حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کے بابرکت دور میں پانچ سو قلندران کی جماعت حاضر رہتی تھی، حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی کی زمانۂ بابرکت میں پچاس قلندروں کی جماعت موجود رہتی تھی۔ راقم سطور نے حضرت میر نیرنگ فقیر اللہ کا تیار کرایا ہوا گروپ فوٹو دیکھا ہے۔ عصا بردار عمامہ بند لمبے کرتے اور لنگی میں ان کی صورت دیکھی ہے۔ آنکھوں کا خمار ان کی ترجمان تھی۔

انہیں قلندران مردان حق میں مینڈھو شاہ قلندر بھی تھے ان کا ایک واقعہ کچھوچھہ مقدسہ میں اب بھی یاد کیا جاتا ہے، انہوں نے دیکھا کہ حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ با اخلاص اہل ثروت مریدین ہدیہ و تحفہ پیش کرتے ہیں، عرس کے موقعہ پر لنگر و فاتحہ میں نذرانے جمع کرتے ہیں تو میں نہ کیوں یہ سعادت حاصل کروں، یہ خیال

کر کے اطراف و دیار کا دورہ شروع کیا اور برملا کہتے پھرتے جس کو اولاد نہ ہو وہ تین روپے میں بیٹی اور پانچ روپئے میں لڑکا مجھ سے حاصل کر لے۔ عرس شریف کا زمانہ قریب آیا تو دوبارہ انہیں اطراف میں نکل پڑے اور تین تین اور پانچ پانچ وصول کر لائے اور بڑے امنگ و جوش مسرت میں دامن میں ان سکوں کو بھر کر خدمت شیخ میں لا کر سامنے رکھ دیا حضور پرنور نے دریافت فرمایا یہ کیسے روپئے ہیں عرض کیا تین روپئے میں بیٹی اور پانچ روپئے میں بیٹا بیچا۔ حضور پرنور نے تنبیہ کے لہجے میں فرمایا لے جاؤ سب کو واپس کر دوں۔ مینڈھو شاہ قلندر نے کہا تو بیٹی اور بیٹا بھی واپس کر دو۔ حضور نے فرمایا، ارے احمق روپئے واپس کر آ۔ حاصل یہ کہ اس مرتبے کے یہ قلندران مردان حق تھے۔

اکتساب فیوض کے لئے مشائخ کبار کے آستانوں کی حاضری:

حضرت میر سید غلام بھیک نیرنگ از اولاد کبار حضرت سید ابوالحسن سدا بہار قدس سرہ نے حضور پرنور قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کے خصائل و برکات کے بارے میں تحریر فرمایا ہے :

''اعراس مشائخ چشتیہ کی شرکت کو ہمیشہ مشاغل خاندانی کی طرح عزیز و محبوب رکھا''۔

حضور پرنور مشائخ سلسلہ چشت اہل بہشت کے عرسوں کی مبارک محافل میں پابندی سے شرکت فرما کر حسن فیوض و برکات حاصل کرتے۔ ہفتوں اور مہینوں حاضر دربار رہتے ۱۲۹۴ھ تا ۱۲۹۷ھ میں کثرت سے حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کے آستانۂ پاک پر حاضری دی اور چلہ کشی فرمائی (۱) اپنے مرجع سلطان المرشدین حضرت مخدوم خواجہ علاؤالدین چشتی نظامی پنڈوی قدس سرہٗ کی بارگاہ میں چلہ کش ہو کر طالب فیوض و برکات و انوار ہوئے۔ ان مقامات مقدسہ مہبط انوار و برکات کے علاوہ اپنے جد کریم حضرت محبوب یزدانی غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر رضی اللہ تعالی عنہ کے خلفاء کے مزارات کی زیارت بھی معمول میں شامل فرمائی، اور ان کے عرسوں میں بھی شرکت فرماتے رہے۔ ان زیارتوں اور شرکتوں کا ذکر خود ہی سپرد قرطاس فرمایا۔

ان مقامات مقدسہ کی اہمیت کا بیان حضرت محبوب یزدانی غوث العالم رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے مرید و خلیفہ با اختصاص کے نام مکتوب میں فرمایا :

در مقام کہ ارباب ولایت گذرا آیندہ انداثر پست کلی ودر سرائے کہ ارباب نہایت بہم دگر سرآیندہ اند قدرے است اصل ۔۔۔۔۔ باید کہ گاہ گاہے در حجرۂ متبرکہ کلبۂ منورہ حضرت در دریائے توحید و جوہر

جن مقامات میں اصحاب ولایت نے عمریں گذاریں ہیں ان میں پوری تاثیر ہے اور جس جگہ اہل کمال نے ایک دوسرے سے ملاقات کی ہے ان کی قدر و قیمت ہے، واقعی تمہیں چاہئے کہ دریائے توحید کے موتی

(۱) کوائف اشرفی ۔

معاون تفرید، گنج شکر فرید قدس اللہ وجہہ ہم صحبت محرمانہ دارند و در یک دگر مکالمت دوستانہ آرند کہ آنجا بسیار بفیض آباد و مہبط انوار عنایت الٰہی و منزل انوار رعایت نا متناہی است۔

زینہار زینہار ایں دولت از دست نہ دہند و دولت زیارت و طواف مرقد منورہ حضرت شیخ داؤد کہ قریب افتادہ اند یکے مقبرہ حضرت داؤد کہ دروئے آثار و فیوضات الٰہی و انوار و ارادت نا متناہی زیادہ نمایند دوم مقدم شریف حضرت گنج شکر قدس اللہ روحہ در مسجد کہ پہلوئے روضۂ متبرکہ ایشاں افتادہ است بسیار نزول فرمودہ راند (۱)

اور کان تفرید کے جوہر حضرت شیخ فرید گنج شکر قدس اللہ وجہہ کے حجرہ مبارکہ اور کلبہ منورہ میں بھی صحبت محرمانہ رکھو اور باہم دوستانہ بات چیت کرو کیوں کہ وہ ایسی جگہ ہے جو فیض سے آباد ہے، اور عنایت الٰہیہ کے انوار وہاں نازل ہوتے ہیں۔

خبردار خبردار اس دولت کو ہرگز ہاتھ سے نہ جانے دینا حضرت داؤد کا مرقد منورہ جو قریب ہی واقع ہے اس کی نعمت سے بھی کبھی کبھی بہرہ مند ہوتے رہو وہاں دو نعمتیں ہیں، ایک تو یہی حضرت داؤد کا مقبرہ جس میں فیوض الٰہی کے بے پایاں آثار ہیں اور بے کراں واردات آتی ہیں دوسرے حضرت گنج شکر قدس اللہ روحہ کے قیام فرمانے کی جگہ جو ان کے روضۂ متبرکہ کے قریب کی مسجد میں ہیں جہاں آپ نے بہت نزول فرمایا ہے ''۔

حضرت خواجہ داؤد چشتی حضرت بابا فرید الدین گنج قدس سرہٗ کے قدیم ترین مرید و خلیفہ تھے، ردولی شریف ضلع بارہ بنکی سے دو کوس کے فاصلہ پر پالامئو میں اقامت رکھتے تھے، حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین محمد چشتی محبوب الٰہی قدس سرہٗ اپنی بیعت ۶۶۷ھ کے بعد جب دوسری حاضری کے بعد ۶۶۸ھ میں پاک پٹن شریف سے واپس لوٹ رہے تھے، حضرت خواجہ ہمراہ سفر تھے، دونوں بزرگوں میں خصوصی روابط تھے، حضرت مخدوم سید اشرف سمنانی محبوب یزدانی قدس سرہٗ جب بھی اس اطراف میں تشریف لے گئے، آپ کے مرقد پاک پر ضرور حاضر ہوئے۔

اعلی حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ نے محمد آباد گہنہ ضلع اعظم گڑھ میں اپنے ورود مسعود نزول قدوم کے سلسلے میں علماء قصبہ سے حضرت مخدوم غوث العالم محبوب یزدانی رضی اللہ عنہ سے حضرت مولی علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ متعلق مباحثہ اور جماعت مخالفین کے تفرقہ کے بیان میں تحریر فرمایا ۔

''فقیر جب محمد آباد گہنہ میں پہونچا، عجیب حالت دیکھی کہ اس عالی شان جامع مسجد کے حوالی میں بالکل حضرات اہل تشیع کی آبادی ہے اندر مسجد تمام تازیہ بھرے ہوئے تھے، صحن مسجد میں گھاس جمی ہوئی تھی، اس صحن شکستہ پر فقیر نے نماز عصر ادا کی، قصبہ لھذا کے کنارے ایک گروہ شیخ زادوں کا سنی مذہب ہے۔ مع چند سادات آباد ہیں، گمان ہوتا ہے کہ یہی لوگ مولانا سید خاں کی اولاد ہیں''۔

(۱) انوار الصفی از حکیم حسین علی صفوی ردولوی بحوالہ نقد ملفوظات از پروفیسر نثار احمد فاروقی ص ۲۷۔

خدا کی قدرت ہے اے دوستو

کہ مسجد جو تھی تازیہ خانہ ہوگئی (۱)

حضرت محبوب یزدانی کے خلفائے جلیل الشان سے حضرت شیخ احمد قتال قدس سرہٗ تھے، لطائف اشرفی میں منقول ہے کہ آپ قوم ترکان لور سے تھے۔ قصبہ منجھولی جو متصل اکبر پور آباد تھا اس میں کچھ لوگ آپ کے خاندان کے تھے۔ قرینہ مقتضی ہوتا ہے کہ قصبہ لور پور اس خاندان والوں نے بعد ترک سجھولی اپنے نام سے آباد کیا، یہ قصبہ سجھولی حضرت محبوب یزدانی کی بددعاء سے ویران ہوگیا۔۔۔۔ حضرت شیخ احمد قتال قدس سرہٗ کا مزار فائز الانوار موضع قتال پور قریب اترولہ ضلع اعظم گڑھ میں واقع ہے، آپ کی اولاد اب تک وہاں آباد ہیں۔ فقیر اشرفی جب قتال پور میں بغرض زیارت مزار مبارک حاضر ہوئے عجیب انوار و برکات دیکھے آپ کے مزار مبارک کے گرد نیر کے نام سے خندق ہے آپ کے فرزندان حضرت کا عرس کرتے ہیں (۲)۔

حضرت شیخ رکن الدین شاہباز و شیخ قیام الدین منجملہ اصحاب ثلاثہ صاحب طیر وسیر تھے، حضرت محبوب یزدانی کی عنایت اور کرم آپ پر حد سے زیادہ تھا، دوسری بار جب حضرت ولایت تشریف لے گئے، اپنے ہمراہ دونوں کو لائے۔ آپ قوم اتراک لاچین سے تھے، ان حضرات پر توجہ اس قدر تھی، کہ دوسروں پر نہ ہوگی۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ زمانہ اسد بن سامان جو سلاطین خاندان براہیمیہ سے تھے۔ سلسلہ جد مادری حضرت کا، آپ کے اجداد سے ملتا ہے۔ سلطنت ملک عراق اور اس کے نواحی میں اسی خاندان نے کی تھی۔ آپ کی آخری جدہ اولاد سلطان العارفین خواجہ احمد لیسوی اتراک لاچین سے تھیں۔ سلسلہ ابراہیمی سمنانیہ سامانیہ مادری رشتہ تھا۔ اس خصوصیت کے سبب سے یہ حضرات کا بمقابلہ اوروں کے مخصوص تھے۔

لب دریائے گھاگھرا مقام بنی پورہ جہاں حضرت محبوب یزدانی خود قیام کرنا پسند فرماتے تھے آپ کو عنایت کیا۔ اب جگہ کا نام، مقام، مشہور ہے جب فقیر اشرفی زیارت مزار فائز الانوار حضرت شاہ رکن الدین شاہباز قدس سرہٗ سے مشرف ہوا، دریافت سے معلوم ہوا کہ حضرت شاہ قیام الدین کا مزار موضع شاہ پور ضلع بستی میں واقع ہے اور آپ کے مزار کے برابر آپ کے پوتے شاہ علیم الدین کا مزار ہے۔

''کتاب بحر ذخار'' میں لکھا ہے، کہ آپ کے انتقال کے دوسو برس بعد جب دریائے گھاگھرہ کاٹتا ہوا قریب مزار اور آپ کی روح پاک سے مقابلہ ہوا آپ کی قوت روحی دریا پر غالب آئی۔ خون کے مانند دریا کا پانی سرخ ہوگیا

(۱) صحائف اشرفی حصہ اول ص ۲۳۲۔ (۲) صحائف اشرفی حصہ دوئم ص ۸۸۔

چونکہ مشیت ایزدی وہاں دریا جاری کرنے کی تھی، اس لئے حضرت نے ایک راج کو خواب دکھایا کہ تو میری قبر کو کھود کر لاش باہر نکال ورنہ دریا برد ہوجائیگی، اب میری قبر دوسرے مقام پر بنے گی اور ایک رئیس کو خواب دکھایا، کہ تیرے باغ میں صندل کا درخت ہے اس کی لکڑی کاٹ کر میرے مزار کے صندوق کے لئے حاضر کر، چنانچہ صبح کو ادھر سے راج حاضر ہوا، ادھر سے وہ رئیس صندل کی لکڑی لادے ہوئے پہونچا، دریا بالکل متصل مزار شریف آ گیا تھا، حضرت شاہ رکن الدین شاہباز اور ان کے پوتے کا جب مزار کھودا تو دونوں قبروں سے دو صندوق برآمد ہوئے، اور لاش مبارک مسلم اس میں موجود تھی، اس بات کا خیال ہوا اب آپ کو کہاں دفن کیا جائے، آپ نے کسی مقام کی ہدایت نہیں کی، اس وجہ سے دونوں بزرگوں کی لاش صندوق میں اسی موضع میں آپ کی اولاد کے گھر رکھ کر چلے گئے کہ جہاں جس مقام پر دفن کا حکم دیں گے وہیں دفن کئے جائیں گے، چار مہینے کے بعد خواب دکھایا کہ دریا کے کنارے متصل ایک پیپل کا درخت ہے، وہاں کبھی کبھی ہم بیٹھتے تھے اسی مقام پر دفن کرو۔

جب فقیر اشرفی آپ کے مزار فائز الانوار کی زیارت کو گیا تھا، تو اس وقت دریا آپ کے مزار سے سو قدم کے فاصلہ پر قریب آ گیا تھا، وہاں کے مخدوم زادوں مرد و عورت سب مرید ہوئے اور مولانا سید محمد تقی مرحوم صاحب سجادہ کو فقیر نے بعطائے خرقہ شرف خلافت سے مشرف کیا، وہاں کے پیرزادگان سے کہہ آیا تھا کہ آئندہ جب دریا کاٹتا ہوا مزار شریف کے قریب پہونچے تو مجھ کو اطلاع دینا چالیس برس کے بعد دریا بڑھتا ہوا جب عین چبوترہ مزار شریف سے مل گیا تو مولوی سید محمد تقی میرے خلیفہ نے مجھ کو آ کر اطلاع دی میں نے حضرت مخدومی و مرشدی حاجی سید ابو محمد اشرف حسین اشرفی زاد اللہ فیضانہ کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا، تیسرے دن آپ نے فرمایا کہ مجھ پر یہ بات ظاہر ہوئی، کہ دو بزرگ شرق رو انہیں مزار پر فاتحہ پڑھ رہے ہیں اور تم کو اجازت دیتا ہوں کہ دونوں قبروں کو کھود کر لاش نکال لو اور سمت جنوب و مشرق جہاں جدید روضہ بغرض منتقل کرنے کے لئے بنا ہے اس میں لے جا کر دفن کرو۔

چنانچہ اس فقیر نے بموجب ارشاد عالی وہاں حاضر ہو کر چندے قیام کر کے دو صندوق جدید تیار کرائے اور گرد مزار شریف پردہ کر کے دونوں صندوق میں دونوں بزرگوں کی لاشیں ایک چادر جدید میں مکفون کر کے تختہ (صندوق) بند کیا اور جوار و دیار کے مریدین کو اطلاع دی کہ سب حاضر ہوں سیکڑوں آدمی جمع ہوگئے اس فقیر نے بجماعت مریدان لاش مبارک اپنے کاندھے پر اٹھائی اور مقام مدفن میں پہونچائی اس وقت کا حال بیان نہیں کر سکتا کہ میرے قلب پر کس قدر کیفیت پر جوش تھی اسوقت کا یہ عالم تھا کہ ضبط کی تاب نہ تھی، لوگوں نے کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے مقام روضۂ عالی میں دفن کیا۔

یہ عجیب کرامت حضرت کی ظاہر ہوئی، کہ اول دو سو برس کے بعد مزار مقدس منتقل کرانے کا حکم دیا، لیکن لب دریا میں مدفن پسند کیا، پھر تین سو برس کے بعد اس فقیر سے یہ کام کرایا، سب لوگ از حد خوفزدہ تھے کہ کیوں کر مزار مبارک کھودے جائیں چونکہ یہ فقیر اس کام کا مجاز تھا اس لئے پہلے میں نے پہلے کلمۂ شہادت پڑھ کر دو چار اینٹیں نکالیں، اس کے بعد محض آپ کی اولاد کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا۔ ان لوگوں نے یہ خدمت کی۔

آپ کی اولاد امجاد سے چند مکان مخدوم زادوں کے وہاں آباد ہیں اور سلسلۂ بیعت بھی ان سے اب تک جاری ہے اور کچھ لوگ موضع میں خانقاہ بندول ضلع اعظم گڑھ آپ کے پوتے سید متقی کا مزار ہے، سکونت رکھتے ہیں۔ یہ فقیر وہاں بھی حاضر ہوا، آپ کی اولادوں کو سلسلۂ بیعت میں داخل کیا اور شہر گورکھپور میں محلہ جعفرا بازار میں مولانا حبیب اللہ صاحب اور مولانا صفی اللہ صاحب مرحوم آپ کی اولاد سے سکونت رکھتے تھے اور آپ کے پوتے مولوی سبحان اللہ صاحب (۱) اور ان کے فرزند مولوی لطف اللہ مع دیگر فرزندان موجود ہیں۔

حضرت سید رضا عرف شاہ راجہ بے حد زہد و تقویٰ سے آراستہ تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کے خلفاء با اخلاص تھے، اور حضور کی نظر آپ پر بے انتہا تھی اور آپ پر اسرار و معرفت الٰہی اس قدر منکشف تھے کہ بکمال تقویٰ کبھی بے نمازی کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھاتے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کے ہمراہ مقام اجودھیا میں جب ابراہیم مجذوب کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ بظاہر نماز نہیں پڑھتے تھے۔ ان کی خدمت میں جا کر اس بات کا خیال ہوا کہ مجھ کو تبرک عنایت کریں۔ کہیں سے آپ کے لئے کھانا آیا تھا۔ آپ اس کو کھانے لگے، اور تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ آ اشرف جہانگیر میرے ساتھ کھا۔ محبوب یزدانی بآرزوئے تمام کھانے لگے جب تھوڑا کھانا باقی رہا، شیخ ابراہیم مجذوب نے فرمایا، کہ اپنے خادم کو بلاؤ، اور کھلاؤ جب ان کو بلایا تو انہوں نے کہا، کہ بے نمازی کا جوٹھا نہ کھاؤں گا، شیخ ابراہیم کو اس بات کے سننے سے جلال آ گیا، اپنا تکیہ اٹھا کر چاہتے تھے کہ شاہ راجہ کے سر پر ماروں، حضرت محبوب یزدانی درمیان میں آئے اور عذر کیا، انہوں نے فرمایا کہ میرے قہر کا ہاتھ اٹھ چکا، اس کی ضرب کہیں پڑنی چاہئے۔ ایک پختہ مکان کئی منزل کا اونچا اسی مقام پر تھا، آپ نے اس پر تکیہ مارا، سارا مکان گر پڑا۔

جب وہاں سے رخصت ہوئے، حضرت محبوب یزدانی نے شاہ راجہ سے فرمایا یہ کیا تم نے بے عقلی کی بات کی جو ان کے ساتھ نہ کھایا اور ان کو بے نمازی کہا۔ شاہ راجہ نے ہندی زبان میں یوں کہا کہ

(۱) مشہور عالم و رئیس اور علم پرور شخصیت تھے، آپ کا کتب خانہ نادر و نایاب کا خزینہ تھا، آپ کے اخلاف بخیال حفاظت مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے مولانا آزاد لائبریری کو دے دیا۔ حضرت ریاض خیرآبادی اور حضرت وسیم خیرآبادی اور حضرت اثیم خیرآبادی مولانا کے کتب خانے کے اپنے اپنے زمانے میں ناظم رہے۔

"پہ پرکھ اپن ایسوں کہاں، اپنے ویسوں کہا"۔

یہ سن کر محبوب یزدانی ہنس پڑے اور فرمایا:

"مرید طالب صادق کو اس درجہ کا اعتقاد رکھنا چاہئے"۔

بجائے خود سخن چوں مستقیم　　ولے شرمندہ را تمیز باید
کہ در وے واحد در ہر مکان است　　بہ نسبت ہر کسے یک چیز باید

حضرت سید رضا عرف شاہ راجہ امام نقی علی رضی اللہ عنہ کی اولادوں سے سادات نقوی ہیں آپ کا نسب نامہ یہ ہے، حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ابنہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت امام باقی رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت امام موسیٰ رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت امام نقی رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت جعفر ثانی رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت سید امام باقر رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت سید جعفر رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت سید احمد اصفہانی رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت سید تاج الملوک رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت رضا عرف شاہ راجہ، حضرت رضا مجرد رہے۔ تاریخ وفات ۸۶۰ھ ہے۔ آپ کے بعد آپ کا سلسلہ سید مخدوم الملک ابن سید نظام الدین ابن سید احمد الدین ابن سید احمد اصفہانی سے جاری ہوا۔ جن کو آپ نے اپنا خلیفہ اور جانشین بنایا اور جو آپ کے برادر زادہ تھے آپ کی اولاد میں اس وقت میں درگاہ شاہ راجہ جو ماہل ضلع اعظم گڑھ ہے۔ سید محمد علی اور سید احمد علی اور سید فرزند علی اور سید باقر حسین اور بدر علی اور سید ارتضا حسین سید حافظ علی اور سید انور علی اور سید سرور علی اور سید ضامن علی شاہ مجذوب صاحب کیفیت عالیہ موجود ہیں۔ علاوہ ان کے ریاست پٹیالہ میں حضرت کی اولاد بڑے بڑے منصب اور بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز ہیں۔

فقیر اشرفی جب حضرت شاہ راجہ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں حاضر ہوا وہاں ایک کرامت عجیبہ دیکھی کہ تمام میلے میں ایک مکھی بھی نظر نہیں آتی باوجود اس کے کہ کئی سو گائیں قصاب ذبح کر کے گوشت فروخت کرتے ہیں جو لوگ وہاں آتے ہیں خرید کر گوشت پکاتے ہیں اور دس بیس سیر گوشت خرید کر گاؤں میں لے جاتے ہیں، بعد عرس کے یہ کرامت عجیبہ دیکھی گئی کہ اس زمین پر ہڈی اور خون اور آلائش گوبر وغیرہ کہیں ایک تولہ بھر نظر نہیں آتا، یہ معلوم ہوتا ہے کہ غیب سے خود بخود صاف ہو گیا۔

آپ کی اولاد میں اکثر لوگ مرد و عورت فقیر اشرفی سے مرید ہوئے، آپ کا مزار مبارک خام ہے گرد روضہ احاطہ پختہ ہے، آپ کے مزار کے برابر آپ کے برادر زادہ صاحب سجادہ مخدوم الملک کا مزار ہے اور خرقہ عطیہ حضرت

محبوب یزدانی آج تک آپ کے خاندان میں محفوظ ہے، آپ کا دیوان فارسی میں ہے تخلص راجہ ہے۔(۱)

حضرت مولانا شیخ صفی الدین ردولوی تخلص سیفی نعمانی کے صفائے علوم سے آراستہ تھے اصول فقہ وغیرہ علوم میں دست گاہ کامل رکھتے تھے، علوم دینی میں آپ کی تصانیف بکثرت ہیں، اسی سے آپ کی قابلیت ظاہر ہوتی ہے علم فقہ میں اس قدر کمال تھا کہ لوگ آپ کو :

نعمان ثانی

کہتے تھے، حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ ملک ہندوستان میں جس کسی کو جامع علوم اور تمامی قابلیت سے آراستہ دیکھا گیا وہ شیخ صفی الدین تھے، آپ کے ارادت کا سبب یہ ہوا کہ حضرت شیخ صفی الدین نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک مرد نورانی مقدس صورت والے ظاہر ہوئے۔ آپ نے ان کا استقبال کیا اور کمال تعظیم سے لاکر بٹھایا اس وقت شیخ صفی الدین کے ہاتھ میں ایک کتاب اصول فقہ کی تھی ان بزرگ نے فرمایا میں جانتا ہوں تم نے بہت اوراق سیاہ کئے ہیں اب وہ وقت آیا کہ سیاہ کو سفید کرو۔ انوار ومجاہدہ سے صفحۂ دل کو روشن کرو۔

یہ بات آپ کے دل میں مؤثر ہوئی اور آپ کے دل میں کیفیت پیدا ہوئی، عرض کیا کہ میں آپ کا مرید ہوتا ہوں تعلیم سلوک فرمائی، فرمایا کہ جب اللہ تعالی چاہتا ہے کہ کسی اپنے بندے کو اپنے قرب کا مرتبہ نصیب کرے تو حضرت خضر کو حکم فرماتا ہے کہ اس شخص کو میرے خاص ولی سے ملنے کی ہدایت کرو اب میں آپ کو بشارت دیتا ہوں، اس مرد کی کہ ان کے انوار ولایت سے جہاں روشن ہو۔

جہاں معرفت را بادشاہ است — زنورش پرزمانے تا بماہ است
خلیلان جہاں را دستگیر است — دلش روشن ز دانش دل پزیر است

اس سعادت کا وقت ظہور قریب آپہونچا، اسی زمانے میں آپ کے قصبہ میں ان بزرگ کا قدم مبارک آئے گا جس کے آپ مرید ہوں گے، خبردار خبرداران کی ملاقات کو غنیمت جاننا اور ان کے فرمان سے درگذر نہ کرنا۔

بصنف اولیاء دانش مزید است — بہ صاحب وحد آں روئے وحید است
چوں دارد گنج او سینہ بسینہ — در گنجینۂ را سید کلید است

چندروز کے بعد حضرت محبوب یزدانی قدس سرہٗ کا قدم مبارک قصبہ ردولی میں آیا جامع مسجد میں ٹھہرے، حضرت شیخ صفی الدین بموجب بشارت خواب حضرت کی خدمت میں فی الفور حاضر ہوئے، جیسے ہی حضرت کی نظر آپ

(۱) صحائف اشرفی حصہ دوئم۔

پر پڑی، فرمایا صفی صفا لائے ہو، آؤ جب حاضر ہوئے باادب تمام بیٹھ گئے۔ حضرت نے فرمایا سچ ہے حق تعالی جب کسی بندے کو چاہتا ہے کہ اپنے مرتبہ قرب سے سرفراز کرے اور اپنے کسی دوست سے ملادے تو حضرت ابوالعباس خضر علیہ السلام کو فرمان ہوتا ہے کہ طالب صادق کی ہدایت کریں، اس بات کے سننے سے شیخ صفی الدین کا اعتقاد اخلاص کے ساتھ آپ کی نسبت بڑھ گیا، اسی وقت مرید ہوئے حضرت محبوب یزدانی نے خادم سے فرمایا کہ تھوڑی مصری لاؤ جس سے بھائی کو شربت درد سلوک بخشوں، خادم نے ہرچند تلاش کر کے کہا، مصری نہ ملی، عرض کرنے لگا کہ مصری نہیں ہے حضرت محبوب یزدانی خود اٹھے اور تلاش کر کے مصری کی ایک ڈلی لائے اور اپنے ہاتھ سے مخدوم صفی الدین کے منھ میں ڈال دی اور دعاء کی حصول نور الانوار مبارک ہو اور فرمایا کہ اللہ تعالی سے میں نے خواہش کی ہے اور دعاء کی ہے کہ:

''تمہاری اولاد اور احفاد سے علم نہ جائے گا''۔

آپ کی خاطر چالیس روز حضرت ٹھہرے اور بعد تکمیل راہ سلوک حضرت شیخ صفی الدین کو خرقہ خلافت اور مثال اجازت عطا فرمایا، حضرت شیخ صفی الدین نے قصیدہ حضرت محبوب یزدانی کے مناقب میں لکھا تھا اس کو حضرت مولانا ابوالمظفر لکھنوی قدس سرہٗ نے جب دیکھا اصلاح دینی چاہی حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ:

''یہ اشعار درویشانہ اور جوشانہ ہیں ان میں اصلاح کی حاجت نہیں ہے''۔

آپ کا مقبرہ بیرون قصبہ ردولی سمت شمال باغ میں واقع ہے، ایک قصیدہ حضرت شیخ صفی الدین نے بعد رحلت حضرت محبوب یزدانی کے سواد روضہ کی تعریف میں تحریر فرمایا تھا جس کے چند اشعار فقیر کو جو یاد آگئے درج کرتا ہے۔

اے معلّٰی بنائے قدس حرم — عرش از کرسی مشتے کم
گنبدت را چہ نسبت است چرخ — متزلزل کجا مستحکم
مشعل دورۂ شبستانست — سرقہ دیدہ جن و آدم
وحدت آباد و کثرت آباد — دیدنی داشت روز وشب باہم
ایمن از آفتم بدارا ماں — چوں ز صیاد ایں حرم
این قدر بس ترا کہ آسودہ است — در حریم تو اشرف عالم
فیض وآب وہوائے روح آباد — دم جاں بخش عیسی مریم
خاک پر نور مرقدش گوید — مغرب آفتاب سمنانم
اے نقاد دار ضرب کمال — اشرفی ساز قلب سیفی ہم

حضرت محبوب یزدانی حضرت شیخ صفی کو اپنی حویلی کے اندر لے گئے۔ آپ کے بیٹے حضرت مخدوم محمد اسماعیل چالیس روز کے تھے (۱) حضرت کے قدم مبارک پر لاکران کو ڈال دیا اور فرمایا کہ یہ بھی میرا مرید ہے۔ حضرت نے اپنی ارادت میں قبول فرمالیا۔ حضرت اس کے بعد ردولی شریف نہیں گئے، جب فقیر وہاں حاضر ہوا تھا جناب شاہ کرم رحمٰن آستانہ صفوی اشرفی کے سجادہ نشین تھے۔ چنانچہ ایک سال فقیر نے بزمانۂ عرس اپنے ہاتھوں سے ان کو خرقہ پہنایا تھا۔ خدا اس خاندان میں برکات خاندانی، سلسلۂ محبوب یزدانی جاری رکھے، اکثر اس خاندان کے لوگوں نے اب تک سلسلہ اشرفیہ کے تعلق کو نہیں چھوڑا۔

حضرت محبوب یزدانی جب شہر جونپور سے بنارس تشریف لے گئے اور ایک بت خانہ کے قریب خیمہ کھڑا کیا، حضرت مولانا شیخ عبداللہ دیار بنارسی صدیقی، حضرت محبوب یزدانی کے خلفائے جلیل القدر سے تھے، ان کی خاطر وہاں قیام فرمایا اور وہاں کے لوگوں کی تعلیم و تربیت آپ کے سپرد فرمائی۔

فقیر اشرفی جب بنارس گیا لاٹ والی مسجد میں تھوڑی دیر ٹھہرا گوشہ شمال مغرب کی طرف خود بخود طبیعت کا میلان ہوا کہ ایک لمحہ کے اندر حاضر ہوا، ایک مزار فائز الانوار نظر آیا، کشش قلبی سے معلوم ہوا کہ یہ مقبرہ حضرت عبداللہ بنارسی کا ہے۔ وہاں کوئی بتلانے والا نہیں، دل پر عجیب کیفیت ہوئی مجھ ہیچ کارہ کو اپنے خاندان کا خادم سمجھ کر کشش فرمائی رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت شیخ جمال الدین زاوت، حضرت محبوب یزدانی کے خلفائے صاحب کرامت سے تھے آپ ہی سے درپن ناتھ جوگی عرف کمال پنڈت سے مقابلہ ہوا آپ ہی سے وہ زیر ہوئے تھے آپ کا مزار مبارک موضع راوت پورہ کچھوچھہ سے ڈھائی کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔ وہاں آپ نے ایک تالاب نیر کے نام سے کندہ کرایا تھا، ایک مسجد قلندری بہت وسیع لب تالاب واقع ہے صحن سے ملحق آپ کا مزار ہے۔

فقیر اشرفی آپ کے مزار پر حاضر ہوا عجب بابرکت بافیض مقام پایا۔ آپ کی اولاد میں شیخ رجب صاحب کمال موضع گڑھا میں رہتے تھے۔ اب تک آپ کی مسجد و مزار وہاں موجود ہے۔ آپ کپڑہ بننے کا کام کرتے تھے،

(۱) حضرت مخدوم اسماعیل قدس سرہٗ کی ولادت ۷۸۹ھ میں ہوئی، اپنے حضرت والد ماجد حضرت مخدوم شیخ صفی صاحب کی رحلت ۱۳ ذی قعدۃ الحرام ۸۱۹ھ کے بعد چالیس برس خلق اللہ کو اپنے فیوض و برکات سے مستفیض فرمانے کے بعد ۱۱ ربیع الاول شریف ۸۶۰ھ میں وفات پائی۔ حضرت مخدوم صفی صاحب کے احوال میں آپ کی اولاد کے سلسلہ کے صاحب علم و معرفت بزرگ مولوی حکیم حسین علی صاحب نے انوار الصفی فی اظہار الجلی والخفی لکھی، اس کتاب کی اشاعت مطبع گلزار محمدی لکھنؤ سے ۱۲۹۸ء میں ہوئی صرف بہتر صفحات کتاب ہے نہایت بلند پایہ اور قابل مطالعہ ہے۔

کچھوچھہ شریف سے جب آپ کے پیر موضع مذکور میں گئے تو شیخ رجب کی بی بی نے اپنے شوہر سے کہا کہ پیر کی دعوت کے واسطے گوشت مچھلی کچھ ہونا چاہئے۔ حضرت شیخ رجب نے کارگاہ میں ہاتھ ڈال کر ایک روہو مچھلی نکال کر بی بی کو دی اور کہا کہ پکاؤ اور مرشد کو کھلاؤ۔

اس خاندان میں شیخ عبدالرزاق موضع نصر اللہ پور میں تھے اور فقیر اشرفی سے بیعت حاصل کی تھی، اس خاندان سے حافظ رحمت اللہ جلالپور میں سکونت رکھتے تھے۔ ان کے والد بڑے ذاکر و شاغل تھے، ان کے گھر کے اکثر لوگ فقیر اشرفی سے بیعت ہوئے۔

فقیر اشرفی جب بمبئی سے بتقریب عرس شیخ صلاح الدین غازی صدیقی خلیفہ حضرت نظام الدین اولیاء پونہ حاضر ہوا، بعد عرس آپ کے صاحب سجادہ اور متولی درگاہ سید صلاح الدین غازی صدیقی مع چند انفاس مشرف ہوئے۔ بشرف خلافت مع تاج و دلق و شال، لب دریا پورنا جس کے زینے دریا تک بنے ہوئے ہیں ایک قبہ عالیشان نظر آیا معلوم ہوا، یہ مزار حضرت سید السادات مجمع البرکات سید حسین زنجانی کا ہے۔ وہاں کے صاحب سجادہ رحمٰن شاہ مع چند آدمیوں کے شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور فقیر نے بعطائے تاج و دلق سید صاحب کو خلیفہ کیا (۱)۔

تفصیلات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور پرنور مخدوم الاولیاء مرشد العالم اپنے جد کریم حضرت محبوب یزدانی غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد اور نام و نسبت رکھنے والے اکابر روزگار کے آستانوں پر حصول فیض کے بیکراں جذبہ کے ساتھ حاضر ہوتے تھے اور سب مقاموں پر حضرت محبوب یزدانی کی یادوں کو تازہ فرماتے تھے۔

لطائف اشرفی کی طباعت :

اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کے عظیم ترین کارناموں میں حضرت مخدوم العالم محبوب یزدانی رضی اللہ عنہ کے مجموعۂ ملفوظات و ارشادات و احوال کی شہرہ آفاق اور مقبول انام کتاب لطائف اشرفی شریف کی طباعت بھی ہے۔ اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء سوا سو برس پہلے جب کہ طباعت کی آسانیاں نہ تھیں اس کی طباعت پر آمادہ ہوئے۔ اس کڑی کمان کو زِہ کرنے کے لئے اسباب فراہم فرمایا، اس زمانے میں ریاست رامپور کے رئیس نواب کلب علی خاں اولوالعزم بزرگ تھے وہ نہ صرف عالی قدر عالم اور والی ریاست ہی تھے بلکہ نقشبندی مجددی سلوک کے سالک بھی تھے۔ بلباس ریاست علم و معرفت کی تاجداری بھی ان کو حاصل تھی اور صاحب مقامات عالیہ بزرگ بھی تھے۔

(۱) صحائف اشرفی حصہ دوئم ص ۱۲۴۔

اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء نے ان نسبتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے ان سے مراسلت کی، اور ملاقات کر کے اس درۃ التاج خزینہ علم ومعرفت کی طباعت کی طرف توجہ مبذول کرائی حضرت نواب نے سعادت اخروی اور فلاح دین ودنیا کے لئے طباعت کے مصارف اپنے ذمہ لیا اور خزانۂ عامرہ سے اس کی ادائیگی منظور کی۔

قدسی منزلت حضور پرنور مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ نے کچھوچھہ مقدسہ سے سیکڑوں میل کی مسافت کے کالوں کوس سفر کی زحمت اٹھائی اور دو برس دہلی میں قیام فرمایا۔ مقصد کی لگن میں ساری زحمتوں کو رحمت اور طے منازل کی راہ سمجھ کر اسی کام میں لگے رہے اور بالآخر طباعت کے اہتمام میں کامیاب ہوکر بارگاہ غوث العالم محبوب یزدانی میں سرخرو ہوئے، کیسی کیسی زحمت اٹھائی، اس کا بیان تو آپ کی زبان مبارک پر کبھی آیا ہی نہیں، لطائف اشرفی شریف کی طباعت کے سلسلے میں آپ کا قیام سید میر بادشاہ صاحب کے یہاں رہا سب جج نے دو سال تک مہمانی کے فرائض انجام دیئے۔ حضور نے جذبۂ تشکر و امتنان میں ان کا ذکر فرمایا، چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

''جب میں لطائف اشرفی چھپوانے دہلی آیا تو میر بادشاہ نے اپنی کوٹھی میں ٹھہرایا اور دو برس کامل تا اختتام طبع کتاب میری خدمت گذاری کی اور مہمانداری حد سے زیادہ کی''۔

سید میر بادشاہ خلف اکبر سید میر جان محمد صاحب برادر اکبر سر سید احمد بانی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے داماد تھے، ان کا وصال ۱۵ رصفر ۱۳۰۵ھ مطابق یکم نومبر ۱۸۸۷ء کو ہوا، ان کی قبر حضرت خواجہ باقی باللہ کی درگاہ شریف میں ہے ان کی قبر پر تاریخ انتقال کا یہ شعر مرقوم ہے:

چھوڑی جو منصفی تو عدم میں بروے جاہ صدر الصدور خلد میر بادشاہ

۱۳۰۵ھ

منصف صاحب مرحوم کی اہلیہ سر سید احمد خاں کی بھتیجی سید نصرہ بیگم مرحومہ کا ۱۸ رجمادی الاخری ۱۳۳۵ھ کو انتقال ہوگیا تعلقات کی قدیم روایت کی وجہ سے آپ نے مجلس چہلم میں شرکت فرمائی، یہ سفر بریلی سے ہوا تھا۔ حضور پرنور کی خدمت میں امام اہل سنت حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب نے مرحومہ کی وفات کا قطعہ تاریخی لکھ کر پیش کیا جو ان کی قبر کے سرہانے پتھر پر لکھ دیا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم علی حالھا و مرقدھا

رفت از دار فانی سوئے خیال مادر میر چشم و قبلش بخدا ناصر و مسرور باد
بہر تاریخ وصالش چوں رضا فکر نمود ہاتف غیب ندا داد کہ مغفور باد (۱۳۳۵ھ)

لطائف اشرفی کی طباعت میں مالک مطبع نصرۃ المطابع مولانا سید نصرت علی مرحوم متوفی ۱۹۳۲ء نے پوری توجہ رکھی خود بھی ذی علم عربی، فارسی، ترکی اور ہندی کے ماہر تھے گارسان وستاسی نے اپنے خطبات کے مقالات دوئم میں لکھا ہے کہ ''النفع العظیم'' عربی کا اخبار نکالتے تھے۔ ان کا انہماک ردنصاریٰ میں بہت تھا، یہ ذوق ان کو اپنے والد مشہور مناظر مولانا ابوالمنصور مرحوم متوفی ۱۹۰۳ء سے ورثہ میں ملا تھا، مولانا نصرت کثیر کتابوں کے مصنف بھی تھے، کوچہ میر مداری فراش خانہ میں ان کا مطبع بھی تھا۔ اردو کا اخبار بھی نصرۃ الاخبار کے نام سے جاری تھا، مولانا سید نصرت علی مرحوم اخبار میں کچھوچھہ مقدسہ کی خبریں بھی شائع کرتے تھے اور حضرت مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ کے بارے میں اہم اطلاعیں بھی چھاپتے تھے، مدت کی ملاقات آمد ورفت کے بعد مولانا نے اپنے درد دل کے علاج کے لئے بھی حضرت مخدوم الاولیاء کی طرف رجوع کیا باطنی تعلیمات حاصل کی اور شرف خلافت سے بھی نوازے گئے (۱) طباعت کے دور سے پہلے لطائف اشرفی کے تقریباً پچاس نسخے مختلف خاندانوں میں پائے جاتے تھے، ان خانوادوں کا تعلق زیادہ تر اہل خانقاہ سے تھا۔ ایک نسخہ جہانگیر شاہ بادشاہ ہند کے کتب خانہ کی زینت تھا، اس نایابی کے فضا میں جب اہل علم ومعرفت کے ہاتھوں میں لطائف اشرفی کا مطبوعہ نسخہ آیا انہوں نے قبول کے ہاتھ سے لیا اور جلدی ہی اس کی دوسری اشاعت بھی ہوگئی۔ بار دوئم دو جلدوں میں مطبوعہ ہوئی، لطائف اشرفی کی طباعت واشاعت سے حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کا نام نامی ان حلقوں میں بھی لیا جانے لگا جو پہلے سے بے خبر تھے، اور جنہیں آپ کے نام نامی سے واقفیت نہ تھی۔ وہ واقف ہوگئے مدارج ومراتب سے بھی آگاہی ملی جو واقف تھے انہوں نے اپنی مبارک مجلسوں میں اس کے مندرجات کا ذکر فرمایا تیرہویں صدی ہجری کے نامور عالم و عارف اور عالی منزلت وسیع السلسلہ صاحب ارشاد شیخ وقت حضرت مولانا حافظ سید اسلم شاہ خیرآبادی چشتی نظامی فخری سلیمانی علیہ الرحمۃ کو حضرت مخدوم الاولیاء نے لطائف اشرفی کا نسخہ پیش کیا انہوں نے بے حد مسرت کا اظہار کیا اور بڑی تحسین فرمائی، اس کا بیان بھی نامور عالم و عارف اور واعظ حضرت مولانا شاہ ہادی علی خاں لکھنوی چشتی نظامی فخری نے مناقب حافظیہ میں درج فرمایا۔

لطائف اشرفی کی طباعت واشاعت سے علمی روحانی حلقوں میں عموماً اور سلسلہ چشت اہل بہشت کے وابستہ حلقوں میں مسرت وشادمانی اور روحانی انبساط کی بے پایاں لہر پیدا ہوئی کہ انہیں ایک نعمت نایاب دستیاب ہوگئی، ایک حلقہ ایسا بھی تھا جس کے افراد کی تعداد ایک ہاتھ کے انگلیوں کی تعداد کے بھی برابر نہ تھی اور نہ وہ ملک کے اطراف و امصار میں تھے بلکہ ایک مختصر سی بستی میں پالے جاتے تھے، اور وہ ''اہل بسکھاری'' تھے، انہوں نے مطبوعہ شکل کو

(۱) دہلی کی یادگار ہستیاں از امداد صابری دہلوی۔

ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور لکھا کہ لطائف اشرفی میں وہ درمکنون تھا، اسے صرف خواص میں رہنا تھا شاہ علی حسین صاحب نے اس کو عام کر کے حضرت مخدوم سید اشرف پر عوام کو لب کشائی کا موقع دے دیا، واقعہ یہ ہے کہ آج تک لطائف اشرفی کے مندرجات پر نہ عوام نے زبان کھولی اور نہ خواص نے بلکہ یہ کام بھی اہل بسکھاری نے انجام دیا۔

صحائف اشرفی :

حضور پرنور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء نے لطائف اشرفی کی طباعت کے بعد بزبان اردو حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کی تفصیلی سیرت وسوانح تالیف فرمائی لیکن طباعت سے پہلے ہی اس کا مسودہ گم ہو گیا۔ ۱۳۴۳ھ میں حضرت عالم ربانی مولانا سید شاہ احمد اشرف علیہ الرحمۃ کے اصرار سے دوبارہ توجہ گرامی مبذول فرمائی اور مولانا خلیل الدین آزاد صمدانی سے املا کرا کر دوبارہ کتاب مکمل کرائی۔ اور حضرت غوث العالم محبوب یزادنی قدس سرہٗ کے سیاحت عالم کے سلسلہ میں اپنے سفر عرب وعجم کا بیان بھی تحریر کرایا۔ یہ کتاب بھی انفرادی شان کی حامل ہے ابھی حال میں اس کی طباعت واشاعت ہوئی ہے۔

مجدد سلسلۂ اشرفیہ

سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ کی دو شاخیں ایک نصیریہ جو حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے اور دوسرا سراجیہ جو حضرت خواجہ عثمان اخی آئینہ ہند کی ذات مبارک کی طرف منسوب ہے کثیر الفیوض سلسلۂ طریقت ہیں، حضرت خواجہ عثمان اخی قدس سرہٗ کے خلیفۂ اعظم حضرت سلطان المرشدین مخدوم علاؤالدین گنج بنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عالی ہمت اور نفس قدسی کی برکتوں سے پنڈوا شریف کی خانقاہ چشتیہ کے فیضان کا آفاق عالم میں غلغلہ بلند ہوا۔ آپ کے خلیفۂ اعظم اور محبوب ومقبول مرید حضرت غوث العالم محبوب یزدانی اور فرزند ارجمند حضرت شیخ نور قطب عالم متوفی ۸۱۸ھ کی محالات وجود شخصیتوں کے بلند وبالا اور عدیم المثال روحانی بلندیوں کا فیضان عرب وعجم اور جاپان وچین تک پھیلا۔ تصوف اور اولیائے چشت کے احوال نگاروں نے جابجا لکھا ہے کہ پنڈوا شریف اور کچھوچھہ مقدسہ کی خانقاہیں ہندوستان میں سلسلۂ چشتیہ کی سب سے بڑی خانقاہیں ہیں۔

حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کے بعد آپ کے خلفائے کرام نے اصلاح احوال اور تربیت روح کی طرف پوری توجہ کی، سلسلہ کی اشاعت میں بے حد اہم کارنامے انجام دیئے، لیکن حضرت محبوب یزدانی قدس سرہٗ کے جانشین حضرت مخدوم الآفاق سیدنا حاجی شاہ عبدالرزاق قدس سرہٗ اور ان کے اخلاف نے جس سرگرمی سے تبلیغ اسلام تعمیر احوال اور سلسلہ کی اشاعت کی وہ سلسلہ چشتیہ نظامیہ اشرفیہ کی تاریخ کا سنہری حصہ ہیں، انہوں نے چراغ سے چراغ روشن رکھا اور عشق ومعرفت اور صدق واخلاص، جود وعطا، خدمت خلق، علو ہمت، فقر وعرفان اور ترویج وتبلیغ اسلام ایثار وقربانی کی شمع فروزاں رکھی۔ علوم اسلامیہ کی ترویج وتدریس میں بھی نمایاں کارنامے انجام دیئے اور ایسے رجال درس وتدریس پیدا کئے جن کی علمی جہانگیری آج بھی مسلم ہے ملا نظام الدین بانی درس نظامی نے علمی تبحر کا فیض خانوادۂ اشرفیہ کے بزرگ فرد حضرت ملا سید علی قلی اشرفی سے حاصل کر کے علمائے شریعت کے لئے درس نظامی کے نصاب کو پڑھنے والوں کے لئے تمغۂ اعزاز عطا فرما دیا۔

یہ سب کچھ تھا، لیکن زمانہ کے منقلب ہاتھوں سے سلسلہ عالیہ چشتیہ اشرفیہ کا فیضان عام نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ اس کے وابستگان علاقوں میں محدود ہو گئے تھے، سلسلۂ اشرفیہ کا ذکر صرف کتابوں کے اوراق میں خال خال تھے، اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کی ذات پاک کی برکتوں سے سلسلۂ عالیہ اشرفیہ نے مشرق تا

مغرب، شمال تا جنوب، اشاعت پائی، پھر سے سلسلۂ عالیہ عرب وعجم میں پھیلا اور حقیقت ہے کہ چودھویں صدی ہجری اوراس زمانے میں کچھوچھہ مقدسہ سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ کی سب سے بڑی خانقاہ ہےاور یہاں کا فیضان انوار ہر طرف چھایا ہوا ہے۔ اس میں مبالغہ کا ادنیٰ شبہہ بھی نہیں کیا جاسکتا، یہ سب حضرت مخدوم الاولیاء کی توجہات عالیہ کی برکتیں ہیں۔ اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء کے مثالی کارناموں کا خانوادہ حسینی اور خانوادہ احمدی خاندان اشرفیہ کی دونوں شاخوں کے افراد واکابر نے برملا اعتراف فرمایا اور ایک زبان ہوکر کلمات امتنان لکھے، کچھوچھہ مقدسہ کے دیار وامصار اور علاقہ اودھ کے اکابر وعمائد اور ہندوستان کے اکابر مشائخ کرام نے بھی قبول کی آنکھوں سے اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء کے کارناموں اور فضائل وکمالات اور روحانی ترقیوں اور بلند مقامی کو دیکھا اور اعتراف کیا اور لکھا کہ :

''حضرت شاہ حسن خلف اکبر سجادہ نشین کچھوچھہ کے خاندان میں حاجی سید علی حسن صاحب ممدوح کے سبب سے آستانہ شریف کچھوچھہ نے ازسر نو تازگی پائی''۔

خانوادۂ حسینی میں حضرت شاہ راجو ابن حضرت حاجی چراغ جہاں ابن حضرت جعفر لاڈ کٹھ نواز کے سلسلۂ اخلاف کے برگزیدہ بزرگ حضرت شاہ غفور اشرف، اشرف چکی مونگیری نے اپنی مترجمہ کتاب تحائف اشرفیہ کے ضمیمہ میں ان تمام تحریروں کو شامل کیا ہے۔ اسی سے یہاں نقل کی جاتی ہیں، لیکن اس امر کا لحاظ رہے کہ ان تحریروں کے شمول سے حضرت مخدوم الاولیاء کے فضائل وکمالات میں اضافہ ہوگا، ایسا ہرگز نہیں بلکہ بتانا یہ ہے کہ خدائے بخشایندہ کی بخششوں کے قرار واقعی محامد ومحامد ومحاسن کا اعتراف واقرار حرف وہی نفوس کرتے ہیں جو خداوندی جودوکرم سے خود بھی خرسند ہوتے ہیں۔

کلمات اکابر وعمائد دیار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ''مجدد سلسلۂ اشرفیہ محسود ارباب حسد سید ابواحمد علی حسین سجادہ نشین زمانۂ طفولیت سے اتقاء وپرہیز گاری، پند ونصائح، دینداری میں ہمیشہ تھے اور ان دونوں خاندان میں دوسرا ان سے بہتر لائق سجادہ نشینی کے نہیں ہے، سلسلۂ سجادہ نشینی حضرت حسن شریف خلف اکبر حضرت نور العین کا شاہ نذر اشرف سجادہ نشین خاندان اول تک بلا خلافت جاری چلا آیا پھر بخلافت سید شاہ محمد نواز، سجادہ نشین حال کو پہونچا، مریدین شاہ نذر اشرف سجادہ نشین بدیں وجہ علاقہ زیر تعلیم اولاد شاہ محمد نواز اب تک ہیں۔

تمام خاندان اشرفی ورؤساء جوار خلق ومروت، صبر وسخاوت شاہ علی حسین کے مداح ہیں، شاہ مجید الدین اشرف سجادہ نشین اولاد حضرت حسین قتال خلف ثانی حضرت نور العین نے بھی تحریر خلافت نامہ خود سمجھ کر مشار الیہ کو قائم

مقام اپنا کیا۔

اللہ تعالیٰ اس ''فخر سلسلہ'' کی عمر دراز کرے اور لیاقت ظاہری وباطنی میں برکت عطا فرمائے آمین !

یارب العالمین وصلی اللہ تعالی علی خیرخلقہ محمد والہ و صحبہ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین"

اسمائے دستخط کنندگان :

بزرگان خاندان اشرفی حسینی دھولپور ضلع فیض آباد

شاہ مظہر حسین صاحب، شاہ صادق حسین صاحب، شاہ آغا حسن صاحب، شاہ غلام حسین صاحب، سید محمد صاحب، سید فضل حسین صاحب، نواسۂ خاندان اشرفیہ رئیس بٹھنا، سید نور الحسن اشرفی حسینی، سید فرحت اشرف صاحب اشرفی حسینی کچھوچھہ، سید علی اشرف صاحب جائسی دگھنہ ضلع رائے بریلی، سید جلال الدین اشرف صاحب اشرفی حسینی رئیس موہن پور ضلع مالدہ، شاہ غلام حضرت اشرفی حسینی رئیس کرو ضلع بستی، حضرت حافظ نور اولاد نور الحق شطاری، محمد افضل حسین صاحب، عبدالمجید صاحب نواسۂ خاندان اشرفیہ رئیس بشن گڑھ تجمل حسین صاحب علی حسین صاحب قصبہ باندہ قاضی عنایت اللہ صاحب، چودھری شوکت علی صاحب، چودھری سخاوت علی صاحب منشی مشیت اللہ صاحب ۔

سادات سکندر پور :

متصل کچھوچھہ اولاد سید جمال الدین علیہ الرحمۃ

''محامد اوصاف ممدوح الذکر کے بے حد وحساب ہیں تحریر بالا سے اتفاق کرتا ہوں''۔

سید اشرف حسین صاحب، سید کرامت حسین صاحب، سید ضامن حسین صاحب، سید لطف حسین صاحب، سید زاہد حسین صاحب، مولوی اصغر علی صاحب، سید علی حسین صاحب، محمود پورہ قصبہ دولت پور، سید اکرام حسین صاحب، قاضی بشارت علی مصرونی، شیخ مظہر علی صاحب کھنڈہ ضلع اعظم گڑھ خواجہ محمد بخش صاحب از تاجپور اولاد شاہ لودھی خلیفۂ سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ العزیز، سید اکبر حسین صاحب منتظم ریاست بیر پور رئیس موضع کالی پور ضلع فیض آباد۔

تحریر سید ضامن علی صاحب :

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اس میں شک نہیں کہ کچھوچھہ میں دو سجادہ نشین ہمیشہ ہوتے آئے اولاد شاہ حسن سرکار کلاں طرف پچھّم اور اولاد شاہ حسین سرکار خرد طرف پورب۔

نور چشم حاجی سید علی حسین سجادہ نشین اولاد خاندان کلاں ہیں، اس امر کی تصدیق معائنہ نقل با ضابطہ اظہار شاہ سید حسین سجادہ نشین سرکار خرد سے بھی ہوگئی ہے کہ بیشتر درگاہ میں دو سجادہ نشین ضرور تھے، یہاں سلسلہ اشرفیہ نے بوجہ نور چشم مذکور کے :

''از سر نو تازگی پائی اللہ عمر دراز کرے''

مولوی عابد حسین صاحب، مولوی سید نوح صاحب، زمیندار موضع مذکورہ حکیم سید عنایت حسین صاحب سید خیرات حسین مچھلی گاؤں ضلع فیض آباد، شاہ مقبول احمد سجادہ نشین رودولی شریف، مولوی سید عنایت علی صاحب ابن مولوی خوب علی صاحب رئیس رونا ہی نائب ریاست بھنگار صاحب کلکٹر زمانہ شاہی۔

اجماع اشخاص برادری :

حضرت شاہ حمایت اشرف ابن شاہ تقی الدین اشرف سجادہ نشین، حضرت سید شاہ تجمل حسین صاحب ابن یحیٰی اشرف صاحب سجادہ نشین، شاہ سید عبدالکریم اشرف، شاہ منیر اشرف بسکھاری۔

ملک عبداللہ، ملک منصف علی، ملک عباد علی، اولاد حضرت ملک الامراء ملک محمود خلیفہ حضرت محبوب یزدانی متوطن بھدور، حضرت شاہ فرید بخش جمعیت علی فریدی پیشوا، حکیم مہدی حسن باندہ، سید غلام حضرت اشرفی کسرو ضلع بستی، سید تجمل حسین، سید امداد اشرف، سید مہدی اشرف، صالح پور جھونٹا، سید بدر حسین، بندہ کریم اشرفی، سید ولی اشرف، سید اصلح الدین اشرف، سید درگاہی اشرف، سید علی حسین اشرفی مخدوم پوری جائسی، مولوی عبدالغفور عرف الف خاں حسنی رائے بریلی، مولانا ہادی حسن نقشبندی نصیر آباد۔

سادات اشرفیہ صالح پور :

ضلع بستی، سید امداد حسین، سید عنایت حسین، سید علی افضل، سید علی احمد، حاجی سید اشرف حسین، سید افضل حسین، سید ہدایت حسین، سید پیغمبر بخش، سید حسن رضا، سید علی حسن، سید ولی اشرف، سید صفدر حسین، شاہ احسان علی ڈھولپور، سید کاظم رضا، سید غلام عباس، سید علی اشرف، سید رضا اشرف، سید فضل امام۔

سادات احمدی اشرفی :

جائس شریف ضلع اودھ، حضرت مولانا حکیم سید شاہ علی حسن اشرفی احمدی سجادہ نشین، حضرت مولانا تقی علی اشرفی، مولانا سید شاہ احمد اشرف، شاہ سید محمود اشرف اشرفی احمدی، شاہ رفیع الدین۔

امراء و رؤساء :

حقا کہ محامد وصفات و کمالات اخلاق جناب حاجی الحرمین الشریفین ممتاز فی الکونین جناب سید شاہ علی حسین صاحب سجادہ نشین اشرفی جیلانی دربار ہند کالنور علی شاہین الطور والشمس علی وسط السماء روشن و مجلی است و کس نیست کہ در مدح فضائل ممدوح الصفات، عذب البیان و ثنا خواں نہ باشد مرا از تحریرات مرتبہ الصدور مانند دلالت مطابقی مطابقہ کلی و اتفاق قطعی است فقط...... راجہ تصدق رسول خاں تعلقدار ریاست جہانگیر آنریری مجسٹریٹ بہادر تعلیم فدا رسول خاں نائن ریاست ضلع بارہ بنکی......فدا رسول خاں عفی عنہ نائب ریاست برادر حقیقی راجہ صاحب جہانگیر آباد۔

بیان شیخ عنایت اللہ صاحب تعلقدار سیدن پور و نائب ریاست محمود آباد۔

''میں شاہ علی حسین سجادہ نشین درگاہ کچھوچھہ شریف سے بدیں وجہ واقف ہوں کہ جناب شاہ صاحب برابر چند سالوں سے حسب الارشاد جناب حضرت وارث علی شاہ دامت برکاتہ سیدن پور تشریف لائے و نماز عید الضحیٰ کی امامت فرمائی اور یہ انتخاب خاص حسب الحکم جناب حاجی صاحب قبلہ عمل میں آئی۔ اوصاف شاہ صاحب اظہر من الشمس ہیں''۔

تحریر اولیاء کبار اکابر اسلام :

از جناب حضور حضرت مولانا حاجی سید شاہ مرشد الانام مرجع ہر خاص و عام امین احمد فردوسی مدظلہ سجادہ نشین آستانہ مخدوم الملک حضرت شیخ شرف الدین یحیٰی منیری قدس سرہٗ العزیز۔

میں سید اشرف حسین صاحب اور سید ابو احمد علی حسین صاحب سجادہ نشین کچھوچھہ شریف سے بہت زمانے سے واقف ہوں۔ دونوں بزرگ صاحب عبادت و ریاضت ہیں۔ جتنی تحریریں اوصاف میں حضرت علی حسین صاحب کے اس کاغذ میں مندرج ہیں اس کی موافقت کرتا ہوں۔

ظرائف شگرفیہ میں جو کسی نے نسبت حسد کے جو کچھ لکھا ہے ہمارے نزدیک سراپا غلط ہے۔ فقط فقیر امین احمد فردوسی ابوالعلائی۔

حضرت مولانا بفضل او مولانا مولوی نیاز احمد صاحب جائسی مرید حضرت غفران مآب مولانا فضل الرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گنج مراد آبادی جن کے علم و معرفت اور فضل و کمال کا زمانہ معترف تھا۔ انہوں نے تحریر فرمایا کہ آپ کو فقر اور طریقہ درویشی اخلاق پسندیدہ اور خوش بیانی عطا ہوئی ہے اور آپ کی ذات گرامی سے سلاسل خاندان اشرفیہ نے ایسی ترقی پائی ہے کہ اس دور زمانہ میں کسی سے بھی ایسی ترقی نہیں ہوئی۔ لکھتے ہیں۔

جناب حاجی الحرمین الشریفین شاہ سید علی حسین صاحب سجادہ نشین اشرف السمنانی قاطبتہً متصف باوصاف حمیدہ اند، وصفات پسندیدہ می دارند، حق سبحانہٗ تعالیٰ زہد وفقر واخلاق پسندیدہ وخوش بیانی بر در یثاق جناب ممدوح را نصیبے بخشیدہ است، وسلسلۂ فقر وطریقۂ درویشی وسلاسل خاندان اشرفیہ از ذات ممدوح خیال ترقی یافتہ کہ دریں دور زمانہ کسی را بایں اوصاف حمیدہ نیافتم، فی الجملہ در توصیف وتعریف جناب ممدوح قلم را چارہ نہ فقط عبدالی ربہ الصمد نیاز احمد امیر علی الجائسی ۲۸؍جمادی الآخر ۱۳۱۳ھ۔

حاجی مولوی عبدالکریم قطب اودھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ :

کو قطب اودھ کہا جاتا تھا۔ انہوں نے آپ کا عہد طفولیت دیکھا تھا اور کہا تھا کہ میں نے آپ کو عہد طفولیت سے آپ کے خاندان کے اولیائے کبار کے قدم بہ قدم دیکھا ہے، چنانچہ انہوں نے تحریر فرمایا۔ فی الواقعہ حضرت شاہ علی حسین صاحب سجادہ نشین از عہد طفولیت خود قدم بہ قدم حضرات اولیائے کبار خاندان ایشاں خود ہستند، خاکسار ہمیں میں طریقہ دیدہ آمدہ عبدالکریم خلف حضرت شاہ عبدالرؤف صاحب مغفور قادری انصاری از خاندان علمائے سہالی فرنگی محل۔

تائید حضرات مندرجہ ذیل :

مولانا شاہ ابوالحسن ابن مولانا شاہ بشارت اللہ نقشبندی مجددی مظہری، حضرت شاہ التفات احمد سجادہ نشین آستانہ حضرت شیخ العالم مخدوم احمد عبدالحق رودولوی قدس سرہٗ شاہ قربان رودولوی، مولانا سید کاظم علی دریابادی، شمس العلماء سرآمد علمائے فرنگی محلی مولانا شاہ محمد نعیم فرنگی محلی، مولانا فضل اللہ فرنگی محلی۔

حضرات صفی پور شریف :

حضرت شاہ خلیل احمد خادمی صفوی قدس سرہٗ کی ولایت اور بزرگی کا زمانہ مداح تھا۔ انہوں نے آپ کو مردان خدا کے زمرہ میں شامل دیکھا۔

"فقیر نے اس خلافت نامہ کو دیکھا اور حضرت شاہ علی حسین صاحب کی صحبت سے مستفیض ہوا "ھوالحق اور لائق زیبا سجادہ نشینی ایسے مردان خدا کو ہے" محمد عین اللہ خادمی معروف خلیل احمد شاہ امیر اللہ سجادہ نشین، سید عبداللہ مارہرہ شریف قادر علی شاہ امروہہ، شاہ فخر الدین سجادہ نشین گوالیار، سید نجم الدین درگاہ حضرت قطب صاحب دہلی، سید شرف الدین درگاہ محبوب الٰہی قدس سرہٗ۔"

بڑے حضرت صاحب نے ۲۱؍جمادی الاولیٰ ۱۳۰۹ھ کے روز نامچہ میں تحریر فرمایا کہ مجھ سے نواب رستم علی

خاں صاحب نے بیان کیا کہ ہمارے ایک پیر بھائی جو پہلے بزرگوں سے اعتقاد نہیں رکھتے تھے اور انگریزی وضع پسند خاطر تھی، اجمیر شریف میں ہمارے مرشد پر بھی زبان رکاکت کھولی تھی، شب کو خواجہ بزرگ سے ارشاد ہوا کہ

"تو اون سے مرید ہو اور سامنے شاہ علی حسین کی جانب حضرت خواجہ نے اوسی خواب میں انگشت مبارک سے اشارہ فرمایا۔

علی الصباح انھوں نے بیعت کی نام اون کا نواب سعادت اللہ خاں عزیز قریب نواب صاحب ریاست جاورہ ہے"۔

بڑے حضرت صاحب نے ایک خواب دیکھا، چنانچہ ۱۵؍ربیع الاول ۱۳۱۳ھ کے روز نامچہ کے حاشیہ میں تحریر فرمایا، اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن مرادآبادی نے ۲۲؍ربیع الاول یوم جمعہ کو وفات پائی، اور اپنی وفات سے ایک ہفتہ پہلے مجھے اطلاع کر دی، اس لئے کہ

"از مولانا صاحب محبت کمال می داشتم"

"بر مثال شاہ علی حسین جیلانی بوجہ علو مرتبہ مولانا صاحب بجا شاں مرجع خلائق شدن شاہ علی حسین را اشارہ است"۔

باب ۳

معاصر اکابر علماء ومشائخ کرام کے بلند کلمات

حضرت کچھوچھہ مقدسہ اولیاء پروردگار اور علماء روزگار کی عقیدتوں اور احترامات کا ہمیشہ مرکز ومرجع رہا۔ سلاطین شرقیہ اس آستانہ فیض کاشانہ کے عقیدت کیش رہے۔ سلاطین لودیہ اور سلاطین مغلیہ اولیاء اشرفی فرزندان حضرت غوث العالم محبوب یزدانی قدوۃ الکبری مخدوم امیر کبیر سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی نظامی کو عقیدت کا خراج بے شمار پیش کرتے تھے، اولیاء پروردگار سے معتبر روایتیں ہم تک پہنچی ہیں کہ شہنشاہ جہانگیر نے ایک فرمان جاری کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ:

> ''حضرت غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ' کے آستانہ معلیٰ اور فرزندان عالی وقار سے متعلق جس قدر جاگیریں ہیں، ہم انہیں اپنے ممالک محروسہ میں شامل نہیں کرنا چاہتے۔ ان کا علیحدہ نقشہ مرتب کیا جائے۔''

محی الملۃ والدین سلطان بحروبر اورنگ زیب غازی قدس سرہ' کو تو نسبت تلمذ ہی حضرت ملا مبارک اور حضرت ملا باسو فرزندان خانوادہ اشرفیہ سے حاصل تھی۔ اس شہنشاہ دین پناہ کے مکتوبات اور فرامین عقیدت صادقہ

اور ارادت صحیحہ سے مملو ہیں۔ اس شہنشاہ حامی اسلام نے ایک خاص فرمان میں تحریر فرمایا کہ:

> ''سادات کچھوچھہ مقدسہ ہمہ داں مقبولان خالق وخلائق ہیں''۔

سلاطین مغلیہ میں محمد شاہ بادشاہ ہزار بدنامیوں کے باوجود اولیاء پروردگار کا عقیدت کیش اور نیاز مند تھا۔ خواجگان چشت کا تو بندۂ بے دام تھا۔ بزرگان خانوادہ اشرفیہ کے نام نامی اس کے فرامین ومکاتیب اس کے شاہد ہیں کہ اس کا دل سادات اشرفیہ کی عقیدتوں سے معمور تھا اور اس کا تعلق نیاز مندانہ تھا۔ سلاطین اودھ اختلاف عقیدہ کے باوجود نیاز مند تھے۔

شان محبوبی:

حضور پرنور اعلیٰ حضرت مرشد انام مرجع العلماء الکبار مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہ' النورانی کا جب مبارک زمانہ آیا اس وقت سلاطین کی سلطنتوں کی بساط پلٹ چکی تھی۔ شاہ اودھ جلاوطن ہوا، شہنشاہ ہند بہادر شاہ ظفر ارض ہند سے کڑے کالے کوسوں دور رنگون میں صعوبتوں اور رنج والم کی قید میں تھے۔ مگر سلاطین شریعت اور شاہان طریقت و معرفت کی پوری ایک باوقار جماعت موجود تھی، جن کے انفاس طیبہ کی برکتوں سے قلوب منور ہو رہے تھے۔ اور نظام شریعت وطریقت سرسبز وشاداب اور مستحکم ہو رہا تھا، اس ماحول میں حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہ' کی نورانی شخصیت اور علم ومعرفت کا ظہور ہوا۔ ان سب نے بنظر قبول اور بکمال تکریم بے شمار اپنی محفلوں میں ممتاز جگہ دی۔

قابل لحاظ امر یہ رہا کہ قبولیت و پذیرائی کا سلوک قدیم ترین خانوادہ علم ومعرفت کے مکرم ومعظم صدر نشینوں نے سب سے پہلے اور سب سے زیادہ کیا، اس خصوص میں مجدد ماۃ تاسعہ حضرت قاضی القضاۃ ملک العلماء امام شہاب الدین شیخ الاسلام سلطنت شرقیہ کے اخلاف کبار اور حضرت سادات کنتور شریف اور حضرات علمائے فرنگی محل لکھنؤ کا نام نامی سب سے زیادہ نمایاں ہے۔ خطۂ پاک بہار کے اولیائے کبار، جن کی علم ومعرفت کی تاجداری ہر دور میں ممتاز رہی جہاں کے اہل علم ومعرفت کی خدمت میں تحصیل علم ومعرفت کا جذبہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی قدس سرہ' کے پاک دل میں پیدا ہوا، مسند الہند شاہ ولی اللہ دہلوی نے جس خطہ کو ''مجمع علماء بود'' تحریر فرمایا لطائف اشرفی ملاحظہ کیجئے تو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی محبوب یزدانی خطۂ بہار شریف میں برہنہ پا چلا کرتے تھے حضرت سلطان المحققین مخدوم شرف الدین مخدوم جہاں اور ان کے بعد مخدوم بدر عالم زاہدی کی خدمت میں بار بار حاضری دی ان عالی قدر تاجداران علم ومعرفت کے جانشینوں کی طرف سے بہت زیادہ اکرام واحترام کا معاملہ رہا اس ماحول میں حضور پر نور مخدوم الاولیا محبوب ربانی قدس سرہ کی بلند پایہ عظمت وشخصیت کا غیر معمولی نقش ہم جیسے بے بصروں کو بھی نمایاں تر

دکھائی دینے لگتا ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک گوہر گراں مایہ برج ولایت کا آفتاب کس طرح بزم اولیاء مردان حق خاصان خدا میں محبوبیت کی شان کا حامل ہے قدرے واجب ان اکابر کے درمیان محبوبیت ومقبولیت کے واقعات لکھے جاتے ہیں۔

حضرت حاجی وارث علی شاہ قدس سرہٗ :

حضرت حاجی صاحب قبلہ رئیس العشاق بحر توحید میں غرق صاحب مقامات عالیہ بزرگ تھے۔آپ کے بزرگ حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کے دامن دولت سے سرفراز تھے۔جب حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی کا دور ارشاد و فیض آیا اور دید و ملاقات کی نوبت آئی۔حضرت حاجی صاحب قبلہ نے دیدۂ ابتہاج اور انبساط قلب سے استقبال فرمایا جادۂ حق میں یک رنگی نے تعلقات ظاہری و باطنی کو نہایت درجہ استوار کیا۔حضرت حاجی صاحب قبلہ کے بارے میں عام شہرت تھی کہ آپ نماز کے پابند نہیں لیکن یہ بھی ایک عجیب اور ماورائے عقل بات ہوئی کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ نے اپنے پسندیدہ مقام قصبہ سیدن پور ضلع بارہ بنکی میں طویل قیام فرمایا۔اسی قیام کے زمانے میں عیدالاضحیٰ کا مبارک زمانہ قریب آگیا۔ایک دن فرط شوق میں فرمایا :

''بقر عید کی نماز ہم یہاں ہی پڑھیں گے''۔

اور نماز پڑھانے والے کا انتخاب بھی خود ہی ارشاد فرمایا کچھوچھہ شریف آدمی بھیج کر پیرزادہ صاحب کو بلاؤ۔ہماری نماز وہی پڑھائیں گے۔دربار وارثی کے والہ وشیدا اور مہاجر دیوی شریف جناب شیخ عنایت اللہ صاحب تعلقہ دار و رئیس سیدن پور و نائب ریاست محمود آباد کی اس مبارک تحریر میں اس واقعہ کو ملاحظہ کیجئے۔لکھتے ہیں:

''حسب الارشاد جناب حضرت حاجی وارث علی شاہ دامت برکاتہ سیدن پور تشریف لائے و نماز عیدالاضحیٰ کی امامت فرمائی اور یہ انتخاب خاص حسب ہدایت حضرت حاجی صاحب قبلہ عمل میں آئی''۔

حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ نے خود بھی اس واقعہ کا بیان تحریر فرمایا ہے۔حضرت شاہ فضل حسن وارثی اٹاوی نے اپنی مبسوط سیرت وارثی میں لکھا ہے کہ میں نے حضرت حاجی سید شاہ علی حسین صاحب قبلہ سجادہ نشین کچھوچھہ شریف سے دربار وارثی دیویٰ شریف میں تشریف آوری کے موقع پر دریافت کیا کہ کیا آپ اپنے تشریف آوری کا خط حضور کو تحریر فرماتے ہیں۔یا کسی سے اطلاع کراتے ہیں کہ حضور حاجی صاحب قبلہ پہلے سے بتاشا منگوا کر رکھ لیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ:

''کچھوچھہ شریف کے شاہ علی حسین صاحب آنے والے ہیں بتاشے منگا لو میلا د شریف ہوگا''

حضرت شاہ علی حسین صاحب سجادہ نشین نے فرمایا کہ ایسا ہرگز نہیں کرتا۔

حضور پرنور مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ تشریف فرما ہوتے۔مولود شریف کی محفل پڑھتے ،ان محفلوں میں حضرت حاجی صاحب قبلہ تشریف فرما ہو کر بڑی محویت سے ذکر پاک سماعت فرماتے۔یہ بھی متواتر دربار وارثی کے مخصوص خدام کی روایت ہے کہ حضور پرنور کی موجودگی میں حضرت حاجی صاحب قبلہ جماعت کی نماز میں شرکت فرماتے۔ایک بار ارشاد فرمایا :

''ایسا امام میسر ہو تو میں بھی جماعت کی نماز پڑھوں''۔

حضرت شاہ فضل حسن وارثی اٹاوی نے سیرت وارثی کی تدوین کا ارادہ فرمایا تو حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوبْ ربانی سے بھی حضرت حاجی صاحب کے احوال لکھ کر دینے کی درخواست کی۔حضور پرنور نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور مضمون لکھوا کر انہیں مرحمت فرمایا۔اسی میں تحریر فرمایا:

''دہلی میں ایک درویش (۱) سے مجھے ملنے کا اتفاق ہوا۔اثنائے گفتگو میں حضرت حاجی صاحب کا ذکر آیا تو فرمایا ....اس قوت باطنی کا درویش زمانہ کوئی نہ ہوگا ....حضرت حاجی صاحب قبلہ قدس سرہٗ ایک بڑے پایہ کے ولی کامل تھے۔اس قدر محویت کا غلبہ تھا کہ ایک دن آپ نے بمقام سیدن پور ارشاد فرمایا :

''ابھی ہم کو وضو کرنے کی ترکیب یاد ہے۔''

اللہ رے محویت، گو بظاہر بات چیت کرتے تھے مگر ایک لمحہ کے لئے محویت وحدہٗ لا شریك لہٗ سے غافل نہ تھے۔

''میں ان کو عارف باللہ اور صاحب مقامات عالیہ جانتا ہوں''۔

حضرت اشرف الاولیاء قدس سرہٗ نے روزنامچہ شریف میں کثرت کے ساتھ اپنی اور حضور پرنور مخدوم الاولیاء کی حضرت حاجی صاحب سے ملاقاتوں کا ذکر قلم بند فرمایا ہے۔حضرت حاجی صاحب کے جانشین اور خواہرزادہ حضرت شاہ ابراہیم وارثی علیہ الرحمۃ ان قلبی روابط کے پیش نظر دونوں حضرات کو ماموں صاحب کہا کرتے تھے،اور تمام حلقہ وارثی عقیدت کیش رہا کیا۔

حضرت مولانا شاہ محمد کامل ولید پوری :

جب فلک برسوں گردش کرتا ہے تب خاک کے پردے سے انسان کامل نکلتا ہے۔ایسے ہی انسان کامل

(۱) حضرت مولانا صوفی شاہ عبدالرحمٰن قادری برکاتی عزیزی دہلوی خلیفہ اجل حضرت شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمۃ۔

حضرت مولانا شاہ محمد کامل ولید پوری علیہ الرحمۃ تھے، حضرت ممدوح اپنے زمانہ کے اولیاء کبار اور علمائے دیار وامصار میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ ممدوح کو حضرت غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خصوصی فیض پہونچا تھا۔ حضور پرنور مرشد العالم مخدوم الاولیاء محبوب ربانی نے تحریر فرمایا :

''جناب مولانا محمد کامل صاحب علیمی رحمت اللہ علیہ فقیر اشرفی سے فرماتے تھے کہ ایک دن میں اپنے برادر زادہ عبدالعزیز کے مکان پر جونپور میں ٹھہرا تھا، حالت مراقبہ میں مجھ پر کشف ہوا کہ بیرون دروازہ رنگ برنگ کا نقرئی گھوڑا مع زین زریں کے کھڑا ہوا ہے، اور میں اس پر سوار ہوگیا، اس نے مجھ کو چشم زدن میں آستانہ روح آباد درگاہ شریف پر پہونچا دیا، حضرت محبوب یزدانی کی زیارت مجھ کو نصیب ہوئی اور مجھ کو اپنی نعمتوں سے سرفراز کیا اور اسی عالم میں مجھ کو حضرت نے اپنا خرقہ پہنایا اور ایک سونٹا چاندی کا جس کی لمبائی ایک گز سے کم ہوتی تھی عطا کیا۔''

مولانا اکثر عرس کے زمانہ میں اور کبھی غیر عرس میں اس آستانہ پر حاضر ہوا کرتے تھے، آپ کے ہمراہ سو ڈیڑھ سو آدمی مع صوفی محمد جان اور دیگر خلفاء ہوا کرتے تھے اور جب تشریف لاتے تو سوائے اس فقیر اشرفی کی خانقاہ کے دوسرے مقام پر قیام نہیں فرماتے تھے۔

جس زمانہ میں آپ ضلع بستی کے صدر امین تھے اکثر میرے والد ماجد علیہ الرحمۃ سے فرماتے تھے کہ جب صاحبزادہ ضلع بستی میں آئیں تو آپ ان کو تاکید کر دیجئے کہ سوائے میرے مکان کے اور کہیں نہ ٹھہریں ان کو دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔

حضرت مولانا کا ۶ر جمادی الاولی ۱۳۲۲ھ کی شب جمعہ کو وصال ہوا، حضور پرنور مرشد العالم مخدوم اولاولیاء نے عرس چہلم میں شرکت فرما کر آپ کے جانشین صوفی شاہ محمد جان صاحب کی خرقہ پوشی فرمائی اور اپنی خلافت خاصہ سے بھی نوازا، اکثر عرس کاملی میں شرکت فرماتے تھے۔ حضرت صوفی صاحب کچھوچھا مقدسہ بھی تشریف لاتے تھے۔

امین الاولیا شاہ امین احمد فردوسی :

سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم مولیٰ کی طلب ہوئی تو خطۂ پاک بہار شریف میں حاضری کا ارادہ ہوا تو اس سے مراد خاص قصبہ بہار شریف کا یہی خطہ منورہ تھا حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین یحییٰ قدس سرہٗ جب تلاش مرشد میں حضرت سلطان المشائخ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے پان مرحمت ہوا اور ارشاد ہوا مرد شہباز ہے مگر میرے حصہ کا نہیں اسی مرد شہباز کے خانوادہ کے انوار و برکات کے امین جناب

حضور امین الاولیاء مرشد انام مرجع خاص و عام حضرت مولانا شاہ امین احمد متولد ۱۲۴۸ھ سجادہ نشین درگاہ مخدوم جہاں تھے جیسا کہ لکھا جا چکا ہے حضرت غوث العالم محبوب یزدانی نے بھی مخدوم جہاں سے فیض حاصل فرمایا تھا، اس کے آگے حضور پرنور مرشد العالم محبوب ربانی کی مبارک تحریر کا اقتباس ملاحظہ کیجئے ۔

''حضرت مخدومی ومولائی اخی الاعظم حاجی الحرمین الشریفین سید ابو محمد اشرف حسین زاد اللہ فیضانہ وبرکاتہ کو جب عالم روحانی میں حضرت محبوب یزدانی سے اشارہ حصول ارشاد، تعلیم سلسلہ ابوالعلائیہ ہوا، آپ کو کسی قدر تامل ہوا کہ ''توجہ نظری'' کا طریقہ خاندان اشرفیہ میں نہیں ہے۔ دیکھا کہ حضرت محبوب یزدانی نے اویسیہ طور سے آپ سے بیعت لی، اور توجہ نظری فرمائی، اس کے حضرت مخدومی نے بہار شریف میں حضرت مرشد الانام اور مرجع ہر خاص و عام جناب حضور مولانا سید شاہ امین احمد فردوسی ابوالعلائی سے جا کر تعلیم و تربیت خاندان ابوالعلائی بطور خاص حاصل کی، اور سلاسل فردوسیہ، قادریہ چشتیہ نقشبندیہ میں عام طور سے خلافت واجازت حاصل کیا۔''

وظائف اشرفی شریف سے ثابت ہے کہ حضرت امین الاولیاء سے حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی بلاواسطہ بھی فیض یاب تھے۔ اہل بسکھاری کے افراد مولانا وجیہ الدین اور ان کی جماعت نے ۱۳۱۰ھ میں افتراء و اتہام لگایا۔ استہزا اور تمسخر کا بازار گرم کیا اور خلاف واقعہ بیانات لکھے مسلمات کا ابطال کیا، ظرائف شگرفیہ پنچایتی کتاب طبع کرائی تو جناب حضور امین الاولیاء نے علی الاعلان پرزور الفاظ میں تردید فرمایا۔

''میں سید اشرف حسین صاحب اور سید شاہ ابو احمد علی حسین صاحب سجادہ نشین کچھوچھہ شریف سے بہت زمانہ سے واقف ہوں، دونوں بزرگ صاحب عبادت اور ریاضت ہیں۔ جتنی تحریریں اوصاف میں حضرت علی حسین صاحب کے اس کاغذ میں ہیں ان کی موافقت کرتا ہوں۔''

ظرائف شگرفیہ میں جو کسی نے نسبت حسد کے جو کچھ لکھا ہے۔ ہمارے نزدیک سراپا غلط ہے''۔

حضرت مولانا شاہ آل احمد محدث ہندی :

حضور پرنور اعلیٰ حضرت مرشد العالم مخدوم الاولیاء محبوب ربانی کی حضرت مولانا سے دید و ملاقات حضرت کچھوچھہ مقدسہ میں ہوئی حضرت مولانا پھلواری شریف کے خانوادۂ علم ومعرفت کے فرزند تھے، حضرت شاہ مجیب اللہ پھلواروی آپ کے پردادا تھے، ان کو عالم روحانی میں حضرت غوث العالم محبوب یزدانی سے فیض پہونچا تھا۔ حضور پرنور مخدوم الاولیاء نے حضرت مولانا سے متعلق جن آراء کا بیان حسن عقیدت واحترام سے تحریر فرمایا ہے، وہ مکمل حالات

پر روشنی ڈالتا ہے، تحریر فرماتے ہیں :

''حضرت مولانا آل احمد محدث ہندی آپ کا مسکن پھلواری شریف میں تھا، آپ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی پھلواروی کی اولاد سے تھے۔ جن کا نسبت خاندان جعفر الزینبی تھا، جب آپ نے وطن میں تحصیل علم سے فراغت پائی اور دستار فضیلت آپ کے سر پر بندھی وطن میں چندے درس علمی دیتے رہے اور مجردانہ زندگی بسر کی، چالیس برس کے سن میں مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما حاضر ہوئے وہاں مسجد نبوی ﷺ میں حدیث کا درس دیتے رہے، اسی اثناء قیام دربار نبوی میں آپ اولیاء اہل خدمت کے زمرہ میں داخل ہوئے جب بائیں طرف کا امام ترقی پاکر غوث ہوا، تو آپ کو مرتبہ بائیں طرف کے امام کا ملا، صرف ایک درجہ غوثیت کا طے کرنا باقی تھا۔ بماہ شعبان ۱۲۹۰ھ آپ نے شب کے وقت عالم خواب میں یہ دیکھا کہ مواجہ شریف کے سامنے ایک چارپائی بچھی ہے اس پر حضرت محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ العزیز رونق افروز ہیں اور ایک صغیر سن ہشت سالہ بھی آپ کے ساتھ ہے اور تمام اولیا بروئے زمین مؤدب دست بستہ کھڑے ہیں۔ سب کی طرف حضرت محبوب یزدانی متوجہ ہوکر ایک ایک خطاب بشارت آمیز فرمارہے ہیں جب حضرت مولانا آل احمد محدث ہندی کی نوبت آئی تو فرمایا کہ:

''آل احمد قطب الاقطاب خواہی شد''

یعنی تم اولیاء روئے زمین کے سردار غوث ہوگے

اسی سال حضرت پیرومرشد حاجی الحرمین الشریفین سید ابومحمد اشرف حسین زاد فیضانہ وبرکاتہ واسطے حصول شرف وزیارت مدینہ منورہ اور ادائے حج حاضر ہوئے جہاں مولانا نے حضرت محبوب یزدانی کو مواجہہ شریف کے سامنے دیکھا تھا اسی مقام پر کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام پڑھنے لگے مولانا آپ کے پیچھے کھڑے تھے بعد ختم صلوٰۃ وسلام کے مولانا نے پوچھا کہ آپ ہندوستان کے رہنے والے ہیں۔ کچھوچھہ شریف میں آپ کا مکان ہے؟ آپ حضرت محبوب یزدانی کی اولاد ہیں؟ آپ کے جد آپ کے ساتھ ہیں اور میرے لینے کے واسطے آئے ہیں؟ حاجی شیخ سبحان علی مرحوم مہاجر مدینہ منورہ کے گھر حضرت کا قیام تھا، مولانا نے آکر کہا کہ آپ میرے لینے کو آئے ہیں؟ میں آپ کے ساتھ جاؤنگا میرا قرض پانچ سو روپے ادا کردیجئے تو جاؤں۔ حضرت خاموش رہے۔ کہ مولانا نے فرمایا کہ حضرت ہاتھ اٹھایئے اور اپنے جد کو فاتحہ پڑھکر دعاء مانگئے تیسرے دن مولانا ہنستے ہوئے آئے اور کہا

کہ آپ نے میرا قرض ادا کردیا لیکن حضرت میرا اور میرے شاگرد عبدالعزیز کا خرچ راہ ہندوستان تک چاہئے اسکا بندوبست کیجئے حضرت دعاء کے لئے ہاتھ اٹھانے کا ارادہ کرتے تھے۔ کہ حاجی شیخ سبحان علی مرحوم نے عرض کیا کہ یہ خدمت میرے ذمہ ہے میں دونوں صاحبوں کا خرچ دونگا، مولانا محدث نے فرمایا کہ اس سے پہلے حج بیت اللہ کے لئے یہاں آیا اب حج وزیارت آستانہ کچھوچھہ مقدسہ کے لئے جاتا ہوں جب حضرت مدینہ منورہ سے لوٹے مولانا مع شاگرد کے ساتھ تھے اور کچھوچھہ شریف فقیر خانہ پر ٹھہرے اور جب فاتحہ پڑھنے درگاہ شریف کو چلے تو کچھوچھہ میں ایک میل کیفاصلہ پر سے جوتی اتاردی پابرہنہ زیارت کو گئے اور سرزمین مبارک درگاہ شریف پر کبھی تھوکا نہیں ایک رومال تہہ کیا ہوا جیب میں رہتا تھا اس میں تھوکتے تھے اور کبھی سرزمین درگاہ شریف میں پاخانہ اور پیشاب کو نہیں گئے ..... مولانا لطف اللہ صاحب مرحوم ساکن علی گڑھ کو آپ نے سند حدیث (۱) عطا فرمائی تھی اور میرے فرزند در نجف حاجی سید ابوالمحمود احمد اشرف رحمتہ اللہ علیہ کو بتقریب مکتب چار سال چار ماہ چار روز آپ ہی نے بسم اللہ پڑھائی تھی۔ دسویں محرم ۱۲۹۱ھ کو مولانا فقیر خانہ پر تھے۔ حضرت والد ماجد رحمتہ اللہ علیہ مع دیگر بزرگان خاندانی مولانا سے اس بات پر مصر ہوئے کہ کچھ ذکر شہادت کیجئے اول تو ممبر جانے سے انکار کیا کہ سادات آل رسول فرش پر ہوں اور میں ممبر پر ہوں باصرار تمام جب ممبر پر تشریف لے گئے صرف یہ حدیث:

الحسن والحسين سيد شباب اهل الجنة

پڑھنا تھا کہ بغیر ترجمہ کئے ہوئے حاضرین پر رقت پیدا ہوا اور خود بھی روتے روتے بیتاب ہوگئے ایک اربعین (چالیس دن) جو فقیر کے حجرہ میں آپ نے قیام فرمایا۔ اسی مدت میں آپ فائز المرام ''مرتبہ غوثیت'' رخصت ہوگئے یہ بھی معلوم ہوا کہ سات برس تک آپ اس مرتبہ غوثیت پر رہے اور قریب زمانہ انتقال مدینہ منورہ پہونچ کر جنت البقیع میں دفن کئے گئے رحمت اللہ علیہ اور اس فقیر اشرفی کو مولانا نے ''دعاء الف'' کی اجازت اور قراۃ عطاء فرمائی اگر کوئی ایک سال کامل بعد نماز عشاء اکتالیس مرتبہ پڑھے تو یقیناً فارغ البال ہوجائیگا اور مخلوق کی نظروں میں عزیز ہوگا بعد تلخیص آستانہ عالیہ پھر مولانا کی زیارت نصیب نہیں ہوئی''۔ ۲۶ رمضان المبارک ۱۲۹۵ھ میں مولانا کا وصال ہوا۔ تفصیل کے لئے خاتم سلیمانی اور آثار پھلواری شریف دیکھئے۔

(۱) استاذ العلماء مولانا ہدایت اللہ خاں صاحب نے بھی سند حدیث حاصل فرمائی، محدث ہندی کے سلاسل حدیث اور سلاسل اولیاء کا مجموعہ خانقاہ قلندریہ کاکوری شریف ضلع لکھنؤ سے شائع ہو چکا ہے۔

حضرت مولانا محمد نعیم فرنگی محلی:

حضرت موصوف حضرت قطب الاقطاب ملا نظام الدین محمد لکھنوی استاد الھند کے پر پوتے اور علمی و روحانی جانشین تھے بدایوں اور بریلی کے ائمہ ارشادان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے حضرت مولانا حضور پرنور مرشد العالم مخدوم الاولیاء محبوب ربانی سے کمال شفقت اور تعظیم کا تعلق و برتاؤ کرتے تھے حضور تحریر فرماتے ہیں:

''اس فقیر کے ساتھ ان کو کمال عنایت مبذول تھی کیونکہ یہ فقیر نسباً خاندان حضرت محبوب سبحانی سے ہے بوجہ واسطہ جداعلیٰ حضرت محبوب سبحانی میرے ساتھ شفقت اور محبت کا برتاؤ فرماتے تھے آپ کو اویسیہ طور پر سے روحانیہ پاک حضرت محبوب یزدانی سے سلسلہ بیعت میں فیض پہونچا تھا۔آپ کو سلسلہ اشرفیہ میں خاص طور سے نسبت روحانی حاصل تھی۔''

حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی:

حضرت مولانا مرجع خاص و عام بزرگ تھے ان کی جداعلیٰ حضرت مخدوم بدرالدین بدر عالم زاہدی سے حضرت غوث العالم محبوب یزدانی سلسلہ زاھدیہ میں فیض یاب ہوئے تھے، حضرت مولانا حضور پرنور مرشد العالم مخدوم الاولیاء محبوب ربانی سے عنایت خاص برتتے تھے، شاہ سلیمان صاحب پھلواروی نے بیان فرمایا کہ ایک بار حضرت مولانا نے حضور سے بڑے ولولہ کے ساتھ فرمایا۔

''تم اپنے بزرگ کی طرف متوجہ رہو وہ بہت بڑے بزرگ ہیں۔''

سب کچھ تم کو وہیں سے مل جائیگا اور سنو میں درود میں پڑھتا ہوں۔

'' اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ سیدنا اشرف جھانگیر سمنانی ''

حضرت شاہ خلیل احمد صفی پوری:

صفی پور شریف ضلع اناؤ کے کثیر الفیوض بزرگ تھے بلگرام و مارہرہ کے سادات علماء و مشائخ اسی آستانہ کے متوسل تھے دور آخر میں حضرت شاہ خلیل احمد صاحب کی درویشی و بزرگی کا غلغلہ بلند تھا ایک جہاں ان سے فیض یاب ہوا۔حضور پرنور مخدوم الاولیا محبوب ربانی قدس سرہ کو بھی آپ سے فیض حاصل ہوا سلسلہ چشتیہ میں اجازت وخلافت ملی حضرت صفی پوری نے حضور پرنور کے بارے میں بلند کلمات فرماتے تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت شاہ علی حسین صاحب کی صحبت سے مستفیض ہوا ھوالحق لائق اور زیبا سجادہ نشین ایسے ہی ''مردان خدا'' کو ہے۔''

حضرت شاہ عبدالعزیز اخون دہلوی علیہ الرحمہ:

دور آخر میں دار السلطنت دہلی کے علماء و مشائخ میں حضرت اخون صاحب کا عالی رتبہ تھا۔حضور پرنور مرشد العالم مخدوم الاولیا کا لطائف اشرفی شریف کی طباعت کے عزم وارادہ سے دہلی میں دو سالہ قیام ہوا تو حضرت اخون جی سے بھی ملاقات ہوئی حضرت اخون صاحب نے حضور پرنور کے بلند مراتب ملاحظہ فرمائے۔تو موجودگی وقت نماز با نیاز کی امامت کرائی بلکہ ایک عشرہ مستقل اپنا مہمان رکھا۔اسی دوران اوراد و وظائف اور سلاسل کی اجازت مرحمت فرمائی۔حضور پرنور پر جو نظر خاص تھی اور مراتب کا لحاظ تھا۔اس کا بیان حضور پرنور نے خود تحریر فرمایا ہے۔

''دہلی میں ایک مریض دہلی کے نامی حکیم محمود خاں خاندان شریفی کے پاس علاج کرانے آیا انہوں نے مریض کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ مرض نہیں ہے تین دن سے زیادہ جس بدن دلیل موت ہے کسی درویش اور عامل کو دکھاؤ چنانچہ فراش خانہ کی کھڑکی مسجد میں حضرت شاہ اخوند صاحب کے پاس لے گئے انہوں نے مریض کو دیکھ کر فرمایا کہ:

میرے پاس کیا لائے ہو ہمارے شاہزادہ کونین اولاد غوث الثقلین شاہ ابواحمد علی حسین اشرفی جیلانی اندر کٹرہ دنیا بیگ خاں میر بادشاہ کی کوٹھی میں ٹھہرے ہوئے ہیں ان کے پاس لے جاؤ کچھوچھہ شریف میں ان کے جد کے مزار پر اثر جن وشیاطین کا نہیں رہتا۔''

حضرت اخوند صاحب کا دسویں محرم الحرام ۱۲۹۴ھ میں وصال ہوا، درگاہ حضرت باقی باللہ میں مزار مبارک زیارت گاہ انام ہے۔

حضرت شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمہ:

حضرت موصوف کی ذات مبارک اپنے اسلاف و مشائخ کے برکات و فیوضات کا عطر مجموعہ تھی، حضرت اخون صاحب دہلوی کی مبارک محفلوں میں حضور پرنور نے آپ کا ذکر مبارک سنا، شوق دیدار مشائخ کے جذبہ سے مارہرہ پہونچے مولانا غلام شبیر بدایونی نے آگے کا حال لکھا ہے۔

''حضرت سید شاہ علی حسین صاحب اشرفی دامت برکاتہم روایت فرماتے ہیں کہ بکمال اشتیاق مارہرہ پہونچا اور بعض مخصوصات خاندان برکاتیہ کی آپ اجازت چاہی ارشاد فرمایا صاحبزادہ! ابھی وقت نہیں آیا میں گلہ مند واپس آیا تھوڑے عرصہ کے بعد نوازش نامہ پہونچا اور حضرت نے طلب فرمایا اور خاص چیزوں کی اجازت عطا فرمائی'' وظائف اشرفی شریف کے مندرجات سے ثابت ہے کہ سلسلہ قادریہ کی اجازت مرحمت فرمائی، وجہ اس کی یہی تھی کہ ادب ملحوظ خاطر تھا، خاندان برکاتی کی روایت

ہے کہ حضرت شاہ آل رسول صاحب نے اپنی مبارک پشت سے آپ کی پشت مبارک رگڑ کر فرمایا جو آپ کے جد اعلیٰ حضور غوث الثقلین سے فقیر کو ملا فقیر نے ان کی اولاد آپ کو وہ سب لوٹا دیا۔

حضور کو حضرت شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمۃ سے دوئم ماہ ربیع الثانی ۱۲۹۶ھ کو اجازت حاصل ہوئی اور ۱۸/ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ کو ان کا وصال ہوا، خاندان برکات میں حضرت مولانا سید شاہ محمد میاں مارہروی نے حضرت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کو خاتم الخلفاء تحریر فرمایا ہے جب کہ حضرت فاضل بریلوی کو ۲۵/ جمادی الآخر ۱۲۹۴ھ میں بیعت کا شرف اور اجازت وخلافت کی نعمت حاصل ہوئی۔

حضرت مولانا شاہ عبدالکریم قطب اودھ علیہ الرحمۃ :

اودھ کے نامور صاحب خدمت بزرگ تھے، ان کی ولادت ۱۹/ جمادی الاخر ۱۲۳۵ھ میں ہوئی آپ کو اپنی چھٹی کے کل حالات یاد تھے آپ قطب اودھ کے لقب سے مشہور تھے عوام حکام آپ کا سب احترام کرتے تھے آپ کو حضرت کچھوچھا مقدسہ سے غایت عقیدت تھی فیض آباد میں قیام کی وجہ سے بار بار حاضر ہوا کرتے۔ آپ نے حضور پرنور مرشد العالم مخدوم الاولیاء کا بچپن دیکھا، جوانی دیکھی۔

چنانچہ تحائف اشرفیہ فی رد ظرائف شگرفیہ میں آپ کا تحریری بیان موجود ہے۔

''فی الواقع حضرت شاہ علی حسین صاحب سجادہ نشین از عہد طفولیت خود قدم بہ قدم حضرات اولیاء کبار خاندان ایشاں خود ہستند، خاکسار ہمیں طریقہ دیدہ آمدہ۔''

حضرت قطب کا وصال چھٹی ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ کو سہ شنبہ کا دن گزار کر رات میں ہوا مکہ خورد میں مدفون ہوئے۔

حضرت مولانا عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمۃ :

تاج الفحول امام اہلسنت حضرت بدایونی علیہ الرحمہ کی حضور پرنور سے ملاقات حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کے آستانہ پاک پر ہوئی، چہرہ پرانوار پر سیادت کا نور درخشاں دیکھ کر گرویدہ ہو گئے۔ آپ کے والد ماجد معین الاسلام عماد الدین حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی کے عرس مبارک کا زمانہ قریب تھا، تشریف آوری کی دعوت پیش فرمائی، خانقاہ قادری بدایوں شریف کے مقرب مولانا شاہ ضیاء القادری نے ۱۳۲۷ھ کے عرس قادری کی روداد میں تحریر فرمایا۔

''حضور اقدس حضرت صاحب عرس کا یہ احسان بھی اہل بدایوں فراموش نہیں کر سکتے، کہ حضور ہی کی بدولت اہل شہر کو آپ کی دولت دیدار میسر ہوئی، سب سے پیشتر حضور اقدس کی سچی محبت آپ کو بدایوں لائی''۔

حضرت تاج الفحول شاہ عبدالقادر بدایونی اور حضرت شاہ فضل رسول بدایونی قدس سرہٗ کے عرس مبارک میں علمائے کبار اور اولیائے روزگار کی بڑی تعداد کی موجودگی ہوتی تھی، لیکن حضرت تاج الفحول حضور مرشد العالم مخدوم الاولیاء سے باصرار امامت کراتے، خانوادۂ قادریہ اور بدایوں شریف کا بچہ بچہ حضور کا شیدا تھا۔

حضرت شاہ یحییٰ حسن سجادہ نشین خانقاہ برکاتی مارہرہ شریف کا بیان ہے کہ حضرت تاج الفحول صفا ومروہ کی سعی میں مشغول تھے آپ کے ہمراہ حضرت مارہرہ مطہرہ کے صاحبزادگان گرامی قدر حضرت شاہ اسمٰعیل حسن صاحب شاہ جی میاں اور حضرت شاہ حامد حسن بھی سعی میں مشغول تھے ان دونوں بزرگوں نے دیکھا، کہ حضرت تاج الفحول نے اچانک سعی کی ترتیب بدل دی، حضرت شاہ اسمٰعیل حسن صاحب نے حضرت شاہ حامد حسن صاحب نے سے فرمایا کہ حضرت تاج الفحول سے پوچھو کہ اس تبدیلی کی وجہ کیا ہوئی، چنانچہ انہوں نے دریافت کیا۔ حضرت تاج الفحول نے فرمایا :

''آپ نے دیکھا نہیں کہ سامنے سے شبیہ غوث الثقلین حضرت شاہ علی حسین صاحب قبلہ جیلانی آرہے تھے، میں کیسے ان کی طرف پشت کرتا''۔

دوسرے دن صبح کو تینوں حضرات نے ایک دوسرے سے اپنا شب کا واقعہ بیان کیا کہ:

''آج کی شب حضرت غوث الثقلین قطب الکونین رضی اللہ عنہ کی دولت دیدار سے مشرف ہوا۔''

فاضل بریلوی نے قصیدہ چراغ انس (۱۳۱۵ھ) در مدح حضرت تاج الفحول میں تحریر فرمایا۔

میں بھی دیکھوں جو تو نے دیکھا ہے　　روز سعی صفا محبّ رسول

حضرت مولانا نیاز احمد فیض آبادی علیہ الرحمہ:

حضرت مولانا کا وطن اصلی جائس شریف ضلع رائے بریلی میں تھا، ان کو تلمذ کا شرف حضرت مولانا شاہ علی حسن جائسی سے تھا، جو اس دیار میں علم ومعرفت کے روشن چراغ اور خانوادۂ اشرفیہ کے رکن رکین تھے تحصیل علم کے بعد حضرت مولانا گنج مرادآبادی میں حاضر ہوئے، اکتساب فیض کر کے عالی رتبہ پر فائز ہوئے، فیض آباد میں دور ارشاد جاری ہوا خلقت ٹوٹی پڑتی تھی۔ علماء وعرفائے وقت میں ممتاز تر مقام تھا۔ حضور پرنور مرشد العالم مخدوم الاولیاء محبوب

ربانی سے خصوصی قلبی روابط تھے، حضرت مولانا کی درج ذیل مبارک تحریر اس کی شاہد ہے۔

''جناب حاجی حرمین شریفین شاہ سید علی حسین صاحب سجادہ نشین اشرف سمنانی قاطبتہً متصف با وصاف حمیدہ اند، وصفات پسندیدہ دارند، حق سبحانہ تعالیٰ زہد فقر و اخلاص پسندیدہ وخوش بیانی بردر میثاق جناب ممدوح رانصیبے بخشیدہ است، سلسلہ فقر وطریقۂ درویشی وسلاسل خاندان اشرفیہ، ذات ممدوح چناں ترقی یافتہ کہ دریں زمانہ کسے را بایں اوصاف حمیدہ نیافتم فی الجملہ درتعریف وتوصیف جناب ممدوح قلم را، چارہ نہ فقط۔

حضرت مولانا نعمت مجیب پھلواروی علیہ الرحمہ :

حضرت موصوف پھلواری شریف ضلع پٹنا کے برگزیدہ عالم وعارف تھے حضور پرنور مرشد العالم مخدوم الاولیاء قدس سرہ نے صحائف اشرفی شریف میں حضرت مولانا کی فیض یابی کا ذکر فرمایا ہے کہ:

''فقیر اشرفی بنارس سے کچھوچھہ شریف آنے کے ارادے سے قبل نماز فجر اسٹیشن بنارس پر پہونچا بعد ادائے نماز فجر اول اوراد اشرفیہ وسبعات عشر پڑھکر حرز یمانی پڑھ رہا تھا۔ بعد اختتام حرز مذکور کودیکھا کہ ایک بزرگ نورانی شکل والے مع تاج ترکی وعمامہ مشائخانہ تشریف لائے، بعد مصافحہ ومعانقہ مجھ سے استفسار کیا، کہ آپ کہاں تشریف لے جائیں گے میں نے جواب دیا اولاد مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی سے ہوں کل پرسوں میرے جد اعلیٰ کا عرس ہوگا۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ میرا نام نعمت مجیب پھلواروی ہے میں بھی بغرض شرکت عرس شریف جاتا ہوں آپ یہاں میرے لینے کو تشریف لائے تھے، چنانچہ مولانا فقیر کے ہمراہ میری خانقاہ میں ٹھہرے اور میرے ساتھ مزار مبارک میں حاضر ہوئے کیونکہ ان کے جد کو اویسیہ طور سے حضرت محبوب یزدانی کے روحانیہ پاک سے فیض ہوا تھا، اور آپ کو بطور خاص حضور کا فیض پہونچا تھا آپ نے فقیر اشرفی سے حرز یمانی کے پڑھنے کی اجازت چاہی، فقیر نے ان کو اجازت بخشی''۔

حضرت مولانا نعمت مجیب صاحب حضرت مولانا شاہ آل احمد پھلواروی محدث مہاجر مدنی کے حقیقی بھانجے تھے ان کی ولادت ۱۲۴۹ھ میں ہوئی اور ساتویں شوال ۱۳۰۷ھ میں وصال فرمایا۔

حضرت شاہ عبداللطیف چشتی علیہ الرحمہ:

حضرت شاہ صاحب اکابر اولیاء چشت اہل بہشت میں تھے اور بہت باثر بافیض بزرگ تھے، محفل مولود شریف کے انعقاد سے عشق کامل تھا، ایک بار اجودھیا میں محفل مولود شریف کرایا جس میں بندروں کو بھی بڑی تعداد میں

کھانا کھلایا، اس محفل شریف کو پڑھنے کے لئے بادشاہ صاحب نے خصوصی طور پر حضور کو مدعو کیا کرامات لطیف میں اس کا ذکر ہے، حضرت شاہ صاحب کچھوچھہ شریف اور فیض آباد میں حضور سے خصوصی ملاقاتیں فرماتے اور بڑی تکریم فرماتے اور نذر پیش فرماتے۔

حضرت مولانا اسلم خیرآبادی علیہ الرحمہ :

حضرت خیرآباد شریف مرکز علم ومعرفت کے نامور عالم وعارف، سلسلہ چشتیہ نظامیہ فخریہ سلیمانیہ کے وسیع کثیر الفیوض شیخ حضرت مولانا حافظ سید محمد علی خیرآبادی کے برادر زادہ، خصوصی پروردہ اور جانشین تھے، حضرت خیرآبادی حضور پرنور مرشد العالم مخدوم الاولیاء محبوب ربانی کے درمیان عمر کا بڑا فرق تھا، مگر تعظیم وتکریم کا معاملہ ملحوظ تھا حضرت خیرآبادی ہاتھ چومتے سروقد اٹھ کر تعظیم بجالاتے، حضور پرنور حضرت مولانا حافظ سید محمد علی صاحب خیرآبادی کے عرس مبارک میں ضرور شرکت فرماتے، چنانچہ ۱۳۲۲ھ کے عرس میں شریک ہوئے۔ ۱۹/ذوالقعدہ کو عرس ختم ہوا، اور ادھر حضرت خیرآبادی کی عمر طبعی کی مدت پوری ہوئی جب جنازہ اٹھا حضور پرنور مرشد العالم مخدوم الاولیاء نے حضرت خیرآبادی کے خاص قوال سے فرمایا، کہ حضرت سعدی شیرازی کی غزل گاؤ:

سرو سیمنا بصحرا می روی   سخت بے رحمی کے بے مامی روی

اے تماشاگاہ عالم روے   تو کجا بہر تماشا می روی

دیدۂ سعدی ودل ہمراہ تست   تانہ پنداری کہ تنہا می روی

مولانا دین محمد بہرائچی مؤلف نشاط حافظی نے لکھا ہے، کہ اس غزل پر اہل ولاء میں بے شورش پیدا ہوئی، مولانا شاہ عبدالوہاب فرنگی محلی اور مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی اور تمام حاضرین پر عجیب باطنی جذبہ کی لہر آئی۔

استاذ العلماء مولانا مفتی محمد لطف اللہ علی گڑھی :

حضرت استاذ العلماء مفتی محمد لطف اللہ علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ دیار ہند کے بافیض علماء کبار میں تھے۔ ان کے دور کا شاید ہی کوئی عالم ہوگا جو ان کا شاگرد نہ ہو۔ ان کا علمی دینی فیضان عرب وعجم میں پہونچا، علوم اسلامیہ کی ترویج وتدریس میں حضرت استاذ العلماء کے غیر معمولی کارنامے ہیں، حضور پرنور مرشد العالم مخدوم الاولیاء کے وحید العصر فرید الوقت صاحبزادہ درنجف حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب قبلہ قدس سرہٗ نے ۱۳۰۶ھ تا ۱۳۱۳ھ حضرت استاذ العلماء کی خدمت میں رہ کر علوم وفنون میں استعداد کامل حاصل فرمایا۔ حضور کی علی گڑھ تشریف فرمائی کے وقت خود

کھانا لاتے اور ہاتھ دھلاتے، مراجعت کے وقت بس اڈا تک پہونچانے تشریف لاتے، کیا کمال تھا، حضور پرنور بھی مفتی صاحب کا کمال احترام فرماتے۔ خصوصی روابط کے دو واقعے لکھے جاتے ہیں، ایک یہ کہ حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب قبلہ کی شادی کی تقریب میں حضرت استاذ العلماء مع فرزندان اور شاگرد اجل امام زمانہ عارف یگانہ استاذ زمن حضرت مولانا الحاج الحافظ شاہ احمد حسن فاضل کانپوری کچھوچھہ مقدسہ تشریف لاکر شریک ہوئے اور استاذ زمن فاضل کانپوری علیہ الرحمۃ نے نکاح پڑھایا۔ دوسرے یہ کہ حضرت استاذ العلماء کا نویں ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ کو وصال ہوا، کچھوچھہ مقدسہ حضرت مولانا عبدالقادر خلف حضرت استاذ العلماء کا اطلاعی خط آیا ۱۴ ذی الحجہ کو حضور پرنور علی گڑھ تعزیت اور فاتحہ خوانی کے لئے روانہ ہوئے، استاذ العلماء کے فرزندوں کو دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے، سب کو فرداً فرداً سینے سے لگایا، سر پر دست شفقت پھیرا، بعدہٗ استاذ العلماء کی تربت پر تشریف فرما ہوئے گلاب کے پھول نچھاور کئے، فاتحہ پڑھی اور فرمایا ''اس تربت میں مجموعہ خوبی اور گنجینۂ علم مدفون ہے، اب کیوں کر دوسرا استاذ العلماء پیدا ہوگا'' حضرت استاذ العلماء کے اخلاف اور شاگردان خاص...... حضور پرنور سے ادب واحترام اور جذبۂ حسن عقیدت سے پیش آئے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم رشیدی :

استاذ الشرق والغرب قاضی القضاۃ ملک العلماء حضرت علامہ امام قاضی شہاب الدین دولت آبادی خلیفہ اجل حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کے تلمیذ اجل وارشد قطب الاقطاب علامہ امام دیوان محمد رشید جونپوری مصنف مناظرہ رشیدیہ کی خانقاہ کے سجادہ نشین اور علم ومعرفت کے وارث تھے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم علیہ الرحمۃ علم حقائق کے بیان میں اپنے عہد کے حضرت امام شیخ محی الدین ابن عربی تھے۔ حضور پرنور مرشد العالم مخدوم الاولیاء ان کو اپنے زمانہ کا شیخ اکبر کہتے تھے، خانقاہ رشیدیہ کے مشائخ کبار سلسلہ عالیہ اشرفیہ کے فیوض سے بھی فیضیاب تھے اس وجہ سے بھی عقیدت واحترام کا غیر معمولی تعلق قائم تھا۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم حضور پرنور کا غایت احترام فرماتے، حضرت مولانا کے مخلص فدائی مرید داروغہ عبدالکریم صاحب نگدو پوری تحصیل محمد آباد گوہنہ ضلع اعظم گڑھ اپنا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے تھے کہ اعلیٰ حضرت مولانا سید شاہ علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمۃ خانقاہ رشیدیہ میں حضرت پیرو مرشد مولانا شاہ محمد عبدالعلیم آسی رشیدی علیہ الرحمۃ کی دید وملاقات کے لئے تشریف لائے، حضرت آسی نے استقبال کیا

اور معانقہ ومصافحہ کے بعد فرمایا کہ:

آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرا خاتمہ بالخیر فرمائے آپ حضرت غوث پاک اور حضرت مخدوم صاحب کی اولاد ہیں سید ہیں۔''

حضور اشرفی میاں سرکار کچھوچھہ مقدسہ نے بھی فرمایا کہ:

''آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ میرا خاتمہ بالخیر فرمائے آپ اللہ والے ہیں۔''

اسکے بعد دیکھا گیا کہ ساری رات دونوں بزرگ محو گفتگو رہے، حضرت پیر ومرشد آسی علیہ الرحمہ نے کسی کے لئے بھی ایسی خصوصیت نہیں برتی ان دونوں بزرگوں کے ارشادات ومعاملات دیکھ کر ہم حاضرین پر وجد کی سی کیفیت طاری تھی، حضرت مولانا کا ۱۳۳۵ھ میں وصال ہوا۔

حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی علیہ الرحمۃ :

موصوف خانوادۂ برکاتیہ میں بدر منیر کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان کے بعد ان کی شان کا دوسرا مرد کامل وہاں نہیں پیدا ہوا موصوف حضرت شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمہ کے پوتے اور جانشین تھے، ان کے خاص الخاص خاندانی مرید مقرب وخلیفہ مقبول وخادم محبوب مولانا غلام شبیر بدایونی نے نور مدائح حضور میں تحریر فرمایا۔

''حضور پرنور قدس سرہ کو حضرات قادریہ سے خاص انس تھا صاحبزادگان قادری کا نہایت اکرام فرماتے...... سید شاہ علی حسین صاحب اشرفی دامت برکاتہم حاجی سید وارث علی شاہ صاحب خاص حضور کے ملنے والے ہیں۔''

حضرت مولانا شاہ اسماعیل حسن مارہروی علیہ الرحمہ :

حضرت شاہ آل رسول مارہروی کے برادر اوسط حضرت شاہ اولاد رسول کے پوتے اور برادر خورد شاہ غلام محی الدین کے نواسے تھے علوم کی تکمیل حضرت تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی سے کی، ان کا شاران کے ممتاز ترین تلامذہ میں تھا، انہوں نے خانوادہ میں حضرت شاہ آل رسول صاحب سے بھی خلافت پائی، اپنے خانوادہ میں ''شاہ جی میاں'' کے لقب سے معروف تھے ان جیسا اوران کی جیسی خصوصیت کا ان کے بعد کوئی دوسرا پیدا نہیں ہوا۔ حضرت ابوالحسین احمد نوری کے بعد خانوادہ برکاتیہ میں حضرت شاہ جی میاں حضور پرنور مرشد العالم مخدوم الاولیاء کے سب سے بڑے قدرداں تھے مارہرہ شریف میں تشریف آوری کے وقت حضرت شاہ جی میاں بدل وجان مہمانی کا اہتمام کرتے باہمی گہرے روابط کے یہ دو واقعے لکھے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت شاہ جی میاں کی صاحبزادی جو

حضرت شاہ آل رسول صاحب کے نواسے کے فرزند سید آل عبا(۱) صاحب کو بیاہی تھیں۔ان کے یہاں اولادیں پیدا ہوکر فوت ہو جایا کرتی تھیں، حضرت شاہ جی میاں نے حضور پرنور مرشد العالم مخدوم الاولیاء قدس سرہ سے اس بارے میں گفتگو کی حضور پرنور نے فوراً فرمایا۔

''میں اپنی بیٹی کو کچھوچھہ مقدسہ لے جاؤں گا۔''

چنانچہ حضرت سید العلماء مولانا سید شاہ آل مصطفےٰ میاں علیہ الرحمہ کی ولادت کچھوچھہ مقدسہ میں حضور پرنور کے آستانہ فیض کاشانہ میں ہوئی، یہ بات راقم الحروف سے حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمائی تھی، حضرت سید العلماء دوران گفتگو۔اشرفی نانا فرماتے تھے۔

دوسرا یہ کہ حضور پرنور کی مبارک تصنیف صحائف اشرفی شریف میں حضرت شاہ جی میاں کا ذکر خیر ہے، حضرت شاہ جی میاں کثرت سے حضور پرنور کا ذکر پاک کر کے محامد و محاسن بیان فرمایا کرتے تھے اسی طرح ان کے فرزند جانشین تاج العلماء مولانا سید شاہ محمد میاں مارہروی نے اپنی محققانہ تصنیف اصح التواریخ اور خاندان برکات میں حضور پرنور کا ذکر فرمایا ہے۔حضرت شاہ جی میاں کا ۱۳۴۵ھ میں وصال ہوا۔

مولانا شاہ سلیمان پھلواری علیہ الرحمہ:

مولانا شاہ نعمت مجیب پھلواروی کے بھانجے تھے، ان کی نانی حضرت مولانا آل احمد محدث ہندی مہاجر مدنی کی بہن تھیں خود نامور عالم و مصلح اور شیریں بیان واعظ تھے، خاندانی روابط کو انہوں نے مستحکم رکھا، حضور پرنور سے اعتقاد تام تھا شاہ صاحب کی ولادت ۱۲۷۲ہجری میں ہوئی۔اور ۲۷صفر ۱۳۴۵ہجری میں وفات پائی حضور نے انکے فرزند کے نام درج ذیل تعزیت نامہ ارسال فرمایا۔

''فرزند خاطر حزیں اللہ تعالیٰ آپ کو صبر عطا فرمائے اور ہر کام میں اپنا شاکر اور راضی برضا بنائے۔''

فقیر ابو احمد علی حسین اشرفی قادری بعد دعائے خیر درد آمیز و ثنائے حسرت انگیز مدعا نگار ہے اخبار کے ذریعہ سے مولانا حاجی محمد سلیمان رحمت اللہ علیہ کے انتقال پرملال کی خبر ملی فقیر نے مع حاضرین فاتحہ پڑھ کر ایصال ثواب کیا اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے اور ان سے بڑھ کر ان کی اولاد سے اسلام کی خدمت کرائے۔

بزمانہ عرس خواجہ غریب نواز آگرہ سے اجمیر شریف تک ہمارے اور ان کے درمیان یکجائی رہی۔یہ آخری ملاقات تھی، لیکن مولانا کے انتقال پر پوری طرح حسرت اور ملال کا اظہار کیسے کروں اب یقینی میرے لئے بھی سفر

(۱) مشہور صاحب طرز ادیب و انشاء پرداز حضرت آوارہ مارہروی۔

آخرت درپیش ہے تو بجز حسن خاتمہ کے کیا دعاء چاہوں

''برخوردار مولوی سید نہال اشرف اشرفی جیلانی بذریعہ میرے خط کے آپ سے ملیں گے جس امر کی وہ درخواست کریں ان کی اعانت کرنا، فقیر آپ کا شکر گزار ہوگا اپنے گھر میں خورد و کلاں کو فقیر کی طرف سے سلام و دعاء پہونچانا۔''

شاہ صاحب کے اخلاف مولانا شاہ غلام حسین پھلواری اور نامور اہل قلم مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی لاہوری سے بھی خاص تعلق خاطر رہا ہے۔

حضرت شاہ التفات احمد صابری علیہ الرحمہ :

حضرت شیخ العالم مخدوم احمد عبدالحق چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی درگاہ کے سجادہ نشین اور مرجع انام بزرگ تھے، حضور پرنور اور حضرت کے یگانگت کے جیسے تعلقات تھے، اس کا بیان صحائف اشرفی شریف میں محفوظ فرما دیا ہے۔

''حضرت محبوب یزدانی اور حضرت شیخ العالم کی ملاقات کا عوام الناس میں قصہ مشہور ہے، یہ محض غلط معلوم ہوتا ہے فقیر اشرفی کو بار بار یہ خیال ہوتا تھا کہ عوام الناس کی روایت کی کچھ اصل بھی ہے؟ ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ العالم کے مزار کی جدید مرمت ہو رہی ہے اور نئے پتھر لگائے جا رہے ہیں اور آپ مزار شریف سے نکلے ہوئے ملاحظہ فرما رہے ہیں اور آپ جس طرف خرام فرماتے ہیں، آپ کے پیچھے پیچھے برادرم شاہ التفات احمد مرحوم و مغفور چلتے ہیں۔آپ کا قد میانہ ہے، رنگ سانولا ہے، جسم مبارک دبلا ہے، ریش مبارک کے بال بہت گھنے نہیں تھے، میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ العالم مقبرہ کے باہر زیر درخت املی، چبوترہ پر پیر لٹکا کر بیٹھ گئے، میں نے جا کر باادب سلام کیا اور عرض کیا، کہ میرے جد حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر محبوب یزدانی سے آپ کو ملاقات کی نوبت آئی ہے؟ حضرت نے ان لفظوں سے فرمایا کہ:

''حضرت غوث العالم محبوب یزدانی میر سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی سے اس فقیر سے نوبت ملاقات کی نہیں آئی''۔

اور مجھ کو مسکین کے حق میں کچھ ایسے کلمات دعائیہ فرمائے کہ جس کا اثر روز افزوں دیکھتا ہوں، اس وقت سے برادرم شاہ التفات احمد مرحوم سے مجھ کو کمال محبت پیدا ہوئی۔

حضرت شیخ العالم قدس سرہٗ کے کلمات دعائیہ کے بارے میں حضرت اشرف الاولیاء حاجی سید شاہ اشرف حسین صاحب قبلہ نے تحریر فرمایا ہے :

''مجھ سے میرے چھوٹے بھائی حاجی الحرمین الشریفین سید شاہ علی حسین مدعمر نے بیان کیا کہ حضرت
مخدوم شیخ العالم رودولوی نے فرمایا کہ تم کو بھی حضرت غوث العالم محبوب یزدانی میر سلطان سید
اشرف جہانگیر سمنانی کی طرح درجہ محبوبیت عطا ہوگا''۔

حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ :

حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کو انکے پیر و مرشد حضرت شاہ آل رسول صاحب مارہروی نے خط دے کر روانہ فرمایا، اور صاحبزادہ صاحب سے حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانۂ پاک پر ملاقات ہوگی یہ بلند بالا حقائق بھرسر حضرت فاضل بریلوی کو ہمیشہ یاد رہا۔ اس کے بعد مارہرہ، بدایوں، بریلی کے اکابر علماء و مشائخ اور حضور پرنور مرشد العالم مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کے درمیان عقیدت و احترام شفقت و رحمت کے واقعات ضرب المثل بن گئے، حضرت فاضل بریلوی کے خصوصی تربیت یافتہ بھتیجے حضرت مولانا حسنین رضا خاں ابن حضرت مولانا حسن رضا علیہ الرحمۃ اپنی موقر تالیف ''سیرت اعلیٰ حضرت'' میں لکھتے ہیں:

''سیدنا شاہ علی حسین صاحب کچھوچھوی جو شبیہ غوث پاک مشہور تھے ان کی شفقت و محبت تو آنکھوں دیکھی ہے''۔

حضرت فاضل بریلوی کی شرعی احتیاط عالم پر روشن ہے اور علم و فضل کا غلغلہ آفاق عالم میں گونج رہا ہے، ۱۳۲۷ھ میں منعقدہ حضرت تاج الفحول محبّ رسول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی کی روداد اٹھا کر دیکھئے کہ جب حضور پرنور مخدوم الاولیاء کے مواعظ کے بعد فاضل بریلوی تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا، کہ ابھی آپ نے علم و معرفت سے لبریز ایسی تقریر سماعت فرمائی جس سے قلب منور ہوتے ہیں اور سلوک و تصوف کے وہ حقائق و دقائق سنے جس کا بیان اولیاء اللہ کے شایان شان ہے، حضرت شاہ اسماعیل حسن مارہروی علیہ الرحمۃ کا تحریری بیان حیات اعلیٰ حضرت میں موجود ہے کہ فاضل بریلوی نے اپنے زمانہ کے مقررین و واعظین کے بارے میں اپنا طرز عمل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ :

''حضرت ان میں ہیں جن کا بیان میں بخوشی سنتا ہوں ورنہ آج کل کے واعظین کا وعظ سننا چھوڑ دیا ہے ''۔

مولانا شاہ عارف اللہ میرٹھی اشرفی خلیفہ مجاز نے تحریر فرمایا کہ ماہ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ میں پیر و مرشد اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قدس سرہٗ نے والد ماجد مولانا شاہ حبیب اللہ صاحب سے فرمایا کہ مولانا آپ کے پیر و مرشد مولانا احمد رضا خاں صاحب کا آخر زمانہ آگیا خوب خدمت کر لیجئے فاضل بریلوی نے وصال فرمایا تو حضور پرنور دولت کدہ پر رونق افروز تھے، وضو فرماتے ہوئے رونے لگے، کسی کے سمجھ میں نہیں آیا، استفسار پر فرمایا بیٹا میں فرشتوں کے کاندھے

پر قطب الارشاد کا جنازہ دیکھ کر رو پڑا ہوں، جماعت رضائے مصطفےٰ کی ۱۳۳۹ھ کی روداد شاہد ہے کہ حضور ربیع الاول ۱۳۴۰ھ کے عشرہ اولیٰ میں تعزیت کے لئے بریلی تشریف فرما ہوئے، ۱۳۴۵ھ میں مراد آباد کی آل انڈیا سنی کانفرنس کے خطبۂ صدارت میں فرمایا ۔

''ان کے فراق نے میرا بازو کمزور کر دیا ''

حضور پرنور عرس ضوی میں اکثر شرکت فرماتے، فاضل بریلوی کے نامزد جانشین و سجادہ نشین حضرت مولانا حامد رضا خاں بکمال احترام سند صدارت پر بٹھاتے، حضور نے ان کو اپنی خلافت بھی عطا فرمائی، حضرت اشرف الاولیاء شاہ اشرف حسین صاحب کے روزنامچہ میں حضرت مولانا حامد رضا خاں کی کچھوچھا مقدسہ کے عرس مبارک میں حاضری کا ذکر ہے، آپ کے ہمراہ حضرت مولانا امجد علی صاحب اور مفتی اعظم اور حضرت صدر الافاضل مراد آبادی بھی ہوا کرتے تھے، حضور پرنور کے عرس چہلم شریف میں اپنی جماعت کے ساتھ حاضر ہوئے۔

حضرت مولانا حسن الزماں حیدرآبادی :

اسلامی ہند میں سلطنت آصفیہ نظام شاہی کی مرکزیت و مرجعت محتاج ذکر و بیان نہیں، دار السلطنت حیدرآباد کا چپہ چپہ مشائخ کبار اور علماء یگانہ کے وجود سے ضو بار تھا، قدوۃ المحدثین رئیس المتصوفین حضرت مولانا خواجہ حسن الزماں چشتی نظامی فخری سلیمانی حافظی کی ذات مبارک شمع انجمن عرفان تھی وہ علوم اسلامیہ کے مہر منیر اور بدر کامل تھے تو عشق و معرفت کے ماہتاب تھے، انہوں نے علم حدیث کی خدمت ایک انداز سے کی تمام مسائل محققہ اہل سنت والجماعت کا اثبات روایات اہل بیت سے کیا اس مجموعہ کا نام ''**الفقه الاكبر فى علوم آل بيت الاطهر**'' تجویز فرمایا۔ یہ آپ کا بے نظیر کارنامہ ہے پہلی جلد کی اشاعت کا اہتمام نواب میر محبوب علی خاں نظام نے کیا۔

حضرت حیدرآبادی علم حقائق کے بیان میں اپنے عہد کے شیخ اکبر تھے آپ نے حضرت مولانا فخر الدین فخر پاک کی مبارک کتاب فخر الحسن کی مبسوط محقق و مدلل شرح ''**القول المستحسن**'' کے نام سے تحریر فرمائی جس میں علوم کا سمندر مواج ہے۔

حضرت حیدرآبادی سے حضور پرنور کی ملاقات ان کے پیر و مرشد حضرت مولانا حافظ سید محمد علی خیرآبادی کے آستانہ پر ہوئی روابط خاص نے دونوں کے قلوب صافی میں جگہ بنائی، ریاست حیدرآباد میں ورود کے موقع پر حضور پرنور کو حضرت حیدرآبادی کمال اعزاز و احترام سے اپنی خانقاہ میں لے جاتے، حضرت شاہ غفور اشرف حسینی اشرفی نے تحائف اشرفیہ کے ضمیمہ میں حضرت حیدرآبادی کا ذکر کر کے تحریر فرمایا ہے، کہ آپ نے اہل بسکھاری کی پنچائتی تصنیف

ظرائف کے مندرجات لغو و باطل قرار دیکر حضور پرنور کے متعلق بلند کلمات تحریر فرمائے، حضرت حیدر آبادی کا وصال ۱۳۱۸ھ میں ہوا نزھتہ الخواطر کی آٹھویں جلد میں آپ کے موجود ہیں۔

مولانا ہادی حسن نصیرآبادی :

خطۂ اودھ کے مشہور اور تاریخی قصبہ نصیرآباد ضلع رائے بریلی کے نامور بزرگ تھے، شمس العلماء حضرت مولانا شاہ نعیم فرنگی محلی اور حضرت گنج مرادآبادی کے مخصوص فیض یافتگان میں تھے، آپ کے آبا و اجداد سلسلۂ نقشبندیہ کے اکابر تھے، موصوف حضور پرنور مخدوم الاولیاء کے کمالات علمی و روحانی کے مداح و معترف تھے، ظرائف کے مندرجات کو لغو قرار دینے والوں میں تھے۔ ۱۳۰۶ھ میں وفات پائی۔

حضرت مولانا محمد سعید حسرت عظیم آبادی :

حضرت مولانا خاندانی رئیس تھے۔ حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی کانپوری کے ممتاز شاگرد تھے، ہندوستان کے اکابر علماء میں ان کی مسند بلند تھی حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی کے کمالات ظاہری و باطنی کے معترف و مداح تھے ان کی ولادت ۱۲۳۱ھ وفات کا سن ۱۳۰۴ھ ہے۔

مولانا رشید الحق عمادی عظیم آبادی :

حضرت مخدوم شاہ مجیب اللہ پھلواروی کے خلف اکبر حضرت شاہ احمد عبدالحق کے اخلاف میں نامور بزرگ تھے اور ان کی خانقاہ کے سجادہ بھی، مخدوم شاہ مجیب اللہ پھلواری کو حضرت غوث العالم محبوب یزدانی سے اویسی فیض حاصل ہوا تھا، اس لئے بھی مولانا رشید الحق صاحب حضور پرنور مخدوم الاولیاء کا غایت درجہ احترام ملحوظ رکھتے تھے، پٹنہ تشریف آوری کے موقع پر خانقاہ عمادیہ میں بلا کر لے جاتے جب ظرائف چھپی تو آپ نے اس کے بیانات کو لغو قرار دیا۔ ۲۲ جمادی الاولی ۱۳۳۹ھ میں موصوف کا وصال ہوگیا۔

مولانا ابوالحسن بہرائچی :

حضرت مولانا شاہ بشارت نقشبندی کے فرزند اور حضرت مولانا شاہ نعیم اللہ نقشبندی کے نواسے تھے، ان کا شمار حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے سلسلہ کے اکابر مشائخ میں تھا حضرت سالار مسعود غازی قدس سرہ کے عرس کے موقع پر حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی سے ملاقات ہوئی۔ مولانا کچھوچھہ مقدسہ کے دربار میں بھی حاضر ہوتے، مخصوص تعلقات قائم تھے۔

حضرت مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی :

علم و فضل کے حلقوں میں حضرت الہ آبادی کا بلند ترین مقام تھا ان کی ذات پاک خدائے لم یزل کی خاص نشانی تھی آپ مجموعہ حسن و خوبی و کمالات تھے ان کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکی ان کو شیر فرماتے تھے، ان کی ذات مبارک سے خیرات و حسنات کا بہت اجراء ہوا، مشہور چشتی صابری بزرگ حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی کے اخلاف میں تھے، اس خانقاہ کا ہر فرد حضور پرنور مخدوم الاولیاء کا عقیدت مند تھا، مولانا شاہ ولایت حسین حضرت الہ آبادی کے خلف باکمال تھے ان کے فرزند مولانا محمد میاں فاروقی فاضل جامعۂ ازہر مصر نے حضرت الہ آبادی کے احوال میں حضور پرنور کا ذکر خیر کیا ہے اس سے قلبی تعلقات و ارتباط کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔

معاصر علماء و مشائخ کے ذیل میں بڑے بڑے، نامی بزرگوں کی بڑی تعداد ہے، جن میں مولانا شاہ عبد الوہاب فرنگی محلی، مولانا شاہ عبدالباری فرنگی محلی، حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین رامپوری، مولانا شاہ سلامت اللہ رامپوری، مولانا شاہ ابوالخیر دھلوی، شاہ سراج الحق دہلوی، علیہم الرحمہ کے نام نامی بہت اہمیت رکھتے تھے، ان حضرات سے جو تعلقات خاص اور باہمی روابط تھے ان سب کے بیان کے لئے ایک الگ کتاب کی ضرورت ہوگی۔

استاذ زمن مولانا شاہ احمد حسن فاضل کانپوری :

لیکن اس فرید عصر مرجع علماء مرکز فضلاء کا ذکر خیر ضرور کریں گے، جو اگرچہ خود امام عصر، قطب زمانہ تھے، اور شیخ العرب والعجم حضرت حاجی شاہ امداد اللہ مہاجر مکی کے والہ و شیدا عاشق مرید و خلیفہ اعظم تھے، مگر ساتھ ہی حضور پرنور مخدوم الاولیاء کے بھی والہ و شیدا تھے، اور آپ کے اخلاف گرامی کو بھی ویسا ہی تعلق خاطر تھا۔

باب۴

محاسن و مکارم

خصوصیات وصفات :

حضرت سید غلام بھیک نیرنگ فقیر اللہ شاہ اشرفی جدید طبقے کے مقتداء فرد تھے، قانون وسیاست کی دنیا میں ان کا بلند مقام تھا مغربی دانش گاہ کے اس نامور عالی مرتبت نے حضور پرنور مخدوم الاولیاء کی بارگاہ میں اپنی پاک باطنی کی وجہ سے خاص جگہ بنالی تھی، اور قدیم ترین اصحاب خاص میں ان کا ممتاز مقام تھا برسوں کی حاضری حضوری کے درمیان انہوں نے حضور کے خصائل کبریٰ اور فضائل اسنیٰ دیکھے ان کو قلم بند فرمایا کہ:

''خوارق عادات جو اخلاقی صفات میں مضمر ہیں۔ کرامتوں کی طرح مشہور ہیں۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ آپ کے انسانی کمالات نے آپ کو پیکر تسخیر بنادیا ہے اگر چہ آپ کے صفات وبرکات غیر محدود ونا معدود ہیں بعض امور کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔''

''آپ سے کبھی کوئی لغزش شرعی نہیں ہوئی، آپ نے کسی کے دل کو آزار نہیں پہونچایا۔ آپ نے کبھی کسی سائل کے سوال کو رد نہیں فرمایا۔ آپ نے کبھی کوئی ایسا لفظ نہیں فرمایا جو کانوں کو مکروہ معلوم ہو، آپ نے اپنے دستر خوان کو ہمیشہ وسیع رکھا، آپ نے مذہب ومشرب میں تقلیدی حیثیت کو محبوب رکھا۔ ارباب حاجت کی حاجات کو رفع کرنا آپ کا جبلی شعار ہے۔ اعراس مشائخ چشتیہ کی شرکت کو ہمیشہ مشاغل خاندانی کی طرح عزیز ومحبوب رکھا، آپ نے راہ سلوک وتقلید مشائخ میں تشمیم خلائق کی

کبھی پرواہ نہیں کی، بھائی بندوں کی محبت مہمانوں کی عزت آپ کے خصائص سے ہے ان صفات کو دیکھ کر خاندان اشرفیہ کے سب چھوٹے بڑے آپ کی مدح وثناء میں رطب اللسان ہیں''۔(۱)

دشمن نوازی :

اخلاص وفنائیت اور بے نفسی اور طریقہ سلوک مصطفوی کے ظاہری وباطنی اتباع کا حضور پرنور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کی ذات مبارک میں مکمل ظہور ہوا۔ ایک طرف جس میں اولیائے کبار بھی تھے، علمائے روزگار بھی تھے عمائدواشراف اور مقربین اور صالحین کی کثیر تعداد حضور کی قدر مراتب اور علو وکمالات کی مداح ومعترف تھی تو دوسری طرف چند ایسے اشخاص بھی تھے جس کا کام آپ کی عالی قدر ذات مبارک کا تمسخر اور استہزا کرنا اور بہتان تراشی تھا، ایسے لوگوں کی کاروائیوں کی مدت تقریباً نصف صدی سے بھی زیادہ عرصہ کو محیط ہے بہت سے واقعات ہیں نہ ان سب کا بیان کرنا مدنظر ہے اور نہ سب کا احاطہ ہی مقصود ہے حضرت امام اہل سنت مخدوم المشائخ سرکار کلاں دامت برکاتہم نے جامع اشرف کے اساتذہ سے گفتگو کے دوران فرمایا کہ:

''علاقہ کے چند بچوں کو شرارت سوجھی اور اعلیٰ حضرت محبوب ربانی کی شان عالی میں گستاخی و بے ادبی کی پلاننگ بنائی، ان میں سے ایک لڑکے کو جبہ اور لمبا کرتہ اور تسبیح اور ہاتھ میں عصاء دیکر آگے کیا اور کچھ بچے ان کے پیچھے لگ گئے اور اعلیٰ حضرت کی نقلیں اتارتے ہوئے علاقے سے گذر رہے تھے، کہ واعظ لاثانی چشم وچراغ سمنانی حضرت مولانا قدس سرہٗ کی نگاہ پر جلال پڑی، بے تاب ہو گئے فرمایا تو میرے ابا کی نقلیں اتارتا ہے، یادرکھنا ایسی مہلک بیماری میں مبتلا ہوگا کہ موت مانگے بھی موت نہیں آئے گی، اس آواز کو سن کر اعلیٰ حضرت محبوب ربانی قدس سرہٗ نکل پڑے اور حضرت مولانا کے منہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کیا کہہ رہے ہو، مگر تیر کمان سے نکل چکا تھا، تھوڑے عرصے کے بعد ہی وہ جہانگیری عتاب میں مبتلا ہوا کہ موت کی تمنا کرتا مگر موت نہیں آتی تھی۔ روح اٹکی ہوئی تھی، مرتا کیا نہ کرتا اس کے گھر والے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ حضور دعاء فرمائیں آپ نے دعاء فرمائی مگر اس گستاخ کی حالت جوں کی توں رہی بار دگر آئے اور دعاء کی گذارش کی، حضور نے فرمایا میں کیا کروں دعاء کر رہا ہوں مگر دعاء باب اجابت تک نہیں پہونچ رہی ہے، عافیت جان کی ایک صورت ہے مولانا صاحب کی بارگاہ میں جاؤ اور معافی مانگو ممکن ہے کہ معاف کردیں اور روح آسانی سے تن سے نکل جائے مریض گستاخ کو اس کے اقرباء اور رشتے دار لے کر حضرت مولانا صاحب کی بارگاہ پر آئے اور بمنت معافی مانگی اور اس کے بعد روح نے تن سے جدائی اختیار کی''۔

(۱) دیباچہ دیوان حقائق ترجمان تحائف اشرفی از حضرت میر سید غلام بھیک نیرنگ فقیر اللہ شاہ۔

پیر طریقت ڈاکٹر سید شاہ مظاہر اشرف اشرفی جیلانی از اخلاف شاہ مبارک خلف حاجی چراغ جہاں رقمطراز ہیں :

ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت محبوب ربانی پالکی میں خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں تشریف لے جارہے تھے، آپ کی پالکی ''سلامی دروازہ'' سے ہوکر ''ملنگ دروازہ'' تک پہونچی اور وہاں سے ایک صاحب جو آپ کے عزیز بھی تھے اور سخت مخالف بھی تھے انہوں نے بلند آواز سے کہا کہ...... یہ کس کی میت جارہی ہے، اعلیٰ حضرت نے فوراً جواب دیا :

''ابھی معلوم ہوجائے گا کہ کس کی میت جاتی ہے''۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خانقاہ جو ملنگ دروازے سے صرف سو گز کے فاصلے پر ہے تشریف فرما ہوں گے کہ ان صاحب کے گھر سے اطلاع آئی، اہلیہ کی طبیعت خطرناک ہے، چنانچہ یہ صاحب فوراً گھر گئے تو دیکھا کہ اہلیہ کی حالت تشویشناک ہے، لہذا انہوں نے فوراً آدمی دوڑایا اور اعلیٰ حضرت کو کہلوایا کہ اہلیہ کی حالت تشویشناک ہے لہذا جلد دم کرکے پانی دیں، اعلیٰ حضرت نے جوں ہی سنا پانی منگایا اور دم کرکے دے دیا بلکہ خود بھی پریشان ہوگئے۔ پانی جیسے ہی مریضہ نے پیا طبیعت ٹھیک ہوگئی۔ آپ اس وقت تک پریشان رہے جب تک مریضہ کی خیریت نہ معلوم ہوگئی، پھر فرمایا میں کیا کروں جو زبان سے نکلتا ہے وہ ہوجاتا ہے اس میں میرا کیا قصور ہے میں بھی انسان ہوں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے مخالف بھی آپ کی ولایت کے دل سے قائل تھے اور آپ کی زبان سے نکلی ہوئی بات کبھی خالی نہیں گئی۔'' (۱)

حضور پرنور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ حلیم المزاج اور خوش طبع تھے مگر کبھی کبھی فقری جلال کا بھی مشاہدہ ہوجاتا تھا، ایک مرتبہ حضور پرنور کے چند مخالفین نے کلکتہ میں آپ کے خلاف اشتہار تقسیم کرایا جو سراسر جھوٹ لغویات پر مشتمل ہے اتفاق سے دورہ فرماتے ہوئے کلکتہ پہونچے تو وہ اشتہار دکھایا گیا اعلیٰ حضرت نے مشتہر کو بلوایا اور پوچھا کہ جو اس نے شائع کیا ہے کیا وہ صحیح ہے اس نے جواب دیا ہاں ہاں آپ نے پوچھا کہ:

تو فقیر کو جانتا ہے۔

اس نے جواب دیا ہاں! پوچھا کہ :

تو نے یہ سب کچھ کرکے ٹھیک کیا ہے؟،

اس نے جواب دیا ہاں! اور گفتگو میں بھی ادب کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ بس پھر کیا تھا جلال آ گیا فرمایا:

(۱) محبوب ربانی از ڈاکٹر سید مظاہر اشرف صاحب قبلہ۔

''سن! تو کوڑھی ہوگا، تیرے جسم میں کیڑے پڑینگے تجھ کو کھانا کھلانے والا کوئی نہ ہوگا، تو موت مانگے گا تجھے موت نہ ملے گی تو فقیر کے دروازے پر ڈال دیا جائیگا فقیر کے یہاں سے تیرا کفن دیا جائیگا، جا دفع ہوجا۔''

لوگوں کا کہنا ہے کہ پانچ سال بعد ایسا ہی ہوا کہ پہلے برص میں مبتلا ہوا پھر کوڑھی ہوگیا اور زخموں میں کیڑے پڑ گئے اور ہر دم موت کی تمنا کرتا لیکن موت نہ ملتی اس کے گھر والوں نے لاکر اعلیٰ حضرت کے دروازے پر ڈال دیا، دونوں وقت آپ کے گھر سے اس کو کھانا ملتا تھا اور مرنے کے بعد کفن بھی آپ کے گھر سے گیا۔

حضرت مولانا الحاج سید شاہ حامد اشرفی جیلانی نبیرۂ حضور پرنور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہ نے تحریر فرمایا۔

''میرے جد کریم حضور اشرفی میاں رحمت اللہ تعالیٰ علیہ اپنی ہمہ گیر شخصیت کے لحاظ سے خانوادۂ اشرفیہ میں ممتاز تھے، کبھی بھی کسی کو ان کی ذات سے کوئی تکلیف نہ پہونچی، بلکہ آپ کریمانہ اخلاق سے نوازتے رہتے تھے۔ اور حق جوار کی اس حدیث پاک

واللہ لا یومن واللہ لا یومن قال الذی لا یومن جارہٗ بواقہ۔

''خدا کی قسم مومن نہیں خدا کی قسم مومن نہیں!! عرض کیا گیا کون یا رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایا وہ شخص جس کا پڑوسی جس کے ظلم سے محفوظ نہ رہ سکے، اس کا اتنا لحاظ فرماتے تھے کہ پڑوسی کے جور وستم کو گوارہ کرکے خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کرتے تھے''۔

''دشمن کی بدخواہی اور مخالفین کی بربادی کو آپ کہاں سوچتے آپ کا تو یہ معاملہ تھا کہ ان کے ساتھ ایسا سلوک فرمایا اور دستگیری فرمائی۔ کہ آج ان کی اولادوں کی زبان پر ہے کہ اگر شاہ علی حسین صاحب نے ہمارے باپ دادا کی حمایت و دستگیری نہ کی ہوتی تو ہم دانا دانا اور روٹی کے محتاج ہوتے اگرچہ ہمارے خاندان والوں نے شاہ صاحب کی بدخواہی کی اور عیب جوئی اور نقطہ چینی کی اور تمسخر کو اپنا وطیرہ بنالیا تھا حقیقت تو یہ ہے کہ ہمارے باپ دادا نے بدخواہی کی، مگر ان کو ہم میں سے کسی کا پریشان ہونا بے چین کرتا تھا''۔

شفقت وعطوفت :

خلق ومروت اور جود وعطا کا عالم زبان زد خاص وعام تھا ایک مشہور روایت ہے جس کا ذکر بار بار ہوتا ہے کہ کچھوچھہ مقدسہ میں ایک صاحب تھے جن کی خوبی تھی کہ بدگوئی اور برائی کے جتنے بھی الفاظ اور جملے ان کو یاد تھے ان کی

زبان سے نکلتے تھے، عادات اورلباس وروش کی نقالی بھی کرتے تھے اور ساتھ ہی ساتھ روزانہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے حضور روزانہ ایک مقرر رقم ان کو عطا فرماتے تھے، ایک دن حضور مخدوم الاولیاء مرشد العالم نے مقررہ تعداد سے کم عطا فرمائے وہ صاحب اپنی اودھی میں بولے:

''اے میاں آج پیسہ کم کاہے دیو''۔میاں آج پیسے کم کیوں دئے حضور نے پھر مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

آج تم براکم کہیو تو ہموتم کا پیسا کم دیو'' آج تم نے براکم کہا اسلئے پیسے کم دئے حضرت مولانا سید شاہ حامد اشرف مدظلہ تحریر فرماتے ہیں۔

المسلم اخوالمسلم و لا یظلم هوولا یسلمه مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے ظلم کرنے دے اس حدیث پاک کے حضور اشرفی میاں رحمت اللہ علیہ عملی طور پر کھلی تفسیر تھے، **ومن كان فی حاجته اخته كان الله فی حاجته ۔**

جو اپنے بھائی کی حاجت براری میں لگا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پوری کر دیتا ہے،اس حدیث پاک کا نمونہ آپ کی زندگی میں بارہا دیکھا گیا ہے۔چنانچہ ہمارے مکان کے شمالی سمت میں جو ہمارے پڑوسی تھے۔ان کی اہم مشکل،بچیوں کی شادی کا معاملہ تھا حضرت اشرفی میاں نے ہر طرح کی ان کی ضرورت پوری فرمادی۔

''**ومن فرج عن مسلم كربته فرج الله عن كربته من كربات يوم القيامة ۔**

''جو شخص کسی مسلمان کی پریشانی دور کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن پریشانیوں کو دور فرما دے گا۔دیکھا گیا کہ حضور اشرفی میاں ہر فرد مسلم کے لئے چاہے وہ خاندانی ہو یا غیر خاندانی اس کی مصیبت اپنی مصیبت کو سمجھ کر کوشش فرماتے تھے کہ اس کی پریشانی خود مول لے لیں اور اسے پریشانی سے نجات مل جائے۔''

کچھوچھہ مقدسہ کا ایک قصائی مخالفین و معاندین اہل بسکھاری کی جماعت سے وابستگی رکھتا تھا۔مگر وہی قصائی حضور پرنور مخدوم الاولیاء قدس سرہ کے یہاں گوشت پہونچایا کرتا تھا۔خیالات بھی درست نہ تھے خموش وہابی تھا، اس نے راقم الحروف سے بیان کیا کہ حضرت شاہ علی حسین صاحب نے مجھے چار روپے مرحمت فرمائے اور فرمایا کہ او قصائی اسی پیسہ سے کھال کی تجارت کر، میں نے شاہ علی حسین صاحب کے فرمانے کے مطابق اسی روپے سے چمڑے کی تجارت شروع کی،اتنی ترقی ہوئی کہ آج کانپور میں چمڑا منڈی میں میری آڑھت ہے اس کی آڑھت مدرسہ احسن

المدارس قدیم نئی سڑک کے بالکل متصل ہے ان کا نام حاجی محمد شفیع تھا،انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ میں کلکتہ گیا ہوا تھا ایک دن معلوم ہوا کہ حضرت شاہ علی حسین صاحب تشریف فرما ہیں، میں ملاقات کے لئے گیا بہت سے لوگ حاضر تھے، مرید ہونے والے تھالوں میں لڈو لائے تھے مجھ کو دیکھا فوراً فرمایا

مور قصیوا آوَ ۔ مور قصیوا آوَ

میرا قصائی آیا، میرا قصائی آیا، شاہ علی حسین صاحب مجسم شفقت تھے بٹھایا خیریت دریافت کی اور فرمایا رومال کھول،اور سینی لڈو میرے انگوچھے میں ڈلوا دئے اور مسکرا مسکرا کر فرمایا خوب کھانا۔پیٹ پھاڑ لینا سبحان اللہ کیا شفقت تھی کہ زمانہ فدا تھا۔

مہمان نوازی :

حضرات خواجگان چشت اہل بہشت کے معمولات میں دو باتوں کی ہمیشہ بہت اہمیت رہی ہے ایک تو سر چھپانے کے لئے خانقاہ کا قیام اور دوسرے مسافروں اور متوکلوں اور طالبان مولی کے لئے ضیافت و لنگر کا انصرام، حضرت محبوب ربانی مخدوم الاولیاء کی بارگاہ میں ان دونوں امور کا خاص اہتمام ہوتا تھا، مہمانوں کے لئے مختلف انواع و اقسام کے کھانے تیار ہوتے تھے، اور حضور اپنے ساتھ اور اپنے سامنے مہمانوں کو کھانا کھلاتے ،حضرت حامد میاں صاحب قبلہ نے تحریر فرمایا کہ۔

''آپ نے ہمیشہ اپنے دسترخوان کو وسیع رکھا، میں اپنی کم عمری کے باوجود دسترخوان کو دیکھتا تھا، عالم یہ ہوتا تھا کہ چھوٹا بڑا کیسے ویسے سبھی موجود رہتے تھے۔''

حضرت اقدس اشرفی میاں علیہ الرحمہ اپنی عمر کے آخری حصہ میں جبکہ آپ نے ضعف پیری کی بنا پر تمام سفر ملتوی کر دیا تھا اور کچھوچھہ شریف کے مکان مسکونہ سے منتقل ہو کر ''روح آباد'' خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں میں تشریف فرما ہوئے اور حضرت کے ساتھ ہی پورا گھرانہ درگاہ شریف میں زنانہ میں مقیم ہو گیا۔یعنی ہم سب کے سب درگاہ شریف میں رہنے لگے۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ حضرت اقدس اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی ملاقات کے لئے مریدین و معتقدین و متعلقین و متوسلین فوج در فوج آتے تھے،اور شرف ملاقات سے فیضیاب ہوتے تھے اور سلسلہ ارادت میں داخل ہوتے تھے اور صبح و شام خوان اشرفی پر آنے والوں کی حسب مقدار تواضع کی جاتی تھی ،چنانچہ اس سلسلہ میں زمینی جائداد کا ایک بڑا حصہ موضع رام پور کا فروخت کر دیا گیا اور قرضوں کی ادائیگی کر دی گئی۔

مولانا عبدالرب صاحب اشرفی مرادآبادی علیہ الرحمہ صدر کل ہند خاکساران حق نے بیان فرمایا۔

''میں کچھوچھہ مقدسہ حاضر ہوا۔ کھانے کا وقت آیا دستر خوان بچھا، سب بیٹھے مگر حضرت نہ بیٹھے، میں جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں پڑھتا تھا، طالب علمانہ عادت اعتراض کی دل میں آیا حضرت خود نہ بیٹھے، خود بڑھیاں کھانا الگ بیٹھ کر کھائیں گے، بس خیال آنا تھا کہ آواز سنی عبدالرب تم اٹھ جاؤ۔ تم کہاں سب کے ساتھ بیٹھو گے، تم ہمارے ساتھ کھانا، اور مسکراتے رہے۔ جب حضرت کے ساتھ بیٹھ کر کھانے کی باری آئی اور دستر خوان لگا تو کھچڑی کھانا پڑی، دل میں خیال آیا، بہتر تھا، کہ سب کے ساتھ بیٹھ کر عمدہ کھانا کھاتا۔ اس خیال پر حضرت نے کچھ بھی نہ فرمایا۔ مگر دوسرے وقت کے کھانے کے وقت کچھ بھی نہ فرمایا، عام مہمانوں کو عمدہ اور لذیذ کھانا کھلواتے تھے، اور کھلا کر خوش ہوتے تھے مجھے حضرت نے کچھ روپے بھی مرحمت فرمائے تھے۔''

چھوٹوں پر شفقت:

حضرت حاجی سید غلام بھی نیرنگ وکیل ایل۔ ایل۔ بی مبلغ اسلام علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔

''بھائی بندوں کی محبت .... آپ کے خصائص سے ہے، ان صفات کو دیکھ کر خاندان اشرفیہ کے سب چھوٹے بڑے آپ کی مدح میں رطب اللسان ہیں۔''

حضور پرنور کی خصلت کریمی میں شان کریمی بہت نمایاں تھی، اور اس وصف خاص سے سب بہریاب تھے، دراں حالانکہ حضور کے اوقات بہت قیمتی تھے، معمولات، قیمتی مشاغل، اور اعلیٰ باطنی کیفیات گھرے ہوئے تھے مگر پھر بھی بچوں کی رعایت اور ان کے ساتھ ان کی سی باتیں کرنا بھی آپ کے خصائل میں تھا، یہی وجہ تھی کہ بچے جہاں آپ کو دیکھ لیتے آپ کے گرداگرد حاضر ہو کر مسرور ہوتے، حضور پرنور بھی ان میں رک جاتے اور ان کو کچھ دے دلا کر رخصت فرما دیتے جناب نیاز فتحوری (بھاگل پور) نے عرس مخدومی حضرت کچھوچھہ مقدسہ کے مبارک حاضری کے ایام میں فقیر راقم الحروف سے بیان کیا، کہ ہمارے یہاں حضور پرنور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی تشریف آوری ہوتی تو بچے حضور کو گھیر لیتے کچھ دیر بٹھا کر رخصت کر دیتے پھر کسی بچے سے فرماتے سب بچوں کو بلا لاؤ۔ بچے آجاتے تو حکم فرماتے سب ٹھیک سے بیٹھ جاؤ، اور سامنے شیرنی رکھ لیتے اور ایک چھڑی بھی رکھ لیتے اور فرماتے باری باری سے ہمارے سامنے آؤ اور اپنا حصہ لیتے جاؤ اور دیکھو اگر کسی نے شرارت کی اور دوبارہ حصہ لیا تو اس چھڑی سے مارونگا، اور خوش ہوتے مسکراتے، ان کو دیکھ کر آپ بھی خوش ہوتے مسکراتے، حضور کی بے پایاں شفقت تھی کہ بچے حصے لیکر بھی کھڑے رہتے آپ چھڑی لیکر فرماتے حصے لے چکے پھر بھی کھڑے ہو، چلو بھاگو۔ بچے خوش ہو کر بھاگ جاتے۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد یکے بعد دیگر پھر جمع ہو جاتے ان سے ایسی باتیں فرماتے کہ وہ خوش خوش ہو جاتے حضور کی عادت کریمہ نے

بچوں کو بھی آپ کا گرویدہ بنا رکھا تھا۔

محمد ایوب قادری آنولوی پروفیسر اردو کالج کراچی کے والد اور پورا خاندان اہل سنت و جماعت ہیں۔ مگر وہ دیوبندیت و وہابیت کی طرف مائل ہو گئے تھے، انہوں نے اپنے ایک مقالے میں اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء کا مدح کے ساتھ تذکرہ کیا اور لکھا ہے، کہ میں نے اپنے بچپن میں بدایوں میں آپ کا دیدار حاصل کیا آپ نے مجھے شیرینی بھی عطا کی تھی۔

صدر المشائخ حضرت مولانا الحاج شاہ ابوالفتح مجتبیٰ اشرف صاحب قبلہ حضور پرنور کی شفقت وعطوفت کا اکثر و بیشتر تذکرہ فرماتے ہیں آپ نے بیان فرمایا۔

ایسی شان و عظمت والا کوئی اور بزرگ میں نے نہیں دیکھا، حضور مجھے بیحد مانتے تھے اور بہت پیار کرتے تھے، جب کبھی سفر سے تشریف لاتے بہت ساری مٹھائیاں اور تحفے ساتھ لاتے تھے، جب بھی تشریف آوری ہوئی محلہ اور علاقے کے بچے بھیڑ لگا دیتے اور آناً فاناً سب مٹھائیاں بچوں میں تقسیم فرما دیتے، مٹھائیاں تقسیم کرنے سے پہلے آپ بچوں سے فرماتے پہلے اپنے ''سردار'' کو بلاؤ وہ مٹھائیاں تقسیم کریگا اور میں گھر میں بند ہو جاتا اور ناز کرتا کہ نہیں جاؤں گا۔ دادا مجھے چھوڑ کر کیوں چلے گئے، لیکن مجھے بچے پکڑ کر کے لے جاتے اور مٹھائیاں تقسیم کر دیتا اور حضرت دادا جان فرماتے پوتا مجھے معاف کر دو یہ سلسلہ ہمیشہ رہتا تھا۔

حضرت صدر المشائخ مدظلہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور دادا جان اعلیٰ حضرت محبوب ربانی علیہ الرحمہ کے پاس میں اکثر حاضر رہا کرتا تھا، دادا جان فرماتے پوتا ذرا پاؤں دباؤ۔ لیکن میں ناز کرتا اور کہتا کہ میں نہیں دباؤں گا یہ کہہ کر پاؤں دبانے لگتا تو فرماتے ٹھمکی لگائے جاؤ اور یہ پڑھتے جاؤ۔

ٹھمکی لگے گھما گھم درد نکلے جھما جھم
نام اللہ کا دم پر دم

چنانچہ میں جھوم جھوم کر پڑھتا اور پاؤں دباتا۔

حضرت مولانا ضیاء القادری بدایونی نے اپنے مقالہ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

''عزیزی شکیل بدایونی کے والد مولانا جمیل احمد سوختہ بدایونی اس وقت نوعمر تھے، ان کو خوش الحانی کی نعمت ملی تھی، مثنوی شریف خوب پڑھتے تھے اور لہجہ کا رنگ و آہنگ بہت حد تک حضور اشرفی میاں قبلہ کا سا تھا حضرت اشرفی میاں جس وقت جلسہ گاہ میں تشریف لائے وہ مثنوی شریف پڑھ رہے

تھے ان کا لہجہ اور آہنگ سن کر متوجہ ہو گئے جب وہ پڑھ چکے، میں مولانا جمیل احمد کو حضرت کے پاس لے گیا اور دعا فرمانے کی درخواست کی حضرت نے اپنا دست شفقت ان کے سر پر رکھا اور خوب خوب دعائیں دیں۔ مولانا جمیل احمد سوختہ بمبئی میں امام وخطیب تھے۔''

غرباءنوازی اور دلداری :

اعلیٰ حضرت محبوب ربانی کی بارگاہ عالی میں امیر وغریب، رئیس وفقیر کے درمیان کوئی امتیاز نہیں ہوتا تھا، آپ کسی غریب پر کسی امیر کو ترجیح نہیں دیتے تھے، اعلیٰ حضرت قبلہ مدن پور ضلع دیوریا میں رونق افروز تھے، اور مدن پور سے متصل ایک موضع سموگر ہے اس موضع کے ایک غریب حاجی محمد شریف نے دعوت طعام دی، اور حضور نے منظوری کا شرف عطا فرمایا، اس کے بعد مدن پور کے ایک صاحب ثروت نے دعوت پیش کی تو جواب میں فرمایا:

فقیر نے حاجی محمد شریف کی دعوت قبول کر لی ہے۔ اور اب وقت میں گنجائش نہیں ہے کہ آپ کی دعوت منظور کی جائے، اس صاحب ثروت نے باہر حاضرین سے کہا، کہ حضرت نے ایک جولا ہے کہ دعوت قبول کر لی ہے اور میری دعوت قبول نہیں فرمائی۔ یہ بات اور آواز اعلیٰ حضرت قبلہ کے گوش گزار ہوئی آپ نے فقیرانہ جلال میں فرمایا کہ:

''فلاں شخص ایسی ایسی باتیں کرتا ہے اس سے کہہ دو کہ اپنی زبان بند کر لے ورنہ مدن پور میں آگ لگ جائے گی۔''

وہ شیریں کلامی جو دل موہ لے :

حضرت اشرف العلماء مولانا سید شاہ حامد اشرف مدظلہ ہی تحریر فرماتے ہیں کہ:

محبوب ربانی اعلیٰ حضرت شبیہہ غوث الثقلین حضور اشرفی میاں قدس سرہ کسی عقیدت مند کے یہاں قیام فرما تھے مکان دومنزلہ کچا تھا۔ نچلی منزل پر ہی حضور کا قیام تھا اور اوپری منزل پر افراد خاندان رہتے تھے مکان کچا ہونے کی وجہ سے اوپری منزل پر چلنے والوں کے قدم کی دھمک سے اعلیٰ حضرت محبوب ربانی کے بستر مبارک پر کچھ مٹی گری، حضور کا مزاج شاہانہ اور بہت نفاست پسند واقع ہوا تھا، مٹی کا گرنا طبع مبارک پر گراں ہو سکتا تھا، مگر کریمانہ مزاج اس سے بھی بڑھ کر تھا بڑے پیار بھرے لہجہ میں اودھی میں فرمایا۔

''اُواوپر کے چِکویاؔ ذرادھیرے چلو بھیاؔ

شان کریمی :

اعلیٰ حضرت مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ کے سامنے کسی کی جرأت نہ تھی کہ بے باکانہ اور بے ادبانہ طور پر گفتگو کرتا حق نے وہ ہیبت عطا فرمائی تھی، آپ کی ولایت دوست دشمن سبھی کے لئے مسلمہ تھی، لیکن نظام فطرت ہے کہ اگر کہیں گلاب کا پھول کھلا ہے تو اسی ڈالی میں کانٹے بھی لگ جاتے ہیں، اگر ابراھیم خلیل اللہ (صلوۃ اللہ وسلام علیہ) تشریف فرما ہیں تو نمرود بھی موجود ہے، موسیٰ کلیم اللہ (صلوٰۃ اللہ وسلام علیہ) کا زمانہ ہے تو فرعون کی فرمانروائی بھی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شان محبوبی کے ساتھ جلوہ گر ہوئے تو ابوجہل نابکار بھی اپنی فسطائیت کے ساتھ ظاہر ہوا، شاید اللہ تعالیٰ کی منشا اس مظاہرہ سے صرف یہ ہے کہ لوگ صرف اچھوں کو دیکھیں گے تو ان کی اچھائی کی وہ قدر نہیں ہو سکتی، جو کسی برے کے مقابل ہونے سے ہو سکتی ہے۔ اسی طرح ہر زمانہ اور ہر دور میں مشاہدہ ہوتا رہا ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ایک منظر اعلیٰ حضرت مرشد العالم محبوب ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دور میں بھی نظر آتا ہے، یعنی ایک طرف تو ساری دنیا آپ کی مدح وثنا میں رطب اللسان تھی، تو دوسری طرف چند لوگ حاسد اور دشمن بھی موجود تھے، مشاہدین کا قول ہے کہ اعلیٰ حضرت محبوب ربانی علیہ الرحمہ جب کچھو چھہ مقدسہ تشریف فرما ہوتے اور اپنے معاملات میں مشغول ہوتے ایک شخص آپ کی بارہ دری کی پشت پر آتا اور خوب دل کھول کر آپ کو برا بھلا کہتا رہتا۔ لیکن آپ نے کبھی بھی اس کی حرکت پر ناراضگی یا برہمی کا اظہار نہ فرمایا، بلکہ اکثر اس شخص کو کھانا کھلاتے۔ اکثر ایسا بھی دیکھا گیا، کہ جب لوگ آپ کو بہت تنگ کرتے یا مخالف گروپ کے لوگ برا کہنے میں حد سے تجاوز کرتے تو آپ مسکرا کر یہ پڑھا کرتے۔

لوگ مجھے برا کہیں، ان کا خدا بھلا کرے طعنہ زنی عوام کی، مجھ کو ہو نا گوار کیوں (۱)

استغناء اور کمال بے نیازی :

حضور پرنور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ کے حفید ارشد اور جانشین برحق برکتہ العصر مخدوم المشائخ مولانا الحاج سید شاہ مختار اشرف صاحب قبلہ متعنا اللہ بطول حیاتھم النورانیہ رقم طراز ہیں:

''اعلیٰ حضرت کے مزاج مبارک میں نہایت استغنا اور کمال بے نیازی تھی کبھی امراء ورؤسا اور والیان ملک سے ملنے کا خیال خاطر مبارک میں آیا نہ کسی کے سامنے کوئی استدعا پیش کی۔''(۲)

۱۸۸۵ء کے اواخر میں ریاست حیدر آباد دکن کے امیر کبیر نواب شمس الامراء خورشید جاہ مزارات متبرکہ کی

(۱) محبوب ربانی مؤلفہ ڈاکٹر سید شاہ مظاہر اشرف مدظلہ کراچی ص ۴۴-۴۳ (۲) وظائف اشرفی شریف

زیارتوں کے عازم سفر ہوئے۔ مشائخ چشت اہل بہشت کے درباروں میں حاضری دی، وہ سلسلۂ چشتیہ نظامیہ فخریہ سلیمانیہ میں حضرت مولانا حافظ سید محمد علی شاہ خیرآبادی قدس سرہ کے مرید وخلیفہ تارک الدنیا رئیس وامیر حضرت مرزا سردار بیگ صاحب علیہ الرحمہ کے مرید صادق تھے، نواب شمس الامراء خیرآباد شریف سے حضرت کچھوچھہ مقدسہ بھی حاضر ہوئے۔ ایک طالب صادق دین دار، اور دین پرور، اور مہمان وزائر کی حیثیت سے حضور پرنور نے ان کا حسن اخلاق سے اعزاز فرمایا، تبرکات عطا فرمائے، اور لطائف اشرفی شریف کا ایک نسخہ بھی عطا فرمایا اور رخصت فرمایا۔ بس اسی قدر تھا اس میں کسی غرض کا جو اگر چہ جائز بھی ہوا ظہار نہ فرمایا،

مولانا سید نصرت علی مالک مطبع نصرۃ المطابع وایڈیٹر نصرۃ الاخبار دھلی نے اپنے نمائندہ سے حاصل شدہ نواب شمس الامراء کی حاضری اور حضور پرنور کی کریمانہ جود وعطا کی رپورٹ شائع کی۔

نواب شمس الامراء کی کچھوچھہ شریف میں حاضری اور حضرت سجادہ نشین کی عنایات :

کچھوچھہ شریف، ہمارے ایک معتبر نامہ نگار کی تحریر سے معلوم ہوا کہ نواب ھلال رکاب امیر کبیر شمس الامراء بہادر دام اقبالہ واجلالہ رئیس اعظم ریاست سرکار حیدرآباد دکن بتقریب سیاحت مزارات متبرکہ خواجگان چشت اھل بہشت بمقام اجمیر شریف ودہلی سے معاودت فرما کر تاریخ شانزدہم شوال یوم چہارشنبہ ۱۳۰۲ھ کو وقت بارہ بجے دن کے حضرت مخدومہ محترمہ بیگم صاحبہ زادھا اللہ عصمتھا واسطے زیارت مزار فائض الانوار حضرت محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی نظامی قدس سرہ مقام آستانہ فیض کاشانہ درگاہ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد میں تشریف فرما ہوئے قبل از حصول شرف زیارت مزار مبارک اول جناب سید شاہ محمد محسن صاحب اشرفی برادر سجادہ نشین سے ملاقی ہوئے، بعد اس کے خانقاہ عالم پناہ میں تشریف لانے حضرت صاحب عالی منزلت جناب حاجی الحرمین الشریفین ابواحمد عرف سید محمد علی حسین سجادہ نشین سرکار کلاں آستانہ کچھوچھہ شریف سے بقاعدہ سلاطین وامراء مسند نشین بڑے لطف سے ملاقات کی۔

حضرت صاحب سجادہ بھی کمال تعظیم وتکریم کے ساتھ پیش آئے، اس وسعت اخلاق درویشانہ سے نواب صاحب نہایت محظوظ ہوئے۔ دستار تبرک آستانہ عالیہ کی اپنے داستان حق پرست سے خود حضرت سجادہ نشین نے نواب صاحب کے فرق مبارک پر باندھا، اور ایک جلد کتاب لطائف اشرفی ملفوظ حضرت مخدوم قدس سرہ مع تسبیح کہربا تبرک حرمین شریفین بطریق ھدیہ درویشانہ پیش کیا جناب نواب ممدوح الذکر صاحب نے نہایت ادب اور تعظیم کے ساتھ بسر وچشم قبول فرمایا۔ بپاس، رئیس عالی منزلت سجادہ نشین صاحب نے اپنے ہمراہ لے کر زیارت سے مشرف

کرایا۔ رئیس بلند حوصلہ نے بہت کچھ زر خطیر نظر آستانہ کیا اور تمام خدام اور مجاورین اور فقراء اور مساکین کو اس قدر للہ اور خیرات دیا کہ کوئی تنفس محروم نہ رہا۔ بعد معاودت پھر چند منٹ درمیان سجادہ نشین نواب صاحب بگفتگوئے شائستہ بازار ملاقات کا گرم رہا فقط: (۱)

حضرت سید شاہ غفور اشرف الجیلانی مونگیری علیہ الرحمہ نے اخبار مذکور کا اقتباس نقل فرما کر حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہ کے شان استغنا اور کمال بے نیازی کے بیان میں ان الفاظ کا اضافہ فرمایا۔

"۱۴ ستمبر ۱۸۸۵ء سے ۱۸۹۶ء موجودہ تک گیارہ برس کا زمانہ نواب صاحب کی تشریف آوری کا گزرا لیکن حضرت صاحب سجادہ نشین بڑی سرکار مدظلہ العالی نے بطور یاددہانی کبھی اپنے افتخار نامہ سے نواب صاحب کو مشرف نہیں فرمایا، اور جب سے حضرت نے عزلت نشینی اختیار کر لی۔ شب وروز آستانہ شریف رہتے ہیں۔" (۲)

مولانا حبیب الرحمن شیروانی رئیس حبیب گنج ضلع علی گڑھ بحیثیت عالم ورئیس بہت مشہور تھے، یہ ریاست حیدرآباد دکن میں امور مذہبی کے صدر الصدور تھے، شیروانی صاحب نے جب حج وزیارت کے سفر کا عزم کیا، تو کچھوچھہ شریف جا کر ملاقات کی اور دعاء کی درخواست کی یہ باتیں انکے مطبوعہ سفرنامے میں موجود ہے۔

حکام وقت سے بے نیازی :

حضور پرنور مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ حاجتمندوں کی حاجت روائی کے لئے امراء حکام سفارشی خطوط تخلقوا باخلاق الله کی تکمیل کے لئے تحریر فرمادیا کرتے تھے، اور دوسرے بااثر حضرات کو تحریر فرمایا کرتے تھے، حضور کے ہم مکتب منشی اودھ بہاری لال کلکٹری میں سرشتہ دار تھے ان کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"پھر تو میرے اور ان کے درمیان یہ رابطہ ہوا کہ جب کسی کو خط سعی لکھ کر ان کے پاس بھیجتا تو سعی کوشش کر کے ضرور کہیں نہ کہیں نوکر رکھا دیا کرتے تھے۔" (۳)

امراء وحکام کو حاجت مندوں کی حاجت روائی کی سعی کوشش کے خطوط تحریر فرمانا معمولات میں تھا، مگر یہ کبھی نہ ہوا کہ اپنی غرض کے لئے ان سے رابطہ قائم فرمایا ہو، نہ کبھی ان کے پاس تشریف لے گئے سجادہ نشینی خرقہ پوشی، تعمیر خانقاہ، جلوس موئے مبارک اور جلوس خرقہ غوثیہ، انعقاد مراسم عرس مخدومی سے متعلق اہل بسکھاری خانوادۂ سرکار خرد کے بعض ارکان نے بے توقیری، ایذا رسانی، سرقہ کے الزامات لگا کر کٹگھرہ کھڑا کیا مقدمات کے جال میں پھنسایا۔ مگر

(۱) نصرۃ الاخبار دھلی مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۸۸۵ ص ۴ (۲) تحائف اشرفیہ از شاہ غفور اشرف اشرفی مونگیری ص ۳۷

(۳) تحائف اشرفی حصہ دوئم ص ۷۵

حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ نے ایسے عالم میں سعی و سفارش کے لئے نہ حکام سے ملاقات فرمائی اور نہ کسی سے سفارش کرائی، حضرت سید شاہ غفور اشرف اشرفی الجیلانی مرید و خلیفہ مجاز اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء قدس سرھما نے چند حکام ان زمانہ کی تحریروں کی نقل محفوظ فرمائی تھی۔

(۱) منشی محبوب عالم صاحب متوطن نواب گنج ضلع بارہ بنکی ڈپٹی کلکٹر مجسٹریٹ درجہ اول نے لکھا کہ:

میں زائد از پندرہ سال سے واقف ہوں اور ہر طرح کے تجربہ سے واقفیت ہوئی ہے کہ حاجی سید شاہ ابو احمد علی حسین صاحب سجادہ نشین درگاہ کچھوچھہ، بہت اعلیٰ بارگاہ کے بزرگ ہیں، اخلاق، مسکینیت مزاجی، لاطمعی، نفع رسانی عام، زہد، تقویٰ پابندئ شرائع اسلام، صاف دلی، الغرض بہت سے صفات حمیدہ آپ کی ذات بابرکات میں دیکھی اور دیکھی جاتی ہیں اور ان صفات کے متعلق کبھی کوئی لغزش نہ دیکھی نہ سنی گئی۔ میری رائے میں شاہ صاحب موصوف مع برادر خود حاجی شاہ اشرف حسین صاحب کے بہت مقدس و لائق بزرگداشت کے ہیں تاریخ ۱۶/ اکتوبر ۱۸۸۴ء۔

(۲) ڈپٹی کلکٹر محبوب علی صاحب نے دستخط فرمائے۔

''اس عبارت سے اتفاق کیا''

سید شاہ محمد یٰسین پیرزادہ مانک پور وارد حال سدھو شاہ مبارک علی برادر شاہ حافظ عزیز اللہ سجادہ نشین آستانہ مخدوم خیر الدین سدھوری خلیفہ مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر قدس سرہ قاضی محمد ذاکر اللہ سب رجسٹرار طرب گنج۔

(۳) ڈپٹی شہدو پرشاد اکٹر سنٹ کمشنر فیض آباد نے اپنے اٹھارہ سالہ تجربات کی بنیاد پر لکھا کہ

''مجھ کو مدت قیام ضلع فیض آباد میں اٹھارہ سالہ ابتدائے بندوبست گذر گئے حاجی سید علی حسین صاحب سجادہ نشین درگاہ کچھوچھہ کو کسی مقدمہ میں پیروی کے لئے آتے نہیں دیکھا۔ ایک بار جناب حاجی علی حسین صاحب سے میں نے آستانہ مخدوم صاحب پر حاضر ہو کر شرف اندوزی حاصل کی تھی۔ جو باتیں ایسے درگاہ عالی جاہ کے پیشوا کار اور سجادہ نشین کو چاہیے۔ وہ سب معزالیہ میں موجود ہیں۔''

☆ .... مولوی سید افضل حسین وکیل فیض آباد — مرزا محمد وکیل خاں وکیل فیض آباد

☆ .... حافظ عبدالغنی وکیل منصفی اکبرپور — سید ولی الرحمن نائب تحصیل دار اکبرپور

☆ .... منشی عظیم اللہ تحصیلدار اکبرپور — منشی محمد عباس مختار فیض آباد

(۴) سید مہدی صدر اعلیٰ سب جج ضلع بہرائچ نے لکھا۔

''در زمانہ قیام تمیں سالہ منصفی ٹانڈہ و اکبرپور و نیز صدر فیض آباد بارہا اتفاق زیارت درگاہ مقدس کچھ

چھا افتاد، از جناب الحاج سید شاہ علی حسین صاحب سجادہ نشین ہم نوبت معانقہ رسید، و بالخصوص در عرس ۲۸-۲۷ محرم ہم شریک شدم، در مجالس حال و قال کہ اندرون مدرسہ درگاہ منعقد می شوند بکمال خصوص حضرات عقیدت طراز و رؤسا ممتاز شریک شوند،

فی الواقع شاہ صاحب موصوف را در زمرۂ و خانوادۂ مخدومی منتخب و مرتاض یافتم، و در اکثر مقدمات با جلاس بندہ رجوع آوردند و فیصل شدند، گاہے شاہ صاحب ممدوح حاضر نہ شدند ایشاں مرد عزلت نشیں و منکسر النفس و قانع مستند الحق ہم چوں آنکائی فقر و نزہد را ہم چناں خشکی باید۔

الحال بحصول ملاقات مولوی ابوالمحمود سید شاہ احمد اشرف صاحب نور نظر آں بزرگوار ہستند و باستدراک مبلغ علم و فضل آں نو بہارہ چمن رشد و کمال محفوظ شدم'' بست و ششم ماہ صفر ۱۳۱۳ھ بمقام بہرائچ''۔

(۵) ڈپٹی سید کرامت حسین الواسطی الحنازیری رئیس سندیلہ و ڈپٹی کلکٹر رائے بریلی۔

میری ذاتی واقفیت ۱۸۶۹ء سے لغایۃ ۱۸۷۳ء اس طور ہے کہ بسکھاری درگاہ شریف پورہ بچکونے، بزبان سربراہ کاری علاقہ مئو پور، بڑا گاؤں و دیگر محالات، مفرد ف تین سال تک انتظام زیر چارج میرے رہا، میری واقفیت ذاتی یوماً فیوماً ترقی پزیر رہی اب میں یقین کرتا ہوں کہ فی الحقیقت حاجی الحرمین الشریفین جناب مولانا و مقتدانا ابو احمد علی حسین اولاد حضرت غوث الثقلین سجادہ نشین آستانہ کچھوچھا شریف جامع الکمالات، معدن الحسنات والبرکات ہیں ایک عالم مداح و ثنا خواں و عقیدت مند ہے ۲۲/ اکتوبر ۱۸۹۵ء۔

محمد عبدالجلیل وکیل عدالت کانپور، منشی عبدالغفور ڈپٹی کلکٹر کانپور، وزیر ریاست رام پور۔

(۶) سید محمد احمد صاحب ابن سید محمد صاحب برادر زادہ سید احمد بانی محمڈن کالج علی گڑھ نے تحریر فرمایا۔

''میں بعہدہ سب جج فیض آباد میں کئی مرتبہ رہا اور حاجی سید علی حسین شاہ صاحب سجادہ نشیں سے اکثر ملاقات ہوتی رہی، کبھی کسی مقدمہ میں شاہ صاحب کو حاضر عدالت نہ دیکھا نہ سنا جو اوصاف متوکلین کاملین میں ہوتے ہیں۔ وہ سب آپ میں موجود ہیں حسن عقیدت خدمت شاہ صاحب میں بہت عرصہ دراز سے رکھتا ہوں۔ سید محمد احمد سب جج اناؤ ۱۳/ ۱۸۹۵ء''۔

(۷) منشی عبدالجلیل صاحب انسپکٹر

زمانہ تخمیناً ستائیس سال کا ہوا۔ کہ میں اس ضلع فیض آباد میں تھانہ جات مختلف ٹانڈہ اور رام نگر، واکبر پور میں رہا اور حاجی سید شاہ علی حسین صاحب سجادہ نشیں اور نیز حاجی سید اشرف حسین کو بخوبی جانتا ہوں۔ اس وقت سے جبکہ حاجی سید علی حسین صاحب سجادہ نشیں سبزہ آغاز تھے۔

''زہد وتقویٰ طریقۂ خاندانی میں بے مثل اور صابر وشاکر ہیں، اور زمانۂ مندرجہ بالا میں صاحبان جو موصوف کے خلاف ہیں اکثر زیادتیاں کیا۔''

(۸) سید برکت علی صاحب انسپکٹر پینشن یافتہ۔

میں ان دونوں بھائیوں کو بخوبی جانتا ہوں کیوں کہ ان کے اس حلقہ میں عرصہ پانچ برس تک تھانہ ٹانڈہ میں رہا ہوں اور بلکہ ایک مرتبہ یاد پڑتا ہے کہ ان دونوں حضرات پر

مقدمہ سرقہ بالجبر کا

دائر ہوا تھا اور میرے ہاتھ سے وہ مقدمہ نکلا بالکل جھوٹ پایا گیا۔ درپے تکلیف کے لوگ ان کے ہمیشہ رہا کیے ۲۳ر فروری ۱۸۹۴ء۔

جو جیسا ہوتا ہے۔ خلائق اس کو ویسا کہتی ہے **یوضع لہ القول** کی جلوہ آرائی اس کو کہا جاتا ہے خداوند قدوس کی شان کبریائی ملاحظہ کیجئے، کہ حکامان وقت کی تحریروں میں عقیدت واحترام اور مرتبۂ عالی کے اعتراف کی فضاء چھائی ہوئی ہے،

تشرع وتسنن:

حضور پرنور اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہ کے لمحات زندگانی انوار مصطفائی سے تابانی ودرخشانی محتاج اظہار وبیان نہیں۔ سرکار مصطفیٰ علیہ افضل الصلاۃ واکمل السلام کے تو آپ فرزند ارجمند تھے اس لئے بھی شریعت مطہرہ کی ظاہری وباطنی پابندی خصوصیات میں داخل تھیں، فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ تو اپنی جگہ تھے ہی۔ حضور پرنور کے یہاں زمانۂ کبرسنی وضعف ناتوانی کے دور میں بھی مستحباب کی پابندی پوری پوری تھی، چنانچہ اسوۂ پاک کی پیروی میں زمانے تک اونٹ کی سواری بھی کی۔ اور سفر آخرت کے لئے یمنی کفن بھی خرید کر ساتھ رکھا۔ قربانی کے لئے مدینہ طیبہ سے مینڈھا جہاز پر لائے اور پرورش کی اور عید الاضحیٰ میں اس کی قربانی فرمائی، غرض کہ لمحہ لمحہ اسوۂ حسنہ کی کامل پیروی کی سعی فرمائی۔

''بوقت وضو ماء مستعمل سے بچنے کے لئے پوستین پہن لیا کرتے تھے، خلال انگشت دست وپا معمول

کے طور پر کرتے تھے سلسلۂ طہارت کلوخ کا استعمال بطور سنت کرتے تھے۔''

حضور پرنور کے انوار وبرکات قلبی سے مسترشدین وخلفاء بھی ان نعمتوں سے سرفراز ہوئے فرائض وواجبات اور سنن مؤکدہ کی پابندی کے ساتھ مستحباب کے عامل تھے اور ترک منکرات کی قدسی صفائی سے آراستہ تھے۔

نماز بانیاز:

حضور پرنور قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہ کی خصوصی خصوصیات میں نماز بانیاز کی ادائیگی بھی ہے، آپ کی نماز حضوریٔ قلب کی مثال اور نمونہ تھی، خشوع وخضوع سے معمور لبریز ہوتی تھی۔ وقت پر ادائیگی کے پابند تھے۔ حضور پرنور کے اس نمایاں اور ممتاز خصوصیت سے آپ کے خواص بھی سرفراز ہوئے۔ اپنے عہد پاک میں حضرت سیدی الوالد امین شریعت قدس سرہ کی نماز بانیاز کا اہتمام اور حضوریٔ قلب کو آنکھوں نے برسوں دیکھا۔ سیدی الاستاد آفتاب ہند حضرت مولانا سید غلام جیلانی محدث میرٹھی کی نمازوں کو بھی برسوں دیکھنے کا موقع ملا، حضرت سیدی الوالد حضور امین شریعت مفتی اعظم قدس سرہ اپنے پیروں کے کمالات وفضائل کے بیان میں نماز میں حضوریٔ قلب کا ذکر فرماتے تھے۔

یہی وجہ تھی کہ علم ومعرفت کے مرکزوں اور رشد وارشاد کی محافل میں اہل علم ومعرفت آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کی خواہش کا اظہار کرتے، مولانا ضیاء القادری بدایونی بدایوں شریف میں امام اہل سنت تاج الفحول قدس سرہ کے عرس منعقدہ ۱۳۲۷ھ کی روئداد میں لکھتے ہیں۔

''شب بھر وہی ہنگامۂ ہو، حق برپا رہا تھوڑی سی رات باتوں میں بسر ہوگئی۔ صبح کے دلفریب تجلیات نے آنکھوں کو نور اور دل کو سرور بخشا۔ حضرت اشرفی میاں صاحب قبلہ نے فجر کی نماز پڑھائی۔''

حضور پرنور کی للٰہیت اور قدسی صفتی کو دیکھ کر خاندان کے نکتہ چیں اور نقاد طبع بھی معترف تھے کہ:

''بابو یہ باپ بیٹے (حضور پرنور اور عالم ربانی حضرت مولانا شاہ احمد اشرف) زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے کچھوچھا میں فرشتہ ہیں فرشتہ۔''

علمائے ذوی الاحترام جن پر علم شریعت اور عمل باسنت نازاں تھے، حضور کے گرد پروانوں کی طرح منڈلاتے تھے، اور باطنی اتباع شریعت کی دولت سے سرفراز ہوتے تھے اور نماز مفروضہ کی جماعت میں اہل سنت کے امام، راہ سلوک کے موصل حضرات کبار واکرام موجود ہوتے امامت کے لئے حضور پرنور مخدوم الاولیاء سے گزارش کی جاتی۔ بدایوں شریف مدرسہ قادریہ میں عرس کے موقع پر امامت فرماتے۔ مارہرہ شریف میں جماعت کراتے نقاد

شریعت امام فقہہ وحدیث مولانا احمد رضا خاں بریلوی اقتداء کرتے ۔بات یہ تھی کہ حضور کی نماز بانیاز حضوری قلبی کی حامل تھی جہاں خطرات کا گزر نہ تھا۔ مارہرہ میں اصرار کر کے حضرت شاہ آل رسول برکاتی نے امامت کروائی۔

تابش انوار :

راقم الحروف نے اکابر مشائخ اور علماء کی مبارک زبانوں سے بارہا سنا کہ اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہ دن میں استراحت فرمانے کے وقت اپنے مبارک چہرۂ زیبا پر اپنا رومال رکھ لیتے تھے۔اس لئے کہ بھونرے چہرۂ زیبا کے گرد چکر لگایا کرتے تھے۔ ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور میں حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب شیخ الحدیث قدس سرہٗ کی روایت شائع ہوئی تھی اور سیدی الوالد حضرت اقدس امین شریعت قدس سرہ بھی اپنا مشاہدہ بیان فرماتے تھے۔ایک بات یہ بھی تھی کہ اندھیرے حجرے میں حضور پرنور کا چہرہ مبارک اور جسم سب کو صاف نظر آتا تھا، چہرۂ مبارک سے انوار کی تابش ہوتی تھی۔ مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی نواسہ حضرت شاہ علی حبیب نصر علیہ الرحمۃ سجادہ نشین پھلواری شریف اپنے مضمون مشمولہ جہاں رضا میں لکھتے ہیں کہ:

''میں نے ان جیسا حسین، وجیہ اور نورانی صورت رکھنے والا مشائخ میں کسی کو نہ دیکھا۔''

معاصر علماء ومشائخ کا احترام:

حضور پرنور مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ علماء ومشائخ کا بہت اکرام فرماتے ،معاصر اصاغر علماء کے سروں پر محبت وشفقت سے ہاتھ رکھتے ،مشائخ زمانہ کی تکریم برقرار رکھنے میں وحید و بے نظیر تھے، یہی وجہ تھی کہ کبھی بھی کسی کو آپ کے سامنے کسی بھی عالم ،اور بزرگ کی غیبت و بدگوئی کی جرأت نہ ہوتی تھی، اگر کسی نے ایسا کیا تو فوراً فرمایا کیوں ان کی بدگوئی اور برائی سے اپنی زبان اور دل کو خراب کرتے ہو،حضور پرنور نے کبھی بھی کسی عالم اور شیخ وقت کو اپنی ہمنوائی پر مجبور نہیں فرمایا۔فرماتے وہ عالم ہیں ان کو اپنی تحقیق پر عمل کرنے اور بیان کرنے کا حق حاصل ہے،جس کثرت سے اکابر روزگار مشائخ کبار اور علمائے یگانہ سے تعلقات وروابط تھے۔وہ اس عادت کریم اور روش مستقیم کے شاہد ہیں،علماء کے باہمی اختلاف سے آپ کو سروکار نہ تھا،جس طرف حق دائر دیکھتے اس کی تائید فرماتے ،مگر مخالف مسلک علماء کا ردتو اعتدال کے ساتھ فرماتے ،اپنا مسلک بیان کر کے دل آزردگی کا اظہار فرماتے، مگر یہ سارے معاملات مذہب حق اہل سنت و جماعت کے اکابر وعمائد کے لئے تھے بد مذہب فرقوں کے عقائد کا دلائل کی قوت سے رد فرماتے۔

اتحاد کی تاکید :

حضور پرنور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ کی ذات پاک بے ریائی اور خوبی کردار کا عملی پیکر اور جیتی جاگتی اور روشن ومنور بولتی تصویر تھی ۔آپ کے یہاں نفرت وعلیحدگی کا سر کٹا ہوا تھا، آپ کے عمل وکردار اور ہدایت کی ہر روش سے اتحاد واتفاق کے گلشن کی نمود ہوتی تھی یہی وجہ تھی کہ آپ کے نظر کردہ مریدین جن میں مشائخ بھی تھے،علمائے کبار بھی تھے،جدید تعلیم یافتہ بھی تھے،اہل ثروت بھی اور عام لوگ بھی تھے،ان کی زندگانی اتحاد کی عملی تفسیر تھی،جس عالم نے بھی جس شیخ وقت نے بھی دین متین کی کسی قسم کی خدمت کا علم اٹھایا۔آپ نے دست وبازو بن کر سہارا دیا،اس کی مدد فرمائی اور یہی شان آپ کے دست گرفتگان مرید وخلفاء کی تھی ،باوجود اعلیٰ مراتب ارشاد پر فائز ہونے کے اپنی علیحدہ شناخت پر اصرار نہیں فرمایا ،بلکہ دوسرے علماء ومشائخ کے کاموں کو تقویت پہونچائی ،اور جماعتوں کی اس قدر حوصلہ افزائی فرمائی ۔کہ اس کی تکثیر سواد کا اہم حصہ بنے اور اس کی قدر وقیمت بڑھا دی۔

اختلاف وافتراق سے اجتناب کی ہدایت :

حضور پرنور اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ نے جیسا دردمند دل پایا تھا ویسا ہی دل آسائی اور دل داری کا جذبہ فراواں بھی لے کر آئے تھے، آپ کا منصبی اور خاندانی طریقہ دلوں کو جوڑنا تھا توڑنا نہیں تھا۔اختلاف کرنے اور مٹانے کی ہدایت آپ ہی جیسے ہادی ومصلح کے شایان شان تھا۔اختلاف کو مٹانے کے بے شمار واقعات کا وقوع ہوا ہوگا،لیکن ایک صاحب کو تحریر فرمایا۔

''فقیر سید ابو احمد المدعو علی حسین اشرفی الجیلانی کی جانب سے جمیع مریدان ومحبان خاندان اشرفیہ کو واضح ہو کہ حاجی غلام حسین جو ہمارے خلیفہ برھمچاری قطب الدین سہیل ہند کے مرید ہیں ۔اگر ان سے اور آپ لوگوں سے کسی مسلہ میں اختلاف ظاہری پیدا ہو تو لازم ہے کہ اس فقیر کے پاس لکھ کر باہمی تسکین حاصل کر لو اس فقیر کو مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک خاص رابطۂ خصوصیت ہے یعنی مولانا سید شاہ آل رسول احمدی رحمۃ اللہ علیہ مولانا کے پیر نے مجھ کو اپنی طرف سے خلافت عطا فرمائی ہے ۔مولانا بریلوی اور اس فقیر کا مسلک ایک ہے ان کیفتوے پر میں اور میرے مریدین عمل کرتے ہیں ،بڑی نادانی کی بات ہے کہ ایک خاندان ایک سلسلہ کے لوگوں میں صورت نفاق پیدا ہو۔''(۱)

(۱) الصوارم الہندیہ مرتبہ حضرت مولانا حشمت علی خاں لکھنوی عاشق الرسول علیہ الرحمہ۔

لباس و معمولات :

اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ ملبوسات شاہانہ زیب تن فرماتے، جو آپ نے اپنے جد حضرت محبوب یزدانی غوث العالم کی اتباع و تقلید میں اپنایا تھا، کم خواب کی عبا، چکن کا پیرہن، جس کی آستین اور گلا کشیدہ کاری کا شاہکار، صدری قیمتی بٹنوں سے آراستہ، سر پر چودہ گز طویل صندلی ڈوریہ کالا ثانی عمامہ جس کے درمیان غوثیہ تاج، نعلین مبارک کلابتوں سے مزین اور دست مبارک میں نقرئی عصا گراں مایہ بیش قیمت پتھروں سے مرصع، غرض کہ اعلیٰ حضرت، مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کے مرید تھے اور آپ کی وضع قطع قابل رشک ہوتی تھی۔

اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ اپنے اسلاف کبار کی طرح معمولات اور اوقات کار کے سخت پابند تھے آپ کا معمول تھا کہ شب میں ساڑھے تین بجے تہجد ادا فرماتے اور بلا ناغہ نماز فجر تک ذکر بالجہر فرماتے اور نماز فجر کی ادائیگی کے بعد اوراد وظائف اشرفی میں صبح نو بجے تک مشغول رہتے۔ ان قابل تقلید فرائض و معمولات کی بجا آوری کے بعد موصول ہونے والے خطوط کے جوابات تحریر فرماتے اس کے بعد حاضر حاجت مندوں کی حاجت روائی میں مشغول ہوتے آپ کی ایک نگاہ سے مسحور، اجنہ اجسام خبیثہ سے متاثر افراد تندرست و توانا ہو جاتے آپ کا معمول تھا کہ بہت کم نقوش مرحمت فرماتے صرف آپ کی زبان سے اداشدہ الفاظ ہی تیر بہدف علاج ہو جاتے متذکرہ بالا کارہائے خیر کی بجا آوری کے بعد تقریباً بارہ بجے دوپہر کا کھانا تناول فرماتے۔ غذا میں ارد کے دال کی کھچڑی مرغوبات میں داخل تھی اکثر اسی طعام کا معمول تھا ورنہ روٹی دال اور چٹنی پر اکتفا فرماتے اس کے بعد کچھ دیر آرام فرما کر دو بجے دن میں نماز ظہر ادا فرماتے، بعد نماز ظہر تا وقت عصر وظائف میں منہمک رہتے، بعد ازاں نماز عصر ادا فرماتے، اور بعد نماز عصر پھر لوگوں سے ملاقات فرماتے یہ سلسلہ مغرب تک رہتا۔ بعد نماز مغرب دعائے سیفی شریف کی دعوات میں مشغول ہو جاتے یہ امر قابل ذکر ہے کہ حضور دعائے سیفی شریف کے حاکم تھے، بعد از دعائے سیفی نماز عشاء ادا فرماتے اور اگر کہیں تشریف لے جانا ہوتا تو تشریف لے جاتے یہ امر مسلمہ و مصدقہ ہے، کہ تمام شب آپ کے کمرہ سے ذکر کی آواز آتی رہتی لہٰذا آپ کے آرام کا وقت متعین نہیں کیا جاسکتا۔

آپ کا کمال اور مقام فضیلت اس امر سے عیاں ہوتا ہے کہ آپ کو دعائے سیفی شریف کے ورد کے لئے چھ مقامات کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حبیب اکرم نور مجسم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ سے براہ راست اجازت تھی یہ راز سربستہ آپ کے وصال کے بعد مخلوق پر ظاہر ہوا، آپ کے ایک مرید خاص (حضرت مولانا محمد سلیمان اشرفی بھاگلپوری) نے

بتایا، کہ ایک مرتبہ میں نے عاجزانہ عرض کیا کہ حضرت اگر کسی کو براہ راست حضور ﷺ کی اجازت ہو تو اس کی کیا نشانی ہے ارشاد فرمایا:

''اس کی نشانی یہ ہے کہ جب بھی وہ شخص سو رہا ہو گا اس کے چہرے کے گرد بھنورے رقصاں ہوں گے جیسے شمع کے گرد پروانے۔''

مرید خاص نے نہایت انکسار سے دست بستہ عرض کیا حضور یہی حالت تو میں نے آپ کی دیکھی ہے کہ جب آپ آرام فرماتے ہیں تو ننھے ننھے بھونرے آپ کے چہرہ اقدس کے گرد رقصاں رہتے ہیں مرید کے اظہار پر فرمایا کہ............ اگر تم نے فقیر کی زندگی میں یہ راز افشاں کیا تو تم روسیاہ ہو گے۔

''چنانچہ مرشد کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے وہ مرید اس معاملہ میں قطعی خاموش رہا تا آنکہ آپ نے وصال فرمایا'' (۱)

(۱) ماہنامہ آستانہ کراچی جنوری ۱۹۹۶ء ص ۸۴۔۸۴

باب ۵

مخالفین کی شورش ویورش

مقبولیت ومحبوبیت :

حضور پرنوراعلی حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی مرشدالعالم قدس سرہ کی ذات عالی خانوادۂ غوثیہ اشرفیہ میں ''بدرمنیر'' کی تھی ، آپ کی طفولیت کے زمانے کے احوال کو اہل دل اہل مقام ومراتب دیکھتے خوش ہوتے طفولیت کے بعد آغاز شباب کا زمانہ بھی انوار وبرکات کی تجلیات سے منور ودرخشاں تھا۔ مشاہدہ ہمہ شما کا نہیں، مرجع خلائق اولیائے پروردگار قطبیت وابدالیت کے مدارج پر فائز وفائض کا رہا کہ:

''ازعہد طفولیت خود قدم بقدم حضرات اولیائے کبار ایشان خود ہستند بہ خاکسار ہمیں طریقہ دیدہ آمد۔''

اور جب ارشاد کا دور شروع ہوا، تو فرمایا۔

''سلسلہ فقر وطریقہ درویشی وسلاسل خاندان اشرفیہ از ذات ممدوح چناں ترقی یافتہ کہ دریں دور زمانہ کسی را بایں اوصاف حمیدہ نیافتم۔''

فلک ارشاد اور عشق وعلم ومعرفت کے ماہ کامل نے فرمایا۔

''ان کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔''

بارہ تیرہ برس کی عمر میں صحن عدالت کے متصل مسجد خام کے قریب حجرے میں چلہ کشی دیکھ کر ایک اہل دل بول اٹھے۔

''سبحان اللہ کیا مرتبہ مقبولیت کا پایا ہے ابتداء زمانہ سے زمانہ حال میں زمین وآسمان کا فرق دیکھتا ہوں اور یہ ترقی روز بروز بڑھنے والی معلوم ہوتی ہے اور خدا جانے کہ ابھی کہاں تک عروج پکڑیں گے۔''

اور خاندان اشرفیہ میں خانوادۂ سرکار خورد کے روشن دل اکابر جو اطراف کے ضلعوں میں مقیم تھے، وہ خوش ہوتے اور یک زبان کہتے کہ:

''سلسلۂ اشرفیہ نے بوجہ نور چشم کے از سر نو تازگی پائی اللہ تعالیٰ اس فخر خاندان کی عمر دراز کرے۔''

اور وہ دیوی شریف کے رئیس عشق بازاں اور سلطان محویت واستغراق مشاہدہ جمال باریت عالی جن کے عشق وعرفان کا آفاق عالم میں طنطنہ اور غلغلہ بلند تھا، اپنی رکوع وسجود بانیاز نماز کی امامت کے لئے مخصوص فرماتے، اور حکم فرماتے اور یہ بھی فرماتے۔

''ایسا امام ملے تو میں بھی جماعت کی نماز پڑھا کروں''۔

اور گوشۂ چشم سے دیکھ کر مسکراتے، اور قبولیت قلبی کی ایسی مثال ڈھونڈھنے سے نہ ملتی خاندان اشرفیہ میں سرکار خورد کے عالی منزلت بزرگ حضرت سید شاہ حمایت اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ نے اپنی دختر کا عقد نکاح کر کے شرف دامادی سے مفتخر فرمایا، اور انکے برابر بزرگ صاحب تجرید وتفرید حضرت سید شاہ مجید الدین اشرف نے خلافت نامہ تحریر فرما کر اپنا قائم مقام فرمایا اگر چہ انکے بزرگ شاہ نعمت اشرف کے زمانہ سے خانوادۂ سرکار کلاں کے حقوق درگاہ معلیٰ سے ختم ہو چکے تھے یہ تمام معاملات حضرت شاہ مجید الدین اشرف کے علم میں تھے۔ مگر ان کی نگاہ میں اس گوہر شب تاب اور مجموعۂ محاسن ومکارم کے کمالات وفضائل درخشاں تھے۔ اس لئے اپنی ملکیت کا تیسرا حصہ بھی حبہ فرمایا، اور احاطۂ درگاہ معلیٰ میں حضرت شاہ راجو اور حضرت شاہ نیاز اشرف کے متصل ایک خطہ زمین بھی عطا فرمائی۔ جس پر حضور مخدوم الاولیاء نے ایک حجرۂ عبادت وریاضت اور چلہ کشی کی تعمیر فرمائی، اور معمولات خاندانی ادا فرماتے تھے ۱۲۸۶ھ ہجری میں سجادۂ سرکار کلاں کا منصب بھی عطاء ہوا۔ ۱۲۹۷ھ ہجری ۱۸۰۸ء میں خرقہ علائی زیب تن فرمایا۔ اس خرقہ پوشی کو خانوادۂ سرکار حسینی کے بعض شورش پسند ارکان نے ناپسند کیا۔ اعتراض کیا اور مخالفت کی، درگاہ معلیٰ کے تقدس کو بالائے طاق رکھ کر ہنگامہ کیا۔ حضور مخدوم الاولیاء کا بیان ہے کہ:

'' ایک سال اسی حجرہ میں میں نے فاتحہ کیا تھا اور خرقہ پہنا تھا تب مخالفین نے اعتراض کیا تھا۔''

مخالفین وحاسدین کی جماعت کے رستم دوراں شاہ شفیع اور ان کے بھائی حکیم وجیہ الدین اشرف صاحب

لکھیں اور مولوی وجیہ الدین کو بے نقاب کیا اور ان کے بزرگوں کی سجادہ نشینی اور زمینداری کی حقیقت بھی بیان کردی، بہت سے واقعات جو براہ لغزش بشری سرزد ہوئے ان کو بھی دہرایا، سجادہ نشینی کے سلسلے میں مشہور عالم وصوفی اور مصنف مولانا شیخ عبدالرحمٰن ابن عبدالرسول امیٹھوی مؤلف مراۃ الاسرار اور مصنف بحر ذخار وجیہ الدین اشرف علوی کاکوروی کے بیانوں کا بھی محاسبہ کیا، اور بے لاگ کیا، حضرت شاہ محمد طاہر نے بنیادی طور پر حضرت شاہ حسین سرکار خورد کی سجادہ نشینی اور لطائف اشرفی شریف میں ان کے ذکر میں بزبان حضرت غوث العالم محبوب یزدانی حضرت شاہ حسین کے لئے

حسین ثانی یا اور دستار پشمینہ

کے اضافہ اور حضرت حاجی شاہ احمد کی ولادت حضرت مخدوم غوث العالم کی بعد وفات اور

''متصف بصفات مصطفوی ''

کے اخراج پر سخت احتجاج فرمایا اور ثالثاً حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی کے مبارک احوال مندرجہ کوائف اشرفی کی صداقت پر زور دیا اور حضرت شاہ غفور اشرف صاحب نے حواشی میں خانوادۂ حسینی میں حضرت شاہ محمود کے اخلاف کی سجادہ نشینی کے بلند و پست احوال کی نشاندہی کی، اور ضمیمہ میں حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی کے فضائل و کمالات کے بیان کے لئے دلائل و شواہد کے انبار لگا دیئے، اور اولیا پروردگار اور علماء کبار کی تحریریں نقل فرمائیں اور کتاب ظرائف اور مؤلف ظرائف کی قرار واقعی مذمت کی، جستہ جستہ کتاب تحائف کی عبارتیں نقل کی جاتی ہیں۔

یہ رسالہ موسوم بہ تحائف اشرفیہ، تردید میں بعض واقعات و خاندان اشرفیہ کے جو بظاہر سخنانِ اختراعی جناب ظرائف ماب مؤلف ظرائف شگرفیہ بباطن مزخرافات اور مضحکی طبع لطیف اور نفس ظریف جناب خرقہ پوش، احسان فراموش سے ہیں، کہ واسطے جھٹلانے چند روایات سچی اور بیانات صادق کوائف اشرفیہ مولفہ مولوی فخر الدین دہلوی کے لباس احداث اور ایجاد کا پہنا ہے۔

ہر چند سبب اس کی تالیف کا، نہیں نہیں! بلکہ بحکم بدعت کہوں میں کہ تصنیف کی وجہ بادی النظر میں محض بغرض تردید اقوال صاحب کوائف اور ذلت احوال ان کے مرشد حاجی الحرمین کی ہے لاکن جب قدرے بنظر غور دیکھوں میں، صاف ظاہر ہوتا ہے، کہ حضرت سراپا ظرافت طبائع نے تمامی خاندان اشرفیہ کو عموماً اور جملہ اولاد احمدیہ کو خصوصاً تحریر جواب دنداں شکن ----- **بعض الحکم ذل ولا یفعل الحدید الا الحدید ولنعم ماقال ایاك والفساد فانها شقاوة ولا تعظم لا خوانا لا تامن الرمان** پتھر مارنے والوں کا جواب پتھر ہے ''۔

حضرت شاہ طاہر اشرف صاحب نے اس کے بعد جو عبارتیں تحریر فرمائیں ہیں اور حضرت شاہ غفور اشرف نے

اس کا جو ترجمہ فرمایا ہے، اور حاشیہ میں جن حقائق کو بے نقاب کیا ہے ''ان کو تحائف اشرفیہ میں دیکھنا مناسب ہوگا''۔

صاحب ظرائف نے حضرت حاجی سید احمد قدس سرہ کی ولادت حضرت غوث العالم کے مابعد لکھی، اور حوالہ حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن ابن عبدالرسول صاحب مراۃ الاسرار کا لکھا اور بحر ذخار کا بھی شیخ عبدالرحمٰن سید حسن شریف سجادہ نشین سرکار خورد کے خلیفہ تھے شاہ طاہر اشرف شیخ عبدالرحمٰن کی اس تحریف پر سخت برہم ہوئے اور انہوں نے انکو مسمی ابن ملجم لکھا، حضرت شاہ طاہر صاحب کی برہمی بے جا بھی نہیں، خانوادۂ احمدی کے اخلاف عزیز الوجود مقتدائے انام ہوئے اور ان کا علمی دینی روحانی فیضان محتاج بیان نہیں، ان کی تخفیف شان اور مراتب و کمالات کی تنقیص لاریب برانگیختہ کرنے والی تھی۔

حضرت سید شاہ طاہر اشرف اور حضرت شاہ غفور اشرف نے بار بار لکھا ہے کہ '' صاحب ظرائف نے ہمارے جو بہتان تحریف والحاق لطائف اشرفی کا لکھا خدا نے سچے کو سچا کیا اور یہ الٹی تحریف ثابت ہوئی''۔

چوں چواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

مولانا عبدالرحمٰن کے زمانہ میں ہی ان کے نامور معاصر عالم ورئیس مولانا عبدالقادر جائسی بنارسی اور مولانا شاہ صالح محمد رودولوی نے رد کیا اور کتاب تصنیف فرمائی۔

خانوادہ سرکار خورد کی شورش پسند جماعت کے سپہ سالار اور رستم دوراں شاہ محمد شفیع کا شعبان ۱۳۵۴ھ میں انتقال ہو گیا، انہوں نے اپنے انتقال سے ایک ماہ پہلے بماہ رجب ''اظہار اشرفی'' شائع کرائی اس کتاب بہتان طراز اور افتراء پرداز کا تحقیقی جائزہ لیا جا چکا ہے اور ثابت کر دیا گیا ہے کہ ''اظہار اشرفی'' کے مندرجات اپنے ہی بزرگوں کے اقوال کے مکذب ہیں، اور دونوں کے اقوال تضاد بیان سے پراگندہ ہیں، ملاحظہ کیجئے کہ انہوں نے صاف اقرار کرلیا ہے کہ ان کے بزرگ شاہ حمایت اشرف اور شاہ تجمل حسین اور حکیم وجیہ الدین کی مشترکہ تصنیف کی صداقت کا زمانے اعتراف نہیں کیا، احترام تو بڑی بات تھی، چنانچہ گزشتہ اوراق میں لکھا جا چکا ہے کہ مرشد انام مرجع خاص و عام جناب حضور مولانا سید شاہ امین احمد صاحب قدس سرہ سجادہ نشین بارگاہ مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیٰی منیری قدس سرہ نے صاف تحریر فرمایا:

''ظرائف شگرفیہ میں جو کسی نے نسبت حسد کے جو کچھ لکھا ہے ہمارے نزدیک سراپا غلط ہے''۔

شاہ شفیع نے بھی جو کچھ ظرائف کے متعلق لکھا ہے، اسے بھی درج کیا جاتا ہے، ان کو اور ان کی جماعت کو احساس تھا، کہ زمانہ نے ان بزرگوں کی مجموعی مساعی کو بذلہ سنجیوں اور ظرائف طبع کی ظریفانہ کاوش اور صداقت کے منصر

سے خالی قرار دیا، حقیقت میں شرم و عار کی بات تھی۔

''تردید میں جو پہلا رسالہ ظرائف شگر فیہ لکھا گیا ہے، اس کی زبان فارسی ہے اور روایات پر تنقید کا لہجہ بھی کسی قدر ظریفانہ ہے اس لئے پڑھنے والوں کے دلوں پر......اس کی صداقت کا گہرا اثر نہیں پڑتا''۔

کچہری میں دعوے اور مقدمے :

سرکارکلاں کی سجادہ نشینی اور اصل بزرگ حضرت غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کی جانشینی کو جبر و تشدد کے بل بوتے پر دبائے رکھنے کی سعی و کاوش حضور مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ کی عزیمت و استقامت کی وجہ سے ناکام ہوتی رہی، مخالفین کی طرف سے فوجداری کے متعدد مقدمات مختلف دفعات کے تحت قائم کئے گئے، آزمائشوں کے ایسے شکنجوں میں کس نے کی ناروا سعی کی گئی، کہ حضور کے علاوہ اور کوئی ہوتا تو اس کا متحمل نہیں ہوسکتا تھا، غضب تو یہ تھا کہ حضور پرنور کی ایذا رسانی کا سبب حضور ہی کے برادر نسبتی شاہ سید حسین صاحب سجادہ نشین خاندان سرکار خورد قرار پائے۔ حالات کے گہرے جائزہ کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سید شاہ حسین علیہ الرحمہ خود حاسدین و معاندین اہل خاندان کے نرغوں میں ایسا گھرے ہوئے تھے کہ وہ اپنے نام کے آزادانہ استعمال پر کسی سے کچھ پوچھ گچھ بھی نہیں کر سکتے تھے، انھیں اپنے خانوادۂ سرکار خورد کی سجادگی کا منصب جس طریقہ سے ملا تھا۔ اس کی حفاظت کا مسئلہ ہی انھیں خوف زدہ بنائے ہوا تھا۔ حضرت شاہ غفور اشرف علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا کہ:

''شاہ سید حسین نابالغ دہ سالہ حسب اظہار اشرفی اپنے والدا (شاہ حمایت اشرف) ماجد وقت وفات شاہ مجید الدین اشرف کے تھے، ملک ہدایت حسین شیعہ مذہب نے بزور حکومت تعلقہ داری گدی نشین کردیا۔''

شاہ حسین صاحب کی کمزور سجادہ نشینی کی کمزوری کو پاکران کی جماعت کے موثر لوگ من مانی ان کے دستخط کا استعمال ۱۸۸۸ء سے سولہ سال تک مسلسل جب اور جہاں چاہا بلا روک ٹوک کرتے رہے۔

سرکارکلاں کی سجادہ نشینی کا اقرار :

لیکن مورخہ ۳۰/اپریل و یکم مئی ۱۸۹۷ء مطابق ۱۳۱۴ ہجری میں جب جناب سید شاہ حسین سجادہ نشین سرکار خورد کو زیر دفع ۱۰۷۔ ضابطہ فوجداری اپنا بیان دینا پڑا تو اس وقت انھوں نے معاندین و مخالفین و حاسدین کے بے پناہ اسرار و دباؤ کے باوجود اظہار حق کے لئے جرأت مندانہ قدم اٹھایا یہ پہلا موقع تھا۔ جب دنیا کو پہلی بار معلوم ہوا کہ سجادہ

نشین سرکار خورد کے ارد گرد رہنے والی شخصیتیں اور ان کی ساری کارگزاریاں حق و صداقت سے بے نیاز، عدل و دیانت سے خالی، اور ضمیر فروشی کا مظہر تھیں۔

شاہ حسین سجادہ نشین سرکار خورد کا بیان :

شاہ سید حسین صاحب علیہ الرحمہ نے علانیہ طور پر بحلف اقرار کیا کہ:

''شاہ حسین کے خاندان میں سجادہ نشین، مسلسل ہوتے آئے اور شاہ حسن کے خاندان میں شاہ نذر اشرف تک سجادہ نشینی مسلسل رہی، دونوں شاخوں کے سجادہ نشینان ان مراسم کو ادا کرتے تھے۔ تو وہ ایک دوسرے میں مداخلت نہیں کرتے تھے وہ علیحدہ مکانوں میں رہتے تھے اور اختلاف تاریخ کے ساتھ تقریبات عرس انجام دیتے تھے۔ چونکہ شاہ حسن سجادہ نشین تھے، اور سید علی حسین ان کے وارث ہوئے، اس حق سے وہ سجادہ نشین کے جانشین ہیں شاہ حسن اور شاہ حسین دونوں اور ان کے وارثان اپنی اپنی تقریبات کو اسی رقبۂ زمین اور مقام پر انجام دیتے تھے، جہاں آج میں تنہا تقریبات عرس انجام دیتا ہوں۔''

جناب شاہ سید حسین صاحب نے اپنے طویل بیان میں اس تاریخی صداقت کا بھی اعتراف کیا تھا، کہ شاخ شاہ حسن کے سجادہ نشینیان جو خرقہ پہنا کرتے تھے، اسے شاہ نذر اشرف صاحب کے وصال کے بعد ان کی اہلیہ جائس لے کر چلی گئیں تھیں۔ چنانچہ انھوں نے بیان دیا کہ:

''وہ خرقہ جسے شاہ حسن کی شاخ کے سجادہ نشینیان پہنتے تھے اسے شاہ نذر اشرف کی بیوی مسماۃ ''اللہ رکھی'' لے کر جائس چلی گئیں تھیں۔''

حضرت شاہ سید حسین سجادہ نشین سرکار حسینی کے ضمیر اور فطرت سادہ کی آواز بھی سنئے۔

''میں ان کی (حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی مخدوم شاہ علی حسین اشرفی) روک تھام کے لئے طاقت کا استعمال نہیں کرونگا۔ نہ انھیں اجازت دونگا۔''

اگر کوئی شخص ایام عرس میں ان مقامات پر قوالی کی تقریب منائے جو میرے مقام کے گرد اگرد ہوں تو

میں ذاتی طور پر

اس کے ادائیگی مراسم پر معترض نہیں ہوں گا

خانوادۂ چشتیہ کے رواج و دستور سے جس قدر مجھے تعلق خاطر ہے۔ اسی قدر اور اسی طرح سید علی حسین کو بھی ہے، میں علی حسین کے گھر کے اندر ہونے والے مراسم قوالی و خرقہ پوشی پر مداخلت نہیں کرونگا۔

البتہ یہ اشتعال انگیز ضرور رہیں گے اور میں دوسرے کے ذہن سے واقف نہیں ،لہذا میں عدالت کے احکام کے ذریعہ سے روکنے کی کوشش کرونگا۔

عدالت سے رہائی:

جناب سید شاہ حسین سجادہ نشین سرکار خورد کے ضمیر اور فطرت سادہ پر مشتمل بیان کے اقتباسات نقل ہو چکے اب ان کی طرف سے دائر مقدمات دفع ۲۸۷ دفع ۲۱۴ میں حضور پرنور ممدوح اھل قبول مخدوم الاولیاء کا بیان ملاحظہ ہو جو ۳۰ راپریل ۱۸۹۷ء کو کورٹ میں تحریری داخل کیا گیا۔

''سال گزشتہ میں ،میرے مکان درگاہ میں قوالی ہوتی تھی ،لوگوں نے خیال کیا کہ میں خرقہ پوشی کرتا ہوں پولس میرے مکان پر حملہ آور ہوئی اور میرا اور لوگوں کا چالان کیا ہم لوگ عدالت سے رہا ہوئے۔''

''ہم کوئی نقص امن نہیں کرنا چاہتے اور نہ کوئی ناجائز فعل کرنا چاہتے ہیں جس سے نقص امن کا احتمال ہو، میں قوالی اس مکان واقع درگاہ رسول پور کے اندر کرونگا جس طرح سے دس بارہ سال سے کرتا ہوں ،میرا مکان اس حد کے باہر ہے وہاں اور مکان ان دونوں جگہوں کے درمیان ہیں ۔اگر میں خرقہ پوشی کرونگا تو دروازہ بند کرکے کرونگا باہر اس مکان کے ہم کوئی رسم قوالی یا خرقہ پوشی کے نہیں کرینگے ،یا کوئی مراسم متعلق خرقہ پوشی کے میرے مکان اندر میرے مریدین ومعتقدین کے سوا اور کوئی نہیں ہوتا ہے، اس وجہ سے کوئی احتمال دنگا فساد نہیں ہے''۔

اعلیٰ حضرت قدسی منزلت حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی مرشد انام مرجع خاص وعام قدس سرہ کے بیان سے اس دور کی پرآشوبی اور سرکشوں اور استبدادی جماعت کی بنائی ہوئی زہریلی فضا کا پورا ماحول آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے جس میں کوئی شریف النفس اطمینان کی سانس نہیں لے سکتا تھا، یہ تو حضور پرنور کی قوت باطنی اور صبر تحمل کی طاقت اور سب سے بڑھ کر حضرت غوث العالم محبوب یزدانی قدس سرہ کی دستگیری کا فیضان تھا، کہ حقوق سجادگی کو قائم رکھنے کے لئے شورش پسندوں کی کسی آفت سے مرعوب نہیں ہوئے اور نہ ہی حاکمان وقت کے یہاں سعی وسفارش کے لئے تگ ودور کی ،جن کی قائم مقامی اور جانشینی کے آپ حقدار اور وارث تھے انھیں کی بارگاہ میں مستغیث وفریادی ہوئے۔

موری سنکٹھ کاٹو، داتا   شاہ اشرف چشتی، پیرولی

موری سنکٹھ۔

تمرے دوارے جو سرناوے   دھن رے کنور کے بھاگ بھلی

موری سنکٹھ

جو دکھ ماں تمکا گہراوے   تاکر پہلی مراد ملی

موری سنکٹھ

گاڑھ پڑے ارداس کرت ہے   ٹھاڑھ اشرفی تمہاری گلی

موری سنکٹھ

اشرف پیا موری بہیاں پکڑ لو   ڈوبت ہوں مجھدار رے

اشرف پیا

پریتم ندیا اگت بہت ہے   سو جھت وار نہ پار رہے

نان مورے نیا، موڑے پیڑا   نان گنو کھیون ہار رہے

اشرف پیا

اوگھٹ گھاٹ ماں آن بھلائی   کنو نہیں، سیت ہمار رے

تم اپنے گن مونہہ بناہو   چشتی راج دلارے

اشرف پیا

لیہو کھبرو اب ہمری داتا   ہمکاں نہ دیو بسار رے

کہت اشرفی روکے جود   ٹھاڑھ تمہارے دوار رے

اشرف پیا

سجادگی کا انکار اور دادخواہی :

سید شاہ حسین نے سرکار کلاں کے بنیادی حقوق سجادگی کو کورٹ میں تسلیم کرکے حضور پرنور مخدوم الاولیاء مرشد العالم اعلیٰ حضرت محبوب ربانی قدس سرہ کے طلب حقوق سجادگی کی صداقت پر مہر تصدیق لگادی، شاہ حسین صاحب کے اس طرز عمل کی وجہ سے فوجداری مقدمات کا شوروغل روز بروز کم ہو گیا سرکل انسپکٹر مسٹر کامتا پرشاد کو درگاہ کچھوچھہ شریف کے میلے کی نگرانی کے لئے مقرر کیا گیا تھا، وہ عرس کے ایک دن پہلے پہونچ کر حالات کا جائزہ لے چکے تھے لہذا انھوں نے ۲۶ رجولائی ۱۸۹۸ء کو مسٹر وندھیشور پرشاد ڈپٹی مجسٹریٹ کی کورٹ میں درج ذیل حقائق کو ظاہر کیا، درگاہ کچھوچھہ شریف میں دو سربراہ ہیں ،جن کے درمیان خرقہ پوشی اور قوالی کا تنازع تھا اور مجھے نگرانی کے

لئے مامور کیا گیا تھا۔ کہ نقص امن نہ ہونے پائے، وہاں تمام امن رہا اور نقص امن پیدا نہ ہوا علی حسین نے اپنے مکان مسکونہ ومقبوضہ میں تقریب خرقہ پوشی اور قوالی انجام دی، انھوں نے ایک پرانا کوٹ (خرقہ) پہنا اور دستار باندھی اور قوالی ہوئی علی حسین نے نذرانے بھی قبول کئے۔ جو شمار میں پندرہ یا بیس روپئے تھے۔ تقریب کے وقت لوگوں نے نذرانے وتحائف پیش کئے۔

میں نے سنا تھا کہ سید حسین نے اسی طرح کی تقریب کو اپنے مکان موسومہ خانقاہ جو درگاہ کی چہار دیواری کے باہر ہے میں کیا میں وہاں نہیں گیا۔

''چند فقیر جو ۲۰ یا ۲۵ کے قریب تھے مدن (غالباً مداری شاہ فقیر خادم درگاہ معلیٰ) کی قیادت میں میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا، کہ علی حسین کو ادائیگی مراسم سے روک دیجئے، میں نے جواب دیا کہ مجھے ایسا اختیار نہیں۔''

سرکل انسپکٹر کے اس بیان سے شاہ حسین صاحب کی جماعت کی شورش پسندوں کے چہرے سے نقاب اٹھ گیا، کہ وہ ہر حال میں نقص امن کے بہانے سے فوجداری کی راہ تلاش کر رہے تھے۔ دو سال گزرنے پر مخالفین نے احساس شکست کو مدھم کرنے کے لئے دیوانی کی چوکھٹ پر دستک دی چنانچہ پنڈت سورج نرائن سب جج فیض آباد نے ۱۷ رمئی ۱۹۰۸ء کو حکم امتناعی عارضی کی درخواست کو خارج کرتے ہوئے اس خیال کو ظاہر کیا۔

'' مدعی (سید حسین صاحب) نے عدالت ہائے فوجداری کے توسط سے کچھ دنوں اپنا مقصد حاصل کیا لیکن پچھلے دو سالوں سے مدعا علیہ (اعلیٰ حضرت اشرفی میاں) کو اپنے ذاتی مکان میں تقریبات کی ادائیگی کی اجازت مل گئی اور عدالت ہائے فوجداری نے کوئی مزاحمت نہیں کی لہذا مدعی سید شاہ حسین اشرف نے حکم امتناعی دوامی اور اپنے غیر مشترکہ حق کے اظہار و امتناع دوامی کے لئے عدالت دیوانی سے اپنی آمد و رفت کو وابستہ رکھا۔

جناب سید شاہ حسین صاحب نے ۱۸۹۷ء کے اپنے بیان کے سراسر خلاف ۱۱ راپریل ۱۹۰۱ء میں دادخواہی کی درخواست پیش کی۔

(۱) ڈگری بحق مدعی بمقابلہ مدعا علیہ بدیں مضمون صادر فرمائی جائے کہ مدعا علیہ، سجادہ نشین درگاہ مخدوم اشرف جہانگیر واقع موضع رسول پور درگاہ پرگنہ بڈھر کا نہیں ہے اور نہ اس کو کوئی حق، حقوق سجادہ نشین سے منتفع ہونے کا ہے۔

(۲) حکم امتناعی دوامی مدعا علیہ پر یہ مضمون جاری فرمایا جائے کہ وہ مکان مدرسہ یا کسی مقام اندر

احاطہ درگاہ مذکور میں مراسم خرقہ پوشی وقوالی نہ ادا کرے۔

اعلیٰ حضرت حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی مرشد انام مرجع خاص و عام نے مورخہ ۱۲ راگست کو اپنے تحریری بیان میں جناب شاہ حسین صاحب کی دادرسی کے الفاظ بیان کے بطلان کو ظاہر فرمایا۔

(۱) دادرسی، اول نہیں دی جاسکتی جب تک مدعی یہ نہ بیان کرے کہ مدعا علیہ بحیثیت سجادہ نشین درگاہ شریف میں جا کر مدعی کے حقوق پر حملہ کرتا ہے لیکن مدعی ایسا نہیں بیان کرتا۔

(۲) مدعا علیہ کو اپنے مکان میں مراسم مذہبی بمثل خرقہ پوشی وقوالی وغیرہ کرنے کا ہر حال میں اختیار ہے مدعی اس کو روک نہیں سکتا اور نہ اس کی نسبت حکم امتناعی دوامی جاری کرا سکتا ہے، اور درگاہ شریف کے اندر خرقہ پوشی اور قوالی کا کرنا من جانب مدعا علیہ مدعی بیان نہیں کرتا، لہذا اس کی نسبت استدعائے دادرسی دوم، کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اور نہ اس کے واسطے کوئی بنائے مخاصمت پیدا ہے۔

(۳) مدعا علیہ کو جو نذریں عوام نے اپنی خوشی و رضامندی سے دیں اس کے پانے کا مدعی مستحق نہیں، اور نہ اسکا دعویٰ ہو سکتا ہے۔

حضرت مخدوم الاولیاء کی فتح مبین

اس مقدمہ کی سماعت نہیں ہو سکی تھی کہ عرس مبارک کا زمانہ قریب آ گیا، چنانچہ مدعی شاہ سید حسین صاحب کی طرف سے عارضی حکم امتناعی، تا فیصلہ مقدمہ مذکور کی درخواست ۱۷ رمئی ۱۹۰۱ء ۱۳۱۹ھ ہجری کو دی گئی چنانچہ سب جج نے فیصلہ صادر کیا کہ:

''میں اس استدعا کو نامنظور کرتا ہوں کہ مبینہ تقریب اس مدرسہ میں نہ منائی جائے جو مدعا علیہ کا ذاتی مکان ہے مسکونہ ہے۔''

۱۶ ستمبر ۱۹۰۴ء ۱۳۲۳ھ ہجری کو بخت نرائن سب جج ضلع فیض آباد نے اصل مقدمہ کا فیصلہ سنایا، مدعی یہ نہیں کہتا ہے کہ مدعا علیہ اس کے حقوق پر حملہ کرتا ہے، اور مدعا علیہ کو تسلیم ہے کہ وہ اس طرح کی کوئی بات وہاں نہیں کرتا ہے، بلکہ اپنے ذاتی مکان میں انجام دیتا ہے، اگر مدعا علیہ ایسا کرتا ہے، تو وہ غلطی کا مرتکب نہیں ہے یہاں مدعی اپنے قانونی حق کو استوار کرنے میں ناکام ہے اس لئے وہ حکم امتناعی دوامی کا مستحق نہیں ہے۔

اسناد اے ۳ نمبر اور اے نمبر ۴ میں مدعی تسلیم کر چکا ہے کہ مدعا علیہ نذرانے لیتا ہے۔ اے نمبر ۳

ایے نمبر۴ اور ایے نمبر۵ ظاہر کرتی ہے کہ مدعا علیہ تحفے قبول کرتا ہے ان دستاویزات کے سامنے مدعی یہ عذر نہیں کرسکتا ہے کہ وہ مدعا علیہ کے قبول کئے ہوئے نذرانے کو پانے کا مستحق ہے، خاص طور پر جبکہ اس نے اپنے ذاتی مکان یا مدرسہ میں ایسا کیا، اور جبکہ دینے والے کو یہ اختیار ہے، کہ وہ جس کسی کو پسند کریں تحفے دیں مدعی اپنے نقصانات کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔

''لہٰذا مدعی کو پابند رکھتا ہوں کہ اس کا مقدمہ شکستہ ہے اور حرج خرچ کے ساتھ خارج کرتا ہوں ۔

شاہ حسین کی جماعت میں ماتم اور شاہ حسین کا انتقال:

اس فیصلہ کو سن کر جناب سید شاہ حسین صاحب کی جماعت میں صف ماتم بچھ گئی ،اور حضرت شاہ حسین صاحب کا بھی چند ماہ بعد انتقال ہو گیا، ان کے بعد ان کی جانشینی کا مقدمہ ان کے بھائی شاہ خلیل اشرف اور برادر نسبتی حکیم سید شاہ وجیہ الدین کے درمیان چلا ،شاہ خلیل اشرف اگر چہ اولوالعزم مدبر بزرگ تھے ،مگر شاہ وجیہ الدین نے اپنی شاطرانہ چالوں سے انھیں مات دے دی اور منصب سجادگی سرکار خورد کا مقدمہ جیت لیا، مقدمات کے داؤ پیچ کے مشاق نے شاہ خلیل اشرف کی ہزیمت سے توانائی پاکر کمر ہمت باندھی اور سب جج فیض آبادی کے فیصلہ کے خلاف ۱۹۰۸ء ۱۳۲۵ ھجری جوڈیشنل کمشنر اودھ کے یہاں اپیل دائر کردی۔

شاہ وجیہ الدین کا تقدس کمشنر کے نشانہ پر :

جوڈیشنل کمشنر اودھ کے ۱۷/مارچ ۱۹۰۹ء ۱۳۲۶ھ کو شاہ وجیہ الدین بسکھاروی کے خلاف فیصلہ کردیا، کمشنر کا فیصلہ تاریخی نوعیت کا تھا، جس سے شاہ وجیہ الدین کا تقدس بے نقاب ہوا اور حرص وطمع کی وجہ سے ان کی دینداری بھی زیر بحث آئی کمشنر کا فیصلہ ملاحظہ ہو۔

''یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مدعا علیہ (حضرت مخدوم الاولیاء) سجادہ نشین ہونے کا دعویدار ہے اس نے جائس سے خرقہ منگایا جسے خاندان کی شاخ کلاں کے لوگوں نے پہنا تھا، اور مقدس شان کی وضع اختیار کی اور زائرین کے ذریعہ متعارف ہوا اور ان سے نذرانے ملے ،مدعی دعوی دار ہے کہ یہ اس کے حق پر حملہ ہے اور وہ عدالت سے تحریری اجازت چاہتا ہے، کہ مدعا علیہ درگاہ مخدوم اشرف جہانگیر واقع موضع رسول پور کا سجادہ نشین نہیں ہے''۔

''اب یہ بات میرے نزدیک بالکل واضح ہے، کہ مدعا علیہ نے درگاہ پر کبھی حملہ نہیں کیا ہے، یہ تسلیم شدہ ہے۔ کہ مدرسہ اس کی ذاتی ملکیت ہے، جو درگاہ سے ملحق ہو سکتی ہے، لیکن درگاہ کے متعلق کسی

منصب یا اس سے منسلکہ کسی موقوفہ جائداد سے نہیں ہے، درگاہ میں کسی تقریب کی ادائیگی کے لئے نہیں۔

''اپیل کنندہ (شاہ وجیہ الدین) کے فاضل وکیل نے اس عدالت میں تسلیم کیا ہے، کہ مدعا علیہ اپنے ذاتی مکان میں جو جی چاہے کرے اس کے موکل کو کوئی اعتراض نہیں ہے تاوقتیکہ وہ اس کے اندر سجادہ نشین کی وضع اختیار نہیں کرتا''۔

لہٰذا میرے نزدیک یہ تنازعہ صاف طور سے ایک

بے نقاب خطاب

کے لئے ہے یہ کسی منصب کا یا ملکیت کا تنازعہ نہیں ہے، درگاہ کے سجادہ نشین کے منصب کو مدعا علیہ کے عمل سے کوئی خطرہ نہیں ہے، ایک سجادہ نشین کو برضا و رغبت دئے ہوئے نذرانے کا دعویٰ مدعی کے منصب رکھنے والے کے لئے بحیثیت حق نہیں ہوتا ہے۔ وہاں ملکیت کا کوئی جھگڑا نہیں درگاہ کے سجادہ نشین کے منصب کا کوئی تنازعہ نہیں سارا تنازعہ یہ ہے کہ کیا مدعا علیہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے کو سجادہ نشین یعنی اصل بزرگ کا قائم مقام کہلائے یا نہیں؟ میری رائے میں یہ مقدمہ دیوانی کے مزاج کا ایسا نہیں ہے، کہ عدالت اس پر غور وفکر کرے، اور نہ کوئی عدالت مدعی کے مطلوبہ اجازت کو اپنے اختیار سے منظور کرسکے گی۔

''اگر موخر الذکر (شاہ وجیہ الدین اشرف) چاہتا ہے کہ وہ زائرین کو موہ لے تو یہ اس کا کام ہے کہ تقدس کی خوشبو کو بڑھائے، جس کے گھیرے میں رہنے کا دعویدار ہے''

زائرین سے مدعا علیہ کے حاصل ہوئے نذرانے سے متعلق یہ بات صاف ہے کہ

کوئی دیندار یا پارسا

اس کا مخالف نہیں ہوسکتا ہے یہ وہ تحفے اور نذرانے ہیں، جو اس کو اس کے ذاتی مکان میں ملے اور ان لوگوں کے ذریعہ ملے جو صحیح یا غلط طور پر اس کے مقدس ہونے اور پہلے بزرگ کے قائم مقام ہونے پر یقین رکھتے تھے، اسناد ایے نمبر۳ اور اسناد ایے نمبر۴ میں پہلے مدعی شاہ حسین اشرف کے بیانات میں جو وضاحت کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ مدعا علیہ خاندان کی شاخ کلاں کا جانشین و وارث ہے جس کا خرقہ سو سال یا زائد ہوئے کہ جائس بھیج دیا گیا تھا، علاوہ ازیں وہ ظاہر کرتے ہیں کہ

پرانے زمانے میں دو سجادہ نشین ہوا کرتے تھے

مدعا علیہ نے فراموش کے طور پر بظاہر درگاہ میں داخل ہونے سے اجتناب کیا نہ وہ درگاہ کے سجادہ نشین کی حیثیت سے کسی منصبی حق کا دعویٰ دار ہے نہ اس سے منسلکہ کسی جائداد کے انتظام میں مداخلت

کی ہے،اس لئے اپنے آپ کوصاف طور پراس دعویٰ کا پابند کرر کھا ہے کہ

وہ اصل بزرگ کا سجادہ نشین ہے

اپنا خرقہ پہنتا ہےاوراپنے گھر کے اندر میں ایک مقدس انسان کی وضع اختیار کرتا ہے۔ یہ دیکھنے سے قاصر ہوں کہ وہ اپنے عمل سے مدعی کے کسی حق میں شامل ہےاور میں نہیں خیال کرتا ہوں کہ عدالت کو کسی اجازت تحریری کی منظوری دینی چاہئے کہ وہ اپنے کواصل بزرگ کا سجادہ نشین اور قائم مقام کہلانے کا مستحق نہیں ہے''۔

مقدمہ کی اس جانچ پرتال سے اپیل ناکام ہےاورحرجہ خرچہ کے ساتھ خارج کی جاتی ہے۔

حضور پرنوراعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی مرشد انام مرجع خاص و عام مجدد سلسلۂ عالیہ اشرفیہ قدس سرہ العزیز کو معاندین وحاسدین ومخالفین نے ۱۲۹۷ء ھجری تا ۱۳۱۷ء ھجری مطابق ۱۲رجنوری ۱۸۸۰ء تا ۱۹۰۹ء مسلسل ایذائیں دیں مضطرب و پریشان کیا اسی پریشانی اورابتلا کے دور میں حضور پرنور نے دربار پاک رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم میں فارسی اوراردو کی غزلوں کے وسیلہ سے فریاد پیش کی اور مدینہ منورہ میں اپنے فدائی اورعقیدت شعار مرید ومخلص ومعتمد عاشق رسول پاک مولوی فخر الدین (۱) صاحب بریلوی کے ذریعہ پیش کروائی بحمد اللہ کشود کار اورحصول مدعاء ہوااورشرورزمانہ سے نجات پائی

محبوب ذات کبریا فریاد رس — مخصوص درگاہ خدا فریا درس فریاد رس
اے انبیاء را پیشوا فریا درس فریاد رس — ہر مقتدار ا مقتد ا فریا درس فریاد رس
عالم و علم من لدن ، دانندۂ اسرار کن — اے جائے تو عرش علا فریا درس فریاد رس
تا عرض حال خویشتن ما پیش جناب کردہ ام — دارم بدل امید ہا فریا درس فریاد رس
از دست چرخ کج خرام آمد بلایا سرسرام — شاہ رسل عقدہ کشا فریادرس فریاد رس
افتادہ ام در بے کسی للہ بفریادم رسی — اے دستگیر بے نوا فریا درس فریاد رس
کار ہمہ دنیا و دین ، وابستہ مرضی تست — اے مرجع شاہ وگدا فریا درس فریاد رس
ہر لحظ دارم التجاء ، ایں عاجز ومسکین گدا — اے حضرت خیرالوری فریادرس فریاد رس

(۱) مولوی فخر الدین بریلوی ۱۳۰۱ھ ھجری میں مدینہ منورہ ہجرت کر گئے وہ اپنا کتب خانہ بھی ساتھ لے گئے عربی و فارسی کے اچھے عالم تھے ان کا انتقال ۱۳۱۶ھ ھجری میں ہوا ان کے فرزند مولوی محمد یعقوب اور حاجی محمد ایوب ان کے ہمراہ مہاجر ہوئے تذکرہ شعراء حجاز از امداد صابری ص ۱۶۱۔

ایں اشرفی خستہ جاں گوید بصد آہ و فغاں
یا مصطفےٰ یا مجتبیٰ فریاد رس فریاد رس

اے فخر رسل شہ ہر دوسرا،کر وقید الم سے جلدرہا — مجھے رنج وفکر نے گھیر لیا میرے درد ودل کی تمہیں ہو دوا
رہے ذوق عبادت دل میں میرے اسی شوق میں انجام مرا — کوئی حارج راہ خیر نہ ہو کروں گوشے میں بیٹھ کے یاد خدا
نہ میں طالب دولت دنیا ہوں نہ امارت وعیش کی خواہش ہے — تیری الفت میں دیوانہ رہوں مجھے طالب صادق اپنا بنا
تیرے عشق میں اے محبوب خدا میری عمرعزیز گزر جائے — نہ کسی کی محبت دل میں رہے نہ کسی سے تعلق ہو مرا
کوئی مونسحال زار نہیں میری جان حزیں ہے اورغم ہے — کروں کس سے شکوۂ جور فلک ،میری کون سنے گا تیرے سوا
میں بشر ہوں بھلا کیونکر جھیلوں یہ ستم یہ جفا یہ رنج و الم — مجھے چین سے رہنا مشکل ہے مرا ضبط بھی قابو میں نہ رہا

ڈاکٹر سید نجم الدین اشرف ڈھاکا یونیورسٹی نے جوڈیشنل کمشنر کے فیصلہ کے بارے میں حکیم وجیہ الدین صاحب اوران کی جماعت کی خاطر شکنی کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔

''مورخہ ۱۷رمارچ ۱۹۰۹ء کے مذکورہ تاریخی فیصلے نے سجادہ نشین خانوادۂ حسنیہ کے مقدمہ بازی سے متعلق تخریبی منصوبوں کوخاک میں ملا دیا اوران کی جماعت کے افراد کی بھرپور انداز سے ایسی خاطر شکنی کی، کہ وہ پھر عدالت دیوانی کا دروازہ کھٹکھٹانے کی جسارت نہ کر سکے،دوسری طرف سجادہ نشیں سرکار کلاں کو گونہ عافیت میسر ہوئی اور یہ یقین بڑھتا گیا کہ ان کے بنیادی حقوق سجادگی کو اب کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوسکتا اس لئے کہ دیوانی عدالت العالیہ نے ان کے حقوق کا باضابطہ استقرار کر دیا تھا''۔

''مذکورہ فیصلے کے چند خط کشیدہ جملہ لائق توجہ ہیں اوران سے سجادہ نشین خانوادۂ حسنیہ کی مصنوعی تقدس مال اورتاجرانہ اندازفکر کی سراغ رسائی ہوتی ہے۔ کیونکہ زائرین کواپنا شیفتہ بنانے کے لئے تقدس کی خوشبو کو بڑھانے کا مشورہ اسی شخص کو دیا جائے گا جو اس خاص وصف سے تہی دامن ہواور دوسروں سے حاصل کئے ہوئے نذرانے کو حریصانہ نگاہوں سے دیکھنا اوران پر قابض ہونے کی جدوجہد کرنا اس شخص کی فطرت وعادت ہوسکتی ہے جو دینداری اور پارسائی کے اوصاف حمیدہ سے محروم ہو۔

اس اعتبار سے عدالت العالیہ کے فیصلے نے اختلاف باہمی کی اصل بنیاد کو نمایاں کرکے سید شاہ وجیہ الدین اشرف اپیل کنندہ کی شخصیت کو ایسا برہنہ کر دیا تھا۔ کہ عام لوگ بھی سوچنے لگے تھے کہ اب وہ مستقلاً گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کرینگے لیکن اس شکست مبین کے بعد بھی انھوں نے لوگوں کے حسن

ظن کا پاس نہ کیا اور شرم وحیا کے تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر عدالت ہائے فوج داری و دیوانی کو سلام کر کے انتظامیہ کے اعلیٰ افسران کی کاسہ لیسی کرنے لگے۔ ان کی مجلس شوری نے یہ تجویز کثرت آرا کے ساتھ منظوری کی تھی، کہ پولس کے افسران اور انتظامیہ کے اعلیٰ حکام سے خصوصی روابط رکھے جائیں تاکہ سید شاہ علی حسین عرف اشرفی میاں سجادہ نشین سرکارکلاں کے متعلق دو جلوس پر دفعہ نمبر ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کا نفاذ ہر سال ہوتا رہے، اس پست جارحیت سے سجادہ نشین سرکارکلاں کے بنیادی حقوق سجادگی پر کوئی اثر نہیں پڑا البتہ مقامی لوگ اور زائرین درگاہ یہ سمجھنے لگے کہ پیہم شکست کھانے کے بعد آدمی اپنے اور دوسروں کو فریب دینے کے لئے کیسی کیسی نادانیوں کا شکار بنتا جاتا ہے''۔

جلوس موئے مبارک اور جلوس خرقہ پر پابندی :

عدالت فوجداری نے اھل بسکھاری کو پہلے ہی مایوس کر دیا تھا اب دیوانی کچہری میں بھی جانے کی جسارت نہیں رہی اسلئے چودہ سال انتظامیہ کو سلام کرنے میں گزار کر پندرہویں سال ۱۹۲۴ء میں ان کو اتنی کامیابی مل گئی کہ ان کی درخواست پر ڈویژنل آفیسر ٹانڈا نے مرشد مرجع خاص و عام اعلیٰ حضرت محبوب ربانی مخدوم الاولیا کے مختار عام اور فرزند ارجمند عالم باعمل اور درویش باشغل عالم ربانی حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب کے نام زیر دفع نمبر ۱۴۴ ضابطہ فوجداری حکم نامہ جاری کیا کہ:

''ہمارے روبرو یہ حکایت پیش ہوئی ہے، کہ آپ مع دیگر اشخاص کے ایک مجمع کے ساتھ اس سال اپنے مکان واقع کچھوچھہ شریف موضع رسول پور درگاہ تک اپنے مکان خانقاہ پر مع خرقہ و موئے مبارک بہ سواری پالکی باجہ نرہی وشہنائی کے آج ۲۷ محرم کو بعد دوپہر جائیں گے، اور مثل سجادہ نشین آپ کا استقبال سلامی دروازہ پر ہوگا اور آپ کے مریدین نعرہ

اللهُ اللهُ

وغیرہ لگاتے ساتھ ہونگے ایسے مراسم شاہ وجیہ الدین صاحب سجادہ نشین درگاہ شریف اپنے مکان بسکھاری سے مع جلوس نعرہ باجہ نرہی بغرض ادائے رسم خرقہ پوشی آج درگاہ رسول پور جاتے ہیں اور ادا کرتے ہیں لہذا میں اس تحریر کے ذریعہ سے ممانعت کرتا ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ آپ اپنے مکان کچھوچھا سے مکان خانقاہ درگاہ رسول پور تک کوئی مجمع یا جلوس جس میں باجہ وغیرہ ہو ہمراہ نہ لیں اور نہ ایسے جلوس میں حصہ لیں اور حسب دستور سابق رسم خرقہ پوشی اور میلاد شریف وغیرہ آپ اپنے مکان کے اندر کرتے چلے آئے ہیں، کیجئے، اس حکم کا نفاذ تاریخ ۲۹، ۳۰، ۳۱/ اگست ۱۹۲۴ء مطابق

۲۷، ۲۸، ۲۹ محرم تک رہے گا''۔

اس طرح کی نوٹس ۱۶/ اگست ۱۹۲۵ء کو بھی جاری کی گئی۔ شاہ وجیہ الدین اشرف اور ان کی جماعت کی سعی وکوشش تھی کہ کسی طرح دفع نمبر ۱۴۴ کی خلاف ورزی ہو جائے اور ان کو پورا پورا موقع مل جائے، مگر اس جماعت کی ساری اشتعال انگیزی نتیجے کے اعتبار سے بے اثر رہی اور یہاں تک کہ ۱۶/ ربیع الآخر ۱۳۵۶ء ھجری مطابق ۱۹۳۷ء کو شاہ وجیہ الدین اشرف بھی پیغام اجل کے سامنے سرنگوں ہو گئے، ان کے بعد ان کے فرزند چہارم حکیم عبدالحی صاحب سجادہ نشین سرکار خورد ہوئے، انھوں نے متین اور سنجیدہ طبیعت پائی تھی اگر چہ باپ وجیہ الدین اور چچا مولوی شفیع کی طرح فرقۂ وہابیہ کے عقائد باطلہ کے حامی و موید تھے علماء دیوبند کے کفریات کو اسلام بنانے کے لئے۔

براۃ الابرار (۱)

کے مندرجات پر تائیدی دستخط کر چکے تھے حکیم عبدالحی صاحب نے شدت کے ساتھ محسوس کیا کہ ان کے بزرگوں نے بے نام وقار کی لڑائی لڑی اسلئے اھل خانقاہ کی روش اپنانی بہتر ہے، ان کے اس احساس کے واضح نقوش انھیں کے بیان حلفی میں دیکھے گئے جو حکیم عبدالحی صاحب نے اختلاف روایت کے باعث عرس کی تاریخوں کے تصادم سے بچنے کے لئے حاکم تحصیل ٹانڈا ضلع فیض آباد کے اجلاس پر پیش کیا تھا۔

۲۸/ محرم کی تاریخ سرکارکلاں کی ہے :

(۱) میں ۲۷/ محرم کو جلوس خرقہ پوشی کے ساتھ اپنے مکان سے خانقاہ کو جاتا ہوں اور میرے ایک دن بعد مولانا سید محمد مختار اشرف صاحب جلوس سے خانقاہ مدرسہ جاتے ہیں امسال وہ ۲۰/ مارچ کو ۲۸/ محرم مان رہے ہیں۔ حالانکہ میں اور دیگر باشندگان کچھوچھہ و بسکھاری ۲۰/ مارچ کو ۲۷/ محرم مان رہے ہیں۔

(۲) مولانا مختار اشرف صاحب کو ۲۷ محرم کو جلوس خرقہ پوشی لے جانے کا کوئی حق نہیں ہے صرف موئے مبارک جاتا ہے۔

(۳) مجھے ۲۸/ محرم کو جلوس خرقہ پوشی لے جانے کا کوئی حق نہیں ہے۔

شاہ شفیع کے بیانات کی صداقت:

شاہ شفیع صاحب نے جیسی طبیعت پائی تھی وہ انکے گفتار و کردار سے واضح ہے ان کے بیانات اپنے بزرگ شاہ حسین صاحب کی تکذیب کرتے ہیں اور حکیم عبدالحی صاحب کے بیانات تحریری شاہ شفیع کے بیانوں کا بتلان کرتے

(۱) علماء دیوبند کی فریب کاریوں کا پردہ الصوارم الھندیہ میں مولانا حشمت علی خاں لکھنوی نے فاش کیا تو دیوبندیوں نے اپنے ہم عقیدہ مولویوں کی تائیدوں سے براۃ الابرار شائع کرائی حکیم سید عبدالحی صاحب نے براۃ الابرار پر تائیدی دستخط کیا۔

ہیں، حکیم عبدالحی کا تحریری بیان گزر چکا کہ ۲۷ محرم کو جلوس موئے مبارک جاتا ہے اور ۲۸ رمحرم کو جلوس خرقہ پوشی سرکار کلاں کا جاتا ہے اور ۲۸ رمحرم کو جلوس خرقہ پوشی لے جانے کا مجھے کوئی حق نہیں ہے، مگر ان کے چچا مولوی شفیع صاحب لکھتے ہیں:

''۱۹۲۴ء میں جب شاہ علی حسین صاحب اس قسم کے جلوس کے ساتھ جیسا کہ سجادہ نشین کے ہمراہ ہوتا ہے درگاہ شریف کے راستے سے اپنے مکان میں جانا چاہا تو سجادہ نشین کی طرف سے استغاثہ دائر کر دیا گیا اور جناب شاہ صاحب کا جلوس روک دیا گیا، اور ہر سال عرس میں بخلاف شاہ صاحب نوٹس حسب دفع نمبر ۱۴۴ جاری کیا جاتا ہے''

حضرت مخدوم المشائخ مولانا سید شاہ محمد مختار اشرف مدظلہ سجادہ نشین سرکار کلاں ۱۹۳۶ء اور ۱۹۵۵ء اپنا جلوس اسی راستہ سے لے جاتے رہے شاہ شفیع کے داماد سید لیاقت حسین کے مشورہ پر حکیم عبدالحی نے پرامن اھل خانقاہ کی روش سے قدم باہر نکالا اور ۱۹۵۶ء میں عرس سے پہلے ایک درخواست ایس۔ڈی، ایم ٹانڈہ کو دیکر اجازت حاصل کر لی کہ حضرت مخدوم المشائخ سجادہ نشین کے دونوں جلوسوں پر ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کا نفاذ کیا جائے، حضرت مخدوم المشائخ مدظلہ نے بالمشافہ متعلقہ حاکم کو ضروری کاغذات دکھا کر ۱۴۴ کے حکم کو تبدیل کرایا۔

''جناب محمد میاں نے آج کی شام کو مجھے جناب عبدالحئی صاحب کے دیئے ہوئے بیان بابت ۱۹/ مارچ ۱۹۳۹ء کی ایک نقل دکھائی، یہ بیان ظاہر کرتا ہے کہ موء مبارک کو مریدین اور دوسرے عام لوگ کچھوچھا سے جناب محمد میاں کی خانقاہ میں واقع درگاہ میں ۲۷ رمحرم کو لے جاتے ہیں، دونوں تقاریب میں سے کسی پر آدمیوں کی تعداد کی قید دکھائی نہیں دیتی ہے۔ وہ احکام جو چند گھنٹے پہلے جاری کئے تھے ۱۹/ مارچ ۱۹۳۹ء کی بہ نسبت بہت پہلے کی تاریخوں کے دستاویزات پر مبنی تھے، لہذا آج کے چند گھنٹے قبل جاری کردہ احکام میں ترمیم کرتا ہوں کہ ۲۷ محرم کے جلوس موئے مبارک اور ۲۸ محرم کے جلوس پر آدمیوں کے تعداد پر پابندی نہیں لگے گی''۔

۲ ستمبر ۱۹۵۶ء کے مذکورہ حکم سے شاہ عبدالحئی صاحب اور ان کے حلقہ بگوشوں کو زبردست ہزیمت ہوئی اور حضرت سجادہ نشین سرکار کلاں اپنے دونوں جلوس ۱۹۳۶ء تا ۱۹۵۵ء والی شان سے لے گئے اس جلوس کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ وہ ارمان شاہ والی گلی کے پرانے گندے اور تنگ راستہ سے جانے کے بجائے نئے تعمیر کردہ گیٹ سے لے جائے گئے، اس نئی تبدیلی سے فریق مخالف کے احساس ہزیمت نے اپنے بطن سے انتقامی جذبے کو پیدا کیا، جس میں شوروشر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ۱۹۵۸ء تک انہیں پیہم شکستوں کا منہ دیکھنا پڑا۔ ۱۹۵۹ء میں مقامی پولس کو اپنا ہمنوا بنا کر ۱۸ر جولائی کو تھانہ بسکھاری سے ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے لاگو ہونے کی رپورٹ کرائی اور ایس، ڈی، ایم

ٹانڈہ نے دلداری کی خاطر ۲۵ جولائی کو دونوں جلوس پر ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کا نفاذ کردیا اور نئے تعمیر کردہ گیٹ کے بجائے ارمان شاہ والی گلی کے پرانے راستے سے لے جانے کا حکم جاری کیا۔

حضرت سرکار کلاں مدظلہ صبر وسکوت کے ساتھ سرکاری حکم کی پابندی کے ساتھ ارمان شاہ والی گلی سے خانقاہ میں جلوس لے گئے، اور عرس مبارک کی تقریبات انجام دیں اس کے بعد حاکم ضلع کی ذاتی پسند وناپسند کی سالانہ دردسری سے بچنے کے لئے ۲۵ رجولائی ۱۹۵۹ء والے حکم زیر دفعہ کے خلاف عدالت العالیہ الہ آباد میں نظر ثانی کی درخواست پیش کردی، مورخہ ۲۰ رمئی ۱۹۶۰ء کو عدالت العالیہ نے اپنا یادگاری فیصلہ صادر کردیا۔

عدالت العالیہ کا یادگار فیصلہ :

''یہ ایک نظر ثانی کی درخواست ہے جو مجسٹریٹ کے جاری کردہ حکم زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطۂ فوجداری کے خلاف ہے۔

''ضلع فیض آباد کے موضع رسول پور درگاہ میں حضرت مخدوم صاحب سلطان سید اشرف جہانگیر کی ایک درگاہ ہے، اس بزرگ کے ماننے والوں میں اب دو جماعتیں ہیں ایک کی سربراہی سید مختار اشرف صاحب کرتے ہیں اور دوسری کی عبدالحئی اشرف، درخواست دہندہ کی جماعت کے سربراہ سید محمد مختار اشرف نے اپنی ذاتی رقبہ زمین پر ایک بڑا گیٹ تعمیر کیا جس سے انہوں نے اپنے جلوس کو لے جانا اور محدود کرنا چاہا۔ ۱۹۵۹ء میں جب سالانہ تقریب نزدیک پہونچی تو مخالف جماعت کے سربراہ عبدالحئی اشرف نے اس مقصد سے ایک درخواست دی کہ درخواست دہندہ کی جماعت بشمول سید محمد مختار اشرف کو اپنے مغربی راستے سے اپنے ذاتی رقبہ زمین پر جانے کی اجازت نہیں دینی چاہئے بلکہ انہیں حکم دینا چاہئے، کہ وہ دوسرے راستے جسے ارمان شاہ کی گلی بتایا گیا ہے، سے جائیں، اور اپنے احاطہ میں ایک مختصر راہ سے داخل ہوں، جسے وہ سالہائے گذشتہ میں استعمال کرتے رہے اس درخواست پر۔ ایس او بسکھاری نے یہ کہتے ہوئے رپورٹ تیار کی، کہ سید محمد مختار اشرف کے ماننے والوں نے اپنے رقبہ زمین پر ایک گیٹ نیا تعمیر کیا اور اس گیٹ پر فضیلت کے مخصوص الفاظ کندہ کرالئے، اور اب اگر انہیں اس گیٹ سے داخل ہونے کی اجازت دی گئی تو ماننے والوں کا یہ تاثر ہوگا کہ :

وہ اصل سجادہ نشین ہیں

اور اس طور سے مخالف جماعت کے سربراہ سید عبدالحئی اشرف کے حقوق خطرے میں پڑ جائیں گے اس خاص سبب سے اور دوسری بھی بنیاد کہ سالہائے گذشتہ میں جلوس پرانے راستہ موسومہ ارمان شاہ

کی گلی سے نکالا جاتا رہا، ایس، او نے سفارش کی کہ ایک حکم ہونا چاہئے جوجلوس نکالنے والوں کے ساتھ سید محمد مختار اشرف کو روک دے اور انہیں پرانے راستے سے ارمان شاہ کی گلی ہوتے ہوئے جلوس نکالنے کی ہدایت دے، یہ حکم ۲۵ جولائی ۱۹۵۹ء کو جاری ہوا اس حکم کے موصول ہونے پر مجسٹریٹ نے سید مختار اشرف کو بغیر موقع دیتے ہوئے کہ وہ اپنے معاملہ کو ظاہر کریں فوراً زیر دفعہ ۱۴۴ کا یک طرفہ نفاذ کردیا۔

متذکرہ بالا حقائق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حکم تمام تر غیر منصفانہ ہے، پہلے درجے میں مجسٹریٹ نے کوئی جانچ پڑتال نہیں کی، اور کسی معقول نتیجے پر نہیں پہونچا، جو دونوں جماعتوں کو دیئے ہوئے مواقع پر منحصر ہوتے ہیں، ظاہر کرتا ہے کہ سید مختار اشرف کو نکالے ہوئے جلوس سے مخالف جماعت کے مذہبی احساسات یا شہری حقوق واقعی مجروح ہوتے ہیں۔

سید مختار اشرف کا یہ حق ہے کہ وہ اپنے جلوس کو شاہراہ عام سے نکالیں اور کسی بھی دروازہ یا گیٹ سے اپنے احاطہ میں داخل ہوں، جسے وہ اپنے مفاد میں بہتر خیال کرتے ہیں، محض اس وجہ سے انہوں نے مخصوص الفاظ اس گیٹ پر لکھدیئے ہیں اور وہ گیٹ ایک ایسے مقام پر ہے جہاں ماننے والوں کی ایک کثیر تعداد جمع ہوتی ہے، مکمل طور پر انہیں، پیے گیٹ سے اپنی ذاتی عمارت میں داخل ہونے کی مخالفت کے لئے کوئی بنیاد نہیں ہے۔

اگر مخالف جماعت ایسی ہی حساس ہے تو وہ ایک لمبا اور بڑا گیٹ بنا سکتی ہے اور یہ تاثر دے سکتی ہے کہ وہ بڑی اہم جماعت ہے، مجسٹریٹ کو حکم زیر دفعہ ۱۴۴ کے جاری کرتے ہوئے اور اس دفعہ کے تحت انہیں دیئے ہوئے ناگہانی اور آزادانہ اختیارات کو نافذ کرتے ہوئے پہلے مطمئن ہونا چاہئے کہ: موجودہ معاملے میں یہ دکھائی دیتا ہے کہ اس اختیار کا استعمال ایک جماعت کی امدادی غرض کے لئے ہے کہ وہ اپنا وقار قائم رکھے اور دوسری جماعت کو اپنے حقوق کے استعمال کرنے اور اپنے مقام بڑھانے کی روک تھام کے لئے ہے، مجسٹریٹ کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اس طرح سے ایک جماعت کا آلہ کار بن جائے۔

چونکہ یہ واقعہ پہلے ہی رونما ہو چکا ہے بس وہ سب جو میں نے اوپر کہا ہے وہ مستقبل میں رہنمائی کے لئے ہے، کہ اس طرح کے حالات کا وقوع پذیر ہونا قرین قیاس ہے، اس چھان بین کے ساتھ نظر ثانی کی درخواست منظور کی جاتی ہے۔''

عدالت العالیہ کے فیصلے نے مذکورہ بالا یادگاری فیصلہ کر کے بیک وقت ایک انجکشن سے دو بیماریوں کو دفع

کیا، ایک طرف شاہ عبدالحیٔ اور ان کی جماعت کے دفعہ ۱۴۴ والے سالانہ مذاق کا جڑ توڑ علاج کردیا اور دوسری طرف مجسٹریٹ کو پابند کردیا کہ مستقبل میں یک طرفہ اور غیر منصفانہ روش اختیار کر کے کسی ایک جماعت کا آلہ کار نہ بن سکے۔

اس یادگار فیصلے میں فاضل جج نے حضرت محبوب یزدانی غوث العالم قدس سرہٗ کی درگاہ سے وابستہ دو جماعتوں اور ان دو سربراہوں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا اور مخدوم المشائخ حضرت مولانا سید شاہ محمد مختار صاحب سجادہ نشین کے حقوق تسلیم کر کے ان کو مختار کردیا کہ جس شاہراہ سے چاہیں اپنا جلوس لے جائیں۔

اب تک جتنے حوالے بیان میں آئے ان سے یہ امر ظاہر و روشن ہو گیا کہ اہل بسکھاری خانوادہ حسینیہ سرکار خورد کی شورش پسند جماعت کی کاروائیاں سراسر ناحق اور ایضاع حقوق اور منصب کے غصب کی سیاہ چادر میں لپٹی ہوئی تھیں، اور شاہ حسن اور حکیم وجیہ الدین اور ان کے ہمنواؤں نے پچاس برسوں تک حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کو نرغہ میں لے کر پریشان کیا۔

حجرۂ چلہ کشی کے انہدام کی کارروائی:

اندرون احاطہ درگاہ معلیٰ حضرت غوث العالم محبوب یزدانی قدس سرہٗ زیر پائیں مزارات متبرکہ حضرت شاہ راجو و حضرت شاہ نیاز اشرف قدس سرھما، اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیا محبوب ربانی قدس سرہٗ کے حجرہ چلہ کشی پر مخالفین و معاندین کی کڑی نظر تھی وہ حجرہ ان سے دیکھا نہیں جاتا تھا، یہ خام حجرۂ منورہ جس میں اکابر رجال اولیائے پروردگار کی تشریف آوری ہوتی تھی، جس میں مقیم رہ کر حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ نے سلوک کی تکمیل فرمائی، جس میں سے حضور کے شورانگیز عارفانہ اضطراب و انتساب کے کلمات بلند ہوتے تھے، مخالفین و حاسدین کی شرپسندی کی نذر ہو گیا، رات کی تاریکی میں درگاہ معلیٰ کے بدنہاد خادموں کے اشتراک سے منہدم کردیا گیا، حضرت محدث صاحب قبلہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی کورٹ میں حضرت عالم ربانی محبوب حقانی مولانا سید شاہ احمد اشرف قدس سرہٗ کی طرف سے استغاثہ دائر ہوا، حضرت محدث صاحب تحریر فرماتے ہیں:

> ''بعض احباب بار بار دریافت فرماتے ہیں کہ مہابیر بنیا نے جو مکان قبرستان جدی خاندان شاہ حسن رحمت اللہ علیہ میں بمقام درگاہ شریف بنایا تھا، اس کا کیا حشر ہوا، اور حجرۂ اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ سجادہ نشین صاحب قبلہ کے متعلق کیا طے ہوا اون احباب کی اطلاع عام کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اشرفی میں اس کا بیان شائع کرادیا جائے کہ ہر دو مقدمات میں عالی جناب مستغفی عن الالقاب محمد احمد کریم بہادر جوڈیشل سب جج فیض آباد نے یہی فیصلہ کیا کہ:

''مہابیر کا مکان منہدم کرادیا جائے اور منہدم کردہ حجرہ شیخ المشائخ دوبارہ تعمیر کرایا جائے''۔

مقامی غیر مقامی لوگ حاکم ممدوح کی حقیقت پسندی اور واقعہ بین نگاہوں کی قدرداں و دعاخواں ہیں ولـلّٰـه الحمد (۱) قابضان درگاہ اہل بسکھاری نے راتوں رات جس طرح حجرۂ چلہ کشی کو ڈھایا اسی طرح اس مقام پر حضرت اشرف الاولیاء مولانا شاہ سید اشرف حسین کے خلیفہ مجاز حضرت شاہ عزیز اشرف کے فرزند سید شاہ امام الدین اشرف کو مدفون کیا جو حضرت شاہ حمایت اشرف کے برادرزادہ تھے اور جب مولوی شفیع کا انتقال ہوگیا تو وہ بھی اسی جگہ دفنا دیئے گئے۔

اس زمانے میں اس مقدس مقام پر قبریں بنی ہوئی ہیں، قبروں کا ہٹانا شیوۂ اشراف نہیں اس لئے پھر کوئی کاروائی نہیں ہوئی۔ ۱۸۹۵ء میں ایک تحریر میں سید محمد احمد سب جج ابن سید محمد صاحب برادر اکبر سر سید احمد بانی علی گڑھ کالج نے لکھا تھا۔

''میں بعہدۂ سب جج فیض آباد میں کئی مرتبہ رہا اور حاجی سید علی حسین شاہ صاحب سے اکثر ملاقات ہوتی تھی، کبھی کسی مقدمہ میں شاہ صاحب کو حاضر عدالت نہ دیکھا نہ سنا''۔

ان تمام مقدموں میں حضرت مولانا نعیم الدین اشرفی الجلالی صدر الافاضل مرادآبادی حضرت مولانا سید شاہ اشرف صاحب کے قدم بہ قدم شانہ بہ شانہ سرگرم رہے، اور مخدوم المشائخ کے عہد میں حضرت محدث اعظم ہم دوش و ہم خیال رہے۔ یہ مقدمہ اب بھی چل رہا ہے۔

(۱) ماہنامہ اشرفی ۱۹۳۷ء

باب ۶

حج و زیارت کے اسفار اور مقامات مقدسہ کی حاضریاں

سفر حج و زیارت :

اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ نے ۱۲۹۳ ہجری میں حج اول کیا اور دربار رسالت سے بعض نعمتیں خاص طور پر حاصل ہوئیں ۱۳۲۳ ہجری میں حج دوم میں بعض اذکار و اشغال کی اجازت مشائخ حرمین شریفین سے حاصل ہوئی، ۱۳۲۹ ہجری میں حج سوم میں زیارت طائف شریف، مدینہ منورہ، بیت المقدس و دیگر عالیہ شام و مصر و حامہ شریف، حمص شریف میں حاضر ہوکر وہ نعمتیں حاصل کیں جن کی تفصیل کے لئے ایک مطول کتاب درکار ہے، آخری حج و زیارت ۱۳۵۴ ہجری میں ہوا اس مرتبہ مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ کے اکابر و مشائخ نے حضور کے دست حق پرست پر بیعت کیں اور اجازتیں لیں۔

حضور پرنور مخدوم الاولیاء مرشد العالم قدس سرہٗ کے حج و زیارت کے سفروں کے احوال لکھے نہیں گئے لیکن

پھر بھی بعض بیانات محفوظ ہوگئے ،ان سے واقعات کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔حضور پرنور مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ نے ۱۳۲۹ ہجری کے حج کے بعد ۱۳۳۰ ہجری میں زیارت دربار نبوی علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا شرف حاصل فرمایا۔ مدینہ منورہ کی حاضری کے زمانہ میں مقامات مقدسہ کی حاضری وزیارت کا ارادہ فرمایا،اس کے بعد کا بیان حضور کے قلم مبارک سے محفوظ ہوگیا ہے۔فرماتے ہیں:

''یہ خیال ماہ ربیع الاول ۱۳۳۰ ہجری میں بعد زیارت حرمین شریفین وحصول حج اکبر جب سفر شام و بیت المقدس وحلب ،مصر کا ارادہ کیا تھا،بضرورت سامان سفر بحضور رب العزت مقام مدینہ منورہ میں عرض کیا،تیسرے دن حق تعالیٰ نے اپنی قدرت سے پورا سامان سفر کر دیا''۔

حضور پرنور مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ نے اپنے بیان مبارک میں جس ''خیال'' کا ذکر فرمایا ہے اسے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

خیال

داتا نرنکال ، کرتار و جگت شوائیں، سرجن ہارے

داتا نرنکال

منگتا جو تم سے کچھ مانگے ،پاوے ترنت پلک بن مانگے

داتا نرنکال

تمرے گوہیاں بن کے ،داتا کہاں میں جاؤں کہیہ دُوارے

داتا نرنکال

مانگت ہوں میں تم سے بھکھیا،دیدو اے جگ پالن ہارے

داتا نرنکال

چنتا کچھ ہور ہے،نہ من مَیں سمروں تم کا سانجھ سکارے

داتا نرنکال

دھیان گیان میں رہے،اشرفی سکل جہاں سے ہو کے نیارے

داتا نرنکال

دربار رسالت میں مناجات کی مقبولیت :

تیسری بار ۱۳۳۰ ہجری میں دربار رسالت مآب علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی حاضری وزیارت کے موقع پر حضور پرنور مخدوم الاولیاء،مرشد انام مرجع خاص وعام نے فارسی میں بارگاہ نبوی میں مناجات پیش کی ،یہ مناجات بارگاہ نبوی میں سماعت کے شرف سے مقبول ہوئی ،حاجی نواب محمد اسحاق خاں صاحب سکریٹری علی گڑھ کالج نے عالم رویا میں دیکھا،کہ یہ مناجات بارگاہ پاک میں پڑھی گئی ،حاجی نواب محمد اسحاق خاں صاحب مشہور رئیس عالم ودرویش نواب حاجی محمد مصطفیٰ خاں شیفتہ رئیس جہانگیر آباد کے صاحبزادے تھے ،ان کے بڑے بھائی نواب محمد علی خاں رشکی متوفی ۱۸۹۹ء تھے،ان سے حضور پرنور مخدوم الاولیاء کے مرید اور خلیفہ مقرب حضرت آغا صفدر حسن مرزا دہلوی متوفی ۱۳۴۳ھ کی حقیقی بہن منسوب تھیں ،اور حضرت آغا صفدر حسن مرزا صاحب کی اہلیہ (۱) بیگم زینت محل اہلیہ حضرت بہادر شاہ ظفر شاہ ہند کی حقیقی بھتیجی تھیں ،انہیں حضرت آغا صفدر حسن مرزا صاحب کی محل سرائے میں نواب حاجی اسحاق صاحب نے اپنی رویت کا واقعہ حضور مخدوم الاولیاء کو سنایا تھا۔حضور پرنور مخدوم الاولیاء نے تحریر فرمایا تھا:

''نواب حاجی محمد اسحاق خاں صاحب سکریٹری محمڈن کالج علی گڑھ نے عالم رویا میں دیکھا کہ یہ مناجات بزم پاک میں پڑھی گئی اور اس وقت سید صالح آفندی حاضر بزم تھے،اسی بنا پر وہ سید صاحب سے طریقتاً فیضیاب ہوئے''۔

یہ مختصر سی عبارت جس میں جہانِ معنوی پوشیدہ ہے اور مفصل ہوتی تو بات اور ہوتی ،بہر حال مناجات شریفہ کی مقبولیت اظہر من الشمس ہے اور صاحب مناجات کی دربار پاک حضرت رسالت مآب ﷺ میں

(۱) ان کا نام حسن زمانی بیگم تھا۔حضور کی بیعت سے مشرف تھیں،انہیں کے فرزندار جمند معروف ادیب اور درویش آغا حیدر حسن مرزا دہلوی متوفی ۱۹۷۶ء تھے۔

پزیرائی بھی نمایاں ہے مناجات میں اٹھتر اشعار ہیں، جذب وکیف اور سرشاری و بےخودی، سوز باطنی اور دل کی بے قراری اور درخواست کی مقبولیت اور شرف ہمکلامی کی بلندی و رفعت بھی حد بیان سے ماوراء ہے، یہ درخواست و مناجات ایسی نہیں ہے کہ سرسری نگاہوں سے دیکھی جائے۔

اے عربی خاتم پیغمبراں   تاج کرم سرور افسراں
اے در تو جائے مناجات من   کعبۂ دین، قبلۂ حاجات من
مامن و ماورا ئے غریباں توئی   مرجع جن و انساں توئی
بہر سلام تو غلامان تو   حاضر دربار خدا شان تو
ما ہمہ خوانیم صلوٰۃ و سلام   خوش کہ بفرمائے علیک السلام
گر شنوم از تو جواب سلام   فخر و مباہات نمایم مدام
زانکہ جوابے بسلام غلام   بہ کہ کنم بر تو ہزاروں سلام
جز درِ ولائے تو ای نور جاں   نیست مراجائے نجات داماں
حاضر دربار شریفم مگر   داشتہ انبار گناہاں بسر
از کرم و از رہ لطف شہی   بار کرم ازسر من وارہی
سید و سلطان زمین و زماں   واسطۂ بخشش ما عاصیاں
از پئے بخشائش ماپیر گناہ   پیش خداوند جہاں عذر خواہ
دست من عاجز و بے چارہ گر   نیست کے جز تو مرا دستگر
سائل مسکین بدرت آمدہ   طالب لطف و کرامت آمدہ
دست کشا کجانب زنبیل من   سرور دین، شاہ زمین و زمن
بر تو آمدہ ام چوں گدا   منتظر تاچہ نمائی عطاء
جملہ تمنائے من دلفگار   ہست عیاں پیش تو اے تاجدار
نیست مرا حاجت اظہار حال   زانکہ تو دانی ہمہ پیش از مقال
با کہ کنم عرض تمنائے خویش   جز درت اے مرہم ہر سینہ ریش

کہ بمراد دل خود میر سم   بے سر و ساماں شدم و بیکسم
بے کس و رنج و غم من بہ بیں   نیست مرا حامی و قریں
مرجع مخلوق خدائے جہاں   مظہر حق، واقف سرّ و عیاں
ذات شریعت چوں نہ گشتی عیاں.   ہیچ نہ بودے زد و عالم نشاں
از سبب ذات تو اے ذی وقار   گشت خدائی، خدا آشکار
خلد بریں است اگر بر زمیں   ہست ہمیں روضۂ سلطان دیں
گنبد خضریٰ تو آراستہ   بہ زجناں رونق نو خواستہ
در دل ویرانۂ من جا نما   ای زتو آبادیٔ ویرانہ ہا !
ہمچو مدینہ بدلم جا گزیں   زانکہ دریں خانہ کہ گردد مکیں
نور تو دل را چو میسر شود   خانۂ تاریک منور شود
دیدہ بگرید بہ تمنائے تو   حسرت دل ایں کہ شود جائے تو
طاقت صبر از دل من طاق شد   قصہ من شہرۂ آفاق شد
خاطر آشفتہ ام اے نور حق   از غم ہجراں تو دارم قلق
تابکے از سوز فراق تو من   سوزم از درد شود نعرۂ زن
سید عالم نظر از کرم   برمن دلدادہ و دیوانہ ام
غیر تو کس نیست مرا چارہ ساز   سید والاشہ مسکیں نواز
رحم بحال من بے چارہ کن   چارہ ندارم تو مرا چارہ کن
از پئے دیدار رخ حق نما   دیدہ طلبگار کہ بیند ترا
کاش جمالت نظر آید بخواب   ایں دل تاریک شود نور یاب
بوسہ زنم برکیف پایت بجوش   و ز دل پردرد بر آرم خروش
کای عربی ابطحی و یثربی   بندہ تو مشرقی و مغربی
ای شہ امی لقب، عالی نسب   در غم تو سخت کشیدم لقب
باز بگرداں ز حضوری جدا   امی بہ تو صد جان و دل من فدا
جان من و جان من و جان من   روح رواں تن بے، جان من

برقعہ می ندارد از برخ بعد ازیں روئے تو آئینہ حق الیقیں
تا بجہاں است مرا زندگی باد زدیدار تو خور سندگی
شکوہ ہجراں نرود بر زباں دولت وصل تو کند شادماں
ایکہ حیات ابدی وصل تو منظر نور صدی وصل تو
شکل بشر آمدہ حبذا جلوۂ ذات احدی مرحبا
از او بت گو کہ نہ گویم خدا لیک ندانم ز خدایت جدا
ذات تو حق است بحق حق نما اے بسرا پردۂ وحدت نما
سر خداوندی و حق سر تست ذات تو شد از ہمہ عالم نخست
چوں نکند عشق خدائے قدیر بسکہ تو در حسن خودی بے نظیر
آدم و عالم، ہمہ شیدائے تو شیفتۂ حسن دل آرائے تو
کیست بجز ذات شریف شما کز از لش عاشق و شد خدا
صدقۂ محبوبی خود یا رسول عرض من خستہ جگر کن قبول
اے قسم خورد بعمرت خدا سوئے رہ عشق خودم رہنما
الفت اغیار رود از دلم برزخ زیبائے تو شیدا شدم
آتش عشق تو، بود مشتعل دل نہ بغیر تو شود مشتعل
زندگی و موت بعشق تو باد غیر ازیں ہیچ نخواہم مراد
باز نماند ہوئے درد دلم نور مجسم شود آب و گلم
اشرفیا بردر سلطان دیں ہست دعایت بہ اجابت قریں
بہر مناجات و حصول مرام بہتر ازیں نیست بعالم مقام
زود بہ آداب بصد التجا باز دگر عرض بکن کے شہا
بندہ ام و تابع فرمان تو بلکہ غلامے ز غلامان تو
وقت بپا گشتن روز قیام از لحد خویش چو خیزد غلام
نعرۂ زنان شور کناں از فرار عرض کند پیش تو اے تاجدار
کے مدنی، مکی و شاہ رسل باعث پیدائش ہر جز و کل
من بہ جہاں در غم تو سوختم دیدۂ خود از ہمہ باد و ختم

گشت نہ امروز قیامت بپا برسر اوج آمدہ تقدیر ما
روئے تو من بینم و بندگان شاد و غم آزاد مسرت کناں
آمدہ وقت کرم عام تو بہرہ بپایم زانعام تو
دامن لطف و کرم خود کشا برسر ما، سایہ فگن از عطاء
سیر بہ بینم رخ زیبائے تو سر بہ نہم زیر کف پائے تو
ہست تمنائے من بے نوا پیش جنابت رسد ایں التجا
از لب جاں بخش تو آید خطاب جملہ دعائے تو شدہ مستجاب
بر در پاکم چو گذر شد ترا زور بیابی ہمہ مقصود با
چوں بر سد مژدہ قبول دعاء باز نماند ہوس مدعا
اشرفیا بردر خیر الانام
عرض کن از شوق صلوٰۃ و سلام

آخری سفر حج وزیارت کا خصوصی انتظام :

اعلیٰ حضرت حضور پرنور مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ' بسلسلۂ رشد و ارشاد لاہور میں مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف میں تشریف فرما تھے، کہ حضور پرنور کے نواسے اور خصوصی پروردہ حضرت محدث اعظم مولانا الحاج سید شاہ محمد قدس سرہ' نے بمبئی سے ایک عریضہ حضور پرنور کی خدمت میں ارسال کیا اور اس میں تحریر فرمایا، کہ حضور سفر حرمین طیبین کا عزم فرمالیں، سفر کے مصارف کا میں انتظام کروں گا۔ آپ چلے آئیں۔ سیدی استاذ العلماء مفتی اعظم پاکستان مولانا سید ابوالبرکات اشرفی امیر و شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف بیان فرماتے ہیں کہ :

''حضرت نے فرمایا، فقیر اپنے پیسے سے حج وزیارت کو جائے گا، اور اعلیٰ حضرت نے اپنی جیب سے نکال کر تین روپئے عطا فرمائے اور فرمایا۔ لو ایک ایک پیسہ اس کا بھنا کر لے آؤ۔ جب میں لے کر آیا تو فرمایا مسجد وزیر خاں کی سیڑھیوں پر بیٹھ جاؤ۔ ایک ایک پیسہ کر کے سب میں تقسیم کر دو، بلا لحاظ امرو غریب اور صغیر و کبیر، آج فقیر اللہ تعالیٰ سے کاروبار کرے گا''۔

''بعد نماز عصر اعلیٰ حضرت قبلہ اپنے کمرہ میں رونق افروز تھے، جب دو غیر معروف آدمی جو سفید ریش اور بہت خوبصورت تھے، حاضر خدمت ہوئے اور قدمبوسی کی، اس کے بعد انہوں نے اعلیٰ حضرت قبلہ کے فرش کے نیچے کچھ رکھا اور چلے گئے۔ حضور نے مجھ سے فرمایا، فرزند ابوالبرکات اس کے نیچے

دیکھو کیا ہے، جب میں نے دیکھا اور نکالا تو پیسے تھے جو حج کے تمام اخراجات کے لئے کافی تھے، ان کی مقدار تین سو کی تھی''۔(۱)

اعلیٰ حضرت حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کا یہ چوتھا اور آخری سفر حج و زیارت تھا، حلقہ ارادت میں خبر عام ہوئی تو ایک قافلہ و کارواں بھی سعادت ہمرکابی کے لئے ہمراہ ہوا، حضرت استاذ العلماء حجۃ الاسلام مولانا حکیم نعیم الدین اشرفی الجلالی مرادآبادی کا قافلہ بھی شامل ہوگیا۔ حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کا یہ سفر نہایت ذوق وشوق کے ساتھ شروع ہوا، جہانگیری جہاز میں قطع سفر کے لئے جگہ دستیاب ہوئی، حضور پرنور نے جہاز کے سفر کے دوران ایک اردو غزل عارفانہ اور بزبان پوربی ٹھمری موزوں فرمائی، بامعان نظر دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوگا، کہ یہ مبارک سفر خاص دربار رسالت کی طلبی پر ہوا۔ رؤف ورحیم ﷺ کا جود الطاف وکرم حضور پرنور کو استحقاق بخش چکا ہے۔

''غزل نعتیہ''

در احمد پہ یہ مسکین گدا آتا ہے　　دیکھیں دربار سے، سرکار کے کیا پاتا ہے

اب تو دکھلا رخ انور کی تجلی مجھ کو　　جو ملا آپ سے، دیدار خدا پاتا ہے

اے شہنشاہ مدینہ نظر لطف ادھر　　مستحق کرم و لطف و عطا آتا ہے

طالب دولت عرفان کا دامن بھردو　　کوئی خالی نہیں، اس در سے کبھی جاتا ہے

تھا کہاں ہند میں پہونچا میں عرب کیوں کر　　کیا خبر کس کو؟ مجھے کون لئے جاتا ہے

یاں نظر تھی سر و ساماں پہ، مگر بے ساماں　　تاجدار مدنی کھینچے لئے جاتا ہے

عیش دنیا کی نہ خواہش ہے نہ جنت کی طلب　　ہاں غلامی میں شہ دیں کے شرف پاتا ہے

آرزوئے دل حسرت زدہ پوری ہوجائے　　وہ عطا کیجئے جو دل کو میرے بھاتا ہے

آستانہ پہ کرے عرض تمنا کیوں کر

اشرفی شامت اعمال سے شرماتا ہے

(۱) روایت جناب آصف لاہوری تحریر مولانا خالد سیف بھاگلپوری۔

''ٹھمری''

چل رے جیئرا، چل رے جیئرا تو کا نبی جی بلاوت ہیں

اب دکھ درد گیو سب تورا، درشن کے دن آوت ہیں　　چل رے جیئرا

من کی آس بھئی سب پوری، سُوٹ بھاگ جگاوت ہیں　　چل رے جیئرا

چاند مدینہ کے پاٹ پہ بیٹھے، جگ میں جوگ دکھاوت ہیں　　چل رے جیئرا

جیو، جوبن، سب ان پرواروں، جو مہکا من بھاوت ہیں　　چل رے جیئرا

ان کے نام پہ میں بلہاری، جس کی چیری کہاوت ہیں　　چل رے جیئرا

بن درشن جیا مانت نہیں، کاہے کا ترساوت ہیں　　چل رے جیئرا

اوٹھا اے اشرفی درس بروگی، داتا درس دکھاوت ہیں　　چل رے جیئرا

اعلیٰ حضرت حضور پرنور مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کے سفر حج و زیارت کے احوال کی تفصیل دستیاب نہیں، جس سے خصوصی واقعات کا علم ہو۔ حضرت استاذ العلماء مولانا حکیم سید نعیم الدین اشرفی الجلالی مرادآبادی قدس سرہٗ کی صرف ایک عارفانہ غزل دستیاب ہے، اس سے حضور پرنور کے انوار و برکات کا علم حاصل ہوتا ہے، اور یہ راز فاش ہوتا ہے کہ مرد مومن کے قلب انور کے انوار و تجلیات کی کیا حیثیت اور کیا حقیقت ہے، حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ نے بحالت طواف جو مشاہدہ کیا اس کو اسی حال میں موزوں فرمالیا۔

شد قبلہ دلم چوں بکعبہ طواف را　　پرنور کرد از رخ انور مطاف را

بارید در نرگس و سیراب تر نمود　　گل راند، چاہ را و صراحی صاف را

اے مہر جلوۂ چوں رخ مہر وفا بکن　　ورنہ خجل نشیں کہ چہ حاجت گزاف را

افشاند گل را از لعل و زاں گل بساعتے　　بخشید نور آئینہ کوہ قاف را

دل پارہ پارہ کرد خدنگ نگاہ یار　　ہم تیرا در بدوخت لب ہر شگاف را

آوردہ ایم کاسہ سر بخدمتش　　زاں آرزو کہ بشکند آں مہہ صحاف را

اے دستگیر دست نعیم حزیں بگیر

آں جا کہ حزن نیست مراہل عفاف را

حضرت سرکار اعظم مدینہ منورہ میں واقع ایک واقعہ کا ذکر مدینہ منورہ کے ذکر پاک کے سلسلے میں لکھنا زیادہ مناسب معلوم ہوا، یہ روایت استاذ العلماء حضرت مولانا الحاج محمد یونس صاحب نعیمی اشرفی سابق مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد کی سیدی حضرت مولانا الحاج سید شاہ اظہار اشرف قبلہ مدظلہ نے ارشاد فرمایا کہ:

''میں حضرت مولانا محمد یونس صاحب کی خدمت میں پڑھ رہا تھا کہ یکا یک مجھ پر ان کی نگاہ پڑی تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی، فرمایا کہ آپ کو دیکھ کر مجھے اپنے آقا اور پیر و مرشد کی یاد آ گئی، پھر فرمایا کہ مدینہ طیبہ میں اعلیٰ حضرت پیر و مرشد کے ساتھ حاضر تھا کہ ۶ر محرم الحرام ۱۳۵۵ھ کی صبح کو اعلیٰ حضرت نے مجھے فرمایا کہ:

''یونس! میرے پوتا پیدا ہوا ہے''۔

میں نے عرض کیا، کوئی ٹیلی گرام تو نہیں آیا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا، تو مولوی ہے۔ اسی لئے سوچتا ہے کہ بغیر ٹیلی گرام کے کیسے اطلاع ہو گئی۔ تمہیں معلوم نہیں کہ فقیر کسی ٹیلی گرام کا محتاج نہیں ہوتا، چلو اس کا نام رکھ دیا جائے۔ اعلیٰ حضرت نے مواجہ اقدس کے سامنے حاضر ہو کر

''اظہار اشرف''

نام رکھا، یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

''انشاء اللہ تعالیٰ میرے اس پوتے سے اشرفیت کا اظہار ہوگا''۔

حضرت موصوف نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میری نانی مخدومہ (اہلیہ حضرت مولانا الحاج سید شاہ مصطفیٰ اشرف خلف اصغر حضور مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہما) نے بیان فرمایا کہ:

جب اعلیٰ حضرت مدینہ منورہ سے تشریف لائے تو چالیس روز کے بعد میں نے تمہیں ان کی گود میں دیا اور اعلیٰ حضرت نے گود میں لیا۔ اس وقت میں نے عرض کیا کہ معلوم نہیں کہ کس پر پڑا ہے تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

یہ میں ہوں، میں، یہ میرا مرید ہے اور اس سے بہت بڑا کام انجام پائے گا۔ سلسلہ کی اشاعت اور دین کا کام ہوگا''۔

حضور پرنور مخدوم الاولیاء مرجع اہلقبول اہل کا یہ سفر حاضری آخری تھا۔ مدینہ طیبہ کے علمائے کبار اور مشائخ وقت کی ہمہ وقت حاضری رہتی تھی۔ بیعت و ارشاد کا سلسلہ جاری رہتا تھا، اسی موقع پر حضور نے حضرت مولانا محمد علی حسین بکری فاضل خیرآبادی مدنی کو اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ ممدوح مدینہ طیبہ کے مرجع علماء تھے انکی ذات گرامی اعلم علمائے مدینہ طیبہ کی تھی۔ ان کو ولی اللہ شاہ لقب بھی مرحمت فرمایا۔ اسی سفر میں استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالباقی فرنگی محلی مدنی بانی و شیخ جامعہ نظامیہ مدینہ طیبہ شریف خلافت خاصہ سے سرفراز ہوئے، حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی نے بھی نعمت خلافت پائی۔

باب ۷

ذوق وکیفیت، عارفانہ کلام اور روحانی سفرنامہ

ذوق ومحبت :

اعلیٰ حضرت حضور پرنور مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کی مبارک زندگانی کے لمحات اخلاق وافضال اور اعمال عشق الٰہی اور محبت حضرت رسالت پناہی سے منور ومعمور تھے۔ حضرت محبوب یزدانی غوث العالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی سے وارفتگی ووابستگی نے اس کو اور تاباں ودرخشاں کر دیا تھا۔ ذوق وشوق ابتدائے عمر سے نمایاں تھا، عشق ومحبت سے سرشاری کا نتیجہ تھا کہ ۸۰ برس سے زیادہ عمر مبارک ہو جانے کے باوجود چہرہ کی سرخی و شادابی اور نشاط وانبساط کی وہی کیفیت تھی۔ جو جوانی اور عالم شباب میں تھی۔ جب حضور پرنور کی عمر گرامی گیارہ بارہ برسوں کی تھی۔ شعور انگیز اشعار پڑھتے تو سننے والے اہل دل بے تاب ہو جاتے اور اہل غفلت حیرت سے دیکھتے۔ لطائف اشرفی نے چھٹے لطیفہ میں بیان ہوا ہے کہ:

''حضرت غوث العالم محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر غلبہ حال میں اپنے اور دوسروں کے اشعار

پڑھا کرتے تھے، حضرت محبوب یزدانی کی مبارک محفل میں جب حضرت شیخ روز بہان بقلی کا ذکر آتا وجدو حال کی عجیب کیفیت طاری ہو جاتی، فرماتے۔

سبحٰن اللہ! مرادایسا ہی ہونا چاہئے، جیسا کہ روز بہان کہ کوہ قاف وحدت کے عنقاء، اور فضائے احدیت کے ہما تھے، ہم انہیں کی بدولت سرفراز ہوئے ''۔

حضرت غوث العالم محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت روز بہان بقلیؒ کا یہ قطعہ مزہ لے کر پڑھا کرتے تھے:

دریں خانہ منم قائد صراط الہ زحد خاور دو آستانۂ اقصیٰ
روند گان معارف مرا کجا بیند کہ ہست منزل جانم بماورائے وریٰ

اعلیٰ حضرت محبوب ربانی قدس سرہٗ کو خداوند قدوس جل شانہ نے صورت وسیرت کی طرح خوش الحانی اور شیریں کلامی کی بھی بے عدیلی وبے نظیری دولت بے بہا مرحمت فرمائی تھی، حضور پرنور جب عارفانہ کلام پڑھتے اہل دل کے قلوب کو تڑپا دیتے، غلبۂ حال میں پوری پوری رات اسی کیفیت میں گذر جاتی، اور غلبۂ حال اور بے خودی ومحویت کا عجیب حال ہوتا۔

سماع :

حضرت سیدنا غوث العالم محبوب یزدانی قدس سرہٗ نے برملا فرمایا کہ ''فقیر خاندان چشت اہل بہشت کا پروردہ ہے'' خانوادہ اشرفیہ کے اکابر مشرب اشرفی پر مضبوطی سے قائم رہے۔ اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کو حضور اشرف الاولیاء قدس سرہٗ نے سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ سراجیہ اشرفیہ میں شرف بیعت و ارادت سے نوازا تھا، اس کے علاوہ جن مشائخ روزگار اور اکابر دربار انصار سے باطنی فیض پایا تھا۔ یہ سب صاحب وجدو حال اور اہل سماع تھے، حضور پرنور سلسلہ چشتیہ کے پروردہ اور نظر کردہ اور حضرات چشت اہل بہشت کی باطنی نسبت سے پورے پورے فیض یاب تھے، چشتی نسبت کے احوال وانوار وبرکات آپ کے احوال سے پورے پورے عیاں تھے، مشائخ چشت اہل بہشت کے عرسوں میں، حضرت اجمیر مقدس میں، حضرت قطب صاحب میں، حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ کے دربار میں، حضرت کلیر میں، بارگاہ پنڈوا شریف میں، سماع وقوالی کی مجلسوں میں شرکت فرماتے، اور اپنی خانقاہ معلّٰی سرکارکلاں میں سماع کی محفل برپا کرتے، حضور کے قوال حضور کے خصوصی تربیت یافتہ تھے، اس میں ہرگز کوئی شک نہیں کہ قوال بھی صاحب نسبت تھے، خواجہ حسن نظامی دہلوی نے اپنے روز ناموں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

سماع مشائخ چشت اہل بہشت کی سنت اور طریقہ ہے، لطائف اشرفی شریف سے اس مقام پر سماع کے

انوار و برکات کا بیان لکھا لکھا جاتا ہے، حضور غوث العالم محبوب یزدانی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

''سماع سے صوفیوں کو وجدان معانی کے فہم پیدا ہوتے ہیں، جو مختلف آوازوں سے منصور ہیں اور اس میں تین گروہ ہیں''۔

پہلا گروہ وہ ہے جو دنیا کا تارک اور عقبیٰ کا طالب ہے۔ دوسرا فرقہ وہ ہے جو دنیا کا طالب اور عقبیٰ کا تارک ہے۔ تیسری جماعت وہ ہے جو مولیٰ کی طالب اور دنیا و عقبیٰ دونوں کی تارک ہے۔ اس جماعت کے قلوب میں نقطہ غیر کی گنجائش نہیں ہے۔ وہ محبوب کے کوچے میں مقیم رہتے ہیں اور جب تازیانے یا کسی اور نغمہ کی آواز سنتے ہیں تو وطن اصلی کی یاد کرتے ہیں، اور انوار الٰہی کا عکس ان کے دلوں میں چمکنے لگتا ہے، وہ جوش و خروش سے بے ہوش ہو کر ہاتھ پاؤں پھیکتے ہیں، یعنی کائنات کو راہ حق میں نثار کیا اور وجودات کا نقد ہاتھ سے پھینک دیا ان کی نظر میں مردار ہے، اس کو کتوں کے سامنے پھینکا اور جبہ و دستار علم قیل و قال پانی میں بہا دیا، وہ طالب وصال و جمال ہیں۔ دنیا پر ان کی نظر نہیں۔ وہ وجد میں زمین پر پاؤں مارتے ہیں تو غیر کو پامال کرتے ہیں۔ ان کے دل میں وجود مولیٰ کے غیر کی جگہ کہاں؟ یہ دولت سرمدی اس شخص کو نصیب ہوتی ہے جو دونوں جہان سے اپنا تعلق قطع کر لے۔

سماع میں واردات اور الہامات کا منتظر رہنا چاہئے اور دائیں بائیں التفات نہ کرنا چاہئے، سر جھکائے ہوئے حال کا منتظر رہے اگر ذوق ہو تو جب تک بس چلے ضبط کرے اور بے قابو ہو جائے ہاتھ پاؤں مارے لیکن ذوق سے زیادہ اضطراب نہ کرے، کیوں کہ یہ خیانت ہے، جو کچھ سنے اس کو حق کی تسبیح جانے۔ حضرت مولیٰ علی مشکل کشا نے ایک بار ناقوس کی آواز سنی تو فرمایا ناقوس کہتا ہے۔(۱)

''سُبحٰنَ اللہ حقا حقا ان المولیٰ یبقی''

حضرت قدوۃ الکبریٰ غوث العالم محبوب یزدانی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میں نے تیس برس تک دنیا کی سیر کی، اور اکابر روزگار سے نعمتیں حاصل کیں، لیکن ان میں سے کوئی ایک بزرگ بھی ایسے نہ تھے جو صاحب سماع نہ ہوں۔ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی کے سامنے جب قوال آتے تھے، تو ان پر نظر پڑتے ہی حضرت سلطان المشائخ رونے لگتے تھے، مریدین نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ:

''قوال محبوب کے پیغام گذار ہیں، قاصد کے دیکھنے سے گریہ آجاتا ہے''۔

(۱) فقیر راقم الحروف نے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے ملفوظات میں پڑھا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے محلہ سوداگران کے ایک مندر سے ناقوس کی آواز آرہی تھی، فاضل بریلوی نے بغور سنا "اللّٰہ" "اللّٰہ" کی آواز تھی۔ حاضرین کو سنوایا، سب نے بغور سن کر تائید کی۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا:

''سماع اسرار الٰہی سے ایک نور ہے، انوار نامتناہی سے کون سعادت مند ایسا ہوگا جس کا دل سماع کے خورشید کا مطلع بنے اور جس کی جان سے سماع کا ستارہ ناپید طلوع ہو۔

عشق در پردہ می نوا سازد　　عاشقے گو کہ بشنود آواز

ہمہ عالم صدائے نغمہ اوست　　کہ شنیدہ ایں چنیں صدائے راز

عالم جاں باز اور عارف محرم راز کو سماع سننا چاہئے کیوں کہ یہ ایک امر خفی ہے ایک ''نور جلی'' ہے اور ایک بھید ہے جس سے اہل تحقیق راسخ العقیدہ، اہل اللہ واصلین اور عارفین ہی آگاہ ہوتے ہیں، ان کو ابتداء میں ذوق ملتا ہے اور انتہا میں اسکا وصال۔

آدمی کو ہر روز ''حضوری'' کہاں حاصل ہوتی ہے۔ اگر کسی دن کوئی اچھا وقت مل جائے تو اس دن کے تمام متفرق اوقات اس کی پناہ میں ہوتے ہیں۔

سماع کے بارے میں ہزار کی ایک بات حضرت سیدنا قدوۃ الکبریٰ غوث العالم محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمائی، کہ

''منکرین سماع کے مقابلہ میں ہمارا آخری جواب ہے کہ سماع ہمارے پیروں کی سنت ہے اور ہم سنتے ہیں، تم کو انکار ہے تو تم مت سنو''۔(۱)

حضور مخدوم الاولیاء کی محفل سماع :

اعلیٰ حضرت حضور پرنور مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ النورانی کی سماع کی محفلیں مشائخ چشت اہل بہشت کی محفلوں کا مکمل نمونہ تھیں، ذوق و شوق، وارفتگی کا حاضرین پر عجیب عکس پڑتا تھا، اور خود حضور پرنور کی بے خودی اور وجد و کیف کا عالم الفاظ و بیان کی قوت گرفت سے ماورائے حقیقت ہے۔ ایک ایسی ہی محفل میں حضور کے مقرب خصوصی اور محبوب مجاز و خلیفہ مسترشد فخر العلماء، یادگار سلف مولانا سید شاہ محمد راشد میاں فاخر الہ آبادی علیہ الرحمۃ بھی شریک تھے۔ قوال عالم بے خودی اور کیف و مستی میں گا رہے تھے۔

صدقے ہوتے کبھی ناقہ کے کبھی محمل کے　　ساریاں کے کبھی ہاتھوں کی بلائیں لیتے

دشت طیبہ میں، تیرے ناقہ کے پیچھے پیچھے　　دھجیاں جیب و گریباں کی اڑاتے جاتے

(۱) چودھویں صدی کے مجدد، محقق فقیہ امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے سماع کے بارے میں تحریر فرمایا ''سماع بالمزامیر اگر بغرض لہو و لعب نہ ہو تو جائز ہے''۔ فتاوی رضویہ جلد دہم۔

حضرت فخر العلماء، الہ آبادی پر کیفیت طاری ہوئی، اپنی ٹوپی، صدری، کرتا، رومال، گھڑی سب اتار کر قوال کو دیدی، وارفتگی اور ذوق بڑھا تو سر کے بال پر ہاتھ پڑا اور بالوں کو نوچنے لگے اور لہولہان ہو گئے۔ حضور پرنور محبوب ربانی کے دم کردہ پانی پلانے سے اگلی حالت پر آئے۔ اسی برس کی عمر میں اعلیٰ حضرت حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کی کیفیت و وجد کا یہ حال ہوتا تھا، کہ دس دس بارہ بارہ فٹ اونچی جست لگا دیتے تھے، اس مقام پر سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کے عارف اکمل بزرگ حضرت خواجہ گیسو دراز بندہ نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مبارک ارشاد نقل کیا جانا مناسب معلوم ہوتا ہے، آپ فرماتے تھے کہ:

''عارف سماع کے وقت آسمان کے سات طبق اونچے نکل جاتے ہیں، اگر اپنا کپڑا اتار پھینکیں تو کون سی تعجب کی بات ہے؟''

اعلیٰ حضرت حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کو اپنے مرجع حضرت غوث العالم محبوب یزدانی قدوۃ الکبریٰ تارک السلطنت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی نظامی سراجی رضی اللہ عنہ کی کامل اتباع اور قائم مقامی اور جانشینی عطا ہوئی تھی، حضرت محبوب یزدانی کی طرح حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی بھی عالم وجد و کیف میں قوال کے ساتھ موافقت فرماتے تھے۔

سماع کے بارے میں فرمودات:

سماع کے سلسلہ میں حضور پرنور کے ارشادات قلم بند موجود ہیں۔

''اول یہ کہ صرف ان لوگوں کے لئے یہ جائز ہے جو اس سے کامل استفادہ کرنے کے اہل ہوں، دوئم یہ کہ..... قوالی یقیناً روح کی غذا ہے لیکن اس کے کیف سے آگاہ ہونا اور اس کا صحیح ادراک ہونا شرط ہے۔''

حضور پرنور عظیم البرکۃ مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ سماع جذبۂ کیف کے عالم میں کھڑے ہو جایا کرتے تھے، آپ کا پرتاثیر کیف اور جذبۂ غلبہ حال بے پایاں اور اخلاص بے مثل تھا، اور حاضرین محفل کی آنکھوں کو پرآب کر دیتا تھا، اور محفل کا ہر حاضر شخص بے قرار نظر آتا تھا۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضور پرنور کے وجد اور کیف کا مذاق اڑایا، جب یہ خبر حضور کو پہونچی، آپ نے خاموشی اختیار کی، حسن اتفاق سے اسی روز محفل سماع میں وہ شخص بھی شریک ہوا، اعلیٰ حضرت حضور پرنور مخدوم الاولیاء نے عالم کیف میں اس شخص کا نام لے کر اپنے قریب بلایا، وہ شخص قریب پہونچا، آپ نے اسے گلے سے لگا لیا اور جب چند ساعتوں کے بعد اسے چھوڑا تو اس پر عجب کیف کا عالم طاری تھا اس کا وجد دیکھ کر حاضرین متحیر ہوئے، جب اسے

ہوش آیا تو خدمت بابرکت میں باادب حاضر ہوا، توبہ کی، معافی کا خواستگار ہوا، اور مرید ہو کر تاج غلامی سے سرفراز ہوا۔

مولیٰ بخش اشرفی قوال:

بڑے حضرت صاحب کے روزنامچہ میں قوالوں کے نام محفوظ ہیں، مگر ان سب میں مولیٰ بخش کلیری کا نام زیادہ نمایاں ہے۔ کلیر شریف کے مولیٰ بخش قوال نے اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء کا جمال جہاں آرا حضرت صابر پاک کے عرس کی مبارک محفل میں دیکھا، اکابر اہل اللہ کی محفل میں حضور کی شان دیکھی، گرویدہ ہو کر حلقہ بگوش ہو گئے۔ مولیٰ بخش اشرفی کی کیا نور بھری صورت تھی معلوم ہوتا تھا، کہ کوئی درویش کامل خود نغمہ سرا ہیں، آنکھوں کا خمار دل کے سوز و گداز کو ظاہر کرتا تھا، اور اصل آواز اہل قلوب کو موہ لیتی تھی، ان کی نغمہ سرائی کی ایک محفل حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی پیارے نظام الدین اولیاء کی بارگاہ عالی میں رخصتی کے وقت ہوتی تھی، ادیب شہیر خواجہ حسن ثانی نظامی مدیر ماہنامہ منادی بارگاہ محبوبی نے اپنے موثر قلم سے اس کی عکاسی کی ہے۔

آخری مجلس ہوئی جس کا اختتام کلیر شریف کے مولیٰ بخش اشرفی قوال کی ''رخصتی'' پر ہوا، آخری مجلس میں مولیٰ بخش ہمیشہ ''رخصتی'' کے نام سے ایک گانا گاتے ہیں، اصل چیز غالباً حضرت شاہ علی حسین صاحب کچھوچھوی کی ہے۔ جس کو مولیٰ بخش موزوں اور برمحل تضمین اور اپنے اخلاص سے بڑا پراثر بنا دیتے ہیں، خود بھی روتے ہیں اور دوسروں کو بھی رلاتے ہیں، گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے تک ان کے گانے کی کیفیت رہتی ہے، آخری اشعار کے خلاصہ جس میں حضرت محبوب الٰہی کو مخاطب کیا جاتا ہے، یہ ہوتا ہے کہ:

''ہم جوگی کسی کے مست نہیں ہوتے، آج یہاں کل وہاں، اسی طرح پھرتے پھراتے ادھر آ نکلے، تمہاری ٹھنڈی چھاؤں نے بسرام پر مجبور کر دیا، اور یہیں رہ پڑے، تم کو دیکھا تو ایسا لگا جیسے ہمارا تمہارا ازل کا ساتھ ہو، جیسے تم ہمیشہ ہی سے مہاراج ہو، اور ہم داس، مگر انسانی زندگی کی حقیقت ہی کیا، پتہ شاخ سے پھوٹتا ہے اور اس کے سہارے پر مگن، ہوا میں مگن، ہوا میں جھومتا رہتا ہے مگر پت جھڑ کی رت آتے ہی ڈال سے ٹوٹ کر ہوا کی ٹھوکروں میں رواں دواں ہو جاتا ہے، ہم بھی آج تم سے جدا ہو رہے ہیں، گھر سے بے گھر ہو رہے ہیں۔ تمہارے سوا ہمارا ٹھکانہ ہی کہاں ہے، ساری عمر بتا دی، لیکن اب ایسا لگتا ہے کہ جیسے تمہیں صرف سپنے میں دیکھا ہو، نہ کچھ کہہ سکے نہ سن سکے، اور اب جانا ہے رخصت کی گھڑی سر پر کھڑی ہے، خزاں کا موسم آ گیا، ہم کو بھی ڈال سے ٹوٹنا ہے لیکن یہ تو بتاؤ کہ بپت کو کیسے توڑیں، کرم کو کیسے بدلیں، قسمت نے تو تم ہی سے وابستہ کر رکھا ہے۔ جاتے ہیں، مگر،

سنبھالے نہیں سنبھلتا ہم سلامت رہو تمہاری بستی بسی رہے'' ۔(۱)

اعلیٰ حضرت حضور پرنور مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ سماع سننے کے بارے میں اپنے اکابر کی روش پر تھے، صحائف اشرفی میں تیلی کا ناچ کرنے والے کی بیوی کی دربار مخدومی کے فیض سے صحت یابی کے سلسلے میں تحریر فرمایا:

''ایک ہندو گیا کا رہنے والا تیلی کا ناچ کرنے والا حاضر دربار ہوا اور اس کی عورت مجنوں از خود رفتہ ہوگئی تھی، جب اس عورت کو فقیر اشرفی کے پاس لائے، میں نے اس کو ہدایت کی کہ اس کو صبح و شام حضرت محبوب یزدانی کے نیر مبارک میں نہلاؤ، انشاء اللہ تعالیٰ صحت ہو جائے گی، چنانچہ میری ہدایت کے بموجب نہلایا، ایک ہفتہ کے بعد بالکل اچھی ہوگئی، اس کا مرد عورت کو نہلا دھلا کر کپڑے بدلوا کر فقیر کے پاس لایا اور کہنے لگا، کہ حضور کے فرمانے کے بموجب میں نے نیر شریف میں صبح و شام نہلایا اب اچھی ہوگئی ہے، یہ عورت بڑی خوش الحان ہے، اگر آپ اس کا گانا سننا چاہیں تو میں سنواؤں''۔
میں نے کہا ''میں عورتوں کا گانا نہیں سنتا ''۔(۲)

اعلیٰ حضرت حضور پرنور مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ سلطان المرشدین، حضرت مخدوم علاء الدین گنج بنات قدس سرہٗ کے عرس مبارک میں حاضری کے لئے حضرت پنڈوہ شریف حاضر ہوئے۔ محفل سماع برپا ہوئی۔ حضور پرنور بھی شریک محفل پاک ہوئے۔ جذبہ کیف پیدا ہوا، جس کی شان اور ہی تھی، لیکن اس وقت حاضرین محفل میں کوئی ایسا نہ تھا جو آپ کے مبارک اور نور معرفت سے معمور ساخت شافیہ سے اپنا سینہ ملا لیتا، آپ نے وجد کے عالم میں ایک تکیہ اپنے سینے سے لگا کر جدا کر دیا، بھری محفل میں سر کی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ تکیہ چند منٹ تک اچھلتا رہا۔

حضور پرنور کی خانقاہ معلیٰ سرکارکلاں کی سماع کی محفل خصوصی انوار و برکات کی حامل ہوتی تھیں، چودھویں صدی کے علمائے کبار جن کے دم سے مجلس شریعت منور تھی، خانقاہ معلیٰ میں برپا محفل سماع میں شریک ہو کر کامیاب و کامران ہوتے تھے۔ حضور سیدی الوالد المرشد حضرت امین شریعت مولانا الحاج شاہ رفاقت حسین صاحب قبلہ جسم و جان مفتی اعظم قدس سرہٗ سا متبع شریعت، جامع شریعت و طریقت بزرگ میری آنکھوں نے نہیں دیکھا، وہ صرف اپنے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی مرشد العالم قدس سرہٗ کی مبارک فیض بار محفل سماع میں شرکت فرماتے تھے۔

عارفانہ کلام :

اعلیٰ حضرت حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کو دل دردمند و پرسوز کے ساتھ پر درد لحن آواز بھی مرحمت ہوئی تھی، چنانچہ کم عمری کے زمانہ سے عارفانہ کلام اور ٹھمریاں پڑھتے، غلبہ حال میں جب حضور رات کے

(۱) ماہنامہ منادی دہلی۔ اکتوبر ۱۹۶۱ء ص ۳۶۔ (۲) صحائف اشرفی شریف حصہ دوئم ص ۱۸۴۔

آخری حصے میں کلام پڑھتے، حجرہ مقدسہ کے گرداگرد لوگوں کی بھیڑ جمع ہو جاتی، قلبی کیفیات وارادت کا عجیب عالم ہوتا، سننے والے بے خود ہو جاتے، رفتہ رفتہ خود کلام موزوں فرمانے لگے، مگر آپ نے کلام پر کسی سے اصلاح نہیں لی، کیوں کہ عاشقانہ اور جوشانہ کلام اصلاح طلب نہیں ہوتا، رفتہ رفتہ کلام کا ذخیرہ جمع ہوتا گیا۔

اعلیٰ حضرت حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی مرشد العالم قدس سرہٗ کا کلام پاکیزہ اور شورانگیز جذبات و احساسات کا ترجمان، سراپا حال، اور روحانی اضطراب، عارفانہ سرمستی و سرشاری کا بلند پایہ اظہار ہے۔ حضور پرنور کا کچھ کلام سب سے پہلے حضرت اشرف الاولیاء مولانا الحاج سید شاہ اشرف حسین صاحب قدس سرہٗ نے ''انوار اشرفی'' اور ''اسرار اشرفی'' میں شائع کرایا۔ ۱۳۳۲ھ تک کا کلام حقائق ترجمان مشہور مبلغ اسلام حضرت میر سید غلام بھیک صاحب نیرنگ وکیل انبالہ نے مدون فرما کر سادھوڑہ پنجاب سے شائع کرایا، انہوں نے شروع میں ایک مقدمہ بھی شامل کیا، حضرت نیرنگ اپنے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ نے وقتاً فوقتاً فارسی، اردو اور ہندی میں کچھ کلام موزوں فرمائے، آپ کا کلام ذوق و شوق کی عکسی تصویر ہوتی ہے۔ سوئے اتفاق سے بہت سا کلام ضائع ہو گیا ہے، جس قدر دستیاب ہوا وہ جمع کیا گیا''۔

سبحان اللہ! کیا کلام عرفان نظام ہے، ایک ایک لفظ اثر میں ڈوبا ہوا ہے۔ زبان شیریں ہے، بیان رنگیں ہے مگر بایں ہمہ تصنع سے مبرا اور تکلف سے معریٰ۔ عند لیبان گلشن قال کے زمرے کچھ اور ہوتے ہیں، بلبلان گلستان حال کے چہچہے کچھ اور، وہاں زیادہ تر قوائے عقلیہ سے خطاب ہوتا ہے، یہاں سراسر۔

''قلب و روح کی جانب روئے سخن ہے ''

وہاں اصول بلاغت کی پابندی میں کوہ کندن وکاہ برآوردن ہوتا ہے۔ یہاں اتباع سنت وما ینطق عن الھوی کوئی کہلاتا ہے تو کہتے ہیں اور بے ساختہ کہتے ہیں ورنہ خاموش رہتے ہیں، نتیجہ یہ کہ :

شعر می گویم بہ از آب حیات　　من ندانم فاعلات فاعلات (۱)

حضرت الحاج میر سید غلام بھیک نیرنگ صاحب نے جب طباعت کی سعادت پائی تو حضور کے عشاق اور فدائی باکمال اہل علم و معرفت متوسلین و مریدین حضرات نے قطعات تاریخی استخراج کر کے بھیجے حضرت شہید مدینہ الحاج مولانا علی احمد خاں اسیر بدایونی پروفیسر عربی سن جانس کالج آگرہ نے قطعہ تاریخی میں حقائق کا اظہار فرمایا:

(۱) تحائف اشرفی طبع ثانی کراچی ص ۱۰۔

مرحبا! صل علی دیوانے — دفتر معرفت و ایقانے
چند آیات جلال — آئینۂ سورۃ انوار جمال
پرتو مہر کمال وحدت — شمع فانوس خیال کثرت
موبمو شانۂ زلف اسرار — سر بسر غازۂ سلطان بہار
از جناب شہ قطب عالم — زیب سجادہ غوث اعظم
نونہال چمن سمنانی — قادری اشرفی وجیلانی
خرقہ چشت بدوش پرنور — چشمش از بادہ عرفاں مخمور
ساقی بزم رسول الثقلین — قرۃ العین حضور سبطین
بلبل نغمہ سرائے توحید — طوطئی آئینہ دار تجرید
یارب از فیض سخن تابہ ابد — طالبش فانی مطلوب شود

سال طبعش زا سیدنا شاد
ہم آئینہ ذات حق باد

مرحبا دیوان آں جان و دل پیران پیر — صاحب سجادۂ قطب دوعالم دستگیر
اشرفی ، جیلانی و چشتی معین الاولیاء — قرۃ العین شہ سمنانی نور الہدیٰ
جلوہ آرائے حقیقت ، گشت انوار ذات — مصحف آیات رحمت شرح اسرار صفات
بہر طبعش از اسیر بے نوا شوریدہ حال — شمع فانوس خیال اوج حال سال

ساقی نامہ

ازلسان الحسان عاشق رسول، حضرت مولانا محمد یعقوب حسین ضیاء القادری المقتدری البدایونی۔

ہے کہاں اے ساقی میکش نواز — تاکجا اخفائے صہبائے حجاز
اٹھی ہیں رم جھم سنہری بدلیاں — ہے امنگوں پر بہار گلستاں
غنچہ و گل بے خود و مخمور ہیں — نشے میں نرگس کی آنکھیں چور ہیں
جھومتے ہیں جوش مستی میں شجر — دامن گل ہے مۓ عرفاں سے تر
کھول دے ساقی کلید میکدہ — ہے طلوع صبح ، عید میکدہ
آج مے خواروں کی سج دھج اور ہے — اشرفی پیر مغاں کا دور ہے
رند ہیں فرط خوشی سے باغ باغ — نور افشاں ہے کچھوچھے کا چراغ
قادری صہبا ، شراب سنجری — آج ایک شیشے کے اندر ہے بھری
نقشبندی، سہروردی ، بادہ خوار — جوش مستی میں ہے باہم ہمکنار

بزم عرفاں صحبت رندانہ ہے — خانقاہ صوفیاں میخانہ ہے
چل رہا ہے ، خیر سے دور شراب — دست ساقی میں ہے ، اک روشن کتاب
مصحف آیات اسرار سرور — اشرفی صاحب کا ہے ، دیوان نور
ہے فروغ شد خاصان حق — اس بیاض حق نما کا ہر ورق
بیت ہر اک خانۂ خمار ہے — مطلع مطلع ، مطلع انوار ہے
بندش ہر شعر ، کیف انگیز ہے — سطر ہر اک سلک جو ہر ریز ہے
ہے عروس نظم کی مستی غضب — ہو رہے ہیں ، صدقے ارباب ادب
شاہد مضمون کا حسن دلربا — دخت از کی ایک مستانہ ادا
ہے کہیں لطف ملاحت کی جھلک — بادہ خواروں کے لئے کان نمک
ہے کہیں لکھی ، حلاوت سے وہ بات — مصرع مصرع ، بن گیا شاخ نبات
ہے فصاحت میں، بلاغت لطف خیز — ہر گل مضمون نو ہے ، عطر بیز
وصف اس بحر لطافت کا محال — در حقیقت ہے ، یہ دیوان بے مثال
مدح کے نغمے کہاں تک گایئے — فکر سال طبع دیوان چاہئے
مرحبا صد صد مرحبا فکر ضیاء — حبذا صد حبذا ذہن رسا،
سال کیا سلک فضا میں سے چنے — ہے در یکتائے کلام اشرفی

از : فخر العلماء حضرت مولانا سید شاہ محمد فاخر اجملی علیمی اشرفی بیخود الہ آبادی،
سجادہ نشین دائرہ حضرت شاہ اجمل علیہ الرحمہ الہ آباد۔

اشرفی آل مقتدائے اہل دل — طرۂ دستار فخر و اعتلاء
چوں علی را باحسین آمیختم — نام پاکش گشت روشن چون شہا
آفتاب درد مان قادری — چشتیاں را بادشاہ و پیشوا
واردات خویش را فرمود نظم — نظم او چوں سلک در ہا پر ضیا
بیخود از ما خادمان بارگاہ — مرحبا ، نیرنگ را صد مرحبا
سعی کامل کرد ، در ترتیب باز — بہر طبعش مستعد شد حبذا
درسن طبعے کلام بے مثال — می نو یسم ، ”بحر فیض کبریا“

چھپ رہا ہے کلام حضرت کا   فکر تاریخ کی جو بیخود ہے
فیض مرشد سے لکھ مستانہ   قادری پیالہ چشتی مئے

خدا رکھے ہمیشہ ایسی رفعت   فلک سے بڑھ کے شان اشرفی ہے
کہوں تاریخ میں ، چھپتا ہے دیوان   بہار بوستان اشرفی ہے

از : حضرت مولانا شاہ ذکاوت حسین سنبھلی علیہ الرحمہ

سروے آزارے زبستان حسن   نو نہال گلستان پنجتن
مرشد و ہادی و سجادہ نشین   فضل کلی ، داد آور ذوالمنن
نظم و نثرش ، ہست در عالم بسے   اندریں فن ہست معیار سخن
چوں کلام معنوی ، مطبوع شد   گشتہ مطبوع ہمہ اہل زمن
باذکائے سنبھلی تاریخ طبع   ہاتفے گفتا بلے ''اشرف سخن''

از :حضرت مولانا مفتی ابوذر صاحب وراثی سنبھلی علیہ الرحمہ

خداداں ، خدابیں ، بسر و علن   وہ آل نبی وارث پنجتن
وہ مسند نشین خلافت مآب   ہیں بحر سخاوت کے در ثمن
لکھا اس فصاحت بلاغت سے دیوان   جسے دیکھ حیراں ہوں سب اہل فن
ہوئی طبع جس دم وہ نظم شریف   تو احسنت بول اٹھا چرخ کہن
روئی نے ہاتف سے پوچھا جو سال   تو بولا چھپا ''اشرفی کا سخن''

سیدی استاذ الکریم مولانا سید غلام جیلانی محدث میرٹھی قدس سرہ' نے فرمایا۔حضور نے ایک عارفانہ کلام موزوں فرمایا، جس کا قافیہ ہو بہو تھا۔قیام اس وقت لاہور میں تھا، سید حبیب صاحب ایڈیٹر نے اپنے اخبار، روزنامہ سیاست لاہور میں چھاپا، اس میں حضور کی طرف سے یہ اعلان بھی چھاپا کہ اساتذۂ فن شعر، قافیہ کہیں، علامہ جو حضور کے خاص نیازمند اور مرید تھے انہوں نے بھی کوشش کی مگر قافیہ ہاتھ نہیں آیا، سیاست لاہور کا وہ شمارہ حضرت محدث میرٹھی علیہ الرحمہ کے پاس محفوظ تھا۔

باب ۸

فیوض و برکات

سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کی اشاعت:

مبلغ اسلام حضرت الحاج میر سید غلام بھیک فقیر اللہ شاہ وکیل انبالہ از اولاد کبار حضرت مخدوم سید ابوالحسن سدابہار دورانوی علیہ الرحمہ نے اعلی حضرت حضور پر نور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی مرشد العالم قدس سرہ' کی بے بدل اشاعت سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کا حقائق افروز بیان نہایت ہی جامعیت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔

''اعلی حضرت قبلہ وکعبہ کی بیعت سے اطراف عالم میں اس قدر لوگ فیضیاب ہوئے ہیں کہ ان کا شمار ناممکن ہے باتباع سنت حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ' ہمارے حضرت قبلہ وکعبہ کے یہاں مریدین فہرست (۱) میں درج ہوا کرتے ہیں مگر فہرستیں بھی بن بن کر غائب ہوگئیں اور

---

(۱) جب کثرت سے لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے حضور سید عالم ﷺ نے حضرت انس کو ہدایت فرمائی کہ ان کے نام لکھ لیا کرو۔مشائخ کرام نے اس سنت کی بھی پیروی فرمائی اور حلقۂ ارادت میں داخل ہونے والوں کے نام فہرست میں داخل فرمانے۔مشائخ چشت نے بھی اس کی پابندی فرمائی۔

اب ان کا شمار صرف اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے۔ ملک ہند میں بنگال، مدراس، بمبئی، کاٹھیاواڑ، دکن، اودھ پنجاب، بہار اور سندھ، بیرون ہند میں عدن، جدہ، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، شام حلب، مصر و عراق، ان جملہ علاقوں میں تین سو ضلع سے زیادہ کے لوگ اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ کے سلسلہ ارادت میں مسلسل ہو چکے ہیں۔ اس وقت (۱۳۳۳ھجری) تک طبقۂ علماء میں پچاس عالم سے زیادہ شرف خلافت سے مشرف ہو چکے ہیں اور کل خلفاء کی تعداد سو سے زیادہ ہوگی۔

اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ کی سیر و سیاحت ضرب المثل اور اشاعت سلسلہ بے بدل سمجھی جاتی ہے۔ سلسلہ عالیہ اشرفیہ کی تاریخ میں پہلی دفعہ اس سلسلہ کا اجراء شرق سے غرب تک حضور قبلہ کی ذات بابرکات سے ہوا فالحمد لله علی ذالك۔

اجرائے سلسلہ کے اعتبار سے اگر آپ کو حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کے آفتاب ولایت کا پرتو کہیں تو یقیناً مبالغہ نہ ہوگا۔

خانوادہ سرکار حسینی اشرفی کے ممتاز رکن مبلغ اشرفیت و اسلامیت پیر طریقت حضرت ڈاکٹر سید شاہ مظاہر اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں کہ :

''اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں قدس سرہٗ قبلہ جیسا باکمال اور فقیر منش درویش خاندان اشرفیہ میں حضرت مخدوم پاک قدس سرہٗ کے بعد شاید ہی کوئی پیدا ہوا ہو''۔ اعلیٰ حضرت محبوب ربانی ہم شکل محبوب سبحانی سید شاہ علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کو بلاشبہہ سلسلہ اشرفیہ کا مجدد اعظم کہا جاسکتا ہے، آج دنیا میں اور خصوصاً برصغیر ہند و پاکستان میں خاندان اشرفیہ و سلسلہ اشرفیہ کو جس قدر بھی لوگ پہچانتے ہیں وہ صرف اور صرف اعلیٰ حضرت قبلہ کی ہی ذات بابرکات کا نتیجہ ہے کیوں کہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان ہی نہیں بلکہ بلاد اسلامیہ کا طویل سفر طے فرما کر سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کی اشاعت فرمائی اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آج کچھوچھا مقدسہ کی عظمت اور شہرت حضرت مخدوم صاحب کے بعد اعلیٰ حضرت قبلہ کی مرہون منت ہے۔

آج کچھوچھا شریف میں زائرین کی جس قدر بھی تعداد پہونچتی ہے وہ سب اعلیٰ حضرت اور ان کے جانشین حضرت مخدوم المشائخ سید محمد مختار اشرف سجادہ نشین سرکار کلاں اور ان کے خاندان کے دیگر بزرگوں کی کاوشوں اور اشاعت سلسلہ کی جد و جہد کا نتیجہ ہے ورنہ اعلیٰ حضرت قبلہ کے دور سے قبل سوائے گرد و نواح کے ہندوستان کا بیشتر علاقہ کچھوچھا مقدس سے ناآشنا و ناواقف تھا اور عرس اشرفیہ میں بمشکل دس یا پندرہ ہزار افراد کا مجمع ہوتا تھا۔ ان بزرگوں کی کاوشہائے گرانقدر کی بدولت آج عرس

شریف پر لاکھوں عقیدتمندوں کا جمگھٹا نظر آتا ہے یہاں تک کہ حکومت کو خصوصی ٹرانسپورٹ کا انتظام کرنا پڑتا ہے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کی مخلصانہ بے مثل خدمات تاریخ ساز ہیں اور ناقابل فراموش بھی، ہم شکل غوث الثقلین کی مساعی جمیلہ کی بدولت سلسلۂ اشرفیہ اپنی وسعت کے اعتبار سے منفرد و یکتا ہے''۔

غوث العالم حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی نظامی محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر چہ سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے نمک خوار اور پروردہ تھے اس کا برملا اعلان فرماتے تھے مشائخ روزگار سے بھی سلاسل کی نعمت پائی تھی۔ چنانچہ پہلی خلافت حصول شرف بیعت ارادت سے قبل حضرت سیدنا مخدوم سید جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت نے عطاء فرمائی تھی۔ وہ سلسلۂ عالیہ قادریہ کی اجازت و خلافت تھی، چنانچہ حضرت غوث العالم محبوب یزدانی سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے علاوہ قادریہ سلسلہ میں بھی طالبین سے بیعت لیتے تھے اور خلافتیں عطاء فرماتے تھے۔

حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب یزدانی قدس سرہٗ کی بیعت ارادت سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ سراجیہ اشرفیہ میں تھی اور مشائخ عصر سے بھی فیضیاب اجازت و خلافت تھے۔ طالبین سے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت لیتے تھے، اسی کے ساتھ سلسلۂ عالیہ قادریہ منوریہ میں بھی طالبین کی خواہش پر بیعت لیتے اور ان کو قلمی شجرہ تحریر فرما کر عنایت فرماتے تھے۔ مگر مطبوعہ شجرہ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ اشرفیہ اور سلسلۂ عالیہ قادریہ جلالیہ اشرفیہ کا مرحمت فرماتے۔ سالکین سلوک کو چشتیہ اور قادریہ کے سلوک تعلیم کی تلقین فرماتے۔

آخری استاذ اولین مرید :

تاریخ رشد و ہدایت اور سلسلۂ طریقت کا یہ اولین واقعہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت قدسی منزلت حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی مرشد العالم قدس سرہٗ نے کتابی علم کی تحصیل کی خاطر جس عالم کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہہ کیا تھا انہوں نے ادب کی گردن جھکائی تھی خدمت گذاری کی تھی طالب خوشنودی کی سعادت حاصل فرمائی تھی۔ جب ۱۲۹۷ھجری میں مسند نشیں جادۂ اشرف السمنانی ہوئے تو انہیں معلم و استاذ کتابی نے ۲۸ محرم کو بیعت کا شرف حاصل کیا، اور طالب فیوض و برکات ہوئے، حضرت میر سید غلام بھاک صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :

''جب اعلیٰ حضرت قبلہ منصب خلافت و سجادہ نشینی سے ممتاز ہوئے تو آپ کے استاذ مولوی قلندر بخش صاحب نے آپ سے بیعت کی اور فرمایا کہ مجھ کو مدت سے اس کا انتظار تھا۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے۔ جس نے آج میری مراد پوری کی''۔

ایک معمر جہاں دیدہ، ماہر علم، اپنے ہی شاگرد کے دامن کرم سے وابستہ ہوگیا اس کی غلامی کا طوق مدت کی

تمنا کے بعد خدا کا ہزار ہزار شکر ادا کر کے اپنے گلے میں ڈال لیا۔ بات دراصل یہ تھی کہ :

''علم کتابی اور ہے علم الٰہی اور ہے''۔

بے شک علم تصوف ایک مستقل علم ہے اس کا حصول واصل الی اللہ ہوئے بغیر ناممکن ہے جن لوگوں نے تصوف کا نظری علم حاصل کیا وہ اصل منزل سے دور رہے، علم تصوف کا موضوع کل علوم سے جدا ہے۔ اس کے رموز سے وہ علماء جن کا حد علم، فقہ و حدیث تک منتہی ہے ناواقف ہیں۔ اس کے نکات ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ بے شک ہندوستان کے جلیل القدر علمائے ظاہر اور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ غریب نواز، آقائے من مولائے زمن سیدی و سندی و ماوائی و ملجائی غوث العالم معین الدین سنجری اجمیری اور قطب الاقطاب سیدنا قطب الدین بختیار کاکی اور غوث زماں بابا شیخ فرید الدین گنج شکر اور سلطان المشائخ محبوب الٰہی دل و جان سے پیارے خواجہ نظام الدین اولیاء اور قطب الوقت سیدی اخی سراج الدین آئینہ ہند اور شیخ السادات مرجعی مخدوم علاء الحق اور غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاہ عنا میں بڑا فرق ہے۔

زباں پہ میرے خدایا یہ کن کا نام آیا — کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لئے

مسائل صوم وصلوٰۃ وغیرھا کے لئے جس طرح ہم حنفی ہیں، اسی طرح رموز تصوف کے لئے ہم قادری وچشتی ہیں، علمائے متکلمین نے جب علم باری تعالیٰ کی بحث میں اقوال مختلفہ کا بیان شروع کیا ہے تو جہاں فلاسفہ ملحدین اور جمہور متکلمین کے اقوال لکھے ہیں۔

وقال الصوفیۃ الصافیہ

کہہ کر سب سے علیحدہ ان کے مقدس خیالات کا ذکر فرمایا ہے، علمائے ظاہر صفات باری تعالیٰ کو :

لا عین ولا غیر

کہتے ہیں اور عرفائے پروردگار عینیت کے قائل ہیں، انہوں نے عالم اشباہ کی لکھی ہے ''وجود شہود'' کا مسئلہ، تصوف کا معرکۃ الآرا مسئلہ ہے، جذب وسلوک کے مراتب، قطبیت وغوثیت کے منازل کا بیان علم تصوف کرتا ہے۔

تصوف کا علم دو طرح کا ہے ایک سراسر ''حالی'' ہے دوسرا ''قالی'' جو شرح و بیان میں آجائے وہ ''تصوف'' ہیں جس کی نظر کا حاصل قالی تصوف ہے ان کے بعض بڑے بھی ''علم طریقت'' اور ''علم شریعت'' کے تفاوت کو بحیثیت فن نہ سمجھ سکے ملاحظہ کیجئے ان کا بیان:

''جب آدمی کو حکم شریعت معلوم ہوا علم شریعت حاصل ہوا، جب کنہ اس حکم کی معلوم ہوئی وہ علم طریقت ہوا اور علم قدر فرائض وواجب کے تکلف سے کرانا علم شریعت کہلاتا ہے۔ اور جب اخلاص و

حب باری تعالیٰ تہہ دل میں ساری ہوگئی۔ اس کو علم طریقت کہتے ہیں۔ جب تک کشاکش ''علم وعمل'' کی ہے شریعت ہے۔ جب ''طمانیت'' ہوگئی طریقت ہے ----- ائمہ مجتہدین بھی صاحب طریقت تھے مگر اس فن کی تحقیق میں مصروف نہ ہوئے کہ ظاہر شریعت فرض تھا۔ اس کا شرح کرنا ضرور جانا، اگرچہ طریقت ماہر کہ طریقت احادیث سے ثابت و مستنبط ہے۔ اکثر ائمہ طریقت عالم تھے، مگر وہ ظاہر شریعت کی تحقیق میں مصروف نہ ہوئے، کہ ایک جماعت علماء کی اس میں مشغول تھی وہ کافی تھی۔ انہوں نے باطنی شرع کی تحقیقات لکھی ہر ہر فن کو ایک ایک جماعت نے لے لیا، اور بعض اولیاء جو قدر ضرورت علم رکھتے ہیں، وہ ماہر و عاقل طریقت مگر دونوں امر کو تحریر نہیں کیا۔ بہر حال بعض علماء دونوں علم کے محقق و متبحر تھے اور بعض ایک ایک اور بعض دونوں میں دوسرے سے کم تھے۔ اس تفاوت سے سمجھ لینا چاہئے مگر ضروری علم شرع سے سب واقف تھے۔ (۱)

اس طویل اقتباس نے یہ واضح کر دیا کہ تصوف کی عالمانہ واقفیت کے مدعی بھی ''علم طریقت'' اور ''علم شریعت'' کے تفاوت کو بحیثیت ''فن'' بھی سمجھ نہ سکے، ان کی سمجھ میں تو یوں آیا کہ ''فلکیات'' اور ''علم ہیئات'' دونوں میں ''احوال فلک'' سے بحث کی جاتی ہے دونوں ایک علم ہیں، سند و محل استنباط کا ایک ہونا اتحاد علم کا باعث ہے تو ''علم کلام'' اور ''علم فقہ'' دونوں قرآن و حدیث سے مستنبط ہیں۔ مگر عقائد نسفی میں طہارت بیر کا مسئلہ نہیں ملتا، علم فقہ میں صفات باری تعالیٰ کی بحث نہیں ہوتی، اختلاف موضوع جس کی وجہ سے مسائل میں کوئی علاقہ نہیں ہے۔ دونوں علیحدہ علیحدہ مستقل فن ہیں، حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :

العلم علمان فعلم فی القلب فذالك العلم النافع وعلم اللسان فذالك حجة الله هو حجة علی ابن آدم

علم دو ہیں ایک دل میں علم جو کہ مفید ہے اور دوسرا علم زبان پر جو بنی آدم پر حجت الٰہیہ ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

حضرت شیخ محقق عارف باللہ احمد بن عطاء اللہ الاسکندری در کتاب حکم می فرماید کہ العلم النافع ھو الذی یبسط فی الصدر شعاعہ ویکشف عن القلب قناعہ، علم نافع علم است کہ بگستر دو فراخ گرداند در سینہ و برافگند از دل پردہ را کہ عبارت از حجاب مانع از فہم وادراک حقائق اشیاء۔

شیخ امام ابوعبداللہ محمد ابن علی الحکیم الترمذی فرمود ''علم نافع''، علمی است کہ ثابت و متمکن شدہ در سینہ وصورت

(۱) تذکرۃ الرشید گنگوہی۔

بست زیرا کہ ''نور'' چوں بنا بردل صورت بندد، دردے تمامہ امور نیک و بد بیفتند ازاں سایہ در سینہ پس بعمل آرد، نیک را، وبگزارد، و بدارواایں علم نور قلب است کہ برآمدہ، ازاں علامات ہدایت بسوئے سینہ وآنچہ بیاموزی وبکسب حاصل کنی علم لسان است کہ ظلمت شہوت برآں غالب آمدہ، نورانیت ادبردہ است وبعض گفتہ اند، علم نافع ، وقت وصفائی قلب است کہ باعث است برزہد بردنیا ونزدیک گرداندہ بہ بہشت ورودانداز ہ از دوزخ، و مورث خوف ورجاء ومعرفت آفات نفوس از مفعول ومنقول۔

بالجملہ علم نافع دوقسم است، اول را ''علم درست'' وثانی ''علم وراثت'' خوانند''۔

سیدنا ابو ہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

حفظت من رسول الله صلى الله عليه وسلم و عائين فاما احدهما نبشته فيكم و اما الآخر فلو بشته' لقطع هٰذا البلعوم يعنى مجرى الطعام۔

میں نے علوم رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے دو ظرف حاصل کئے ایک کو میں نے تم میں پھیلا دیا اور جو دوسرے علوم ہیں ان کو اگر میں تم میں پھیلاؤں تو میری گردن اڑادی جائے ۔

حضرت شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہٗ القوی اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں۔

''وگفتہ اند کہ مراد باول ''علم احکام واخلاق'' است کہ مشترک است میان خواص وعام۔ وثانی ''علم اصرار'' کہ محفوظ ومصئون است از اعتبار از جہت باریک وپوشیدگی آں وعدم وصول فہم ایشاں بداں مخصوص است بخواص از ''علماء باللہ'' از ''اہل عرفان''۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکتہ مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ خلیفۂ مجاز حضرت العلامہ استاذ العلماء الکبار مولانا مفتی عبدالحفیظ حقانی المخاطب بخطاب حفیظ اللہ شاہ قدس سرہٗ سابق مفتی آگرہ تحریر فرماتے ہیں۔

''ایمان واسلام کے راستہ کی منزلوں کے طے کرنے کے مقصود اعظم دو ہیں، ایک نجات اخروی۔ دوسرے معرفت الٰہی''۔

نجات اخروی حاصل کرنے کے یہ معنی ہیں کہ عذاب جہنم سے بچ جائیں، جنت حاصل ہوجائے، یہ چیز کفر وشرک وعصیان سے بچنے سے ایمان وتقوی کے اختیار کرنے سے حاصل ہوجاتی ہے، ایمان وتقوی اور کفر وشرک و عصیان کا صاف وصریح بیان کتاب وسنت میں بہ الفاظ ظاہرہ صریحہ کردیا گیا اور ہر ایک کی تفصیل بھی اسی طرح بتادی گئی ہے۔ اس دفعہ کے ماتحت کلی اور جزئی جتنی چیزیں اللہ کی طرف سے حضور کے پاس تبلیغ کے لئے آئیں، بغیر کسی ایک ذرہ

کی کمی کے حضور نے عام طور سے سب کو پہونچادیں، اس میں کسی کے لئے کوئی امتیاز یا رازدارانہ حیثیت اختیار نہ فرمائی، اس کو شریعت کہتے ہیں اور اس کے علم کو

علم الشرائع والاحكام

کہتے ہیں، حضور کے بعد خلفائے راشدین نے حتی الامکان اسی کی تبلیغ فرمائی اور قیامت تک مسلمانوں کے ایک گروہ کے متعلق اسی کی تبلیغ خدا کی طرف سے فرض قرار دی گئی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير الخ ۔حضور نے فرمایا بلغوا عنى ولو آية

ہر مسلمان کو اس دفعہ کا علم فرض وضروری ہے۔ یا تو تمام شرائع واحکام کا علم سیکھے یا اپنی ضرورت کے مطابق کسی سے دریافت کرتا رہے ۔ فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون ☆

معرفت الٰہی ہدیہ سعیدیہ کے حاشیہ میں ہے :

اعلم ان السعادة العظمى منوطة بمعرفة الواجب تعالى بذاته و صفاته و آثاره ۔

سعادت عظمیٰ کا حصول موقوف ہے اس پر کہ خدا کی ذات وصفات وآثار کی معرفت حاصل ہو۔ پھر فرمایا و الطريق اليه اما الرياضة والكشف او النظر والاستد لال ۔ الاول مع التزام الشريعة البيضاء هم المتصوفة وبدونه الاشراقيه والسالكون ۔ للثانى مع التزام الشريعة الغراءِ هم المتكلمون وبدونه الحكماء المشائيه ۔ اس سعادت کے حاصل کرنے کے دو طریق ہیں۔ ریاضت وکشف، نظر واستدلال، صاحبان ریاضت وکشف شریعت بیضاء کے ساتھ ساتھ اس راستہ کو طے کرنے والے صوفیاء ہیں ۔ ورنہ حکمائے اشراقیہ اور صاحبان نظر واستدلال شریعت غراء کو ساتھ لئے ہوئے ہیں تو متکلمین ورنہ حکمائے مشائیہ۔ متکلمین کے علم کو علم کلام کہتے ہیں۔ صوفیہ کے علم کو علم تصوف یا علم طریقت کہتے ہیں۔ علم کلام کلام وتکلم وتلفظ سے متعلق ہے جو ظاہر و باہر ہے لہذا اس کو علم ظاہر بھی کہتے ہیں، اور علم تصوف الفاظ وحروف سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ کشف وریاضت سے جس کا براہ راست قلب و باطن سے ہے اس لئے اس علم کو علم باطن کہتے ہیں ۔

یہ دونوں علم کتاب وسنت میں موجود ہیں۔ اسی واسطے حضور نے فرمایا لكل آية منها ظهر و بطن ولكل حد مطلع (مشکوٰۃ) ہر آیت کے ایک ظاہری معنی ہیں، دوسرے باطنی، جب ہر آیت کے ظاہری و باطنی معنی ہوں گے تو لامحالہ ظاہری کے جاننے والے اصحاب علم ظاہر کہلائیں گے اور باطن کے جاننے والے صاحبان علم باطن۔ پہلے کے متکلمین عظام ہیں، دوسرے کے صوفیائے کرام اور یہ خدا کا کرم ہے کہ دونوں علموں کو ایک میں جمع فرمادے تو

وہ ظاہر و باطن دونوں کا عالم و عارف ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حفظت من رسول الله صلى الله عليه وسلم و عائين فاما احدهما فبششته فيكم واما الاٰخر فلو بششته لقطع هذا البلعوم يعنى يجرى العطام (مشکوٰۃ) علامہ طیبی نے فرمایا، اور حضرت شیخ محقق نے لمعات میں نقل کیا لعل المراد با لا ول علم الاحكام والا خلاق والثانى علم الاسرار المصئون من الاغيار المختص بالعلماء با الله من اهل العرفان۔ پہلے علم سے مراد علم احکام و اخلاق ہے دوسرے سے مراد وہ علم اسرار و رموز ہے جن کو غیر سے محفوظ رکھا گیا۔ جو علماء باللہ اہل عرفان سے خاص ہے۔

یہ یاد رکھئے کہ ان تمام علوم و معارف کے مخزن و منبع صرف حضور اکرم ﷺ ہی ہیں، علم ظاہر کے عارف اول آپ ہی کی ذات ہے صاحب تفسیر روح البیان آیت فاوحىٰ الىٰ عبده ما اوحىٰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

لا شك ان ما اوحىٰ اليه عليه السلام تلك الليلة علىٰ اقسام، قسم اداه الى الكل وهوُ الاحكام والشرائع وقسم اداهُ الى الخواص وهوالمعارف الالهٰيه وقسم اداهُ الى اخص الخواص وهو الحقائق ونتائج العلوم الذوقيه۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے حضور کی طرف وحی فرمائی وہ کئی قسم کی ہے ایک تو وہ جو سب کو پہونچادی یہ احکام و شرائع ہیں اور دوسری قسم وہ جو خواص کو پہونچائی۔ یہ معارف الٰہیہ ہیں، تیسری قسم وہ جو اخص الخواص تک پہونچائی اور وہ حقائق و نتائج علوم ذوقیہ ہیں۔

حضور سے علم حاصل کرنے والے صحابہ ہی ہیں اور ان میں مختلف درجات کے حضرات ہیں، ہر شخص نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق حضور سے علم حاصل کیا، جن میں حضرات خلفائے اربعہ کا نمبر سب سے آگے رہا علم ظاہر میں بھی، علم باطن میں بھی، علم شرائع و احکام میں بھی، علم اسرار و رموز میں بھی، یہ حضرات متکلمین کے بھی استاذ ہیں۔ اور فقہاء کے بھی، اور صوفیہ کے بھی،

اسلام قیامت تک کے لئے آیا ہے۔ اس کے اعتبار سے حضور اور صحابہ کرام کا زمانہ گویا ابتدائی زمانہ ہے، حضور کے زمانہ میں اصول و ضابطہ اور بہت سے جزئی احکام کے ساتھ اسلام مکمل کر دیا گیا اليوم اكملت لكم دينكم، تبلیغ بھی شروع ہوگئی، ادھر ادھر پہونچنا بھی شروع ہوگیا، حضور تشریف لے گئے صحابہ کرام کے ذمہ یہ کام آیا اس میں مہتم و اہم علم شرائع و احکام کی تبلیغ تھی، اس لئے کہ کفر و شرک و عصیان کے جراثیم کا مداوا تو یہی تھا اور ن تیجۂ جہنم سے

بچنا اور جنت کا ملنا وہ بغیر پابندی شریعت و احکام کے غیر ممکن ہے، لہذا تمام صحابہ اسی کی نشر و اشاعت، تبلیغ و ارشاد کی طرف متوجہ رہے، یہ تھا درجہ فرضیت میں علم باطن، اول تو تمام صحابہ کے لئے غیر ممکن سا تھا اس لئے حضور نے جس جس کو اہل جانا عطا فرمادیا اور چونکہ وہ درجہ استحباب و استحسان میں تھا اور حصول جنت کے بعد رفعت درجات کا سبب تھا، اس وقت اس کے نشر و اشاعت کی ضرورت اس طرح نہ تھی جس طرح علم شرائع و احکام کی، لہذا خلفائے ثلثہ کے زمانہ میں توجہ تام و نظر کامل علم شرائع و احکام کی تبلیغ کی طرف رہی، اور علم باطن منظر عام پر نہ آیا، اور ضرورت ہی کیا تھی ہر شخص جانتا تھا۔

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے زمانہ تک حضرات خلفائے ثلثہ اور بہت سے صاحبان علم باطن صحابہ نہ رہ سکے اور ادھر تبلیغ شرائع و احکام کے خدام لاکھوں کی تعداد میں یعنی حضرات تابعین موجود تھے، حضرت مولیٰ علی نے اس علم کا سلسلہ وسیع فرمایا اور زیادہ توجہ اس طرف منعطف کی یہ اس لئے کہ بہر حال ایک علم ہے، عطیہ خدا و رسول ہے، مفید و مفیض ہے اگر چہ درجہ استحسان ہی میں ہے، مولیٰ علی کو خیال ہوا کہ اکثر اس علم کے حاملین دنیا سے جا چکے ہیں کہیں یہ مٹ نہ جائے، حضرت نے اس طرف توجہ فرمائی اور تعلیم دی، اس لئے آپ خلفائے ثلثہ کے بعد اس میدان کے شہسوار اور کتاب ولایت کے عنوان مشہور ہوئے، اور اس میں شک نہیں کہ ایک تو سرکار سے اسی طرح آپ کو یہ علم پہونچا جس طرح اور صحابہ خصوصاً خلفائے ثلثہ کو، حدیث میں موجود ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"دعا رسول الله ﷺ علينا يوم الطائف فضال الناس لقد طال نجواه مع ابن عمه فضال رسول الله ﷺ ما انتجيته ولكن اله انجاه" (مشکوٰۃ شریف) طائف کے دن حضور نے حضرت علی کو بلایا اور بہت دیر تک راز دارانہ گفتگو فرمائی، لوگوں نے کہا آج حضرت علی سے بہت دیر تک گفتگو فرمائی، حضور نے فرمایا میں نے گفتگو نہیں کی بلکہ اللہ کے حکم سے، علامہ طیبی نے اس کی شرح میں فرمایا كان ذالك اسرار الالهيه وامورا عينيه جعله من خزانها، وہ اسرار الٰہی اور امور عینیہ کی گفتگو تھی، حضور نے حضرت علی کو ان علوم کا خازن بنایا۔

دوسرے یہ کہ حضرت صدیق اور حضرت فاروق اور حضرت عثمان سے بھی وہ علوم حاصل ہوئے، اس لئے کہ آپ ہر خلیفہ کے وزیر رہے، اسی طرح آپ علم باطن کے مخزن ہوئے، جس طرح آپ علم ظاہر کے معدن تھے، پھر آپ منبع ہوئے، اور اس علم کا فیضان شروع ہوگیا یعنی ولایت و طریقت روحانیت اور تصوف کا منصب حضرت مولیٰ علی سے شرکت ظہور کے ساتھ جاری ہو، احضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

دست مبارک پر بیعت فرمائی اور فرمایالو لا لتنا له لهك نعمان اسی طرح دوسرے ائمہ بھی منسلک ہیں۔

ارشاد وتلقین کا فیض عام :

اعلیٰ حضرت حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی مرشد العالم قدس سرہٗ نے مسند ارشاد پر رونق افروز ہوکر سلسلۂ بیعت کو عمومیت کے ساتھ جاری فرمایا، مشائخ چشت اہل بہشت کا دور مسلمان بادشاہوں کا دور تھا۔ دیندار اور طالبان مولیٰ کی کثرت پائی جاتی تھی۔ حضور پرنور کے زمانہ میں انگریزوں کا تسلط تھا۔ انگریزوں کی خوبو، طرز معاشرت ہندوستانی عوام میں قریب قریب پیوست ہوچکی تھی ان حالات میں ان پر شفقت وکرم کے بادل برسانے کی ضرورت پہلے سے زیادہ تھی۔ حضور پرنور مخدوم الاولیاء رحمت وشفقت کے ابر کرم بن کر ان کے دلوں پر برسے اور فیض کا باب ہر خاص وعام اور نیک وبد پر کھول دیا حضور کے مسلک کی وسعت نے بروں کو نیکوکار اور نیکوکاروں کو صالحین واولیاء کے زمرہ میں شامل کراکر ''قرب ووصول'' کی منزل پر پہونچادیا۔ حضرت سیدنا غوث العالم محبوب یزدانی قدوۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مبارک ارشاد ہے:

''شیخ کی اس کے سوا اور کوئی غرض بھی نہیں ہے، کہ مریدوں کے آئینہ دل کو خواہشات نفسانیہ کے زنگ سے پاک کرے اور

لا اله الا الله

کی قلعی سے صاف وصیقل فرماکر حق سبحانہ تعالیٰ کی ذات کے مقابل کردے تاکہ انوار الٰہیہ کی شعائیں اس میں نمودار ہوں، اور چشم اس جمال کے مشاہدہ سے روشن ہو اور اس کی وجہ سے مرید کے سویدائے قلب میں محبت الٰہی راسخ ہوجائے اور اس سے معلوم ہوا کہ :

حق تعالیٰ کی محبت بندوں کے دلوں میں پیدا کرنا مشائخ کا کام ہے۔

حضور پرنور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کے حفید ارشد حضرت مولانا الحاج سید شاہ حامد اشرف مدظلہ العالی نے تحریر فرمایا ہے کہ:

''حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ غالباً دہلی میں گلی قاسم جان میں محمد احمد مہر کن کے یہاں تشریف فرماتے تھے۔ ایک خاطی جس میں متعدد عیوب تھے اور ایسے ایسے عیوب کہ گناہ کی حد سے تجاوز کرگئے تھے۔ وہ شرابی بھی تھا، چوری بھی کرتا تھا، لوگوں کو دھوکا بھی دیتا تھا، بہرنوع اس نے آکر عرض کیا کہ :

حضور مجھے توبہ کرادیں اور میری توبہ ایسی ہوگی کہ میں اپنے کسی فعل بد سے باز نہ آؤں گا'' تو آپ نے فرمایا

کہ ''تو پھر تیری توبہ کیسی'' اس نے عرض کیا کہ ۔۔۔ ''حضور میں تو ایسی ہی توبہ کروں گا'' تھوڑے وقفہ کے بعد آپ یہ جواب دیتے ہیں کہ ٹھیک ہے ''لیکن تم میرے سامنے کوئی اپنا فعل بد نہ کرنا'' چنانچہ اس نے شرط مان لی، آپ نے توبہ کرادیا۔ جب اس کے پینے کا وقت آیا تو اس نے بوتل اٹھائی اور پینا چاہا، اچانک اس کی نظر سامنے پڑی تو دیکھا کہ حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہیں۔ اس نے تو یہی وعدہ کیا تھا کہ حضرت کے سامنے نہ پیئں گے، بہر تدبیر وہ پینے سے مجبور رہا۔ اس لئے کہ جہاں گیا وہیں اپنے مرشد کو دیکھا۔ دوسرے دن حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا :

''حضور نے ایسی توبہ کرائی کہ ہر چھوٹے بڑے گناہ سے اللہ تعالیٰ نے محفوظ کردیا''۔

اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کے مبارک قلم سے صحائف اشرفی شریف میں مرقوم ہوا ہے کہ:

''موضع اوندارا متصل بھبھوا بن تحصیل ضلع اعظم گڑھ میں جب فقیر اشرفی گیا۔ وہاں کے شیخ زادہ عالی خاندان ہیں اور سات آٹھ پشتوں سے خاندان اشرفیہ میں واسطہ بیعت کا رکھتے ہیں۔ چنانچہ فقیر کے جانے کے بعد ڈپٹی محمد وصی صاحب اور ان کی والدہ مع دیگر مستورات کے اور ان کے بھائی وغیرہ اکثر لوگ مرید ہوئے، اس وقت محمد وصی صاحب غازی پور میں مختاری کا امتحان دے کر کام کرتے تھے۔ مگر ان کا معمول سالانہ کہ ہر سال ۲۷، ۲۸، ۲۹ محرم کو بتقریب عرس حضرت محبوب یزدانی قدس سرہٗ کے آستانہ پر حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک سال حضرت محبوب یزدانی کے غلاف مبارک کو پکڑ کر عرض کیا، کہ حضور اب مجھ کو تحصیل داری دلوادیجئے۔ مختاری کرنے سے اب مجھ کو رغبت نہیں۔ اسی سال حضرت کے تصرف سے تحصیل دار ہوگئے، قانون سب ان کو مستحضر تھا، امتحان تحصیلداری میں اول درجہ کی کامیابی حاصل ہوئی۔ دوسرے سال بحالت تحصیلداری عرس شریف میں حاضر ہوئے۔ تیسرے سال پھر غلاف مزار پکڑ کر عرض کیا کہ حضرت میں آپ کے آستانہ کا غلام ہوں مجھ کو ڈپٹی کلکٹری دلوادیجئے۔ سال بھر میں ڈپٹی کلکٹری کا امتحان دے دیا۔ مستقل ملازمت ہوگئی۔ حاکم بندوبست ضلع بلیا نے ان سے بندوبست کا کام لیا۔ اس خوبی کے ساتھ کام کیا کہ تین سو روپے کے ڈپٹی کلکٹر ہوگئے۔ بہرائچ گئے وہاں بھی ایسے کام نمایاں کئے کہ ترقی پاکر ضلع پرتاپگڑھ تبدیل ہوئے اس ضلع میں اس تیزی اور چابک دستی سے کام کیا کہ پانچ سو روپے کی ترقی پر ضلع ایٹہ میں تبدیل ہوئے، وہاں ان کی لیاقت اور قابلیت اس درجہ مانی گئی کہ چند ماہ کے بعد قائم مقام کلکٹر ہوگئے۔ جب ایام تاجپوشی ایڈورڈ بادشاہ دہلی میں حاضر ہوئے یہاں سے مرض نمونیہ میں مبتلا ہوئے تو ان کے ہم پیشہ ہندو مذہب کے دو چار ڈپٹی کلکٹر ہمدردی سے آگئے، سوائے اس کے کہ ان کے بھائی محمد شفیع تحصیلدار ضلع بدایوں کو تار دیا، یا ان کے سامان بکس وغیرہ کی کنجی اپنی حفاظت میں لی اور کچھ نہ کرسکے۔''

آخر وقت میں کوئی کلمہ تلقین کرنے والا نہ تھا کہ خود بخود دو مرتبہ بلند آواز سے ڈپٹی صاحب نے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ پڑھا تیسری مرتبہ کلمہ پڑھتے پڑھتے روح پرواز کرگئی۔
اولیاء اللہ بزرگان دین کے سلسلہ غلامی میں داخل ہونے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ دنیا میں نیک نام اور عاقبت خیر انجام ہوتا ہے''۔

سیدی استاذی الکریم صدر العلماء علامۂ اجل آفتاب ہند حضرت مولانا الحاج سید غلام جیلانی میرٹھی غلام و مرید حضور پرنور مخدوم الاولیاء تحریر فرماتے ہیں:

''ہر صاحب سلسلہ بزرگ اپنے متوسلین پر شفقت نامہ فرماتے اور مرید کی خیر خواہی کو اپنا اہم فریضہ سمجھتے ہیں۔ ان کی راحت ابدی و نجات اخروی کی فکر دامن گیر رہتی ہے۔ فرحت و شادمانی کے مخصوص اوقات میں جب آدمی اقارب کو بھی بھول جاتا ہے۔ چہ جائیکہ اباعد، مگر بزرگوں کی فطرت ہی نرالی ہوتی ہے۔ ایسے اوقات میں اپنے نیازمندوں کو خصوصیت سے یاد رکھتے ہیں''(۱)

وابستگان دامن دولت کی دستگیری اور شفقت و رحمت کا ایک اور واقعہ اعلیٰ حضرت حضور پرنور کے مبارک قلم سے محفوظ ہو گیا ہے۔

''میری اوائل عمر میں سید میر بادشاہ صاحب منصف، داماد سر سید احمد خاں دہلوی کی ناکتخدا لڑکی پر آسیب جن کا ہو گیا تھا۔ انہوں نے ہر چند گنڈہ تعویذ عالموں سے کرائے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اس وقت میر سید بادشاہ مقام اکبر پور ضلع کانپور میں منصفی کرتے تھے۔ وہاں پران کو کسی سے معلوم ہوا کہ درگاہ کچھوچھہ میں آسیب اور جن حاضر ہونے سے دفع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے دہلی سے اپنے بھائی سید زماں شاہ کو لڑکی کے ہمراہ کر کے درگاہ کچھوچھہ میں بھیجا، یہاں چند روز لڑکی نے قیام کیا تھا، کہ اسی اثنا میں تعطیل کلاں میں جو ایک مہینہ کی ہوتی ہے میر بادشاہ منصف بھی درگاہ کچھوچھہ شریف میں حاضر ہوئے۔ جب زمانۂ تعطیل میں صرف دو ہفتہ باقی رہ گیا۔ حضرت محبوب یزدانی کے مزار پر حاضر ہو کر غلاف پکڑے بہت روئے اور یہ شعر پڑھا :

باغ عالم میں نہ ہوگا کوئی ہم سا بے نصیب
آئے ایسے باغ میں اور خالی داماں لے چلے

اور عرض حال کر کے روتے ہوئے قیام گاہ میں آئے اسی شب کو مریضہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت

(۱) بشیر القاری شرح صحیح البخاری ۔

سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا روضۂ مبارک کے دروازہ پر کھڑی ہیں اور حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ سے فرما رہی ہیں کہ :

''فرزند اشرف ! یہ لڑکی میری ذریت سے ہے اس پر جلد توجہ کرو کہ اچھی ہو جائے ''۔

آپ نے عرض کیا کہ:

'ہمارے دربار میں ایک چلہ سے دوسرے چلہ تک ٹھہرنے کا معمول نہیں ہے۔ جمعرات کو اس لڑکی کی صحت کلی ہو جائے گی''۔

اور میر زماں شاہ مرحوم اس لڑکی کے چچا نے یہ خواب میں دیکھا کہ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ بزبان فارسی فرماتے ہیں۔

''باذکر کبیر گی برود ، وعلی بخش خادم ہمراہ رود

صبح کو فقیر اشرفی سے اس خواب کی تعبیر پوچھی اور یہ کہا کہ اس عبارت کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا ۔''ذکر کبیر گی برود، وعلی بخش خادم ہمراہ برود' اس کا مطلب یہ ہے کہ مریضہ ہماری بڑائی کرتی ہوئی جائے اور علی بخش خادم ساتھ پہونچانے جائے'' چنانچہ دوسری جمعرات کو مریضہ قنات کے اندر بیٹھی تھی اور باپ چچا بھی اس کے پاس تھے، کہ دفعۃً لڑکی پر جن کا تسلط ہوا عالم بیہوشی میں :

ہائے جلا ۔ہائے جلا

کی صدا بلند تھی اور لڑکی کے باپ دیکھ رہے تھے، کہ جیسے کسی نے قد آدم زمین سے اچھال دیا اور پھر وہ زمین پر گری وہ کہتے تھے، کہ میں یہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس کو صحت بھی ہو جائے گی کہ بار بار قد آدم اچھل کر گرتی ہے، ہڈیاں پاش پاش ہو جائینگی ۔ جب اس کو ہوش آیا اور صحت ہوئی ۔ باپ چچا نے پوچھا کہ تمہارے بدن میں درد تو نہیں ہوتا، کہیں چوٹ تو نہیں لگی ۔اس نے کہا نہ میرے چوٹ لگی ہے، نہ کہیں درد ہوتا ہے۔ بعد صحت دہلی میں مکان پر لائے اور اس لڑکی کی شادی کر دی۔

''چونکہ اس لڑکی کو فقیر اشرفی کے ساتھ محبت و اعتقاد کامل تھا، جب میں لطائف اشرفی چھپوانے دہلی آیا تو میر بادشاہ نے اپنی کوٹھی میں ٹھہرایا اور دو برس کامل تا اختتام طبع کتاب میری خدمت گذاری اور مہمان داری حد سے زیادہ کی، اور وہ لڑکی بھی فقیر کے ہاتھ پر مرید ہو گئی۔ تیئیس برس کے بعد وہ دہلی میں بیمار پڑی اس کی کشش قلبی نے یہ اثر دکھلایا کہ میں خود بمبئی سے دہلی آیا اور روز انتقال تین گھنٹہ مرنے سے پہلے تجدید بیعت کی اور انتقال کر گئی۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت نصیب کرے حضور محبوب الٰہی

کے جوار میں دفن ہوئی''۔

سبحان اللہ! کیسی خوش بخت اور عالی مرتبہ تھیں یہ سیدانی بی بی صاحبہ بھی، کہ ان کے اعتقاد کامل کا ذکر ان کے پیرو مرشد نے فرمایا اور کشش قلبی نے آخر وقت میں اپنے پاس بلایا اور حضرت شیخ کی موجودگی میں دنیا سے باایمان تشریف لے گئیں۔ حضور پرنور نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور تدفین میں شرکت فرمائی اور فاتحہ اور دعائے مغفرت فرمائی۔ ان کے وصال کے سولہ برس بعد صحائف اشرفی شریف میں ان کا ذکر خیر قلم بند کروایا۔ ان بیوی صاحبہ کی والدہ ماجدہ صاحبہ کے انتقال کی خبر پاکر حضور پرنور بریلی سے دہلی تشریف لے گئے اور تعزیت کی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے مرحومہ کا قطعہ تاریخ وفات موزوں فرما کر پیش کیا۔ حضور کی خواہش سے سید میر بادشاہ نے لوح مزار کے لئے کتبہ کرا کر سنگ مرمر سرہانے آویزاں کرایا۔

حضور پرنور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء کی تلقین وارشاد سے راہ سلوک میں رفیع مرتبہ پر فائز ہونے کے متعلق حضرت نور المشائخ مولانا الحاج سید شاہ اظہار اشرف مدظلہ کی ذیل کی مبارک تحریر سے حقائق کا انکشاف ہوتا ہے ۔

''حضرت مولانا سید آل حسن ہاپوڑی یقیناً فنافی الشیخ تھے ہر لمحہ اور ہر گفتگو میں شیخ کی پاکیزگی سیرت و صورت کا تذکرہ کرتے تھے۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان تشریف لے گئے، ان کا معمول تھا کہ ہر سال عرس میں شرکت کرتے تھے، ان کے لئے خانقاہ میں ایک کمرہ مخصوص تھا، سرکار اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ:

''میں نے اپنے اس فرزند کو ایسی راہ میں ڈال دیا ہے جہاں فرشتے بھی گھبراتے ہیں ''۔

ان کو تمام سلاسل کے ساتھ سلسلۂ ملامتیہ کی بھی اجازت تھی، اس سلسلہ کی اجازت میری معلومات میں صرف حضرت سید صاحب کو تھی، آپ حضرت مخدوم پاک کے اس قول کے :

''ذل المؤمنين ليس حق القرة والرحمة کے عملی تفسیر تھے۔ آپ کا وصال رمضان المبارک میں کراچی میں ہوا۔ اور آستانہ عبداللہ شاہ کے جوار میں مدفون ہوئے۔ آج بھی ان کی قبر پر عشق کی گرمی اہل دل محسوس کیا کرتے ہیں ''۔

''ماہ اگہن کے میلہ میں یہ فقیر اشرفی مکان دمدمہ پیارے صاحب رئیس عظیم آباد جو خاندان اشرفی میں شاہ وحید الدین اشرف کے نواسے تھے۔ ان کے پاس بیٹھا تھا۔ کسی نے آکر یہ خبر سنائی کہ ایک نوجوان آدمی شاہ جہاں پور کا پٹھان مرض برص میں یعنی سفید داغ میں مبتلا ہو کر کل آیا تھا، آج اچھا ہو گیا۔ پیارے صاحب نے کہا یونہی لوگ مشہور کر دیتے ہیں۔ جس کا وجود نہیں ہوتا۔ میں نے کہا کہ

چلئے ہم اور آپ دونوں چل کر دیکھیں اور معلوم کریں کہ کہاں تک سچ ہے ۔

شاہ جعفر ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے چبوترہ پر املی کے درخت کے نیچے وہ غریب ٹھہرا تھا۔ جا کر دیکھا تو سارا بدن اس کا گورا بے داغ صاف نظر آتا تھا، پیارے صاحب نے کہا تو اچھا ہو گیا، اس نے کہا میں کیوں کر یقین کروں، کیا کہوں، اس نے کہا۔ جب میری آنکھ روشن ہو جائیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔ انہوں نے کہا اگر کچھ دنوں تو یہاں ٹھہرے قیام کرے گا تو تیری آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ اس نے کہا کہ اگر میں یہاں رہتا ہوں تو مجھ کو کھانا کون دے گا۔ چار آنہ پیسہ لے کر آیا تھا وہ کل خادموں کو دیدیئے۔

غرضیکہ پیارے صاحب نے ایک بنیا سے کہہ دیا کہ دونوں وقت اس کو جنس کھانے کے واسطے دیدیا کرو اور مہینہ مہینہ جو خرچ ہو مجھ کو اطلاع دینا میں دیدونگا۔ چند دنوں کے بعد اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں کہ بلا استعانت حضرت کے دربار کی مسجد میں بے تکلف نماز پڑھنے چلا آتا تھا۔ اس کے بعد فقیر اشرفی کے ہاتھ پر مرید ہوا اور کچھ ذکر و شغل خاندان اشرفیہ کا سیکھا۔ بارہ پندرہ برس کے بعد انتقال کیا اور اس آستانہ سے کہیں نہیں گیا اور روح آباد میں جائے مدفن پائی، خدا غریق رحمت کرے آمین'' ان بزرگ کا نام نامی ''بہادر خاں'' تھا۔

اعلیٰ حضرت متعدد بار لاہور آئے۔ آخری بار ۱۹۳۵ء میں تشریف لائے۔ اقامت بیشتر اوقات انجمن حزب الاحناف کے صدر دفتر مسجد مولوی دیدار علی اندرون دہلی دروازہ میں ہوتی تھی، کبھی کبھی نماز جمعہ مسجد ملحقہ دربار داتا گنج بخش میں ادا کرتے اس دوران ایک دفعہ نماز جمعہ کے بعد فرمایا کہ :

''میں نہ مفتی ہوں، نہ مقرر اور نہ واعظ، ایک فقیر ہوں۔ لیکن حضرت غوث پاک کا پوتا'' آخر میں مزار گنج بخش کی طرف دیکھ کر فرمایا :

''لوگو! گنج بخش کی گواہی میں کہتا ہوں کہ جس شخص کو روز قیامت حضور غوث پاک کے جھنڈے کے تلے اٹھنا ہے وہ فقیر سے بیعت کرلے''۔

یہ کہہ کر اعلیٰ حضرت نے اپنا رومال آگے بڑھا دیا۔ لوگوں نے داتا گنج کے دربار میں رومال سے پگڑیاں باندھ باندھ کر ایک لمبا سلسلہ بنا دیا، جسے دونوں ہاتھوں سے تھام کر سینکڑوں لوگ سعادت بیعت سے مشرف ہوئے ''(۱)

مفتی اعظم پاکستان برکتہ العصر علامہ سید ابو البرکات اشرفی علیہ الرحمۃ یہ واقعہ اکثر بیان فرماتے تھے۔

(۱) تذکرہ مشائخ قادریہ لاہور از محمد دین کلیم لاہوری ص ۲۴۵۔

''پیر طریقت حضرت سید شاہ احمد اشرف اشرفی جیلانی رقم طراز ہیں کہ اعلیٰ حضرت کا ورود اچانک دہلی میں ہوا، خاندان اشرفیہ کی اس شاخ کی موجودگی آپ کے علم میں تھی، اور اس خاندان کے ایک درخشندہ ستارے پر آپ کی نظر پہلے سے تھی۔ حضرت قطب ربانی (مولانا سید شاہ طاہر اشرف جیلانی اشرفی) کو شرف توجہ بخشا، آپ نے حضرت قطب ربانی کو نہ صرف شرف بیعت سے مشرف فرمایا بلکہ معمولات خاندانی کی تعلیم دے کر خلعت خاص خرقۂ مبارک، عصائے خاص اور تاج اشرفی سے بھی نوازا، اور سلاسل عالیہ چشتیہ، قادریہ، سراجیہ، اشرفیہ جلالیہ، منوریہ میں مجاز بیعت وخلافت عطا فرما کر سینے سے سینا ملاتے ہوئے تمام سربستہ راز منتقل کر دیئے اور شجرۂ شریف دستخط ومہر سے مزین فرما کر عطا فرمایا۔ مذکورہ خلعت خاص خرقۂ مبارکہ، تاج اشرفی اور شجرۂ شریف بطور تبرک درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی کراچی میں محفوظ ہے''۔(۱)

حضرت لسان الحسان مولانا الحاج شاہ محمد یعقوب حسین ضیاء القادری المقتدری بدایونی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا:

''حضرت خواجہ خواجگان سلطان الہند خواجہ غریب نواز آقا کے دربار میں عرس کی تقریبات ہو رہی تھی۔ ۱۳۴۰ھ کے عرس مقدس کی ایک خاص خصوصیت یہ تھی کہ اس عرس مقدس میں حضرت سیدنا ابراہیم صاحب قبلہ جیلانی نقیب الاشراف بغداد معلیٰ بھی رونق افروز ہوئے تھے، اور حضرت سیدنا شاہ علی حسین صاحب قبلہ اشرفی جیلانی کچھوچھوی بھی تشریف فرما تھے۔ شاہ جہانی مسجد شریف میں جلسہ ہوا، ان دونوں بزرگوں کے لئے کرسی بچھائی گئی۔ اس پر دونوں بزرگ تشریف فرما ہوئے، کہ محفل سے حضرت مولانا شاہ عبدالماجد قادری بدایونی علیہ الرحمہ کھڑے ہوئے اور بیان شروع فرما دیا، مولانا کے بیان سے محفل پر بے خودی کی کیفیت طاری ہوگئی، یکا یک فرمایا :

مسلمانو! یہ تمہاری خوش نصیبی ہے کہ تم کو مسجد دربار خواجہ پاک میں حضرت غوث پاک کے دو فرزندوں صاحبان مقامات عالیہ کی زیارت کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ یہ تمہاری خوش نصیبی ہے بار بار ایسے مواقع نہیں ملیں گے فدا ہو جاؤ۔

حضرت مولانا شاہ عبدالماجد قادری بدایونی علیہ الرحمہ کا اتنا فرمانا تھا کہ حاضرین نے نوٹوں روپیوں اور گھڑیوں اور قیمتی سامانوں کا انبار لگا دیا، جو بھی جس کے پاس تھا قدموں میں ڈال دیا، حضرت نقیب الاشراف سیدنا پیر سید ابراہیم صاحب قبلہ نے حضرت شاہ علی حسین صاحب قبلہ سے فرمایا کہ:

(۱) ماہنامہ الاشرف کراچی ۔ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ مطابق فروری ۱۹۸۶ء ص ۱۵۔

''یہ سب آپ کا حصہ ہے آپ اس کو قبول فرمائیں''۔

حضرت شاہ علی حسین صاحب قبلہ نے یہ ساری چیزیں شیفتگان انوار خواجہ میں تقسیم فرما دیں''۔(۱)

سبحان اللہ !! وہ نورانی دلکش چہرہ جس پر فردوس کی بہاریں قربان جس مجلس میں تشریف رکھتے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ملاء قدس کا کوئی فرشتہ جلوہ گر ہے جو دیکھتا ہوش وخرد کھو بیٹھتا، ایک بار اجمیر مقدس میں شاہ جہانی مسجد کے ممبر پر تشریف رکھ کر چند دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے جس کا اثر یہ ہوا کہ :

''مسجد کے سارے حاضرین مرید ہو گئے۔ حضرت کے رومال میں عمامہ باندھا گیا۔ پھر اس عمامہ میں متعدد عمامے باندھے گئے، حاضرین میں علماء روساء، امراء، سبھی تھے''۔(۲)

علماء کی گرویدگی :

حضور پرنور مخدوم الاولیاء کی ذات مبارک اسرار حقانی کا مخزن اور انوار مصطفائی کا گنجینۂ اور شریعت و طریقت کے معارف کا سنگم تھی، ہر استعداد کے طالب آپ کے سرچشم باطنی سے سیرابی حاصل کرتے تھے، قبول عام اور مرجع انام ذات گرامی تھی، علوم وفنون کے ماہرین، دین وشریعت کے مسلم پیشوا پروانوں کی طرح امنڈ امنڈ کر آتے اور فیض معرفت سے حصہ پاتے اور قرب ووصول کی نعمت سے سرفراز ہوتے، مسند علمی کے تاجوروں کی گرویدگی کا عجیب حال تھا، جس نے بھی آپ کا دامن مہر وکرم تھاما، ایک جہاں کے لئے سایۂ شجر رحمت بن گیا۔ حضور کے حلقۂ ارادت میں ڈھائی سو علمائے کبار داخل ہوئے ۔شریعت مطہرہ کے علمبرداروں اور تقویٰ وطہارت کے پیکروں کا اصلاح نفس اور تجلیہ باطن کے لئے حاضری ایک غیر معمولی معاملہ تھا۔

فیوض وبرکات :

حضرت سید شاہ حبیب اشرف علیہ الرحمہ اشرفی جیلانی خانوادۂ سرکار حسینی اشرفی کے صادق العیار بزرگ گذرے ہیں، پروفیسر ڈاکٹر سید وحید اشرف اشرفی جیلانی سابق صدر شعبۂ فارسی واسلامیات مدراس یونیورسٹی نے ان کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ:

''شاہ حبیب اشرف تصوف کی عملی تفسیر تھے''۔

شاہ حبیب اشرف علیہ الرحمہ کی دیانت اور صداقت اور انصاف پسندی کے کچھوچھا مقدسہ کے مسلم اور

(۲) مقالہ از حضرت مولانا ضیاء القادری علیہ الرحمہ (راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے)۔

(۳) صدر الشریعہ نمبر ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور ۔ اکتوبر ۔ نومبر ۱۹۹۵ء ص ۸۸۔

غیر مسلم سبھی معترف تھے، انہوں نے نورالمشائخ سیدی مولائی حضرت مولانا سید شاہ اظہار اشرف صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین سرکار کلاں سے بیان فرمایا تھا کہ :

''ایک بار میں اعلیٰ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر تھا، سرکار نے مجھ کو قریب کیا اور میرے کان کو اپنے سینہ کے قریب کر دیا، میں کچھ دیر تک آپ کے مبارک سینہ سے

لا الہ الا اللہ

کا ذکر سنتا رہا''۔

خانوادۂ حسینی اشرفی میں شاہ مقصود اشرف فرزند اصغر شاہ نعمت اشرف کے اخلاف میں حضرت شاہ اقبال احمد صاحب اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ بھی تھے۔ یہ درگاہ معلیٰ میں ۲۶ محرم کے سجادہ نشین بھی تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ :

اعلیٰ حضرت قبلہ نے ایک مرتبہ فرمایا اقبال ! کچھ سیکھ لے، میں نے عرض کیا کہ آپ کے ہوتے ہوئے سیکھنے کی کیا ضرورت ہے، آپ تو کافی ہیں، اعلیٰ حضرت نے میرا کان پکڑا اور فرمایا ،

''سیکھے گا کہ نہیں؟ سیکھے گا کہ نہیں ؟؟

میں نے کہا اے میاں! کان پکڑے رہو بڑا اچھا معلوم ہوتا ہے واقعہ یہ تھا کہ :

''آپ کے انگوٹھے سے تسبیح وتہلیل کی صاف آواز آرہی تھی''۔

حضرت شاہ اقبال احمد صاحب نے اعلیٰ حضرت حضور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ سے طریقت کی تعلیم پائی تھی، اور اجازت وخلافت سے سرفراز کیے گئے تھے۔

حضرت مولانا سید شاہ مصطفیٰ اشرف صاحب قبلہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دن والد ماجد اعلیٰ حضرت قبلہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا :

''فرزند مصطفیٰ میاں آج وقت خاص ہے جو لینا چاہو لے لو'' میں نے جب دیکھا کہ آج حضور کا فیضان کرم ایسا متوجہ ہے تو عرض کیا کہ :

''اگر حضور دینا چاہتے ہیں تو اپنی نظر دے دیجئے، حضور نے فرمایا ۔

''دیدیا''۔

اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ :

''حضور! میری نگاہوں سے حجابات اٹھ گئے ۔ مجھے زمین کے احوال اور آسمان کے دریچے صاف نظر آتے ہیں، بلکہ قبور وموتی کے احوال واشگاف اور آشکار ہیں، میں تاب نہیں لا سکتا حضور میری نظر

اس لائق نہیں، اپنی نظر واپس لے لیں (۱)۔

اعلیٰ حضرت مخدوم المشائخ سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اعلیٰ حضرت محبوب ربانی قدس سرہٗ نے وصال سے تین دن پیشتر ارشاد فرمایا :

''جس کو جو مانگنا ہے مانگ لے''۔

فیض عام کی منادی سن کر لوگوں کی بھیڑ لگ گئی، کوئی اولاد مانگ رہا تھا، کوئی دولت وحشمت مانگ رہا تھا، کوئی عزت ووقار کا طالب تھا، کوئی ولایت کے مراتب ومقام کا طلبگار تھا، سب نے کچھ نہ کچھ ضرور مانگا۔ حضرت مصطفیٰ چچا میاں نے نظر مانگی، میں اس دن حاضر خدمت نہ ہوا دوسرے دن اعلیٰ حضرت نے طلب فرمایا اور فرمایا کہ سب نے کچھ نہ کچھ مانگا۔ لیکن تم نے کچھ بھی نہیں مانگا۔ میں نے عرض کیا کہ :

''حضور لوگوں کو مسلسل عطا فرما رہے ہیں، کچھ بچا بھی ہے یا سب کچھ دے چکے۔

اعلیٰ حضرت قبلہ جدی ومرشدی نے فوراً فرمایا :

''ایک طرف سے آتا ہے دوسری طرف چلا جاتا ہے، تم مانگو جو مانگنا چاہتے ہو لیکن ایک ہی چیز مانگنا''۔

میں سوچ میں پڑ گیا کہ کیا چیز مانگوں، اگر مسجد مانگتا ہوں تو خانقاہ جاتی ہے، خانقاہ مانگتا ہوں تو مدرسہ جاتا ہے، اسی شش وپنج میں تھا، کہ سوال ذہن میں آ گیا، عرض کیا کہ پہلے آپ وعدہ فرمائیں کہ دیدوں گا، بار دیگر پھر میں نے وعدہ لیا حضور نے سرجھکا کر وعدہ فرمایا۔ تب میں نے عرض کیا ۔

''میں آپ سے آپ کو مانگتا ہوں ''

تب حضور نے اپنی تسبیح منگوائی اور میرے گلے میں ڈال دی، پھر جو بھی مانگنے والا آیا، حضور نے فرمایا :

''سب میں نے محمد میاں کو دیدیا ہے اب انہیں سے مانگو پھر تو مانگنے والوں کی بھیڑ لگ گئی''۔

قبلہ وکعبہ اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء نے تعلیم وتلقین کے سلسلے میں باشغل مریدوں کو تحریری ہدایات بھی جاری فرمائیں، جن کی تعداد ہزاروں میں ہوگی یہاں پر ماہنامہ اشرفی سے ایک ارشاد نامہ نقل کیا جاتا ہے۔

''جمع تعلیم طریق''

پیارے عزیز شاد رہو بامراد رہو !

بعد دعا کے واضح ہو کہ تمہارا خط مورخہ ۲۶ رجنوری ۱۹۲۳ء کا فقیر کے ملاحظہ سے گذرا، جو کچھ حالات اظہار کیفیت نمبر وار تحریر ہے سب پر فقیر نظر انداز ہوا۔

(۱) تحریر مولانا معین الدین اشرفی بھاگل پوری استاذ جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ۔

شجرہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ شجرۂ قادریہ چشتیہ منظوم صبح وشام بلکہ ہر نماز کے بعد بطور مناجات ہاتھ اٹھا کر پڑھا کرے اور ارواح پیران طریقت کو اپنا معین اور حامی تصور کرے، اور جس طرح کہ بعد نماز مغرب سر پر کپڑا ڈال کر آنکھیں بند کر کے بتصور صورت مرشد ذکر اسم ذات کرتے ہو، اسی طرح بعد نماز تہجد بھی کیا کرو۔

اور جو تم نے لکھا کہ اس شغل سے مجھ کو نہایت لطف حاصل ہوتا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اور بھی روحی مزہ حاصل ہوگا، اور آنکھ بند کرنے کے بعد جو ایک سیاہی نظر آتی ہے اس کے مطالعہ کے بعد ایسا معلوم ہوگا کہ جیسے ابر سیاہ پھٹ گیا، اور روشنی ہوگئی، پھر اوس میں اگر تمہارا تصور کامل ہے تو جمال مرشد پیش نظر ہوگا۔ کچھ دنوں بعد یہ بھی معلوم ہوگا کہ ہمارے مرشد ہم کو زبانی تعلیم کررہے ہیں، اور کبھی خواب میں تم کو صورت مرشد نظر آئے گی اور اسی عالم میں تم کو ہدایت ہوجائے گی، اور ہر پنجشنبہ کو درمیان شب اور فجر کے جو تم اسم یا غنی ہزار مرتبہ پڑھتے ہو اس کو ترک نہ کرنا، اول آخر اس کے درود شریف گیارہ گیارہ بار پڑھا کرنا۔

اور ہر روز بعد ادائے نماز فجر سورۂ اذا جاء مع بسم اللہ پچیس مرتبہ پڑھا کرنا، یہ عمل حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، اس کا پڑھنے والا نہ محتاج رہے گا نہ مقروض رہے گا۔

وظائف پنج گنج جس کو اوراد حسینی کہتے ہیں، اس کو پانچوں نماز کے بعد پڑھتے رہو، اور بعد نماز فجر سورۂ یسین اور بعد نماز ظہر سورۂ انا فتحنا اور بعد نماز عصر سورۂ عم یتساءلون اور بعد نماز مغرب سورہ واقعہ اور بعد نماز عشاء سورہ ملک، ایک ایک بار سب سورتوں کو پڑھنا مگر سورہ مزمل شریف کو بعد نماز عشاء گیارہ مرتبہ پڑھا کرنا۔

یہ وظائف تمہارے واسطے فلاح دنیا اور آخرت کے کافی ہے اور بس ہوں گے، اور اسی وظائف پر قناعت کرو، پنجشنبہ کو ہفت سورۃ اور رات دن ورد جواہر القرآن یہ سب اوراد بہتر ہیں، لیکن تمہارے واسطے جس قدر فقیر نے ہدایت کی ہے اوس کے پابند رہو۔

اس کے بعد امید ہے، کہ بہت جلد فقیر بدایوں سے بریلی آئے گا، اور جو کچھ تمہارے مناسب معلوم ہوگا تعلیم کرے گا، اور تمہاری بیوی کے واسطے ایک تعویذ روانہ کرتا ہوں اون کے گلے میں موم جامہ کر کے باندھ دینا، جب بچہ پیدا ہو تو تعویذ اتار کر بچہ کے گلے میں پہنا دینا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بچہ صحیح وسالم پیدا ہوگا، اور فقیر نے تمہاری ملازمت اور کامیابی کے لئے دعا کی ہے اللہ قبول فرمائیگا ——— فقیر سید علی حسین اشرفی جیلانی"۔(۱)

چند ملفوظات طیبہ:

اعلیٰ حضرت عظیم البرکتہ مخدوم الاولیاء، مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کے ارشادات وملفوظات جمع

(۱) ماہنامہ اشرفی کچھوچھا مقدسہ، شعبان ۱۳۴۱ ہجری ص ۱۵۔

نہیں کئے گئے یا پھر یہ ہے کہ اس کا علم اب کسی کو نہیں ہے۔ پھر بھی بعض جگہ کچھ ارشادات وفرمودات حکمت آگیں محفوظ ہیں، ارشاد فرمایا:

☆ ضمانت، شہادت وامانت ان تینوں سے بچو ورنہ کسی بھی وقت مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

☆ طالبان حقیقت جب تک اپنے مرشد سے والہانہ عقیدت اور فدویانہ محبت نہ رکھیں گے فیضیاب نہ ہوں گے اور نہ ہی کبھی منزل پا سکیں گے۔

☆ جب تک کسی طالب میں انا باقی ہے وہ کبھی باکمال نہ ہوگا، انا طالب کو ذرا ذرا سی بات میں توہین ذات کا تصور دیتی ہے، اس طرح عجز کے بجائے کبر پیدا ہوتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

☆ کسی تکلیف میں بھی نماز ترک نہ کرو، ورنہ قرب الٰہی حاصل نہ کرسکو گے جب مسافر راہ سلوک میں یہ وہم پیدا ہوجائے کہ وہ سب کچھ پا گیا، تو وہ کبھی کچھ نہ پاسکے گا۔

☆ جب کوئی سب کچھ ہونے کے باوجود یہ سمجھے کہ میں کچھ نہیں تو وہی کامران ہوگا۔ اور درجہ ولایت پر فائز ہوگا۔

☆ عارف کی ذرا سی غلطی اسے عرش معلیٰ سے تحت الثریٰ میں پہونچا دیتی ہے۔ لہذا ہر لغزش سے بچنا چاہئے"۔

مبارک پور کے مولوی کی گستاخی کا قصہ:

حضور پرنور قدسی منزلت اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ النورانی بسلسلۂ رشد و ہدایت قصبۂ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ تشریف لے گئے، واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ محرم کا زمانہ تھا، حضور پرنور قدسی منزلت کا وعظ مبارک دلوں میں تاثیر کرتا تھا۔ چنانچہ حضور پرنور کے وعظ مبارک کی مجلس خیر و برکت منعقد ہوئی، دوران بیان مبارک حضور نے ارشاد فرمایا۔

"بہت سی باتیں ایسی بھی ہیں جس کو صرف ظاہری علم والے نہیں سمجھ سکتے"۔

اور امام الواصلین، فاتح باب خیبر، خاتم الولایت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم کی شان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"حضور صاحب لولاک ﷺ خاتم الانبیاء ہیں، اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہ الکریم خاتم الاولیاء ہیں، دونوں نور واحد سے پیدا ہوئے"۔

اس وقت مولویوں کی پیشانیوں پر شکن پڑ گئے ، ان کے محد ثین کا گروہ مخالفت میں قلم کاغذ لے کر میدان میں آ گیا ، جیسا کہ اکثر ہوتا آیا ہے ، اہل حدیث کا گروہ بے ادب و گستاخ واقع ہوا ہے ، چنانچہ غیر مقلد وہابیوں کے اس زمانہ کے ادھیڑ عمر کے محدث عبدالسلام مبارکپوری ادھیڑ پن میں لگ گئے ۔ بصورت مناظرہ استفتاء کیا ، بصورت استفتاء چیلنج مناظرہ چھاپا ، جس قدر بھی اچھل کود کی اپنی جہالت کو اسی قدر عیاں کیا ، عبدالسلام چونکہ :

محدث کبیر اور شریر و شر تھے ، اس لئے ان کی کبریت وشہریت کی پردہ دری ضروری تھی ، وابستگان سلسلۂ عالیہ اشرفیہ نے حضور پرنور کے نواسے حضرت مولانا الحاج سید شاہ ابوالمحامد سید محمد اشرفی الجیلانی محدث اعظم علیہ الرحمہ سے درخواست کی کہ محدث کبر وشہر کی خبر گیری ضروری ہے ۔ چنانچہ حضرت محدث صاحب قبلہ نے قلم اٹھایا ، اور اپنے مخصوص انداز میں محدث کبیر و شریر کے حرف حرف اور لفظ لفظ کا جواب لکھ کر ان کی جہالت کی تصدیق فرما دی ، فقہ و تصوف کے سوا حدیث اور فن اسماء الرجال پر بھی تبحر فی علم الحدیث کا دریا بہایا ، اور مبسوط بحث فرما کر نور واحد سے پیدائش کا بیان تحریر فرمایا۔

چنانچہ حضرت محدث صاحب نے تحریر فرمایا ۔

"اچھا اب تمہیں وہ حدیث بھی سنا دوں جس کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے بیان فرمایا تھا ، **قال رسول الله** ﷺ **انا وعلی من نور واحد** ۔ میں اور علی ایک نور سے ہوں ۔ **رواہ العلامہ السید علی الهمدانی فی مودة القربیٰ** و مولانا الشاہ عبدالعزیز **فی تحفۂ اثنا عشریہ** اب کہو یارسول اللہ آپ نے نہ صرف خلفائے ثلثہ بلکہ اپنی توہین کی ، اب آپ شیعہ ہو گئے ۔ تو کل ہی دیکھنا تمہیں کیا جواب ملے گا ۔ مبارکپوری جی ! قرآن کی آیت و حدیث شریف اور کتب سیر و اقوال علماء سے تو ہم نے ثابت کر دیا کہ اعلیٰ حضرت کا ارشاد بالکل صحیح اور در حقیقت **والخلق کلهم من نوری** کا ترجمہ مگر واہ رے تمہاری جسارت کہ پوچھتے ہو کہ یہ موضوع حدیث کہاں کی ہے ؟ اگر یہ پوچھتے کہ یہ حدیث کہاں کی ہے ۔ تو تم سب کی ناک کٹ جاتی اور لوگوں کو جہالت معلوم ہو جاتی کہ ایسی کھلی بات اور اس سے یہ جاہل مگر یاد رکھو کہ نہ یہاں نجدی رفتار کام آئے گی ، نہ امیٹھوی چال ، اور نہ تھانوی مکر ، بتاؤ ! جس حدیث کو ہم نے موقع استدلال پر بیان کیا ہے وہ کیا موضوع ہے ۔ اور اگر ہے تو کس نے موضع کہا ؟" ۔

حضرت محدث صاحب قبلہ نے مبارک رسالہ میں اگلے اور پچھلے مبارکپوری گروہ کا حال بیان فرما دیا ہے ۔

"مسلمانو ! پیارے سنی بھائیو ! تم جانتے ہو کہ مبارکپوری جی نے یہ اشتہار کو دھر گھسیٹا تم کو معلوم ہے کہ بعض پڑھ لکھ کے وہابی کیوں ہو جاتے ہیں ، پہلے اسکا سبب شیخ سعدی علیہ الرحمہ کی زبان سے سنو" ۔

شمشیر نیک زآہن بد چوں کند کسے — ناکس بتربیت نشود اے حکیم کس
باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست — در باغ لالہ روید و شورہ بوم خس

یہی علم جب اہل کے پاس ہوتا ہے نور ہوتا ہے ، جب نا اہل اس کو حاصل کرتا ہے حجاب اکبر ہو جاتا ہے ۔ یہ ناممکن ہے کہ کسی کی کتنی ہی تربیت و تعلیم کی جائے وہ شریف ہو جائے ۔

سادات پر حملہ کرنے سے شرافت نہیں آتی ۔ بقول

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود ۔ — گرچہ باآدمی بزرگ شود

بھلا یہ کہیں ممکن ہے کہ جو خدا رسول کی توہین کرتا ہو ، جو بزرگان دین کے دربار کا گستاخ ہو اس کو علم ، شریف بنا دے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بات یہ ہے کہ قدرت نے جو خلقت ان کی طبیعت میں ڈال دی ہے وہ کہاں سے نکل سکتی ہے ۔

خوئے بد در طبیعتے کہ نشست — نہ رود جز بوقت مرگ از دست

سرکار رسالت کی زبان سے سنو ارشاد ہے کہ

واضع العلم عند غیر اهله کمقلد الخنازیر واللؤلؤ والذهب ، نا اہلوں اور کمینوں کو پڑھانے والے کو مثل سور کو جواہرات و سونا پہنانے والے کے **(رواهُ البخاری ابن ماجه عن انس رضی الله تعالیٰ عنه)**

فقیر سوانح نگار عرض کرتا ہے کہ :

ہزار کی ایک بات اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے بیان فرمائی :

" قلت وانما قید نابکونه دینا متدینا لا نه هوالعالم حقیقة الی قوله ... اقول یجب التقیید ایضآ بما اذالم یکن من المتنا هین فی الدناء ة المعروفین بها کالحائك والد باغ والخصاف والحلاق ونظرائهم (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۴۵۳)

باب ۹

کشف وکرامات، غیبی قوتوں کا ظہور

اعلیٰ حضرت حضور پرنور مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ کے باطنی کمالات کرامتوں کی طرح مشہور ہیں، حضور پرنور کی ذات منبع برکات وحسنات کرامتوں کا عطر مجموعہ تھی، سب سے زیادہ سوقت حیرت ہوتی ہے جبکہ منطق و فلسفہ، کلام واصول کے سمندر کے غواص اور نہنگوں کو حضور مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ کی کرامتیں بیان کرتے سنا جاتا ہے، حضور پرنور مخدوم الاولیاء کی بڑی کرامتوں میں ایک بڑی کرامت یہ بھی ہے کہ جن پر کرم کی نگاہ ڈالدی اور جس کو بھی صحبت کی برکت حاصل ہوگئی وہ مجموعہ خوبی اور کمالات؍ کرامات ہوگیا، ان سطور کے راقم کو بھی برسوں حضور پرنور کی ایک کرامت کی خدمت میں حضوری کا شرف حاصل ہوا، کیا لکھوں کیسے لکھوں، ۱۴ ربرس کی مدت ہوئی یہ ظاہری آنکھیں گرچہ ان کے ظاہری دیدار سے محروم ہیں، لیکن لمحہ لمحہ حقیقی معانی میں ان کی یادوں کے گھیرے میں رہتا ہے اور حقیقیت واقعی تو یہی ہے کہ ان اکابر رجال الدین مردان خدا کو دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہیں اور ان کا جو حال آنکھوں نے دیکھا ان کی مبارک زبانوں سے حضور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی کی بلندوبالا اور محالات وجود ذات گرامی کے احوال طیبہ سنے، سنانے والے کو سناتے ہوئے محوحیرت دیکھا۔

تمہیں جس نے دیکھا انھیں ہم نے دیکھا　　تمہیں دیکھ کر ان کی آنکھیں تھیں خیرہ

حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی مرشد العالم قدس سرہٗ کی کرامتوں برکتوں کے برکات وانوار سے منوّر و درخشاں، شریعت کے تاجداروں کو دیکھا، طریقت کے اقطاب وابدال کی زیارت سے مشرف ہوا، دنیاداروں کو شریعت وطریقت کے زیور سے آراستہ دیکھا، جو پہلے راہ سے بھٹکے ہوئے تھے ان کو گم کردہ راہوں کی رہبری و رہنمائی کرتے پایا، جو نور اسلام سے عاری تھے، ان کو مبلغ اسلام کے روپ میں دیکھا، اور دیکھ دیکھ کر آنکھیں منور ہوتی رہیں، دل مجلّٰی ہوتے رہے سیدی مولائی حضور صدر المشائخ مولانا الحاج سید شاہ اظہار اشرف صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کا ارشاد ہمایونی ہے کہ کشف خواطر اور خرق عادات، استجابت دعاء اور تجلیات انوار کی منتقلی اور مدارج ومقامات کی سیر کے واقعات بھی بیان کئے جائیں اس باب میں بھی ایک منفرد جلوہ دیکھائی دیا اس لئے ان کو ان اوارق میں محفوظ کیا جاتا ہے۔

غوث الوقت مخدوم المشائخ امام اہلسنت مولانا الحاج سید شاہ محمد مختار اشرف صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین سرکار کلاں نے ارشاد فرمایا

”ایک شخص تکلیف ومصیبت کے وقت ہمیشہ حضرت والد ماجد مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تعویذ کا خواہش مند ہوتا، حالانکہ اس وقت خانوادہ کے اساطین بھی تشریف فرماتے ہوتے تھے، بلکہ جد امجد اعلیٰ حضرت محبوب ربانی قدس سرہٗ بھی تشریف فرماہوتے لیکن وہ کسی سے بھی تعویذ کا طالب نہ ہوتا، خانوادہ کے لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تم صرف مولانا صاحب سے تعویذ کے طالب ہوتے ہو یہ کیابات ہے ؟اس نے کہا کہ مجھے حضرت مولانا صاحب ہی کے تعویذ سے فائدہ ہوتا ہے بلکہ اعلیٰ حضرت قبلہ علیہ الرحمہ نے حضرت والد ماجد سے دریافت فرمایا تھا کہ آخر آپ اس شخص کو کونسی تعویذ دیتے ہیں؟ اور کیا لکھتے ہیں ؟ کہ وہ صرف آپ ہی سے تعویذ لینے کا متمنی ہوتا ہے حضرت مولانا صاحب نے عرض کیا،

”میں تعویذ میں حضور کا تخلص مبارک ”اشرفی“ لکھدیتا ہوں اور اسے شفا ہو جاتی ہے“

☆

اعلیٰ حضرت مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ دہلی میں گلی قاسم جان میں اپنے خاندانی عزیز خانوادۂ سرکار حسینی اشرفی کے رکن حکیم سید اشفاق احمد اشرفی جیلانی کے یہاں قیام فرماتے۔ ایک دن دستر خوان پر دوپہر کے وقت ۲۵ ر۳۰ ر آدمیوں کی موجودگی میں سب سے مخاطب ہوکر فرمایا۔

”فاتحہ پڑھو“

سب نے آپ کے ساتھ فاتحہ میں شرکت کی اس کے بعد فرمایا۔

"بمبئی میں میرے ایک مرید کا انتقال ہو گیا ہے اور ابھی اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی ہے"

سب لوگ خاموش ہو گئے، شاید ایک ہی گھنٹا کے بعد ٹیلیگرام موصول ہوا اور مرید کے انتقال کی خبر موصول ہوئی،

حکیم صاحب موصوف کو حضور نے بعطائے تاج دلق و مثال خلافت و عمل مقراض جملہ سلاسل میں مجاز و ماذون فرمایا اور محبوب اللہ شاہ خطاب مرحمت فرمایا۔

☆

ایک مرتبہ کچھوچھا مقدسہ میں اس قدر زوردار بارش ہوئی کہ سیلاب سا آگیا، اور کسی طرح بارش رکنے کا نام نہ لیتی، یہاں تک کہ تمام راستے بند ہو گئے، اس وقت آپ کچھوچھا شریف میں تشریف فرما تھے، چنانچہ بستی کے حضرات آئے اور کہا حضور آپ موجود ہیں، ہم کو تکلیف اٹھانی پڑ رہی ہے اور آپ خاموش ہیں، اعلیٰ حضرت حضور پر نور مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ نے فرمایا، کہ

محلے کے بچوں کو جمع کرو جب بچے اکھٹے ہو گئے تو آپ نے بچوں سے فرمایا کہ جاؤ اور مکان کے صحن میں کھڑے ہو کر زور زور سے کہو

"اشرفی میاں کہتے ہیں بادل پھٹ، بادل پھٹ"

بچوں نے ایسا ہی کیا تھوڑی دیر میں بارش رک گئی اور بادل جگہ جگہ سے پھٹ گئے، دھوپ نکل آئی"(۱)

☆

حضور پر نور مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ ایک مرتبہ مراد آباد جامعہ نعیمیہ میں اپنے فرزند روحانی اعلم علمائے عصر صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا حافظ سید نعیم الدین اشرفی جلالی المخاطب بہ نعیم اللہ شاہ کے یہاں تشریف فرما تھے حضرت استاذ العلماء کسی مسئلہ کے سلسلے میں ایک کتاب کی ورق گردانی میں مصروف تھے بار بار اوراق الٹ پلٹ رہے تھے، اور دیر سے یہ معاملہ جاری تھا، حضور نے دریافت کیا، فرزند کیا پریشانی ہے؟ استاذ العلماء نے عرض کیا حضور فلاں مسئلہ دیکھنا چاہتا ہوں بہت ضروری ہے وہ نہیں مل رہا ہے، حضور نے فرمایا اس کتاب کا فلاں صفحہ فلاں سطر دیکھو استاذ العلماء نے نشان دادہ صفحہ دیکھا مسئلہ مل گیا استاذ العلماء نے عرض کیا،

"حضور! اصل علم تو آپ کے پاس ہے؟"(۲)

---

(۱) محبوب ربانی۔ از ڈاکٹر سید مظاہر اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ

(۲) ماہنامہ آستانہ کراچی فروری ۱۹۹۳ء مضمون مولانا محمد صادق اشرفی قصوری

☆

حضرت اشرف العلماء مولانا الحاج سید شاہ حامد اشرف صاحب قبلہ مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

"سرکار اعلیٰحضرت اشرفی میاں قبلہ علیہ الرحمہ والرضوان جب مبارک پور تشریف لے جاتے تو محلّہ پرانی بستی کی مشرقی سمت ایک نہایت مخلص عقیدت مند جناب علی خاں صاحب کے مکان پر قیام ہوتا، اہل سعادت حلقۂ ارادت میں شامل ہونے اور بغرض حصول فیوض و برکات و زیارت و ملاقات جوق جوق حاضر خدمت ہوتے اور رشد و ہدایت اور دولت دیدار سے نہال ہوتے۔

حاجی خیر اللہ صاحب اشرفی مرحوم و مغفور سابق متولی دار العلوم اہلسنّت اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور مرید با اخلاص اور پیکر وفا شعار تھے، ان کا غریب خانہ اعلیٰ حضرت قبلہ کے دور مبارکہ کے بعد شہزادگان سادات کچھوچھا مقدسہ کا تعلیمی و روحانی مسکن اور فیوض و برکات کا مرکز بنا۔ حاجی صاحب موصوف ایک دفعہ کا خود اپنا واقعہ بیان فرماتے تھے، کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کی زیارت کے ارادے سے میں علی خاں صاحب کے مکان کی طرف چلا اور دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ آج حضرت کی بارگاہ عالیہ میں خوب پیٹ بھر کر مٹھائی کھاؤں گا، سعادت مند حضرات مرید ہونے کے لئے آتے مٹھائیاں لیکر آتے اور سلسلہ بیعت کے بعد خادم خاص تھوڑی میٹھائی تقسیم کرنے کے بعد مابقیہ اٹھا کر رکھ دیتے، حاجی صاحب اپنے پیر روشن ضمیر اعلیٰ حضرت قبلہ کی بارگاہ کرم میں حاضر ہونے کے بعد زیارت و قدمبوسی کی دولت سے بہرہ ور ہو کر بیٹھ گئے تو ایک صاحب مرید ہونے کے لئے مٹھائی لیکر حاضر خدمت ہوئے اور اعلیٰ حضرت قبلہ نے داخل سلسلہ فرمایا، دعاء کے بعد خادم خاص نے اس مٹھائی سے تھوڑی تقسیم کرنے کے بعد بقیہ اٹھا کر رکھنا چاہا، تو اعلیٰ حضرت قبلہ نے فرمایا مٹھائی سامنے لا کر رکھو، تعمیل حکم کے بعد اعلیٰحضرت پیر روشن ضمیر نے بقیہ پوری مٹھائی میرے سامنے رکھتے ہوئے فرمایا:

"لو بابو خوب پیٹ بھر کے مٹھائی کھالو"

☆

مولانا محمد صادق صاحب اشرفی قصوری لکھتے ہیں کہ حاجی ابراہیم میمن مقیم کراچی جوناگڑھ تشریف لے گئے ریل میں سوار ہوئے، راستہ میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ سنا ہے کہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں بڑے پایہ کے بزرگ ہیں، غوث الاعظم کی اولاد ہیں، اور ہم شکل بھی ہیں، تو کیوں نہ اعلیٰ حضرت سے مرید ہو اجائے، لیکن ساتھ ہی یہ بھی خیال پیدا ہوا کہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں بہت ضعیف ہیں، نہ معلوم میری یہ آرزو پوری ہو یا نہ ہو، ریل تیز رفتاری سے جا رہی تھی، کہ ایک پرچہ گود میں گرا اسکو کھول کر پڑھا تو لکھا تھا، کہ ابھی فقیر کی زندگی کے بارہ برس باقی ہیں، اور تم جوناگڑھ اسٹیشن کے باہر آؤ گے تو فقیر کا ہاتھی پر جلوس آرہا ہو گا اور تم کو فقیر اسٹیشن کے باہر ہی مرید

کرے گا، حاجی ابراہیم میمن کی خوشی کی انتہا نہیں رہی، پرچہ کو چوما، اور جیب میں رکھ لیا جب جوناگڑھ اسٹیشن سے باہر آئے تو دیکھا، کہ ایک جم غفیر چلا آرہا ہے اور ہاتھی پر ایک حسن و جمال کے پیکر بزرگ تشریف فرما ہیں، حاجی ابراہیم جیسے ہی جلوس کے قریب گئے تو آواز آئی:

حاجی ابراہیم قریب آؤ چنانچہ سب نے جگہ دی اور حاجی ابراہیم ہاتھی کے قریب چلے گئے، تو اعلیٰ حضرت نے اپنا رومال لٹکایا کہ پکڑ لو، اس وقت جس قدر لوگ قریب تھے سب نے بیعت کرلی"

☆

محبوب ربانی اعلیٰحضرت اشرفی میاں قبلہ قدس سرہٗ کا شہر مالی گاؤں میں ورود مسعود ہوتا رہتا تھا، حلقہ بگوش اشرفیوں کی کثیر تعداد مالی گاؤں کی سرزمین پر آباد و شاد ہے، اور روحانیت و فیض رسانی کا عظیم مرکز "خانقاہ اشرفیہ" کے نام سے محلّہ خوش آمد پور میں حضور کے عقیدت مندوں کا تعمیر کرایا ہوا آج بھی موجود ہے، جہاں جانشینان محبوب ربانی تشریف لے جایا کرتے ہیں اور خواص و عوام فیض یاب ہوتے ہیں، اعلیٰ حضرت محبوب ربانی کے عقیدت مندوں میں محلّہ خوش آمد پورہ ہی کے ملا محمد حنیف صاحب اشرفی بھی تھے خوش مزاج اور خوش اخلاق اور پابند صوم و صلوٰۃ، علماء و مشائخ کے قدر داں، خانقاہ شریف کے نگراں، مسائل شرعیہ کے عامل، اہل سنت کی کتابوں کے مطالعہ کا ذوق بیکراں رکھتے تھے، موٹر ڈرائیور تھے، موصوف کو نہ جانے کس زمانے سے ایک عجیب عارضہ لاحق ہو گیا تھا، کہ بیٹھے ہوئے کسی سے باتیں کرتے کرتے نیند کا غلبہ طاری ہو جاتا اور سو جاتے، پھر تھوڑی دیر کے بعد خبر دار ہو کر باتیں کرنے لگتے، خانقاہ اشرفیہ سے ملی ہوئی "اشرفیہ مسجد" بھی ہے اس میں امام کی غیر موجودگی میں نماز بھی پڑھاتے تھے، ایک دفعہ نماز پڑھاتے ہوئے دوران سجدہ سو گئے مصلیوں کے چند بار اللہ اکبر کہنے پر خبر دار ہوئے۔

انھیں ملا محمد حنیف صاحب اشرفی کے بارے میں راویان واقعہ بیان کرتے ہیں، کہ وہ اپنی گاڑی میں اعلیٰحضرت محبوب ربانی قدس سرہٗ کو بٹھا کر اور خود ڈرائیونگ کرتے ہوئے لے جا رہے تھے۔ ان کے قریب ہی شیخ المشائخ اعلیٰحضرت محبوب ربانی قدس سرہٗ بیٹھے ہوئے تھے، ملا صاحب کو کب نیند کا غلبہ ہوا اور سو گئے گاڑی چل رہی ہے اور ملاجی سو رہے ہیں، گاڑی نے جب کافی راستہ طے کر لیا گاڑی پر بیٹھے ہوئے دیگر عقیدت مندوں کی نظر ملاجی پر پڑی تو حیرت و استعجاب اور خوف سے بول پڑے

ملاجی آپ گاڑی چلا رہے ہیں یا سو رہے ہیں

اس وقت شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا:

"فقیر بیٹھا ہوا ہے، ملاجی سوتے ہوئے گاڑی چلاویں یا جاگتے ہوئے (۱)

☆

مولانا محمد معین الدین صاحب اشرفی استاذ جامع اشرف خانقاہ معلّیٰ سرکار کلاں کچھوچھا مقدسہ تحریر کرتے ہیں:

"صوبۂ بہار کے ضلع سہرسا میں مسلمانوں کی بڑی بڑی آبادیاں ہیں، اعلیٰحضرت مرجع الاکابر قدس سرہٗ کے زمانۂ مبارک سے بزرگان خاندان اشرفیہ کے قدوم نے اس خطہ کو نوازا ہے اس ضلع میں ایک گاؤں چکتی بھی ہے یہاں کے ایک صاحب سے ملاقات ہوئی ان کو حضور اعلیٰ حضرت محبوب ربانی قدس سرہٗ سے بیعت کا شرف حاصل ہے انھوں نے حضور کے واقعات سنائے انھوں نے بتایا کہ چکتی سے دو کلو میٹر دور بھاوا نام کا ایک گاؤں آباد ہے وہاں آپسی رنجش میں جھگڑا ہو گیا، ایک شخص کو پہچانا گیا کہ اس نے لاٹھی سے مارا تھا لیکن کس لاٹھی سے مارا تھا لاٹھیوں کے انبار میں اس کا پتا چلانا دشوار تھا۔ اعلیٰ حضرت محبوب ربانی علیہ الرحمہ بھی اتفاق سے تشریف فرما تھے لوگوں نے لاٹھیوں کی گانٹھ لا کر حضور کے سامنے رکھی آپ نے ایک لاٹھی کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"ضارب نے مضروب کو اس لاٹھی سے مارا ہے،"

☆

انھیں راوی عبدالرحمٰن صاحب اشرفی نے بیان کیا کہ ہم لوگ ہر سال حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف کی فاتحہ نہایت ہی اہتمام سے کرتے تھے، پوری تیاری کے بعد یکایک موسم بدل گیا آسمان کالے کالے بادلوں سے گھر گیا حضور بھی تشریف فرما تھے، خدمت میں حاضر ہو کر استغاثہ کیا گیا حضور نے بادل کی طرف دیکھ کر انگلی کے اشارے سے فرمایا۔

" ادھر چل جا"

بادل دیکھتے دیکھتے پھٹا مطلع صاف ہو گیا، گیارہویں شریف کی نیاز حضور اولاد غوث الاعظم کے زیر سایہ خوب شان و شوکت سے ہوئی۔

☆

حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ برہان پور تشریف فرما ہوئے واپسی کے وقت اسٹیشن پر مغرب کی نماز ادا فرما کر اوراد و وظائف میں مشغول ہو گئے۔ ٹرین آئی حاضرین خدام نے عرض کیا حضور ٹرین آگئی، لیکن حضور نے توجہ نہ فرمائی اور اوراد میں مشغولیت جاری رکھی جب خدام نے دیکھا کہ ٹرین روانہ ہو رہی ہے تو سامان اتار لیا، اور ٹرین روانہ ہو گئی خدام نے مشغولی کے بعد عرض کیا کہ حضور ٹرین جا چکی ہے

(۱) تحریر حضرت اشرف العلماء مولانا سید حامد اشرف مدظلہ، نبیرۂ اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ

حضور نے فرمایا :

"بے غیر فقیر کو لئے ٹرین کیسے جاسکتی ہے"

تھوڑی دور جاکر ٹرین سنگل پر رک گئی، ڈرائیور نے کوشش کی لیکن ٹرین آگے نہیں بڑھی، اس کوشش میں ڈرائیور نے گاڑی پیچھے کی، ٹرین چلنے لگی، اسطرح پلیٹ فارم پر آگئی، پھر ٹرین نہ آگے بڑھتی تھی اور نہ آگے کی طرف جاتی تھی، سامان گاڑی میں رکھا گیا اور اعلیٰحضرت تشریف فرما ہوئے ڈرائیور نے پھر آزمائش کی، ٹرین چل پڑی گارڈ انگریز تھا اس نے یہ واقعہ دیکھا تو بڑا متحیر ہوا، ہدایت اسلام تو اسکے نصیب میں نہ تھی اس نے یہ کیا کہ حضور کی تصویر لے لی اور بمبئی کے ایک انگریزی میگزین میں اپنے ایک نوٹ کے ساتھ تصویر چھپوادی فقیر راقم الحروف کو کاٹھیاوارد ھوراجی کے حضور کے ایک غلام نے اسی میگزین سے کاپی کراکر ایک فوٹو کاپی دی تھی"

☆

جناب سید عبد اللطیف صاحب چشتی ایڈیٹر ماہنامہ "سلطان المشائخ" لاہور حضرت پیر سید احمد حسین شاہ جیلانی منڈیر شریف ضلع لاہور کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں :

"حضرت قبلہ پیر سید احمد حسین شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے فقیر سے ذکر فرمایا کہ ایک زمانہ میں مجھے بریلی شریف جانے کا اتفاق ہوا حضرت قبلہ اشرفی میاں سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ بریلی میں تشریف فرما تھے، اور میں جس کے مکان میں مقیم تھا وہ حضرت قبلہ اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے مرید تھے۔ان کی وجہ سے مجھے حضور اشرفی میاں کی خدمت میں حاضری کا موقع ملا، حضور علیہ الرحمہ نے میرے حال پر نہایت مہربانی فرمائی حضرت قبلہ اشرفی میاں کی کرم نوازی کا بندہ بہت مشکور ہے۔

میرے حالات اس زمانے میں عجیب تھے مجھے مجاہدۂ نفس کا بہت خیال تھا۔بدیں وجہ کئی کئی روز کھانا نہیں کھاتا تھا حضرت قبلہ اشرفی میاں علیہ الرحمہ کو کشف کے ذریعہ میرے مجاہدے کا انکشاف ہوا، حضور اشرفی میاں نے مجھے گود میں بٹھالیا اور اپنے دست مبارک سے مجھے کھانا کھلانا شروع کیا۔میں نے عرض کی کہ حضور میں نے تو کھانا چھوڑا ہوا ہے اور اتنے روز کا عہد ہے آپ نے فرمایا :

"اے عزیز! آپ کا عہد قائم ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے ارادوں میں کامیابی عطا فرمائے یہ کھانا آپ نہیں کھارہے ہیں بلکہ کھانا تو تمکو یہ فقیر کھلارہا ہے اور جیسا کہ آپ کے جد اعلیٰ کو ارشاد ہوا تھا، کہ

قسمیں دیدے کر کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے پیارا اللہ تیرا، چاہنے والا تیرا

آپ بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہیں۔

مجھے حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے خوب شکم سیر ہو کر کھانا کھلایا، اس کے بعد مجھے کئی روز تک حضرت قبلہ

اشرفی میاں کی خدمت میں رہنے کا اتفاق ہوا آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ جلالیہ اشرفیہ کے فیوض وبرکات سے مجھے مالامال فرمایا اور فرمایا، کہ

"آج سے ہم نے آپ کے افلاس کا برتن توڑ دیا ہے اب آپ کو کسی بات کی کمی نہیں رہے گی، ہم نے آپ کو دین و دنیا دونوں دیدیں ہیں اب آپ اپنے وطن میں جاکر قیام کریں، مخلوق خدا دور دراز سے آپ کے قدموں میں آیگی، اور فیوض سے مالامال ہوگی عاشقان جلوۂ جمال جہاں افروز کا مذہب اور کشتگان خنجر جلال برق سوز کا مسلک ہر شخص کے اختیار کرنے کے قابل نہیں ہے"

اسرارِ الٰہی راہر دل نہ بود قابل در نیست بہر دریا زر سنت بہر کانے

اور نہیں ہر مذاق اور ہر تخیل کا آدمی اس راستہ میں گامزن ہو کر اپنی ہوس کو کامیاب کر سکتا ہے۔

خام عشق بازی نیست کارے بوالہوس خام طبع ربد اں ہم چوں مگس

اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی مرشد العالم قدس سرہ نے حضرت پیر سید احمد حسین شاہ جیلانی سے جو بشارت آمیز کلمات ارشاد فرمائےتھے وہ حرف حرف پورے ہوئے وہ مرجع خلائق ہوئے خلق ان کی طرف ٹوٹ پڑی بعد وصال آپ کے آستانہ پر ہزاروں حاضر رہتے ہیں جمعرات کو عرس کا سماں رہتا ہے درگاہ معلیٰ نہایت شاندار تعمیر ہو چکی ہے جو میلوں دور سے نظر آتی ہے، لنگر بھی بڑے پیمانے پر جاری ہے ۔

☆

اعلیٰحضرت حضور پر نور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی مرشد العالم قدس سرہ کی سیف زبانی مشہور تھی ایک خادم مرید رشید سے فرمایا کہ سوئی گری ہوئی ہے اس کو اٹھاؤ اس کو سوئی نظر نہیں آئی حضور نے فرمایا :

"کیا اندھا ہو گیا ہے کہ سوئی نظر نہیں آتی"

اتنا فرمانا تھا کہ اس کی بینائی غائب ہو گئی، مرید نے عرض کیا، حضور اب اندھا ہو گیا ہوں کچھ دکھائی نہیں دیتا ہے، ایک مقرب نے باادب عرض کیا، حضور کی نگاہ کرم سے تو دل بھی بینا ہو جاتا ہے مگر حضور کے فرمانے سے یہ اندھا ہو گیا، کرم کی نگاہ پھر سے ہو جائے حضور نے فرمایا :

"کون پیر چاہے گا کہ اس کا مرید اندھا ہو جائے"

پھر ارشاد فرمایا :

دیکھو تو سامنے کیا ہے ؟

اس کی آنکھ روشن تھی۔

☆

جناب محمد عزیز صاحب نیاز فتحپوری نے اپنے والد محترم عبد الستار صاحب مرحوم سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ والد مرحوم کو حضرت عالم ربانی ہادی امت حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب قبلہ سے بیعت کا شرف حاصل ہوا، والد مرحوم کچھوچھا مقدسہ حاضر ہوئے اسی زمانہ میں حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قبلہ سفر سے واپس تشریف لائے حضور کچھوچھا مقدسہ کے قیام کے دوران اکثر و بیشتر خانقاہ میں قیام فرماتے تھے، چنانچہ معمول کے مطابق خانقاہ میں قیام کی تیاری شروع فرمادی اتفاق سے خدام میں کوئی بھی خادم مکان پر نہیں تھے۔ اس لئے مجھے ہی ساتھ چلنے کا حکم ہوا خانقاہ شریف پہونچ کر میں نے تمام سامان سلیقہ سے رکھ دیا بستر وغیرہ لگادیا میں نے اپنی چارپائی حجرہ میں تیس چالیس فٹ دور ایک گوشہ میں لگادی۔ اعلیٰحضرت قبلہ نے جب میری چارپائی اتنی دور دیکھی تو فرمایا اتنی دور کیوں چلے گئے۔ قریب لے آؤ، لیکن میں نے ارشاد کے بعد بھی چارپائی کچھ فاصلہ ہی پر رکھی اس مدت میں میں نے اعلیٰحضرت کو اکثر اوقات اوراد و وظائف ہی میں مشغول پایا۔

خدمت گذاری کے وجہ سے چابیوں کا گچھا میرے پاس تھا، سوء اتفاق کہ وہ کہیں گر گیا مجھے ندامت ہوئی جس جگہ بھی گر جانے کا شبہ ہو سکتا تھا متعدد مرتبہ جاکر دیکھا مگر نہ ملنا تھا اور نہ ملا، آخر عاجز و پریشان ہو کر حضور کی خدمت میں عرض کیا ارشاد فرمایا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کہیں نہ کہیں ہوگا، پھر تلاش کرو، میں نے پھر تلاش کیا مگر نہیں ملا حضور سے عرض کیا نہیں مل رہا ہے، فرمایا اچھا اس کے نیچے دیکھو جب دیکھا تو گچھا موجود پایا جبکہ حال یہ تھا کہ اس جگہ پر میں گچھا بار بار دیکھ چکا تھا،

☆

عزیز صاحب ہی راوی ہیں کہ والد مرحوم بیان کرتے تھے کہ اس مدت میں، اعلیٰ حضرت قبلہ کے اندر دو مختلف قسم کی کیفیتیں میرے ملاحظہ میں آئیں اکثر دیکھا کہ جسم مبارک پر کچھ زیادہ صاف کپڑا نہیں ہے، دو پلی ٹوپی سر پر ہے گلے کا بٹن کھلا ہوا ہے گیسو الجھے ہوئے ہیں، لباس وغیرہ کا کوئی اہتمام نہیں ہے جیسے کسی عاشق شوریدہ کی فراق میں کیفیت ہوتی ہے،

اور ایک کیفیت اس سے مختلف دیکھی میں صبح کی نماز فجر ادا کر کے منتظر تھا، کہ حسب معمول دروازہ کھلے گا لیکن جب کچھ دیر تک دروازہ نہیں کھلا تو میں کچھ اضطراب کی حالت میں دروازہ کے بالکل قریب پہونچ کر غیر شعوری طور پر کچھ دیر جائزہ لینے لگا، دیکھا کہ اندر سے کچھ گنگنانے کی آواز آرہی ہے، نہایت شیریں آواز ہے، لے ہے عشقیہ اشعار میں

تھوڑی دیر کے بعد، جب اعلیٰ حضرت باہر تشریف لائے تو محسوس ہوا کہ کچھ ہی دیر پہلے غسل فرمایا ہے، نہایت

عمدہ، صاف ستھرا لباس پہنے ہوئے ہیں، عبا بھی ہے، عمامہ بھی ہے، سارے لباس زیب تن فرمائے ہوئے ہیں، حسن و جمال اور روحانیت و وقار میں رشک شہنشاہ بنے ہوئے ہیں۔

☆

ایک شخص پر جنات کا اثر ہوا، جن کامل قسم کا تھا، کسی پیر اور مولوی کے قابو میں نہیں آتا تھا جو کوئی اس پر پڑھ کر دم کرتا تھا وہ فوراً بتادیتا تھا کہ کیا پڑھا گیا ہے، اور خود پڑھ کر سنادیتا تھا اس کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ مخدوم الاولیاء مرشد العالم قدس سرہٗ کی خدمت میں لایا گیا، اور حضور میں تمام ماجرا بیان کیا گیا حضور نے فرمایا مریض کو یہاں لاؤ جب مریض لایا گیا تو آپ نے سامنے بٹھانے کے لئے فرمایا مریض سے فرمایا،

"میری آنکھوں سے آنکھیں ملاؤ"

پہلے تو مریض نے نظر بچانی چاہی مگر جیسے ہی نگاہ ملائی یک دم چلانا شروع کیا کہ

ہائے جلا، ہائے جلا

اور پھر قسم کھا کر جن ہمیشہ کے لئے چلا گیا، اور مریض کو صحت ہو گئی،

☆

حضرت مولانا سید شاہ مصطفیٰ اشرف صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ ایک مقرب اور مقبول نظر مرید نے اعلیٰحضرت قبلہ سے عرض کیا کہ آپ میں کوئی روحانی خصوصیت نہیں ہے بسکھاری والے اتنا پریشان کر رہے ہیں مگر آپ اس کے دفعیہ کے لئے کچھ نہیں کرتے اگر کچھ آپ کے اندر ہوتا تو ضرور آپ کچھ کرتے مگر آپ میں کچھ بھی نہیں ہے اعلیٰحضرت قبلہ نے اپنے دیوانہ کی بات سن کر فرمایا :

کھیت سے ایک بیگن توڑ کر لاؤ ؟

فوراً وہ جاکر بیگن توڑ لایا، آپ نے اس کے سامنے بیگن میں سوراخ کر دیا اور فرمایا

اور لاؤ

جب وہ دوبارہ بیگن لانے گیا تو دیکھتا ہے کہ کھیت کے سارے بیگنوں میں سوراخ ہے وہ عاشق صادق واپس آیا اور کہنے لگا کہ

حضور کھیت کے سارے بیگنوں میں سوراخ ہو گیا ہے،

اس گام پر حضور والا نے فرمایا میں نے جو کچھ سیکھا ہے وہ اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے سیکھا ہے دیکھو تمہاری بے وقوفیوں سے کتنا نقصان غریب کھیت والے کا ہو گیا اچھا اب جاؤ سوراخ والے بیگن کو توڑ کر لاؤ جب وہ گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ کھیت کے سارے بیگن صحیح سلامت ہیں"

☆

گوالیار کے راجہ کے یہاں اولاد نہیں ہوتی تھی، جو اس کا وارث ریاست ہوتا راجہ کے نامور عالم شمس العلماء مولانا شاہ ابوالخیر فصیحی غازی پوری سے مراسم تھے راجہ نے شاہ صاحب سے اولاد کی خواہش کا اظہار کیا، انہوں نے فرمایا تمہارا راج دلارا آئے گا اور ضرور آئیگا، شاہ صاحب جب واپس ہونے لگے تو راجہ نے معلوم کیا، کہ آپ اب کب آئیں گے، انہوں نے فرمایا جب تمہارا راج دلارا آجائیگا تب آؤں گا۔ اس یقین دہانی کے بعد وہ گوالیار سے رخصت ہو گئے اور کچھوچھہ مقدسہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا بیان کیا حضور نے دعاء فرمائی اور فرمایا، کہ وہ وقت آگیا آپ گوالیار جائیں۔ مولانا شاہ ابوالخیر صاحب جب گوالیار پہونچے تو شادیانے بج رہے تھے، راج دلارا آگیا تھا۔

☆

جناب سید شاہ عبدالودود اشرفی بیتھوی مقیم رانچی صوبہ بہار نے بیان کیا کہ

"میرے والد محترم سید عبدالجبار اشرفی اور میرے چچا سید عبدالحی اشرفی نے مجھ سے بیان فرمایا کہ حضرت مولانا سید شاہ غلام رسول صاحب اشرفی سجادہ نشین بیتھو شریف نے اپنی وفات سے چند روز قبل اپنی اہلیہ سے فرمایا، گھبراؤ نہیں جس کے حصے میں جو چیز ہوتی ہے وہ اسے مل جاتی ہے، دیکھو میں نے شاہ علی حسین صاحب سے کہہ دیا ہے وہ آکر تمہیں اپنی ارادت میں لے لیں گے، اس بات پر کسی نے غور نہیں کیا اور چند دنوں کے بعد مولانا سید شاہ غلام رسول صاحب کا وصال ہو گیا، ان کے وصال کے دس دنوں کے بعد شاہ علی حسین صاحب سجادہ نشین کچھوچھہ مقدسہ ٹم ٹم پر بیتھو شریف کے بیگھہ پر تشریف لائے، کیوں کہ سجادہ نشین اسی بیگھہ پر رہا کرتے تھے، اب وہ منہدم ہو گیا ہے، وہاں کوئی مسلمان بھی نہیں رہتا ہے، شاہ علی حسین صاحب نے کہا کہ بھیا نے مجھے بھیجا ہے، بھابھی کہاں ہیں، تاکہ میں ان کو فرمان کے مطابق مرید کر لوں، اہلیہ صاحبہ کو حضرت نے مرید کر لیا۔ اس کے بعد اپنی نظر دوڑائی اور فرمایا کہ ایک کوئی اور حضرت ہیں، جنہیں مرید کرنے کا حکم ہوا ہے، تلاش کرنے کے بعد ایک حضرت اس گاؤں کی مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے پائے گئے، حضرت نے دیکھتے ہی ان کو پہچانا اور فرمایا ہاں! تمہیں کو مرید کرنے کا حکم ہوا ہے، مرید کر کے جلد واپس لوٹوں گا، لوگ روکتے رہے مگر صرف ناشتہ کر کے واپس تشریف لے گئے"

☆

جناب محمد ادریس صاحب مرحوم پیشکار ساکن ابراہیم پور ضلع بھاگلپور بڑے عابد اور گوشہ نشین بزرگ تھے مرحوم

نے ۱۹۲۶ء میں حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ کے دست مبارک پر بیعت وارادت کا شرف حاصل کیا تھا، ۱۹۳۵ء میں پیش کار صاحب مرحوم اور ان کے چھوٹے بھائی شعیب صاحب مرحوم اجمیر مقدس کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے، جامع مسجد شاہ جہانی میں اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ نماز مغرب کی امامت فرما رہے تھے، شعیب صاحب نے سہواً قرات شروع کر دی، نماز سے فراغت کے بعد شعیب صاحب ملاقات وزیارت کے لئے حاضر ہوئے تو فرمایا

"حنفی مذہب میں امام کے پیچھے قرات جائز نہیں"

☆

کچوت سہرسا میں حضرت مخدوم دیوان صادق اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مقدس درگاہ ہے، حضور پر نور مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ وہاں کی زیارت کے ارادے سے تشریف فرما ہوئے، درگاہ شریف کا حجرہ مقفل تھا، لوگ مجاور کو بلانے گئے تاکہ وہ آکر تالا کھول دیں، لیکن حضرت مخدوم دیوان صاحب کی ایسی عنایت ہوئی، کہ حضور اعلیٰ حضرت مرشد العالم جیسے ہی حجرۂ مقدسہ مہبطِ انوار کے پاس گئے تالا خود بخود کھل کر نیچے آگیا۔

☆

جناب مصطفیٰ ماچھی پور ضلع بھاگلپور نے عالمِ معقول ومنقول مولانا محمد سلیمان صاحب اشرفی کی روایت بیان کی، کہ میں اجمیر مقدس میں زیر تعلیم تھا، اعلیٰ حضرت مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کے ایک خلیفہ باشندگان اجمیر شریف سے تھے، کسی شخص کو آسیبی شکایت تھی، لوگ جھاڑ پھونک کے لئے ان خلیفہ صاحب کو لے گئے آسیب زدہ، اور خلیفہ صاحب کے مابین تکرار شروع ہو گئی، اور کافی طول پکڑ گیا، جن نے تحدی کی کہ تین دن کی مہلت دیتا ہوں جتنے عملیات ہوں کر کے دیکھ لیجئے۔ اگر آپ راہ پر آگئے تو ٹھیک ہے ورنہ تین دن کے بعد میں آپ کو نہیں بخشوں گا، تیسرا دن جب مکمل ہونے کو آیا خلیفہ صاحب بہت پریشان تھے اسی شب میں اعلیٰ حضرت مرشد العالم کی اجمیر مقدس میں تشریف آوری ہو گئی، لوگوں نے خلیفہ صاحب کو اعلیٰ حضرت مرشد العالم کی تشریف آوری کی اطلاع دی، وہ فوراً حاضر ہوئے اور پورے واقعات حضور کو سنائے، اعلیٰ حضرت قبلہ نے فرمایا مریض کو یہاں لاؤ، وہ حاضر کیا گیا، اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء نے فرمایا

"کیوں ستاتے ہو اور تکلیف دیتے ہو چلے جاؤ"

جن نے کہا، کسی قیمت پر بھی نہیں جاؤں گا، میں نے تین دن کی مہلت دی تھی، کہ جتنی ترکیبیں ہوں استعمال کر لیں۔ اس کے بعد نہیں بخشا جائیگا، آج آخری دن ہے ان کی مہلت ختم ہو گئی میں کسی قیمت پر ان کو چھوڑنے والا نہیں حضرت نے پھر فرمایا،

"چھوڑ دو چلے جاؤ"

جن نے پھر وہی جواب دیا، اعلیٰ حضرت نے پھر چھوڑنے اور چلے جانے کے لئے ارشاد فرمایا، اس نے پھر وہی جواب دیا،

تب اعلیٰ حضرت مرشد العالم نے تمام حاضرین کے سامنے کمرے میں نہایت شدومد سے

الاّ اللہ

کی ضرب لگائی کمرہ دھوئیں سے بھر گیا، اور جن جل کر خاک ہو گیا"

☆

جناب حاجی صابر علی صاحب مرحوم اعلیٰ حضرت رفیع الدرجۃ کے ہم عمر ہوں گے نہایت متدین اور شیوخ جونپوری کی برادری میں غالباً سب سے پہلے حاجی تھے، اعلیٰ حضرت قبلہ کی ذات پاک سے والہانہ وابستگی رکھتے تھے، اعلیٰ حضرت قبلہ ان کے دروازہ کے سبزہ زار پر عصر و مغرب کے درمیان تشریف فرما ہوتے تھے، حاجی صاحب سے فرمایا۔ میاں! یہ جگہ بہت خوشگوار ہے، اس پر حاجی صابر علی صاحب نے عرض کیا، کہ حضور جگہ تو بہت خوشگوار ہے، کوئی اولاد نرینہ نہیں اعلیٰ حضرت قبلہ نے آنکھ بند کرلی، کچھ دیر کے بعد آنکھ کھولی تو سرخ تھی، فرمایا

"نہیں میاں یہ جگہ کبھی غیر آباد نہیں رہے گی"

اگلے سال محمد صلاح الدین پیدا ہوئے، ان کے علاوہ چار اولادیں اور ہوئیں، حاجی صاحب کو یقین کامل تھا، کہ ان کا گھر اور گھرانہ آباد و شاداب ہی رہے گا، اس لئے کہ انکے پیر و مرشد نے فرمایا ہے۔

☆

فخر الحسن صاحب کے والد ماجد ابو الحسن صاحب مرحوم کو عالم ربانی حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف گنجینۂ اسرار سے بیعت و ارادت کا شرف حاصل تھا، ابو الحسن صاحب عرس حضرت غوث العالم محبوب یزدانی میں حاضر ہوئے، حضرت محبوب ربانی مرشد العالم نے نگاہ کرم اٹھائی اور ابو الحسن صاحب کو دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا

"اللہ تعالیٰ ابو الحسن کو فخر الحسن عطا کرے ہم نہیں کہتے سلطان جی کہتے ہیں"

☆

شیخ معزالدین صاحب رئیس ابراہیم پور اسٹیٹ اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ کے ابتدائی و شیدائی مریدوں میں شرف خلافت سے بھی سر فراز تھے، شیخ صاحب ایک بار عرس مخدومی میں حاضری دینے کے لئے کچھوچھا مقدسہ حاضر ہوئے، اعلیٰ حضرت مرشد العالم محبوب ربانی خانقاہ شریف میں اپنے حجرۂ منورہ میں تشریف

فرما تھے۔ دروازہ بھڑا ہوا تھا، شیخ معزالدین صاحب بے غیر اطلاع و اجازت کے دروازہ کھول کر اندر پہونچ گئے، اور اندر کے مناظر دیکھتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑے، جب ہوش میں آئے اعلیٰ حضرت مرشد العالم نے فرمایا بے غیر اجازت کے اندر نہیں آنا چاہئے خیر جب آگئے تو کوئی بات نہیں، جناب معزالدین صاحب سے بے ہوش ہونے کی وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے کہا، کہ میں نے عجیب و غریب مخلوق کو حضرت سے مرید ہوتے دیکھا انسانوں میں سے تو کوئی نہیں جن میں سے ہو سکتے ہیں،

☆

زکریا فتحپور، ضلع بھاگلپور کا رہنے والا غیر معمولی ذہین تھا، ریاضی میں اپنی مثال آپ تھا اس نے اپنی ملازمت کے لئے اعلیٰ حضرت مرشد العالم قدس سرہٗ سے عرض کیا اعلیٰ حضرت نے فرمایا

"نوکری ہو گی پہلے شکل صورت اسلامی بنا اور نماز کی پابندی کرو"

حکم کے مطابق اس نے پابندی کی اور کلکتہ ہائی کورٹ میں نوکری بھی ہو گئی بعد میں ڈاڑھی منڈا دی، اور نماز بھی چھوڑ دی، اعلیٰ حضرت تشریف لائے تو ملنے آیا، فرمایا

"حرام موت مرو گے"

نوکری بھی ختم ہو گئی، منکر باری تعالیٰ جل شانہٗ ہو گیا، اور بعد میں زہر کھا کر خودکشی بھی کر لی"

☆

جناب ڈاکٹر محمد عمران صاحب اشرفی ساکن ماچھی پور ضلع بھاگلپور نے اپنے چچا جناب مولوی محمد عیسیٰ کے بارے میں بیان کیا، کہ وہ حضرت استاذ العلماء مولانا محمد سلیمان اشرفی علیہ الرحمۃ کے ساتھ کچھوچھہ شریف میں تعلیم پاتے تھے اور مزید برآں یہ کہ حضرت مخدوم المشائخ قدس سرہٗ کے ہم عمر اور مشیر خاص بھی تھے، مولوی محمد عیسیٰ صاحب بیان فرماتے تھے، کہ میں نماز عشاء کے بعد مکان تک پہونچایا کرتا تھا، اعلیٰ حضرت کی عنایات نے ان کو ہر طرح کے کلام کی جرأت بخشی تھی، اعلیٰ حضرت مرشد العالم قدس سرہٗ کبھی پاؤں دبوانے کی خواہش ہوتی فرماتے

"چلو پوتا"

ان کو بیعت کا شرف، عالم ربانی حضرت مولانا شاہ احمد اشرف قدس سرہٗ سے حاصل تھا، اس لئے "پوتا" ارشاد فرماتے تھے، ایک بار شدید موسم سرما میں انکو نزلہ ہو گیا، اس عالم میں پائے مبارک دبانے کی خدمت بھی کرتے تھے، چونکہ مؤدب تھے اگرچہ طالب علمی کے زمرہ میں تھے، اس لئے ناک ہاتھ سے صاف نہیں کرتے بلکہ آستین کے سہارے پوچھتے تھے، اعلیٰ حضرت مرشد العالم نے ان کا جو حال ملاحظہ فرمایا، تو شفقت

بھرے انداز میں فرمایا،

"مورے پوتا کو نزلہ ہو گیا ہے"

انہوں نے کہا آپ تو صرف بولتے ہیں علاج نہیں بتاتے، فرمایا ہاں سردی چھوٹ جائیگی، دونوں کانوں میں روئی کا پھاہا "رکھ کر سو جانا" ایسا کرنے سے دوسرے دن نزلہ جاتا رہا۔ مولوی عیسیٰ صاحب نے کہا ایسا تو ہونا ہی تھا روئی رکھنے کا بہانا تھا۔

☆

جناب مولوی محمد عیسیٰ صاحب مرحوم ایک اور واقعہ سناتے تھے، کہ ان کے یہاں کئی اولادیں شکم مادر سے ضائع ہو گئیں، یہ دیکھ کر ان کی والدہ نے کچھوچھہ کی حاضری کے ارادہ سے سفر کیا، اور وہاں پہونچ کر چلہ کا عزم کیا، اعلیٰ حضرت مرشد العالم مخدوم الاولیاء کی حیات ظاہری کا آخری زمانہ تھا حضرت مخدوم المشائخ کی والدہ ماجدہ نے حضور سے عرض کیا، نذیر حسین کی بیوی اور عیسیٰ اور ان کی بیوی آئی ہیں اور یہ قصہ ہے مگر دیر تک اعلیٰ حضرت کی خاموشی کو دیکھ کر متفکر ہوئیں کہ نہ جانے اعلیٰ حضرت کیا ارشاد فرماتے ہیں، ان کو فکر ہوئی کہ اگر خاموش ہی رہے اور کچھ بھی نہیں فرمایا، اولاد ہی نہیں ہوگی، بہت دیر کے بعد جب سر اٹھایا تو فرمایا۔

"عیسیٰ کو موسیٰ ہوگا"

دادی حضرت نے کہا موسیٰ تو وہاں ہے، فرمایا کتنی دور ہے بولیں تیس میل پر ہے فرمایا بہت دور ہے عیسیٰ صاحب مرحوم کے یہاں موسیٰ پیدا ہوئے، علی گڈھ میں تعلیم پائی اور ایگریکلچر آفیسر کے عہدے سے بہار شریف سے ریٹائرڈ ہوئے۔

☆

جامع معقول و منقول استاذ العلماء حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب اشرفی علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ ہم لوگ کچھوچھہ مقدسہ میں پڑھتے تھے۔ بَرسات کا زمانہ تھا، بارش رُک رُک کر ہو رہی تھی، جب بارش ہوتی ہم لوگ کمروں میں چلے جاتے اور جب بارش تھم جاتی، باہر نکل پڑتے جب کئی بار ایسا ہوا تو اعلیٰ حضرت مرشد العالم قدس سرہٗ نے فرمایا،

"جنم بھر برسے، برسنا نہیں آیا"

اس کے بعد بارش موقوف ہو گئی،

☆

جناب محمد رفیق صاحب اشرفی مرادآبادی بیان کرتے ہیں، کہ مجھ سے ڈاکٹر عنایت نبی صاحب اور

ان کے فرزندوں ڈاکٹر مشتاق نبی صاحب اور سید ارشاد علی صاحب نے بیان کیا، کہ بمبئی میں ایک ہندو رئیس تھا، جس کے بس ایک ہی لڑکی تھی، اور وہ ہمیشہ بیمار رہتی تھی، ممکن علاج سے بھی فائدہ نہیں ہوتا تھا، اعلیٰحضرت قبلہ اشرفی میاں کا بمبئی کا سفر ہوا، اس ہندو رئیس کو حضور کی تشریف آوری کی خبر ہوئی، وہ دعاء کرانے کے لئے حاضر خدمت ہوا اور دعاء کے لئے درخواست کی، آپ نے فرمایا کل دعاء کروں گا، وہ مطمئن ہو کر گھر چلا گیا، مگر شام کو مرض نے شدت اختیار کی اور لڑکی مر گئی، اس کی بیوی رونے پیٹنے لگی ہندو رئیس نے بیوی سے کہا، خاموش رہو، لڑکی کی موت کی خبر کسی کو نہ دینا بابا نے کل دعاء کے لئے فرمایا ہے، تو میں دعاء کراؤں گا، صبح کو وہ حاضر ہوا، اعلیٰحضرت مرشد العالم اس کے گھر تشریف لے گئے، پھر اس نے کہا، حضور بچی کی صحت کی دعاء فرمائیں، حضور نے کچھ پڑھنا شروع فرمایا، چند سکنڈوں میں لڑکی کے بدن میں حرکت پیدا ہوئی، رئیس نے عرض کیا، بابا یہ تو مر گئی تھی، میں نے آپ کو اس کی اطلاع نہیں دی، آپ کی دعاء سے یہ زندہ ہو گئی، حضور نے ارشاد فرمایا۔

"نہیں، میاں وہ سکتے میں تھی"

☆

حاجی مولوی سید فخر الدین صاحب ابن سید شہاب الدین صاحب حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کے قدیم ترین ارادت مند اور خلیفۂ مجاز بھی تھے، لطائف اشرفی شریف کی طباعت کے زمانہ میں شرف بیعت و ارادت سے مشرف ہوئے تھے، ان کے صاحبزادہ محمد یٰسین صاحب اشرفی مخدوم اینڈ سنز ریٹر راوی روڈ لاہور بیان کرتے ہیں، کہ

ہمارے دادا نے کہا اس وقت ہم مرید ہوں گے، جب ہمارے شرائط پورے ہوں گے، دوستوں نے یہ بات حضرت سے کہی، حضرت نے بلوایا، دریافت فرمایا کیا شرائط ہیں؟ دادا صاحب نے کہا، میرا کاروبار لکڑی کا ہے برسات کے سیزن میں لکڑی میں گھن لگ جاتا ہے، اگر یہ بات نہ ہو تو میں مرید ہوں گا، اعلیٰ حضرت نے جواب دیا،

"ایسا ہی ہوگا آؤ بیعت ہو جاؤ"

اعلیٰ حضرت نے بیعت کر کے فرمایا، شہاب الدین ہم نے صرف تم کو مرید نہیں کیا، بلکہ سات پشت بیعت کر لیا ہے، دادا جتنے عرصہ تک لکڑی کا کاروبار کرتے رہے، گھن نہیں لگا، اس وقت ان کی اولاد در اولاد کی پانچویں پشت گذر رہی ہے، اور اسّی برس کا زمانہ گذر گیا۔

حضور پر نور اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ سرکار اشرفی میاں قبلہ و کعبہ ہمارے مکان محلہ زوکراں لال

کنواں دہلی میں تشریف فرماتے تھے، ہمارے محلے کی ایک عورت امیر جان تھی، وہ گانے بجانے کا پیشہ کرتی تھی، حضور جب تشریف لاتے، ہمارے گھر آکر بیٹھ جاتی اور حلقہ ارادت میں داخل کر لینے کی درخواست کرتی، حضور نے ہر بار فرمایا، تو توبہ کر کے نکاح کر لے تو میں مرید کروں گا، اس وقت اس کی عمر ستر برس کی تھی، اگرچہ سات عشرے زندگانی کے پورے کر چکی تھی، مگر حسن شباب کا بر قرار تھا، اس نے جب نکاح کر لیا، حضور نے داخل سلسلہ فرمالیا،

☆

ہر کھانے کے وقت ایک جم غفیر دستر خوان پر بیٹھتا، برکت ایسی ہوتی تھی کہ کھانا بچ جاتا تھا، دہلی میں ٹرین سے اترتے انگریز حیرت سے دیکھا کرتے تھے، میں نے ایسا نورانی اور خوبصورت انسان نہیں دیکھا، چادر پھیلا دی سو سو آدمی سلسلے میں داخل ہو گئے،

☆

علامہ اجل محدث شہیر مصنف کبیر حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی قدس سرہ حضور پر نور کے آخری زمانہ ظاہری میں جامعہ اشرفیہ کچھوچھا مقدسہ میں مفتی و شیخ الحدیث تھے، ان کے مخصوص شاگرد قاضی عبد النبی کوکب مرحوم نے تحریر فرمایا ہے کہ ایک دن حضرت مفتی صاحب نے حضور سے اولاد کے لئے درخواست کی، ارشاد فرمایا "بیٹا ہوگا ضرور ہوگا،—— ذوالفقار—— نام رکھنا" چنانچہ صاحبزادہ کی ولادت ہوئی، وہ اس وقت مفتی محمد مختار خاں کے نام سے معروف و مشہور ہیں، والد ماجد کی طرح دین کی خدمت کر رہے ہیں،

☆

عظیم بابو، ابراہیم پور ضلع بھاگلپور کے گھر میں کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی، اعلیحضرت سے دعاء کی درخواست کی گئی، ارشاد فرمایا، اولاد نرینہ ہوگی، اس کا نام فہیم—— رکھتا ہوں۔

☆

جناب محترم و معظم نذر اشرف محمد ہاشم رضا صاحب سابق جنرل منیجر کمرشیل بینک کراچی حال مقیم کراچی، فرماتے ہیں، میرے نانا شیخ عبد العزیز مرحوم کے بیس اولادوں میں صرف میری والدہ زندہ بچی تھیں، مگر والدہ صاحبہ کی بھی کوئی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی، مردہ بچہ کی ولادت ہوتی، یا پھر پیدا ہونے کے بعد موت ہو جاتی تھی، نانا صاحب بہت مایوس ہوتے تھے، اسی حال میں حضور پر نور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، کہ میاں! کیا میری نسل لڑکی سے بھی نہیں چلے گی، کیا کوئی میرا نام لیوا بھی نہ رہے گا؟ فرمایا نام لینے والا آئیگا

—— نذر اشرف—— نام رکھنا، چنانچہ یہی وہ بزرگ نام لینے والے ہیں، جنہوں نے یہ روایت بیان فرمائی، اور جب کچھ بڑے ہوئے تو اپنے گھر میں حضور پر نور اعلیحضرت مخدوم الاولیاء سے مرید بھی ہوئے، حضرت مخدوم المشائخ مد ظلہٗ کی کرم کی نظروں میں محبوب و مقبول ہوئے اور خلافت و اجازت سے سرفراز فرمائے گئے، موصوف کا بیان ہے کہ ہمارے خاندان میں جس جس کے بارے میں اعلیٰ حضرت نے جو ارشاد فرمایا، وہ پورا ہوا- لسان الفقراء خزانة الله۔

☆

حضور پر نور اعلیحضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ کی ایک بھتیجی جونپور میں بیاہی تھیں، مگر ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں تھی حضور سے عرض کیا گیا میاں! آپ کی بھتیجی کی کوئی اولاد نہیں، فوراً! فرمایا—— غلام جیلانی، غلام سمنانی غلام یزدانی۔

☆

محمد حنیف صاحب خادم درگاہ معلی، حضرت غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے جامع اشرف کے اساتذہ مولانا غلام غوث، مولانا رضاء الحق صاحب کے سامنے بیان کیا کہ کوئی کچھ کہے، اشرفی میاں کی شخصیت مسلم تھی، وہ اعلیٰ پایہ کے ولی تھے میرے والدین کے یہاں کوئی اولاد نہیں تھی، والد صاحب اشرفی میاں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اولاد کے لئے دعاء کی درخواست کی حضرت نے دعاء فرمائی، اور نام بھی تجویز فرما دیئے،—— محمد حنیف—— جو میں آپ کے سامنے ہوں۔

☆

حضرت صوفی سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی وامقی سجادہ نشین درگاہ شریف حضرت سید شاہ مظہر حسین وامق اشرفی جیلانی خلیفۂ مجاز اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء محلّہ شاہ دانا ولی بریلی، نے راقم الحروف سے بیان فرمایا، کہ

"اعلیحضرت مرشد العالم مخدوم الاولیاء قدس سرہ بریلی تشریف فرما ہوئے، قیام دادا صاحب کے دولت کدہ پر ہوا، ایک دن میلاد شریف کی محفل حضور پر نور نے پڑھی، شیرینی تقسیم ہونے لگی تو ایک نوجوان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، اسے دوہرا حصہ دو، اس کو بڑی بیوی ملے گی، سب حاضرین مسکرائے سب نے خیال کیا کہ لمبے قد کی بیوی ملنے کی طرف خوشخبری ہے، مگر معاملہ بعد میں یہ ظاہر ہوا کہ اس نوجوان کے بڑے بھائی کا انتقال ہو گیا، اور ان کی بیوہ سے بمصالح اس کا عقد نکاح پڑھایا گیا، تب راز کھلا کہ بڑی بیوی فرمانے کا ایسا راز تھا،،

☆

حضرت مولانا الحاج سید شاہ ابو الفتح مجتبیٰ اشرفی جیلانی مدظلہٗ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اعلیحضرت بمبئی میں اپنے ایک مرید کے مکان پر تشریف فرما تھے، اس کی دوکان نچلے منزل میں تھی، دوران قیام اس مرید کی دوکان پر ایک درویش آیا اور دوکاندار سے بالجبر مانگنے لگا، دوکاندار نے کہا کہ نہیں دوں گا، فقیر نے کہا اگر نہیں دو گے تو تمہارے مکان میں آگ لگ جائیگی، وہ گھبرایا ہوا حضور کی خدمت میں آیا اور ماجرا بیان کیا، حضور نے فرمایا مت دو، دوکاندار کی ہمت ہوئی دوکان پر فقیر موجود تھا، پھر بولا جلد دو ورنہ آگ لگا دوں گا، پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا، اور فقیر کی ضد بیان کی، فرمایا مت دو، پھر جب دوکان پر آیا، فقیر بولا، اگر نہیں دیتے ہو تو بس آگ لگنے ہی والی ہے، دوکاندار پھر دوڑا ہوا حاضر آیا، اور فقیر کی فقیرانہ شان کی بات عرض کی، حضور پر نور اعلیٰ حضرت نے آنکھیں بند فرمائیں، پھر فرمایا، دیدو، دیدو اور دیکھا کہ کونے میں آگ لگ رہی ہے، دوکاندار مرید نے عرض کیا حضور یہ کیا بات تھی کہ دوبار آپ نے فرمایا مت دو، اور تیسری بار فرمایا دیدو، اس میں کیا راز ہے، جواب میں فرمایا کہ

پہلی مرتبہ میں نے دیکھا تو فقیر بالکل پھوٹا ڈھول تھا، دوسری مرتبہ اس کے پیر کو دیکھا تو وہ بھی ویسا ہی تھا لیکن تیسری مرتبہ اس کے پیر کے پیر کو دیکھا تو وہ کچھ تھا، اس نے دعاء کی کہ اے مولیٰ مرید کے مرید کی عزت و لاج کی بات ہے، گو کہ مرید اس لائق نہیں، لیکن میری دعاء قبول فرما، اور مرید کی لاج رکھ غرض فقیر کے پیر کے پیر کے سبب میں نے تمہیں تیسری مرتبہ کہہ دیا کہ اسے دیدو، دیدو،

حضور کے اس مرید کے گھر کے آس پاس پارسیوں کے مکانات تھے پڑوس کے ایک پارسی کی بچی کوٹھے سے گر کر بے ہوش ہوگئی، علاج و معالجہ کا زور لگا دیا گیا، مگر کوئی علاج کارگر نہ ہوا، آخر پارسی نے حضور کی بارگاہ میں دستک دی اور حضور سے عرض حال کیا، حضور نے ایک چادر اوڑھا دی اور کچھ پڑھ کر دم فرمایا، کچھ دیر کے بعد لڑکی اٹھ کر بیٹھ گئی، اس خداداد کرامت پرتوِ اعجاز عیسوی کو دیکھ کر پارسی حضور کے دستِ مبارک پر مشرف باسلام ہوگیا۔

باب ۱۰

تبلیغِ اسلام، فتنۂ ارتداد کا انسداد، مذہبِ اہلِ سنت کی نصرت

تبلیغ اسلام:

اعلیحضرت مخدومُ الاولیاء محبوب ربانی مرشد العالم قدس سرہٗ کے آباء واجداد کے خون دل سے شجر اسلام کی جڑیں سرسبز و شاداب ہوئیں، آپ کے اجداد کرام ائمہ، اہل بیتِ نبوی اور حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اولاد امجاد کی جدوجہد، قلبی قوت، اخلاق کی پاکیزگی، صاف ستھری زاہدانہ زندگی اور ایمان ویقین کی قوت، خلق کے ساتھ شفقت، انسان سے محبت جیسے خصائص کی وجہ سے اسلام کے دائرہ کے باہر والے گرویدہ ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوتے رہے، اور ان نئے اہل اسلام میں بھی اسلام کے پرجوش داعی و مبلغ وہادی کا سلسلہ جاری رہا،

آٹھویں صدی ہجری میں حضرت غوث العالم محبوب یزدانی تارک السلطنت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی نظامی قدس سرہ کی ذات مبارک کی برکتوں سے غیر مسلموں کی بڑی جماعت مشرف باسلام ہوئی، آپ کے بعد آپ کے اخلاف گرامی قدر بزرگان خانوادہ اشرفیہ سے حسن کرم اور قلبی قوت کی کرامت سے ہر دور اور ہر زمانہ میں بڑی بڑی تعداد دائرۂ اسلام میں داخل ہوتی رہی، کچھوچھا مقدسہ اور اس کے نواح اور جائس

شریف اور اس کے اطراف اور مسوڑھی ردولی شریف اور اس کے مواضعات میں آج اہل اسلام کی کثیر تعداد اس کرامت کی بین شہادت ہے۔

حضور پر نور مخدوم الاولیاو محبوب ربانی مرشد العالم قدس سرہ' نے اصلاح حال اور رشد وہدایت کی سرگرم جدو جہد کے ساتھ تبلیغ اسلام کی طرف خاص توجہ فرمائی، وہ بلند اوصاف جو خداوند قدوس کے بندوں کی رہبری اور رہنمائی کے لئے برہان مبین ہیں، خدائے بزرگ وبرتر کی شانِ جودو کرم نے اس سے آپ کو بدرجہ کمال آراستہ فرمایا، صورت زیبا ہی ایسی مرحمت ہوئی تھی جو کشش کا باعث بن جاتی تھی، قادریت کا جمال اور چشتیت کا سوز وگداز آپ کی ذات گرامی سے درخشاں وتاباں تھا، غیر مسلموں کے قلوب میں اسلام کی شمع روشن کرنا کس قدر دشوار امر ہے اس کا حال انھیں برگزیدگان خاص کو معلوم ہے، خدائے کارساز اور مقلب القلوب نے جن قدسیوں کی ذاتوں کا اس اہم واعظم کام کے لئے انتخاب فرمایا۔

موعظہ حسنہ:

حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیا، مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ' کو بارگاہ کریم بندہ نواز سے نطق وگویائی اور تذکیر وموعظت کا خاص ملکہ اور خوبیاں مرحمت ہوئی تھیں، قرب ووصول کی نعمت سے سرفراز ہوئے، درجہ ولایت میں اعلیٰ مراتب پر فائز ہوئے۔ حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیا مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ ان خاصان حق میں تھے جن پر مثنوی شریف کے اسرار ورموز فاش تھے، مولانا روم کی ترجمانی اور ان کے واردات قلب آشکار کرنے کی صلاحیت عطا ہوئی تھی، حضور پر نور مواعظۂ حسنہ میں مثنوی شریف کے اشعار آبدار وگہر بار پڑھتے اہل قلوب کو صاف محسوس ہوتا کہ مولانا روم کے دل کی طرح حضور کا دل بھی اسرار ومعرفت کا گنجینہ اور ان کی ان کہی حکایتوں کا مخزن ہے، پڑھنے کے خصوصی انداز سے صاف معلوم ہوتا تھا، کہ یہ رنگ وآہنگ واسلوب تو حضرت مولانا کا ہے، مثنوی شریف کے تہہ در تہہ اسرار ومعرفت اور روحانیت وغنائیت میں ترنم اس طرح رچا بسا ہوا ہوتا تھا، کہ سامعین بے تاب وبے قرار ہو جاتے تھے، بدایوں میں مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی نے جامع تقریر سماعت فرمائی، تو فرمایا حضرت نے وہ حقائق ودقائق بتائے کہ نور معرفت سے دل منور ہو جاتے ہیں۔

حضور پر نور کے مواعظہ حسنہ حکمت خداوندی کا ترجمان، مواعظ وارشادات حکمت بالغہ کا بہترین نمونہ ہوتا تھا، بیان کی شیرینی خالص عارفانہ انداز بیان دل کو موہ لیتا تھا، کرختگی کا شائبہ بھی نہیں تھا، "حکمت وموعظت" کی گہرائی کا پایاں بھی بلند پایا تھا، آپ کی صورت خداداد اور حسنِ بیان کا دلوں پر اثر پڑتا تھا، امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ عبد القادر بدایونی علیہ الرحمہ کے عرس ۱۳۲۲ھ ہجری میں حضور پر نور کے مبارک وعظ

کے بارے میں عاشق الرسول، لسان الحسان مولانا شاہ ضیاء القادری البدایونی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔

"جناب معظم، سید افخم، بقیۃ السلف الصالحین، زبدۃ العارفین، عمدۃ الواعظین حضرت مولانا سید شاہ علی حسین صاحب المعروف اشرفی میاں صاحب دامت برکاتھم نے.......... آیۃ کریمہ ان اللّٰہ و ملٰئکتہ' یصلون علی النبی کی تفسیر بیان فرمائی، آپ کا مؤثر وعظ ہی دلوں کو متوجہ کر لینے میں کیا کم ہے، اس پر نکات تصوف کی جھلک، رموز معرفت کا رنگ، مثنوی شریف کے اشعار آب دار، سامعین کے دلوں کو بے تاب وبے قرار کر دیتے ہیں، حضرت میاں صاحب قبلہ حضور دستگیر عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد سے ہیں، آپ کی نورانی صورت سے غوث پاک کے انوار نمایاں ہیں، حضور اقدس صاحب عرس (اعلیٰ حضرت تاج الفحول) کا یہ احسان بھی اہل بدایوں فراموش نہیں کر سکتے، کے حضور ہی کی بدولت، اہل شہر کو آپ کی دولت دیدار میسر ہوئی، سب سے بیش تر حضور اقدس قدس سرہ کی سچی محبت آپ کو بدایوں لائی، متوسلین خاندان برکاتیہ کو جو محبت واخلاص عقیدت وارادت ہے، اس کا سبب ایک یہ بھی ہے کہ جناب والا کو حضرت عظیم البرکۃ حضور سید ناشاہ آل رسول صاحب قدس اللہ سرہ صاحب سجادہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ شریف سے سند خلافت واجازت حاصل ہے۔

ہندوستان میں بہت سے لوگ مثنوی شریف پڑھنے میں مشہور ہیں، لیکن جناب والا کے سامنے کوئی لب نہیں کھول سکتا اور نہ حضور کا لب ولہجہ کسی کو میسر ہے، خدائے پاک نے آپ کو صورت وسیرت وخوش الحانی وشیریں کلامی میں بے عدیل وبے نظیر بنایا ہے، قریب ڈیڑھ گھنٹا آپ نے بیان فرمایا محفل پر عجب حالت طاری رہی"

حضرت مولانا ضیاء القادری بدایونی نے مزید یہ بھی تحریر فرمایا ہے"

"عاشقان جمالِ قادری نے اپنے آقا حضور اقدس صاحب عرس قدس سرہ کی چلتی پھرتی تصویر کو پیش نظر پایا، یعنی گلِ نو شگفتہ فیض بغداد، زینت طراز، مسند ارشاد، گلدستہ نو بہار، حضرت فضلِ رسول، نور دیدۂ حضرت تاج الفحول، صاحبزادۂ گرامی قدر حضرت مولانا مولوی محمد عبد القدیر صاحب عاشق الرسول دامت برکاتھم تشریف لائے، آج آپ کی تشریف آوری کسی معمولی حیثیت سے نہیں ہے، بلکہ آج تمام خدام بارگاہ کی عرض کے مطابق حضور اقدس واطہر حضرت صاحب سجادہ (مولانا شاہ مطیع الرسول عبد المقتدر) مد ظلہم العالی نے حضرت صاحبزادہ کو اجازت وعظ عطا فرمائی ہے، آج سے قبل نہ آپ نے کبھی وعظ کا قصد کیا نہ حضور اقدس نے اس سے پیشتر کبھی ان کو

اجازت دی، نہ کبھی کسی جلسہ میں تقریر کا موقع ہوا، پہلا موقعہ ہے کہ آپ اتنے بڑے جلسہ جس میں کثرت سے علماء و مشائخ (مولانا احمد رضا خاں بریلوی وغیر ھم) تشریف فرما ہیں، ہزاروں شائقین موجود ہیں.......... جس وقت صاحبزادہ صاحب تشریف لائے شمع جمال قادری کے پروانوں نے حسب الارشاد حضرت صاحب قبلہ و کعبہ حضرت اشرفی میاں صاحب قبلہ دامت برکاتھم سے عرض کیا، کہ جناب والا اور جملہ علماء کرام و مشائخ طریقت سے امید ہے کہ صاحب زادہ کے حق میں دعائے خیر فرمائیں.......... میاں صاحب نے نہایت محبت و شفقت سے آپ کے سر مبارک پر ہاتھ پھیرا دست دعا بلند کئے حاضرین نے آمین کہی"

حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء، مرشد العالم، محبوب ربانی، فاتح کنوز عرفانی، مخزن انوار سبحانی قدس سرہ النورانی کے ذات پاک سرکار رسالت علیہ افضل الصلاۃ واکمل السلام سے شغف و حضوری اور محویت باطن کا ایک واقعہ عالم معقول و منقول، حاوی فروع و اصول حضرت مولانا الحاج محمد یونس صاحب قبلہ علیہ الرحمہ المخاطب بحر الکمال مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے حوالے سے سیدی مولائی حضرت مولانا شاہ اظہار اشرف صاحب دام ظلہ نے بیان فرمایا

"حضور پر نور اعلیٰ حضرت لاہور سے اچانک مرادآباد تشریف لائے، اس وقت مدرسے کا سالانہ جلسہ ہو رہا تھا، جس دن تشریف آوری ہوئی وہ جلسہ کا پہلا دن تھا اور کوئی بھی عالم تشریف نہیں لائے، حضور قیام گاہ پر تشریف لائے اور فرمایا فقیر بہت تھکا ہوا ہے، آرام کرے گا. علماء سے کہو تقریر کریں، کل کے اجلاس میں شریک ہوں گا علماء کے نہ آنے سے سب پریشان تھے، حضرت صدر الافاضل کی خدمت میں گئے اور عرض کیا گیا کہ اب تک کوئی مقرر نہیں پہونچ سکا ہے، حضرت صدر الافاضل نے فرمایا کہ ۔

"جب میرے پیر و مرشد تشریف لا چکے ہیں ان شاء اللہ کوئی کمی نہیں رہے گی"

حضرت مہتمم صاحب حضور پر نور اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آج کے جلسہ کے متعلق عرض کیا حضور تھوڑی دیر تقریر فرما کر چلے آئیں تو بڑا اچھا ہو. حضور پر نور آرام فرما رہے تھے، فرمایا اچھا چلو، حضور پر نور جلسہ میں تشریف لے گئے اور کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور مہتمم صاحب کرسی کے نیچے بیٹھ گئے، نعت خوانی کا سلسلہ دیر تک جاری رہا مہتمم صاحب فرماتے ہیں میں دیکھ رہا تھا، کہ حضور سو رہے ہیں جب نعت خوانی کا سلسلہ ختم ہوا حضور پر نور کی تقریر کا اعلان ہوا حضور پر نور اعلیٰ حضرت نے تقریر شروع فرمادی، مہتمم صاحب نے بیان فرمایا مجھے ایسا لگ رہا تھا، کہ

سرکار سو رہے ہیں اور تقریر ہو رہی ہے اور انوار و برکات کی بارش ہو رہی ہے، لوگوں میں کیف و مستی کا سماں پیدا ہو چکا ہے، لوگوں کے جذبات بتا رہے تھے کہ رات گذر جائے لیکن سلسلہ بیان ختم نہ ہو، حضور پر نور اعلیٰ حضرت پیر و مرشد محبوب ربانی کی میں نے ایسی تقریر پھر کبھی نہیں سنی، اچانک صلوٰۃ و سلام کے لئے کھڑے ہو گئے، اور جب قیام گاہ پر تشریف لائے تو مجھ سے دریافت فرمایا..... یونس میں سو گیا تھا بے ربطی تو نہیں ہو گئی"

فتنۂ ارتداد کا دفاع

اسلامی ہند کی تاریخ میں ۱۳۴۱ ہجری بمطابق ۱۹۲۲ء کا سن لرزہ خیز اور اندوہناک گذرا ہے۔ آریہ سماج تحریک کے کارکنوں نے پوری تیاری کے ساتھ، مذہب اسلام اور اس کے نام لیواؤں پر بھرپور اور یکایک حملہ کیا، اور ملکانہ اور راجستھان کے ساڑھے تین لاکھ نو مسلم راجپوت حلقہ کو مرتد بنانے کا اعلان کیا، علماء و مشائخ اور عمائد و قائدین نے جب اس اعلان کی اطلاع پائی اپنی درسگاہوں اور خانقاہوں سے نکل پڑے، بریلی کی جماعت رضائے مصطفیٰ بھی میدان میں آئی، اس نے اپنا وفد حضرت مولانا قاضی احسان الحق اشرفی نعیمی کی قیادت میں مقاومت کے لئے بھیجا، مبلغ اسلام حضرت سید غلام بھیک اشرفی وکیل انبالہ نے اپنی مرکزی دعوتی تنظیم جمعیۃ تبلیغ الاسلام انبالہ کے وفد کی قیادت و سربراہی فرمائی، حضرت استاذ العلماء مولانا سید نعیم الدین اشرفی الجلالی نے مدرسۂ اہل سنت جامعہ نعیمیہ کے علماء و طلبہ کا وفد روانہ فرمایا، حضرت مولانا سید غلام قطب الدین مودودی اشرفی اپنی انجمن اشاعت دعوۃ الحق کا لشکر لیکر روانہ ہوئے۔ استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد نعیمی اشرفی فاروق اللہ شاہ نائب و جانشین حضرت صدر الافاضل مرادآبادی نے ماہنامہ اسواد الاعظم رمضان المبارک ۱۳۴۵ ہجری کے شمارہ میں تحریر فرمایا۔

"اسلام کی تبلیغ و اشاعت، شدھی و ارتداد کے فتنہ کی مدافعت میں مدرسہ انجمن (جامعہ نعیمیہ) کو اوّلیت حاصل ہے، اس کے طلبہ و اساتذہ نے راجپوتانہ میں اس فرض کی ادائیگی کے لئے سرفروشانہ خدمتیں انجام دی ہیں، اور بااصول طریقہ پر وہ مصروف عمل رہے ہیں"

شدھی اور فتنۂ ارتداد کی مدافعت اور دعوت و تبلیغ اسلام کی جدو جہد میں "اشرفی جھنڈا" اور اشرفی علماء و مشائخ کی کارگذاریوں کی طویل تاریخ ہے، پون صدی پہلے کے مطبوعہ ریکارڈ عام نگاہوں سے او جھل ہیں، عصر حاضر میں جس نے آریہ سماج کی شدھی اور ارتدادی فتنوں کی مدافعت کے موضوع پر لکھا، اشرفی مشائخ و علماء کے کارناموں کا ذکر ارادی کوشش کے جذبے سے پس پشت ڈالا، جبکہ ہفتہ وار دبدبۂ سکندری رام پور،

ماہنامہ اشرفی کچھوچھا مقدسہ، ہفتہ وار مشرق گورکھپور اور ماہنامہ السواد الاعظم مرادآباد کے صفحات ثابت کرتے ہیں، کہ اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی مرشد العالم قدس سرہ کے امر وارشاد کی تعمیل میں اشرفی علماء اشرفی جھنڈا لیکر میدان مقاومت ومدافعت کی طرف دوڑ پڑے اور جماعت رضائے مصطفیٰ کی قیادت، اس کے وفد کی سربراہی، وفود اسلامی کی پذیرائی، وسائل کی فراہمی، مرکزی دفتر تبلیغ کی سرگرم قیادت ورہبری اور اس کی خدمات کے بیان کی تفصیلات کی مؤثر تحریر واشاعت، میدان مقاومت میں ہر جگہ بے نفسی کی مثال قائم کر کے محض تبلیغ اسلام کی موثر تدابیر کے لئے

"جماعت رضائے مصطفیٰ کی بکثر سواد"

میں غالب حصہ دار بنے رہے، جماعت رضائے مصطفیٰ کی روئیداد کے مرتب حاجی سید ایوب علی صاحب بریلوی کا تحریری بیان ملاحظہ فرمایئے وہ لکھتے ہیں ؂

"آگرہ میں وفد کا حضرت مولانا دیدار علی صاحب مفتی آگرہ اور ان کے خلف ارجمند مولانا سید ابو البرکات احمد صاحب نے کمال احترام کیا اور اس کی اعانت فرمائی اور اس کی اعانت میں سرگرم حصہ لیا، ان کی وجہ سے وفد کو بڑی تقویت حاصل ہوئی"

اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء کا انسداد ارتداد کیلئے ورود مسعود :

علاقہ ارتداد میں سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کے خلفاء ومریدین سرگرم عمل اور آریہ سماج کے ارکان کے برپا کردہ فتنۂ ارتداد کے انسداد کے لئے مصروف تھے، مگر وہ کامیابی نہیں مل رہی تھی، جس کی ضرورت تھی، تبلیغ اسلام کس قدر اہم کام ہے اس کا بیان حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی قدس سرہٗ نے چوتھی رمضان المبارک ۷۱۷ ہجری کو بیان فرمایا، ایک دن ایک نوجوان اپنے ساتھ اپنے ایک ہندو دوست کو حضرت کی خانقاہ معلیٰ میں لے آیا، اور اس کا تعارف کراتے ہوئے حضرت سلطان المشائخ سے عرض کیا

این برادرِ من است

حضرت سلطان المشائخ نے اس نوجوان سے پوچھا کہ

"تمہارے اس بھائی کو کچھ اسلام کی طرف بھی رغبت ہے یا نہیں"

اس نوجوان نے عرض کیا کہ میں اسے مخدوم کی خدمت میں لیکر اسی لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی نگاہ کی برکت سے یہ مسلمان ہو جائے، حضرت سلطان المشائخ کی مبارک آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا

"این قوم را چنداں بگفتہ کسے ول نگردد، اما اگر صحبتِ صالح بیابد امید باشد کہ برکت صحبت او مسلمان شود"

دعوت اسلام کے فریضہ کی ادائے گی کیلئے "چشم پرآب" اور دل درد مند کی نعمت اولین شرط ہے اور جس خیر کی دعوت دی جارہی ہے اس کا عملی نمونہ ضروری ہے۔ مجاہدین ومبلغین اسلام اسکی ضرورت شدت سے محسوس کر رہے تھے، حضرت صدر الافاضل، حضرت مولانا غلام قطب الدین برہمچاری صاحب۔ حضرت مولانا دیدار علی شاہ محدث الوری، حضرت علامہ ابو البرکات حضرت قاضی احسان الحق صاحب نے باہمی مشورہ سے طے کیا، کہ ہم لوگ اگرچہ میدان عمل میں سرگرم عمل ہیں مگر ایک عظیم روحانی شخصیت کی تشریف آوری اور موجودگی بھی بے حد ضروری ہے، چنانچہ سب نے اتفاق رائے سے حضور پرنور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم کی خدمت بابرکت میں تشریف آوری کے لئے عریضہ نیاز حاضر کیا، جب علماء کبار مجاہدین اسلام کا عریضہ حضور پرنور کو ملا، حضور نے تحریر فرمایا۔

صدیق اکبر سے شرم :

میں کبر سنی وضعیف العمری کے سبب ناقابل سفر ہو گیا ہوں، لیکن اس موقع پر عذر کرتے ہوئے سب سے پہلے مجھ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور، شرم آتی ہے، جن کی کبرِ سنی شباب فاروقی سے برتر ثابت ہو چکی ہے"(۱)

اس کے بعد بلا تاخیر آگرہ کے لئے عزم سفر فرمایا، مولانا قاضی احسان الحق نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ ناظم مرکزی وفود جماعت رضائے مصطفیٰ نے حضور پرنور کی آگرہ میں تشریف آوری کا اعلان۔

"اعلیٰ حضرت والا درجت شیخ المشائخ سیدنا ومولانا زیب سجادۂ مقدسہ اشرفیہ کچھوچھا شریف کا ورود مسعود جماعت رضائے مصطفیٰ کی تائید عظیم"

کے عنوان سے ہفتہ وار دبدبۂ سکندری جلد ۵۹ / شمارہ ۴۴ / ۲۵ر جون ۱۹۲۳ء میں شائع کرایا اور تشریف آوری کی رپورٹ تحریر فرمائی۔

"جماعت رضائے مصطفیٰ جس اخلاص سے انسداد فتنۂ ارتداد میں کام کر رہی ہے اس کے ثمرات اس کو یہ ملتے ہیں کہ دنیا کی روحانی قوتیں اسپر کرم گستری فرما رہی ہیں۔

ہم گذشتہ اطلاعات میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شیخ المشائخ حضور مولانا الحاج سید شاہ محمد علی حسین صاحب اشرفی جیلانی سجادہ نشین کچھوچھا مقدسہ دامت برکاتہم کا مفاوضۂ عالیہ (جس میں حضور پرنور نے اپنے مریدین ومخلصین کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ)

(۱) ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ مقدسہ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ ص ۶۔

”جلد تر اس علاقہ ارتداد میں پہونچ کر انسداد فتنہ میں کام کریں“

شائع کر چکے ہیں، اب خود حضور پر نور بہ نفس نفیس ۱۴ر جون کو آگرہ تشریف لائے اسٹیشن سٹی پر ہزاروں آدمی استقبال کیلئے موجود تھے، رضاکاران جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی اور مقتدر علمائے کرام بھی موجود تھے، حضرت والا بسواری موٹر دفتر جماعت رضائے مصطفیٰ میں تشریف لائے، راستہ میں

”اللہ اکبر“

کے نعرے بلند ہورہے تھے، اور ہر شخص کی زبان پر نصرت و فتح اسلام و مسلمین، لوگ ہار پھول پہناتے تھے، ایک عجیب ایمانی جوش کا منظر تھا، اس شاہانہ شان کے ساتھ جلوس شہر کے بازار سے گزرا، تمام دوکاندار اس کی بہار دیکھ رہے تھے، چھتوں پر لوگوں کا ہجوم تھا، اللہ اکبر،

آج جامع مسجد میں اعلیٰ حضرت دامت برکاتہم نے ایک زبردست تقریر فرمائی، ہر شخص محو حیرت بنا ہوا تھا“

اعلیٰ حضرت حضور پر نور مخدوم الاولیاء مرشد العالم قدس سرہ کے اس مبارک اور عزم و حوصلہ سے سرگرم سفر کا حال اور میدان ارتداد میں اسلام کی فتح و نصرت کا عظیم الشان بیان حضور پر نور کے خصوصی پروردہ اور لخت جگر نواسہ حضرت محدث اعظم قدس سرہٗ نے قلمبند فرما کر ماحول کی پوری عکاسی فرمائی ہے،

”روزانہ ہفتہ وار، ماہوار اخبارات اور خود ”اشرفی“ کی گذشتہ اشاعت کے ذریعہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں یہ خبر پھیل چکی ہے کہ اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ سید الشاہ ابو احمد المدعو محمد علی حسین صاحب قبلہ اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ کچھوچھہ شریف ملکانہ کے علاقہ ارتداد کی خبروں کو سنکر بے چین ہو گئے اور مجاہدانہ طریق پر

”اشرفی جھنڈا“

بلند فرما کر اوس علاقہ میں متوسلان سلسلہ عالیہ اشرفیہ کو دعوت دیتے ہوئے تشریف لے گئے ہیں، جماعت رضائے مصطفیٰ کی سرکردگی میں مسلمانان آگرہ نے جیسا پرجوش استقبال حضور کا کیا اور جیسی شاہانہ سواری آگرہ کے عام گذرگاہوں پر حضور کی نکلی ہے اوس نے مشرکینِ ہند کے دلوں کو ہلا دیا ہے، اور رعبِ جلالت نے اون کے قلوب پر قبضہ کرلیا ہے، کہا جاتا ہے کہ آگرہ کی تاریخ میں وہ زریں وقت تھا، جبکہ حضور موٹر پر علماء کے حلقہ میں رونق افروز تھے، اور کثرت ازدحام سے موٹر رینگتا ہوا چلتا تھا، اور

اللہ اکبر اور یا رسول اللہ

کے نعروں سے آگرہ گونج رہا تھا، راستہ میں نیچے سے اوپر تک آدمی مکانات میں گویا پھیلے ہوئے تھے، حضور شیخ المشائخ کا یہ استقبال اوس اسلامی سطوت و جبروت کا نمونہ تھا جس کو ملکانہ میں اپنی سعی بلیغ سے جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی نے حضرت عالمگیر علیہ الرحمہ کے بعد دوبارہ پیدا کیا اور قائم کیا ہے، اس دن معلوم ہوتا تھا کہ آگرہ مسلمانوں کا دار السلطنت ہے اور اس کے حقیقی حقدار صرف مسلمان ہیں، مسلمانان آگرہ کا مجاہدانہ ہجوم اپنی مثال آپ تھا، سارا دن مصافحہ و زیارت میں گذرا، جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ حضرت شیخ المشائخ کا وعظ ہوا جس کے سننے کو ملکانہ کے راجپوت ٹوٹے پڑتے تھے، اس جلسہ میں لوگوں کی محویت جیسی کچھ تھی، اس کا لطف حاضرین ہی بتا سکیں گے، مسئلہ ارتداد پر روشنی ڈالنے کے بعد دعوت دی گئی اور اسلامی خون میں صدیقی جوش کی لہر پیدا ہوگئی، اس وعظ کا ملکانہ میں بڑا چرچا ہے۔“

اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ کے ورود ملکانہ سے پہلے آپ کے خلفاء سے

☆ حضرت استاذ العلماء مولانا سید نعیم الدین صاحب الجلالی اشرفی

☆ حضرت مولانا سید غلام قطب الدین صاحب برہمچاری مودودی اشرفی

☆ جناب مولانا سید ابو البرکات سید احمد صاحب اشرفی مفتی آگرہ

☆ جناب مولانا قاضی احسان الحق صاحب المخاطب بہ منت اللہ شاہ اشرفی مفتی بہرائچ

وغیرہم دامت برکاتہم العالیہ علاقہ ارتداد میں جماعت رضائے مصطفیٰ کی رکنیت میں اعلیٰ سے اعلیٰ کام کر رہے تھے، لیکن مشرکین ہند کے اجتماعی حملے اور ہندو والیان ملک کی قوت اور ان کے لیڈروں کے فتنے اس درجہ ظالمانہ روش پر استعمال کئے جاتے تھے، کہ کسی درد مند مسلمان کو گھر پر بیٹھے رہنے کا موقع نہ تھا، چنانچہ حضرت شیخ المشائخ کے اسلامی قلب میں تاب نہ رہی، اور خود بہ نفس نفیس حضور نے میدان جہاد میں قدم رکھدیا، حضور شیخ المشائخ کا یہ جہاد اسلامی دنیا کا ایک عظیم الشان واقعہ ہے جس نے ملکانہ کی بساط کو بالکل پلٹ دیا ہے اور جس طرح کل مشرکین ہند، فتنۂ ارتداد کے لئے سارے ہندوستان کو تاک رہے تھے اور اسی طرح آج جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کی نگاہ تمام ہندوستان اسلامی دنیا پر پڑتی ہے اور اس کے کام کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے ضلع علی گڈھ سے لیکر ضلع ایٹہ تک اوس کے کارکن پھیلے ہوئے ارتداد کے دفاعی تدابیر میں مشغول ہوگئے ہیں، اور وہ دن قریب ہے جبکہ جماعت کے اراکین تمام ممالک متحدہ میں جہاد کرتے ہوئے نظر آئیں۔

حضور شیخ المشائخ کا اصلی قیام گاہ جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کا صدر دفتر واقع محلہ رکاب گنج شہر آگرہ ہے، دست اقدس میں لواء اشرفی یعنی

" اشرفی جھنڈا "

اور ہر وقت اس قوم کا انتظار ہے، جو اشرفی جھنڈا کی عظمت ورفعت کو اپنی زندگی کا جزوِ لاینفک بنا چکی ہے، حضور شیخ المشائخ نے اپنے پہلے معارضہ عالیہ میں جماعت رضائے مصطفیٰ کو لکھا تھا کہ میں کبرسنی وضعیف العمری کے سبب ناقابلِ سفر ہوگیا ہوں لیکن اس موقع پر یہ عذر کرتے ہوئے سب سے پہلے مجھ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حضور شرم آتی ہے جنکی کبرسنی شباب فاروقی سے بدتر ثابت ہو چکی ہے اور آپ نے

" اشرفی جھنڈا "

بلند فرمادیا اور رہاں ! اے اشرفی بھائیو اور اے لواء اشرفی کے علم بردارو ! اب تمہارا انتظار ہے، کیا تم میں کوئی زمیندار ہے جو جائیداد کو چھوڑ کر، کوئی وکیل ہے جو اپنی پریکٹس کو لات مار کر، کوئی تاجر ہے، جو اپنی دوکانوں کو بند کرکے، کوئی صاحبِ اولاد ہے، جو اپنے بچوں کو تج کرکے، کوئی صاحبِ عزت وجلال ہے، جو اپنی عزت وجلالت کو ٹھکرا کر اٹھ کھڑا ہو اور اس جھنڈے اور مقدس جھنڈے کے نیچے آجائے جس کے نیچے آنیکی حسرت، اسلاف سینے میں لے کر گئے،

اور جس کے سایہ تلے کونین کی کامیابی رکھی ہوئی ہے،

مسلمانو! جاگو! اشرفیو! اٹھو اٹھو! کم کھاؤ، کم قیمت پہنو، مال ودولت کو اسلام پر قربان کردو۔ بھائیو! اسلام کی حالت ہندوستان میں بڑی نازک ہوگئی ہے، بت پرستوں نے حق پرستوں پر دھاوا کر دیا ہے۔ فرزندان اسلام آگ میں پھونکے جاتے ہیں، حلقہ بگوشان اسلام، قہر کے زنجیرو سلاسل میں گرفتار کئے جاتے ہیں، اسلام ایک غریب الوطن مہمان ہوگیا ہے اور کوئی میزبان نہیں پاتا۔ کیا تم نے اسلام کی اس صدائے تخویف کو نہیں سنا؟ کہ ؎

" ڈرو تم اس دن سے یارو، جس دن کہوں گا، اُمی لقب سے جاکر

کہ مجھ سا مہمان کا جہاں میں، نہ کوئی پرساں، نہ میزبان تھا " (۱)

دولت کی چاٹ میں جو اسلامی گروہ حلقہ ارتداد میں آچکا تھا، وہ برابر اب باب توبہ کی جانب سے اسلامی حلقہ میں داخل ہوتا جاتا ہے، اور حضور شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت سیدنا الشاہ حاجئ الحرمین ابو احمد المدعو محمد علی حسین صاحب قبلہ اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ کچھوچھا شریف کے دست حق پر گروہ کا گروہ بیعت کرکے ہمیشہ کے لئے

(۱) ماہنامہ اشرفی ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ

اشرفی حصار

کی پناہ لے رہا ہے، اس مہینہ (محرم) میں حضور شیخ المشائخ عرس شریف کی وجہ سے مراسم سجادگی ادا فرمانے اور حلقہ بگوشوں کو تبلیغی کام پر مامور فرمانے کے لئے آستانہ عالیہ اشرفیہ پر ملکانہ سے تشریف لے آئے ہیں لیکن

" اشرفی جھنڈا "

بدستور ملکانہ میں نصب فرمادیا ہے، جس کا پرچم ہوا میں اڑ اڑ کر عام مسلمانوں کو عموماً اور اشرفی بھائیو! کو خصوصاً علاقہ ارتداد میں چل کھڑے ہونے کی دعوت دے رہا ہے اور ہر غیرتمند مسلمان، اور دردمند با ایمان کا کھڑا انتظار کررہا ہے، مسلمان اور اشرفی بھائیو خدا کے لئے بات کو سمجھو، موقع کو دیکھو آخر وہ کون سا دن ہوگا جبکہ آپ کو نرم بستر کانٹے معلوم ہوں گے اور صرف اسلامی جذبہ آپ کا مطمح نظر ہوگا "(۱)

حضور پرنور اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ نے کبرسنی اور قویٰ کی ناتوانی کی حالت اور سخت موسم گرما میں تبلیغی دورے فرمائے اور پرتاثیر مواعظ فرمائے، تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیا، چنانچہ حضور کی ہمراکابی میں حضور پرنور کے دو خلفاء گرامی حضرت مولانا سید غلام قطب الدین برہمچاری صاحب اور حضرت مولانا قاضی احسان الحق صاحب مفتی درگاہ معلیٰ بہرائچ بھی تبلیغ کے سفر پر روانہ ہوئے، چنانچہ دبدبہ سکندری رام پور کی اشاعت ۲۳ راگست ۱۹۲۳ء، میں مرقوم ہے کہ حضور پرنور نے اٹاوہ میں نزول اجلال فرمایا، اور یہاں مواعظ حسنہ اور مجلسی نشستوں میں روح اسلامی سے لبریز ارشادات سے ماحول کو سنوارا، حضور کے ارشادات ایسے بے روح اور بے نور نہ تھے، کہ قلوب میں اثر نہ کرتے، مولانا قاضی احسان الحق صاحب نعیمی اشرفی کا بیان ہے کہ

غیرمسلموں کا قبول اسلام :

" اعلیٰ حضرت قبلہ شیخ المشائخ اور ہم لوگ جب اٹاوہ اسٹیشن پہونچے تو مسلمانوں کا ایک جم غفیر استقبال کو موجود تھا، وہ شان وشوکت اسلامی کے مظاہرہ کے ساتھ قیام گاہ تک لے گیا، اسی شب کو جامع مسجد میں جلسہ ہوا، اور مولانا برہمچاری صاحب اور میری تقریر ہوئی ۳ر جولائی کو دوسرے روز ۴ر بجے شام کو مسجد اورنگ آبادی میں جلسہ ہوا، مسجد گرچہ بڑی اور وسیع ہے مگر مجمع کی کثرت نے اس کی وسعت کو تنگ کر دیا، اس جلسہ میں اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ دامت برکاتہم نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ

(۱) ماہنامہ اشرفی محرم الحرام ۱۳۴۲ھ

تقریر فرمائی، حضور پر نور کی بے مثال صورت نورانی کا مجمع پر بڑا اثر ہو رہا تھا، سب ہمہ تن متوجہ ہو کر دیدار کی دولت سے حصہ یاب ہو رہے تھے، اس پر مستزاد یہ تھا، کہ حضور کے قلب عالی مہبط انوارِ الٰہیہ سے نکلنے والے ایک ایک حرف اور ایک ایک لفظ خاص اثر ڈال رہے تھے، حضور پر نور نے اپنے کریمانہ انداز میں فرائض اسلامی کی پابندی کے برکات و فیوض سے آگاہ فرما کر متوجہ کیا، نیز اسلام کی پاکیزہ اور زریں تعلیمات کے بیان سے اس کی صداقت اور سچائی واضح فرمائی، حضور پر نور کی تقریر کا سامعین پر ایک خاص اثر تھا، عورتیں بھی پس پردہ مواعظۂ حسنہ سن رہی تھیں، ابھی حضور پر نور اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ دامت برکاتہم اسلام کے فضائل بیان فرما ہی رہے تھے، کہ ایک عورت حضور پر نور کی تقریر اور اسلام کی فضیلت سے متاثر ہو کر قبول اسلام کے لئے مجمع میں آگئی، حضور پر نور نے کلمہ طیّبہ پڑھا کر اسلام قبول کرایا، پھر تو اسلامی جوش و خروش کی لہر اٹھ گئی ۱۳ر جولائی ۱۹۲۳ء کی شب میں امام باڑہ کے وسیع احاطہ میں جلسہ ہوا، تقریباً چھ ہزار لوگوں نے شرکت کی، قرب و جوار کے دیہات و قریات سے بھی بہت سے لوگ آکر شریک جلسہ ہوئے، مولانا برہمچاری صاحب نے آریوں کے مذہب کا نہایت عمدہ فوٹو کھینچا اور آریوں سے وید کے الہامی کتاب ہونے کا ثبوت طلب کیا، اختتام اجلاس کے بعد حضور پر نور اعلی حضرت شیخ المشائخ سجادہ نشین صاحب دامت برکاتہم نے شہر کے حلوائیوں کو بلوایا اور ان کو پر سوز انداز میں تذکیر فرمائی، ان پر خاص اثر ہوا، ان کے ہندووانہ نام تبدیل فرمائے۔ ۲۵ر جولائی کو عید الاضحیٰ کی نماز ہوئی، حضور پر نور اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ دامت برکاتہم نے نماز کی امامت فرمائی، حضور پر نور کی دیدار کی دولت سے دو انگریزی و ہندی تعلیم یافتہ غیر مسلم، جگن ناتھ مشرا اور نند لال مصر نے حضور پر نور کے دست حق نما پر اسلام قبول کیا، حضور پر نور نے ایک کا عبد اللہ، اور دوسرے کا ہدایت اللہ نام رکھا، اسی طرح ۲ر جولائی ۱۲ر ذی الحجہ کو مایا رام برہمن جو ایف-اے-تک انگریزی تعلیم یافتہ اور سنسکرت کا ماہر تھا، حضور پر نور کے ارشادات پاک سے متاثر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا، حضور نے اس کا اسلامی نام عبد الستار رکھا"

حضور پر نور اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ نے تقریباً دو ماہ ملکانہ کے علاقہ میں تبلیغ کے کام میں جد و جہد فرمائی، مبلغین اسلام کی پر سوز تبلیغی کارگذاریوں سے متاثر ہوئے اور برسوں کے بعد علاقہ ارتداد شدھی انسداد کی کوششوں کا اثر آپ پر قائم رہا، اور حضور نے اپنی زبان مبارک سے مبلغین کی جاں سپاری کا ذکر فرمایا، اور جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی اور انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ اور جمعیۃ الاشرفیہ کچھوچھا مقدسہ کی خدمات کو سراہا، فرمایا

"اس موقع پر میرا فرض ہے، کہ اراکین جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی اور ممبران انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ کو دلی مبارک دوں، جنہوں نے قوم کی طرف سے ملامت کی بوچھار ہونے پر بھی ایک منٹ کی تاخیر نہ کی اور وقت پر پہونچ کر مشرکین کے پر غرور سر کو کچل کر رکھدیا، اور "اشرفی جھنڈا" اس علاقہ میں پہونچا تو میں نے خود جا کر اس منظر کو دیکھا کہ کام کرنے والوں کی دشواریاں، اس درجہ بڑھی ہوئی ہیں جن کا تصور بھی گھر بیٹھنے والے پر بار ہے، ماہ مبارک ہے، گرمی کی شدت ہے، پانچ پانچ کوس کا پاپیادہ سفر ہے، افطار کے لئے چنا بھی میسر نہیں ہے، مگر عزم و ثبات کا یہ عالم ہے کہ ہر خار راہ ان مجاہدین کو گل بوٹا نظر آرہا ہے، ایک فرد کی دولت ایمان کو بچانے کے لئے ان مصیبتوں کو برداشت کیا گیا ہے، جس کی داستان بہت طویل ہے"

"اب بھی ہندوستان میں مشائخ کرام و علمائے عظام کی مبارک ہستیاں موجود ہیں، جن کی برکت سے اس تاریک ملک کا زمین و آسمان قائم ہے، مگر سب کا شیرازہ اس طرح بکھرا ہوا ہے، کہ ہر ہستی کے مقامی اثر کا پھیلاؤ ایک درجہ پر محدود ہو گیا ہے، اور اپنے تمام نمایاں کاموں کا تنہا ذمہ دار ہو کر رہ گیا ہے، اور اب بھی مسلمانوں کا بڑا گروہ ان کے برکات سے محروم ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ آریوں اور مشرکوں نے نڈر ہو کر ملکانہ کے علاقہ پر حملہ کیا اور مسلمانوں کو اقرار کرنا پڑا کہ ان کے سائے عاطفت سے یہ ملک برسوں سے علیٰحدہ پڑا تھا"

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مخدوم الاولیا مرشد العالم کی نورانی صورت اور روحانی قوت نے بالآخر جماعت رضائے مصطفیٰ کو وہ اعزاز عطا فرمایا، جس کا ذکر حضرت محدث اعظم ہند قدس سرہٗ نے ماہنامہ اشرفی کچھوچھا مقدسہ میں شائع کیا اور وہاں سے ۱۳۴۲ھ ہجری کی روداد جماعت میں نقل ہوا۔

تنہا، ہاں بالکل تنہا، جماعت رضائے مصطفیٰ کی صف ہے، جس میں مالی ناداری ہے، افراد کی قلت ہے، ایسی جنگ کا پہلا سابقہ ہے بے سر و سامانی، مدعیان اسلام کی طرف سے معاندانہ رکاوٹ اور ہر طرح کی ظاہری کمزوری ہے، مگر آفریں ہے جماعت رضائے مصطفےٰ کی پامردی استقلال پر، خدائے قدوس پر اعتماد کر کے سینہ سپر ہو گئی اور حقانیت و صداقت کی خداداد قوت سے مشرکین کے بڑھتے ہوئے حوصلہ کو روک دیا، اور مشرک کے بت توڑ پھوڑ کر مشرکین کے فتنہ کو ملیا میٹ کر دیا۔ اس جنگ عظیم اور مہابھارت کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ ملکانہ میں صرف جماعت رضائے مصطفےٰ کا اقتدار ہے اور فوج اعداء پسپا ہو کر مفرورین کی طویل فہرست چھوڑ گئی ہے اور بڑے بڑے "مڈھ" اس جماعت کا لوہا مان چکے ہیں۔

میدانِ جہاد میں سفر سے پہلے خوراک کا مسئلہ ہے، مگر جماعت کے عملی جوش نے اس پر بالکل نظر نہ کی، اور فاقہ کے لئے تیار ہو کر سخت دل اور خون جگر کھانے کو کافی سمجھا، اور واقعی ۱۳۴۱ھ ہجری کے آخر تک اس نے فاقہ کر کے دکھایا، اسی صبر و فاقہ کی روحانی قوت تھی، جس نے دشمن کو پسپا کر دیا، مجھے ان دنوں جماعت کے جنگی دفتر میں حاضری کا شرف حاصل ہو چکا ہے، ان کے عیش و آرام کا بارہا مشاہدہ کیا ہے، ہم ان کو ملکانہ میں وسیع دستر خوان کی جگہ کسی درخت کے نیچے زمین پر (مئی جون میں) بیٹھا، کئی وقتوں کے بعد چنے چباتے، دیکھتے ہیں، تو ہماری آنکھوں سے آنسو کی جگہ خون ٹپک پڑتا ہے۔ حاسدین اور شہرت پسندوں نے ایک ایک شخص کی علیحدہ علیحدہ جمعیت قائم کر کے جماعت رضائے مصطفےٰ کو نقصان پہونچادیا، فاتح اور کارکن فوج کو دبانے کے لئے اتحادِ اسلامی کا مغالطہ پھیلاتے رہے، اور ان کو معمولی انسانیت اس فیصلہ پر نہ لاسکی، کہ تفریق و نشست کی بنیاد اس نے ڈالی، جس نے سب سے پہلے اسلامی فوج، جماعت رضائے مصطفےٰ کے جھنڈے کے نیچے کھڑا ہونا پسند نہ کیا، ملکانہ کے علاقہ میں پہلا قدم جماعت رضائے مصطفےٰ کا پہونچا (مبلغ اسلام حضرت مولانا القاضی احسان الحق نعیمی اشرفی منت اللہ شاہ صاحب مفتی بہرائچ شریف و معتمد عمومی جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی قائدانہ قیادت میں پہونچا) اور "اتحاد اسلامی" کی دعوت اسی کے نشان قدم کی پیروی کے لئے تھی، چنانچہ

"اشرفی جھنڈا"

اور

حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب مدظلہ العالی کی افواج نے اس شاہراہ عمل کی تقلید میں جماعت رضائے مصطفےٰ کی "تکثیر سواد میں حصہ لیاہے" مدعیان اسلام کے کرتوت نے جماعت کے لئے مشکلات کھڑی کیں، مشرکین کی فوج موتھ پھیر چکی تھی، وہ پلٹ پڑی، اور ۱۳۴۲ھ ہجری میں مشرکوں کا حملہ پہلے سے زیادہ زور و شور سے ہوا اور میدان جنگ کا نقشہ بدل گیا؛ مشرقی جانب سے مشرکین کا ٹڈی دل آرہاہے اور مغربی محاذ پر جماعت رضائے مصطفےٰ اپنے شرکاء مجاہدین کی صف باندھے، اور شمال و جنوب کی طرف بھی کچھ شور و غل ہے، ان کی نگاہیں مشرکین کی طرف ہیں اور ان کا نعرہ

"دشمن کو مارو" اور "اسلامی اتحاد" ہے

یہ لوگ "دشمن" اسلامی فوج کو کہتے ہیں، اور "اسلامی اتحاد" سے ان کا مطلب

"مشرک دوستی ہے"

حضرت عظیم البرکت رفیع الدرجۃ محدث صاحب قبلہ نے جن مدعیان اسلام کی "اسلامی اتحاد" کی نفیر کی طرف اشارہ فرمایا وہ مدرسہ دیوبند کے وفد کے قائد، مولوی میر کر شاہ کشمیری اور خلافت کمیٹی کے لیڈروں کی طرف اشارہ ہے، یہ لوگ اس وقت بھی ہندوؤں سے اتحاد کی بات کر رہے تھے، شوکت علی کی زبان سب سے زیادہ چل رہی تھی، اور حد تو یہ ہے کہ حضرت مولانا مفتی نثار احمد کانپوری اور حضرت مولانا شاہ احمد مختار صدیقی اور ان کے دونوں بھائی مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی اور خطیب العلماء مولانا شاہ نذیر احمد خجندی خلافت کمیٹی سے سرگرم تعاون کر رہے تھے، بلکہ مولانا شاہ احمد مختار صدیقی اور مولانا شاہ نذیر احمد خلافت تحریک کے سلسلے میں جیل بھی جا چکے تھے، ان تینوں بھائیوں نے "خلافت فنڈ" میں لاکھوں روپئے لا کر جمع کرائے اور ہندو مسلم اتحاد کا بڑھ چڑھ کر پرچار کر رہے تھے، لیکن باری تعالیٰ جل شانہ کا ہزار ہزار شکر و احسان ہوا کہ، ان حضرات کو بہت جلد اس راہ پرخار سے نکل آنے کی توفیق خیر مرحمت ہو گئی۔

برہان العلم والعمل حضرت مولانا شاہ عبد الباری فرنگی محلی علیہ الرحمہ سا بھی نیک اور سادہ مزاج بھی کم دیکھا گیا ہوگا، ان سے بھی سادگی میں کچھ اہم غلطیاں سرزد ہوئیں، لیکن یہ انکی للّٰہیت اور اخلاص تھا، کہ وہ اپنی غلطی کا برملا اعتراف کر لیا کرتے تھے، خلافت تحریک کے استحکام کے لئے سادگی میں ہندو مسلم اتحاد کی لے ان کی زبان و عمل سے حد سے تجاوز کر گئی تھی، لیکن فتنۂ ارتداد نے ان کے ہوش اڑادیئے اور "مسلمان اور فتنۂ ارتداد" کتابچہ کی اشاعت فرما کر انھوں نے اقرار فرمالیا کہ

"ہم نے غلطی کی، ہمارے کرتوتوں نے یہ بُرا دن دکھایا"

خطیب العلماء مولانا شاہ نذیر احمد صدیقی اشرفی میرٹھی نے پانچویں اگست ۱۹۲۸ء کو مخدوم علی مہائمی کی درگاہ بمبئی کے عظیم الشان اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا،

> ہم سے کہا جاتا ہے، کہ ہندوستان کی آزادی اور انگریزوں سے مقابلہ کے لئے ہم ہندو سے اتحاد کریں، ہم نے ۱۹۰۷ء میں مسٹر گوکھلے کے کہنے پر ایک بہترین نمونۂ اتحاد پیش کیا اور ۱۹۰۷ء میں بنگال سے سودیشی کی اٹھنے والی آواز کو لبیک لبیک سے جواب دیا۔ اس اتحاد کا نتیجہ یہ ملا کہ ۱۹۰۷ء میں
>
> شدھی، شدھی،
>
> کی صدائیں بلند ہوئیں، جس نے تمام محنت پر پانی پھیر دیا، ۱۹۱۲ء کا اتحاد میں ایک انگریز لندن سے یہ بیڑا اٹھا کر چلا کہ ہندو مسلمان کو متحد کر دونگا، مسلمانوں نے اس میں بھی کامیاب حصہ لیا، متحد

ہو کر دکھادیا، آخر اسی سال شدھی اور حمایت گاؤ نے وہ آگ لگائی کہ اتفاق خاکستر ہو گیا، ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۲ء کے دسمبر تک ہم نے اتفاق میں سرگرمی دکھائی،

"۱۹۲۱ء کا اتحاد"

اپنی نظیر آپ ہے، جس نے حکومت کے ٹانکے ڈھیلے کر دیئے، پارلیامنٹ کو ہلادیا، واسرائے کو متحیر بنا دیا، کلکتہ میں ہمارے اتحاد کے بالمقابل وائسرائے کو اپنی ناکامی کا اعتراف کرنا پڑا، لیکن انجام یہ ہوا کہ جنوری ۱۹۲۳ء میں شدھی اور سنگھٹن کی بلائے عظیم یوپی سے اٹھی اور تمام ہندوستان پر چھاگئی، اب تباؤ اتحاد کس سے کیا جائے اور کس طرح کیا جائے؟؟

کیا تم اس قوم سے اتحاد کرنا چاہتے ہو! جو تمہارے خون کی پیاسی ہے، جان کی دشمن ہے ایمان کی ڈاکو ہے، وہ تمہارا خون تمہاری عورتوں اور ننھے بچوں کو دہکتی آگ میں جھونکنا اپنا فرض جانتی ہے، بکواس کی جاتی ہے کہ مسلمانوں میں ایسے افراد ہیں جو ہندو مسلمانوں کو لڑانا چاہتے ہیں، میں دریافت کرتا ہوں کہ ڈاکٹر مونجے مدن موہن مالویہ، لاجپت رائے اور شردھانند جیسا ایک ہی ایسا مسلمان پیش کر دو جس نے مسلمانوں کو لڑائی پر آمادہ کیا ہو،

یوں نہیں کہا جاتا کہ بے غیرت مسلمانوں نے ہندوں کو یہ پیام دیا، کہ اگر تم ہمارے کعبہ، کو ہماری مسجدوں کو، ہمارے قرآن کو یہاں تک کہ ہماری ماؤں بہنوں کو بے حرمت کرو تو ہم نے اپنی اماں سے یہ کہنے کی اجازت لے لی ہے، کہ ہم تم سے نہیں لڑیں گے"

اس منحوس آواز کا یہ نتیجہ ہوا، کہ اللہ جلّ جلالہٗ کو، قرآن مجید کو، بیت اللہ شریف کو اور حجر اسود کو ذلیل سے ذلیل، رکیک سے رکیک ناپاک اور خبیثانہ الفاظ میں نشانۂ اہانت بنایا، اور وہ مسلم کش ہندو پرست لیڈر کہتے ہیں،

"جب تک عالم اسلام آزاد نہو مسلمان اس طرح ہندوؤں کی گالیاں سنیں اور کوئی عملی اتحادی صورت، انسدادی تدابیر کے لئے اختیار نہ کریں مسلمانو! کیا تم اس کے لئے تیار ہو، کہ جب تک جزیرۃ العرب آزاد ہو، اور جس پر خود خلافت کمیٹی نے ابن سعود کے پردہ میں انگریزوں کا قبضہ کرایا، اس وقت تک تم ہندوستان میں ہندوؤں کی گالیاں سنکر خاموش زندگی بسر کرو"(۱)

میدان انسداد فتنۂ ارتداد میں:

" اشرفی جھنڈا "

جس شان سے بلند رہا، اس کا بیان خلفاء کے باب میں جستہ جستہ لکھا جائے گا، اس جگہ حضرت محدث صاحب قبلہ

(۱) الفقیہ امرتسر ۲۸/ اگست ۱۹۲۸ء ص ۴

قدس سرہ کا وہ بیان نقل کیا جاتا ہے، جو ماہنامہ اشرفی کچھوچھا مقدسہ کی دوسری جلد کے ساتویں شمارہ میں شامل ہو کر شائع ہوا تھا، حضرت محدث صاحب تحریر فرماتے ہیں ؎

"لواء اشرفی کے پیر قدار بھائی، طالب اللہ شاہ اشرفی علی گڈھی کی غیر معمولی سرگرمی علاقۂ ارتداد میں اب تک قائم ہے اور آپ نے چند دن ہوئے کہ ایک آریہ خاندان کو مشرف بہ اسلام کیا، جس کے متعلق جماعت رضائے مصطفیٰ کی رپورٹ درج ذیل ہے۔

مرکزِ وفود جماعت رضائے مصطفیٰ کی مساعی جمیلہ، ایک آریہ خاندان کا قبول اسلام چھ مرتدین کی واپسی ۵/ کی چوٹیاں کاٹی گئیں،"

جناب مولوی طالب اللہ شاہ صاحب مبلغ مرکز وفود اسلام جماعت رضائے مصطفیٰ موضع رائٹ ضلع علی گڑھ سے اطلاع دیتے ہیں، کہ

الحمد اللہ اس نواح میں روزہ، نماز کا خوب چرچا ہے، جن لوگوں نے روزہ نہیں رکھا تھا اور احکام شریعت سے ناواقف تھے، ان لوگوں نے بھی رمضان المبارک میں پابندی سے روزہ رکھے، ۷/ ار شوال کو ایک آریہ مع اپنے کل خاندان کے مشرف بہ اسلام ہوا، دس اشخاص ہیں، حسب ذیل اسلامی نام رکھے گئے، نور محمد، یار محمد، مختار محمد، شفیع محمد، غلام محمد مسماۃ کا نام نور بیگم، لڑکی کا مختار بیگم، انوری بیگم۔

"مرتدین جو طمع زر سے مرتد کئے گئے تھے، وہ پھر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، مجمع عام میں جب ان لوگوں سے کلمہ پڑھایا گیا، تو لوگوں نے نعرہ تکبیر بلند کئے، اس حالت سے متاثر ہو کر پانچ راجپوتوں نے جو عرصہ سے چوٹیاں رکھائے تھے اپنی چوٹیاں کٹوائیں،"

حضرت عظیم البرکۃ محدث صاحب قبلہ قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں ؎

"اس سے زیادہ اشرفی جھنڈا کی روشن کرامت کا یہ واقعہ ہے کہ ممدوح کے والد ماجد جناب مظہر اللہ شاہ اشرفی نے حسب دستور قدیم حضور غوث العالم (محبوب یزدانی) رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک ماہ گذشتہ (محرم) میں کیا، محفل سماع میں چند آریہ جو ہمیشہ مسلمانوں سے مناظرہ کرتے اور شدھی کے فتنے پھیلاتے تھے، بطور مضحکہ آگئے، محفل میں آتے ہی اون پر عجیب وغریب رنگ طاری ہوا، شاہ صاحب کیف میں تھے اور مجلس خوب گرم تھی، اس محفل کا خاتمہ اس واقعہ پر ہوا کہ وہ سارے کفار بخوشی خاطر از خود کلمہ طیبہ پڑھنے لگے اور شاہ صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے سچ ہے کہ کرامات الاولیاء حق"(۱)

(۱) ماہنامہ اشرفی محرم الحرام ۱۳۴۳ھ ص ۲-۳-۰

میدانِ تبلیغ میں سرگرم اشرفی علماء :

میدانِ تبلیغ میں سرگرم اشرفی علماء کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

☆ حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ الوری
☆ حضرت مولانا سید ابو البرکات اشرفی
☆ حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین اشرفی جلالی
☆ استاذ العلماء حضرت مولانا عبد العزیز خاں اشرفی فتحپوری
☆ حضرت مولانا مفتی عبد الرشید خاں اشرفی فتحپوری
☆ حضرت مولانا خلیل احمد خلیل اللہ شاہ بریلوی
☆ حضرت مولانا غلام قادر اشرفی
☆ حضرت مولانا قاضی احسان الحق اشرفی ناظم مرکز وفود اسلام جماعت رضائے مصطفٰی
☆ حضرت مولانا سید غلام بھیک نیرنگ وکیل انبالہ
☆ مبلغ اسلام حضرت مولانا سید غلام قطب الدین برہمچاری مودودی اشرفی قدس اسرارہم۔

☆☆☆☆

اعلانِ حق

تبلیغ وہدایت میں خانوادۂ اشرفیہ کی مرکزیت :

خانوادۂ اشرفیہ غوثیہ نے علمی دینی اور روحانی کارہائے نمایاں کی تاریخ میں اسلامی ہند کی سات سو سالہ اسلامی خدمات کی طویل تاریخ میں اپنا خصوصی اور مرکزی مقام رکھتی ہے، حضرت مخدوم المشائخ امام العرفاء تاجدار اہلسنت مولانا سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ سجادہ نشین سرکار کلاں کے حقائق نگار قلم نے خانوادۂ اشرفیہ کی مرکزیت کا اجمالی بیان ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

"قدوۃ الکبریٰ مخدوم سید اشرف قدس سرہٗ العزیز نے رشد وہدایت کے مراکز کی تعمیر کے لئے عالمگیر سیاحت کا پروگرام بنایا، اور مصر، عراق، شام، روم، ترکستان، اور بلاد شرقیہ کے بے شمار علاقوں کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا۔ بہتوں سے فیض یاب ہوئے اور بہتوں کو فیض یاب کیا، جہاں جہاں گئے علم وہدایت کے ایسے ایسے گہرے نقوش چھوڑے جنہیں گردش زمانہ آج تک نہ مٹا سکی، غیر منقسم ہندوستان توآپ کی توجہات اور نوازشات کا خاص مرکز رہا، شمالی ہند کو دیکھئے یا جنوبی ہند کو، مشرق کی طرف جائیے یا مغرب کی طرف ہر جگہ

اشرفی خانقاہیں اور اشرفی آستانوں

کے فلک بوس منارے فیضان نکہت ونور کرتے، اور علم وہدایت کی روشنی بکھیرتے نظر آئیں گے، یہ مخدوم اشرف ہی کا فیضان تربیت تھا، کہ آپ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی آپ کے جلیل القدر وابستگان آپ کے علمی اور روحانی مشن کو آگے بڑھاتے رہے، خاص کر کے آپ کے خانوادہ پر آپ کی خاص نگاہ التفات رہی، جس کا ہر دور میں یہ نتیجہ برآمد ہوتا رہا، کہ آپ کا آستانہ ہر دور کے علماء ومشائخ، عوام وخواص کی محبت اور عقیدت کا مرکز رہا

اور ہر دور کے صاحبان بصیرت

اشرفی خانوادے کی روحانی برتری

کے آگے سجود نیاز لٹاتے رہے، مخدوم اشرف کے خانوادے سے محبت اور ان سے دینی وابستگی

صحیح العقیدہ سنی

ہونے کی علامت بن گئی اور آپ کی مستقل اقامت گاہ کچھوچھا مقدسہ کو ہر خاص وعام دین وسنیت کے

مشرب چشتی نظامی تھا، یہی وجہ ہے کہ اگر کبھی بھی کسی بھی وجہ سے کسی نے خلاف مذہب اہل سنت طور طریقہ اختیار کر لیا تو دوسرے نے ان سے انقطاع تعلقات کیا، اطراف ضلع اعظم گڑھ تحصیل ماہل میں دو بھائیوں کی اولادیں موجود ہیں مگر بوجہ اختلاف مذہبی، تعلقات مسدود ہیں رشتہ داریاں ختم ہیں۔

اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ نے رفض و تفضیلیت سے تطہیر کی خانوادہ اشرفیہ میں آواز بلند فرمائی، حکیمانہ اور عارفانہ جدوجہد سے رفض و تفضیل کا طور طریقہ قطعی قطعی ناپید کیا، یہ بھی اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء کا ایک عظیم کارنامہ اور کرامت ہے۔

مونگیر، بھاگلپور کے وہابیہ کی شورش :

حضرت عالم ربانی محبوب حقانی مولانا الحاج سید شاہ احمد اشرف صاحب قبلہ قدس سرہ النوارانی نے مونگیر و بھاگلپور کے وہابیوں کی شورش پسندی کا بیان تحریر فرمایا،

"بھاگلپور اور اس کے اطراف میں خدام سلسلہ عالیہ اشرفیہ بہت ہیں جن کو اس فقیر سے اخلاص و محبت ہے اور کم وبیش پچیس برس سے میرا وہاں جانا ہوتا ہے، شیوخ جونپوری بکثرت ہیں، اہل شہر بھاگلپور وغیرہ کا بھی یہی حال ہے، اعلیٰ حضرت قبلہ (محبوب ربانی مخدوم الاولیاء) میلاد شریف بہت بیان فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں یہی میرے لئے ذریعہ نجات ہے

چنانچہ جب تشریف لے جاتے ہیں بکثرت میلاد شریف کی مبارک محفلیں ہوتی ہیں، میں پہلے سنتا تھا، کہ مولوی غنیمت حسین صاحب فاتحہ میلاد شریف، عرس کی مجالس کے مخالف ہیں، اس کو سن کر صدمہ ہوتا تھا کہ جو شخص خاندان اشرفی کا ممبر کہلایا جاتا ہو، وہ ایسی باتیں کیسے کرتا ہے، چنانچہ مولانا فاخر صاحب اور ان سے ان مسائل میں بمقام مختیار پور مناظرہ بھی ہوا تھا، جس میں رئیس مختیار پور مولوی غنیمت حسین صاحب کے بہت کام آئے،

اعلیٰ حضرت قبلہ (حضور پر نور مخدوم الاولیاء) اور میں نے وہ فتاویٰ بھی دیکھے جو مولوی غنیمت حسین صاحب کے تھے، اور جس میں میلاد شریف و قیام کو بدعت سیہ لکھا ہے، اور جو بمقام بھاگلپور اب تک محفوظ ہے، پھر سنا گیا، کہ بہشتی زیور، تقویۃ الایمان، کی مولوی غنیمت حسین صاحب اشاعت کر رہے ہیں، اور اپنے راجپوری مریدوں کے لڑکوں اور لڑکیوں کو پڑھواتے ہیں، ان حالات کو سنکر برابر صدمہ ہوتا تھا،

چند سال ہوئے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کا اور میرا جانا بھاگلپور ہوا وہاں بعض مقتدر اصحاب نے شکایت کی کہ مولوی محمد علی مونگیری نے خیرات و حسنات کو اس طرح مٹایا ہے کہ اب بزرگوں کا نام لیوا اس شہر

ایک عظیم مرکز کی حیثیت سے پہچاننے لگے، ہر دور میں اس خانوادہ میں دو طرح کے لوگ ہوئے، ایک وہ جنھوں نے خانقاہوں کی مقدس فضا میں رہ کر قلوب وارواح کے تزکیہ و تطہیر کو اپنا شعار بنالیا (دوسرے وہ افراد تھے) جنھوں نے فیضان مخدوم اشرف کے دریا میں ڈھلی ہوئی خطابت سے بستی بستی، صحراء صحراء، محفل محفل، گوشہ گوشہ، علم وہدایت کے چراغ روشن کرنے کو اپنی حیات کا منتہائے آرزو قرار دے لیا"

حضرت محبوب یزدانی کی آخری ہدایت :

غوث العالم محبوب یزدانی حضرت سلطان مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی نظامی قدس سرہٗ حنفی المذہب اور چشتی المشرب تھے، سب اکابر چشت اہل بہشت کا بھی یہی مذہب و مشرب تھا، حضرت غوث العالم نے تبلیغ اسلام اور رشد وہدایت کے ساتھ عقائد اہلسنت اور مراسم اہل حق کی ترویج و تبلیغ کی طرف بھی پوری پوری توجہ مبذول فرمائی، حضرت غوث العالم دیکھ رہے تھے کہ خانوادۂ سادات کے ارکان خلافت صدیقی اور جنگ صفین و جمل کی وجہ سے آزردہ اور کبیدہ خاطر ہیں، یہ اہل سنت کے مسلمات میں سے ہے، کہ ان دونوں جنگوں میں حق حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی طرف دائر تھا اور غوث العالم کو بقوت ولایت معلوم ہو گیا تھا، کہ خانوادۂ اشرفیہ اور اطراف ودیار کے خانوادۂ سادات میں کم از کم تفضیل کا مسئلہ اور حضرت امیر شام معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطائے اجتہادی سے بڑھ کر بات پیدا ہو گئی، اس لئے حضرت غوث العالم نے وصال سے ایک دن قبل ایک مختصر سا رسالہ تحریر فرمایا یہ رسالہ "رسالہ قبریہ" کے نام سے موسوم ہوا، حضرت غوث العالم نے صاف صراحۃً بیان فرمایا،

" اور اعتقاد رکھتا ہوں فضیلت اصحاب رسول پر اور مستحق زیادہ خلافت میں ابو بکر بن قحافہ تمام مسلمان اور تابعین پر پھر ان کے بعد افضل اور زیادہ مستحق خلافت عمر ہیں، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمارے فرزندان اور برادران اور معتقدان اور محبان کو معلوم ہو کہ ہم اسی پر تھے اور اسی پر ہیں، اور اسی پر رہیں گے اور جس طرح زندہ ہوں اسی طرح مروں گا، جس طرح مردں گا محشور ہوں گا، جو شخص اس پر اعتقاد نہ رکھے گا، گمراہ ہے اور جھوٹا ہے، میں اس سے بیزار ہوں اور خدائے عزوجل اس سے راضی نہیں"

ردشیعیت :

حضرت غوث العالم محبوب یزدانی اور آپ کی اولاد اور خلفاء و مریدین سب کا مذہب سنی حنفی اور

میں کچھ دنوں کے بعد نظر نہ آیگا۔
لھذا عقائد حقہ و مسائل مجوث عنھا پر روشنی ڈالی جائے، چنانچہ اس عنوان پر بکثرت تقریریں ہوئیں، عقائد حقہ
کے سلسلہ میں عقائد خبیثہ وہابیہ، دیوبندیہ، مثلاً امکان کذب باری تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ بالامکان جھوٹا ہے اور امکان
نظیر یعنی رسول مقبول ﷺ جیسے بہیترے ہوسکتے ہیں، اور توہین وغیرہ کا بھی رد کیا گیا،
وہابیہ دیوبندیہ کے کلمات خبیثہ سن کر عام مسلمانوں نے نفرت کی اور بعض مریدان مولوی صاحب مونگیری کو
خیال ہوا کہ دیوبندی مثل مرتضی حسن صاحب چاندپوری وغیرہ کے ہمارے یہاں بہت آئے ہیں، لھذا یہ ردان پر
عائد ہوتا ہے، چنانچہ وہ لوگ مونگیر گئے اور وہاں سے ایک خط مولوی عبداللطیف صاحب (۱) کا میرے نام
لائے کہ

"کیا آپ مولوی غنیمت حسین صاحب کو وہابی کہتے ہیں"

میں نے جواب دیا کہ
"میں ان کو وہابی نہیں کہتا ہاں! عقائد خبیثہ دیوبندیہ کا رد کرتا ہوں، اگر اس کا معنی مولوی غنیمت
حسین صاحب کو وہابی کہنا ہے، تو ہم بھی سمجھ گئے کہ مولوی غنیمت حسین صاحب شاید ان عقائد
کے معتقد ہیں"
دیکھئے مولوی غنیمت حسین صاحب کے حالات گذشتہ معلوم ہونے پر بھی سب سے چشم پوشی کی گئی
، اس کے بعد مولوی مونگیری صاحب مع مولوی غنیمت حسین صاحب وغیرہ بغرض مناظرہ بھاگلپور
آئے، مگر باوجود وعدہ مقام مناظرہ یعنی

مسجد خلیفہ باغ

میں بتاریخ معیّن نہ آئے، جس سے اہل سنت کی حقانیت کا پرچم اڑنے لگا، اس ذلت کو مٹانے کو راجپور
میں جلسہ مولوی غنیمت حسین صاحب نے کیا جس میں
اعلیٰ حضرت قبلہ (محبوب ربانی مخدوم الاولیاء) کو بازاری فحش گالیاں دیں اور کچھوچھہ شریف پر
مضحکہ اڑایا، کچھوا (۲) وغیرہ کہا، جس پر قاسم و نجابت خدام درگاہ بھی گواہ ہیں، اور مجھ پر یہ الزام

(۱) اور حضرت استاذ العلماء استاذ زمن حضرت مولانا شاہ احمد حسن کانپوری شاگرد ہونے کے باوجود وہابی دیوبندی عقیدہ کے
حامل تھے پہلے جامعہ عثمانیہ حیدرآباد میں اور اس کے بعد مسلم یونیورسٹی علی گڈھ شعبۂ دینیات کے صدر ہوئے۔
(۲) اس میں زیادہ زور مناظر احسن گیلانی نے لگایا دراں حالیکہ اس کے باپ چچا دادا سب اہل سنت تھے ان کے دادا مولانا محمد احسن
علامہ فضل حق خیرآبادی کے شاگرد تھے مناظر احسن کو مولانا حکیم سید برکات احمد ٹونکی سے تلمذ تھا، جنھوں نے ان تمام مسائل
میں وہابیہ کا باربار بلیغ رد فرمایا۔

قائم کیا گیا کہ وہ اپنے ہر وعظ میں نعت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ضرور بیان کرتا ہے، اس پر بھی کوئی
اثر نہیں لیا گیا، جب میں بھاگلپور سے کلکتہ گیا تو ایک اشتہار راج پور سے چھپا کہ
" احمد اشرف چور ڈاکو، متقنی ہیں"
میں دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا تھا، اور اعلیٰ حضرت قبلہ فرماتے
"یہ ساری گالیاں مجھے اس لئے دی جاتی ہیں، کہ میں مصطفیٰ ﷺ کی عزت کی پاسداری کرتا ہوں اور
حضور کی توہین نہیں سن سکتا ہوں"
میری عدم موجودگی میں مولوی غنیمت حسین صاحب۔ مناظرہ کرلو، مناظرہ کرلو، اہل سنت سے
کہتے رہے، اور میری شخصیت پر بے جا حملے بذریعہ اشتہار ہوتے رہے، اس مرتبہ جب میں گیا اور
مناظرہ کی گفتگو تحریری شروع ہوئی تو پہلے

حَکَم کے تعین

پر زور دیا، جب کہا گیا کہ تحقیق مسئلہ حکم، میں بحث ہو تو انکار کردیا، چیلنج دیا گیا کہ آؤ مناظرہ کرلو، مگر نہ
آئے، لکھا گیا جہاں بلاؤ ہم آنے کو تیار ہیں، مگر نہ بلایا، ان واقعات سے مسلمانوں کو اپنی حقانیت پر اطمینان
ہوگیا، مقابل مناظر نے جیسے یہاں (درگاہ معلیٰ کچھوچھا شریف) میں عاجزی ظاہر کی، وہاں بھی تحریر
میں عاجزی پر رجسٹری کردی، نور چشم (حضرت محدث صاحب قبلہ) نے لکھا کہ
آپ کے گھر مناظرہ کرنے کو تیار ہوں
اور تحریر بذریعہ حکیم سید شاہ امام الدین صاحب بھیجی، یہ بھی نامنظور ہوئی، مرتضیٰ حسن صاحب چاند
پوری و عبدالشکور صاحب لکھنوی کو بلا کر جلسہ کیا، ان لوگوں نے اعمالِ عقائد خبیثہ دیوبندیہ کی خوب
خوب تائید کی لکھنوی صاحب نے تو یہاں تک کہا کہ
"اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں جھوٹ بول چکا ہے"
والعیاذُ باللہ منہ۔ اس کو بہیترے مسلمانوں نے اپنے کان سے سنکر بیان کیا اور کلمات توہین کو سب نے برقرار
رکھا اور مجھے جو گالیاں دیں وہ تو طبیعت ثانیہ کا مقتضی تھیں، مجھ سے مسلمانوں نے پوچھا کہ تھانوی صاحب کافر
ہیں یا نہیں، میں نے جو اپنا مذہب تھا تحریر کردیا، اور جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا
فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظٰلمین تو نہ بیٹھ بعد معلوم ہوجانے کے ظالموں کے ساتھ
اور ولا تجد قوماً یومن باللہ و الیوم الآخر یوادّون من حاد اللہ ورسولہٗ، ولوکانوا آباءھم
او ابنائھم، الاٰیۃ

جس کا ماحصل یہ ہے کہ -وہ قوم جنھوں نے اللہ و رسول سے ہٹ باندھی ہے اگرچہ ان کے باپ بیٹے بھائی بیوی اور شوہر برادری کے ہوں میں اُنے ترک محبت و تعلقات کو لکھا، یہ امر شرعی تھا جس پر سوال کے بعد سکوت حرام تھا، خواہ مولوی غنیمت حسین کے موافق ہو یا مخالف ہو، چونکہ ان مناظروں کے سلسلہ میں بہت سے مریدان مولوی صاحب مونگیری تائب ہوئے اور داخل سلسلہ اشرفیہ ہوئے لھذا ایک وہابی کو مرید کرا کے مولوی غنیمت حسین صاحب نے اس کا شجرہ واپس کرا دیا اور یوں دل کا بخار نکالا گیا،

اصغر علی راجپوری کو یہ معلوم ہے کہ میں نے اس کو بھی امر عبث سمجھا، بالآخر مولوی غنیمت حسین صاحب طلبیدہ یا بلا طلب یہاں (کچھوچھا مقدسہ) آئے اور آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ کون سا فریب ساتھ لائے، ایک اقرارنامہ لائے جس میں دو پارٹی بنائیں، حالانکہ مولوی غنیمت حسین صاحب خوب جانتے ہیں کہ

یہ فرضی کارروائی ہے

اور سب اہل سنت و جماعت کے تعلقات سے علیحدہ ہیں، جو آپ لوگوں پر ہمت علی اگرپوری کی تقریر و تحریر سے روشن ہو چکا ہے کیا یہ فریب ہمت علی و اصغر علی صاحبان ہی پر عائد ہے یا اسپر بھی جو مولوی ہو کر جان بوجھ کر اس میں شریک ہے۔

اس کے بعد مناظرہ شروع ہوا تو صاف صاف تھانوی صاحب اور گستاخی دربار رسالت کی تائید مولوی غنیمت حسین نے کی، جس کی تکفیر ناقابل شک و تردد ہے، ان حالات کو سن کر آپکو معلوم ہوا ہوگا، کہ میں نے حکم شریعت سے ایک رتی علیحدگی نہ کی، اور مولوی غنیمت حسین صاحب نے طرح طرح کے حملے کئے اور اب بھی ان کو ان حملوں کی اجازت ہے بشرطیکہ اپنے عقائد خبیثہ سے توبہ کر کے اشرفی خاندان سے کہلائے جانے کے بعد مذہب میں فتنہ قائم نہ کریں۔ جس کے سبب گھر گھر میں مذہبی تصادم کرا دیا اور مخاطب مناظر کا یہ کہنا محض غلط ہے کہ میں نے دیوبندیوں کی تکفیر نہیں کی۔ جس کا غلط ہونا اس مناظرہ سے بھی ظاہر ہے، ان حالات کے ہوتے میں اپنے خدا سے فریاد کرتا ہوں کہ

"اے مقلب القلوب اور اے مالک کل تو ہمارے خاندان پر رحم کر اور ان کی نگاہوں میں حرمت و عزت مصطفیٰ ﷺ بڑھا، کہ وہ تیرے پیارے کے گستاخوں کو نجس سمجھیں، صدقہ اپنے محبوب کا صدقہ غوث الثقلین سلطان بغداد کا صدقہ غوث العالم کچھوچھوی آقا کا

تجھے فضل کرتے نہیں لگتی بار
نہ ہو تجھ سے مایوس امیدوار

باقی رہا عورتوں کا جذبہ، شوہروں کی تمنا، ان بازاری باتوں کے جواب کی ہم سے امید نہ رکھئے، چونکہ آپ اپنی تحریر میں بیکار باتوں سے پُر کر کے عجیب چال چلے ہیں، جس کو بعض احباب نے تاریخی لقب

"ابلقی مناظرہ"

دیا ہے اسی لئے مجھے بھی آپ کی ترتیب کا لحاظ کرنا پڑا جس کے سبب تقریر فقیر نے رسالہ کی صورت اختیار کی لہٰذا اس کو بھی

"تخریب بید ینان" ۱۳۳۹ ہجری

کا لقب تاریخی دیجئے، اور نہایت غور سے سنئے کہ اب آپ اگر کچھ کہیں گے تو ہم بھی جواب دیں گے اور سوا رسالہ نویسی کے کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوگا

یا آپ نے جو کچھ کہا اور ہم کو جواب کا موقع نہیں دیا گیا،

آپ بھاگ گئے (۱)

یا اپنی اس خانقاہ کو مولوی وجیہ الدین صاحب نے بند کر دیا تو اس سے بھی کوئی نتیجہ آپ کو حاصل نہ ہوگا اور یہ بھی یاد رکھئے کہ آپ کی خاطر سے کوئی آپ کے موافق لکھدے یا کہہ دے تو اس سے بھی آپ کو مسلمانوں کی نظر میں بال برابر نفع نہ پہونچے گا

ہاں مجھے سمجھایئے اور مجھ سے سمجھئے، نہ تھانوی صاحب کی شخصیت کا اتنا لحاظ کیجئے جو وہ کہے حق ہے، نہ میری ایسی عداوت ہو جو میں کہوں اسے نہ مانیئے، چاہے آفتاب سے روشن حق ہو اور عبارت حفظ الایمان میں اگر تاویل آپ کر سکتے ہیں کیجئے، جب دیکھئے کہ کوئی تاویل نہیں ہے تو عظمت محمد رسول اللہ ﷺ کا لحاظ کیجئے، اور گستاخ رسول سے علیحدہ ہو جایئے

لہذا میں آپ سے صاف کہتا ہوں کہ عبارت حفظ الایمان جس کو ابتدائی تقریر میں لکھا گیا ہے اور کتاب سامنے موجود ہے اس کو دیکھئے۔ اسکو آپ مان ہی چکے ہیں کہ توہین دربار رسالت کفر اور اس کا مرتکب کافر ہے،

اسکو آپ مان ہی چکے ہیں کہ

علم غیب کو علوم مجانین و بہائم سے تشبیہ دینا گستاخی و توہین ہے۔

(۱) واقعات سے ثابت ہے کہ بحمدہٖ تعالیٰ یہ ارشاد پورا ہو کر رہا۔

یہ بھی آپ مانتے ہیں کہ

اس عبارت میں تشبیہ مذکور ہے

آپ سمجھئے یا سمجھایئے اور میں حاضرین سے پوچھتا ہوں کہ

تشبیہ مذکور کس نے دی ہے (سب سے پوچھا جائے) الحمد اللہ سب جانتے ہیں کہ یہ تشبیہ تھانوی صاحب نے دی ہے، بس ختم ہو گیا، اور وہ یوں کہ تشبیہ مذکور تھانوی صاحب نے دی اور تشبیہ توہین ہے اور توہین کفر ہے، اور مرتکب توہین کافر ہے لہذا تھانوی صاحب کافر ہیں،

اب بھی آپ کو اپنے اقرار سے باوجود ذمہ داری کے مکرنے کا حوصلہ ہو تو اسکا بھی ہم کو ضرور جواب دیجئے، ہم آپ کے سامنے چند عبارتیں پیش کرتے ہیں، بتایئے کہ ان میں توہین ہے یا نہیں اگر نہیں تو آپ بھی ایسا لکھ دیجئے، چھاپ کر اشاعت کیجئے اگر توہین ہے تو عبارت حفظ الایمان اور ان عبارتوں میں فرق دکھا دیجئے،"

حضرت محبوب یزدانی غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی نظامی قدس سرہٗ کی درگاہ معلیٰ کچھوچھا مقدسہ کے احاطہ میں سجادگی کے دعوی داروں اور رکن خانوادہ اشرفیہ کہلانے والوں کی طرف سے فرقہ وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد خبیثہ اور اقوال کفریہ کی تائید اور وہابی دیوبندی مناظر کی تائید و حمایت اور نصرت اور تعظیم و تکریم نے علم و معرفت کے حلقوں کو بہت متحیر کیا، کہ فرقہ وہابیہ جو دن کے اجالے میں وقوع کذب باری تعالیٰ اور امکان نظیر نبی ﷺ کا قائل اور توہین و تنقیص شان رسول پاک علیہ افضل الصلوۃ والسلام کا مرتکب ہے، مولود شریف کی مبارک محفل کو کنہیا کا جنم کہتا ہے، محرم میں امام پاک کے نیاز و فاتحہ کو پیشاب سے زیادہ نجس کہتا ہے اور اس کے سوا بے تعداد کفریات صریحہ کا معتقد ہے، درگاہ معلیٰ حضرت محبوب یزدانی میں اس فرقہ کے مؤید و مناظر کی پذیرائی و تکریم اور علم پاک کی ناپاک کفری تشبیہہ کو پاک ثابت کرنے والے کی ناپاک سعی کیوں محبوب و مقبول ہو گئی، ان سطروں کو پڑھنے والے بھی حیرت میں پڑ جائیں گے کہ الٰہی ماجرا کیا ہے ؟؟ پچھتر برس پہلے بھی طرفداران حفظ الایمان کی نقاب کشائی کر دی گئی تھی اور اب جبکہ پون صدی کے بعد درگاہ معلیٰ کچھوچھا مقدسہ کے احاطہ میں برپا مجلس مناظرہ کی روداد کے جستہ جستہ واقعات نقل کئے جا رہے ہیں ان سے حیرت کو دور کرنے والی اہل بسکھاری کی تحریروں اور ان کے متعلقات کی نقاب کشائی کی جا رہی ہے۔

درگاہ معلیٰ میں مناظرہ کی جرأت وہابیہ کو کیوں ہوئی :

مولوی حکیم وجیہ الدین بسکھاروی اور ان کے بھائی اور ان کی شورس پسند جماعت کے رستم دوراں مولوی محمد شفیع بسکھاروی کی اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ سے پشتینی عداوت

ضرب المثل ہے، ورنہ سارا خاندان اشرفیہ سنی حنفی تھا اور اب بھی ہے مباحثہ کچھوچھا مقدسہ میں صراحۃً مذکور ہوا ہے کہ

"خاندان اشرفیہ میں کوئی نہ گستاخِ دربارِ رسالت تھا، نہ گستاخی کو پسند کرتا تھا، سب سنی تھے، اعلیٰ حضرت (مخدوم الاولیاء مرشد العالم مخدوم شاہ علی حسین محبوب ربانی) کے جن سے تعلقات ہیں وہ اب بھی بحمد اللہ تعالیٰ سنی ہیں، بلکہ سب اراکین خاندان سنی ہیں، باستثنائے چند مثلاً مولوی وجیہ الدین کہ انھوں نے ابتدائے مناظرہ سے دیوبندیوں کی طرفداری کی، اور صرف اس لئے کہ مفتی عبداللطیف کے شاگرد ہیں، اپنے استاذ کی جانب داری میں دین کی قدر نہ کی

یا محمد شفیع ہیں۔ انہوں نے تو اپنے کو فریق مقابل اہل سنت کا ابتدا سے بنایا، مگر آخر الذکر سے کوئی شکایت نہیں، مذہبی دنیا میں آپ نے کئی کروٹیں لی ہیں، نیچری، قادیانی، ندوی، اہل قرآن، اہل حدیث سب کے دستر خوان سے کچھ نہ کچھ چکھا ہے، پھر اہل تصوف آخر میں ہوئے، اور اب دیوبندیت پسند خاطر شریف ہوئی ہے"

شاہ شفیع اور حکیم وجیہہ الدین کی اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء سے ضرب المثل عداوت کا حال مولوی محمد علی مونگیری سابق ناظم ندوۃ العلماء اور مولوی غنیمت حسین صاحب کو معلوم تھا اور ان دونوں بھائیوں کی معاشرت سے بھی دونوں مولویان وہابیہ بخوبی واقف تھے، یہی وجہ تھی کہ مولوی غنیمت نے مولوی وجیہہ الدین سے دیوبندی وہابی علماء کے بارے میں استفتاء کیا، مولوی وجیہہ الدین نے جواب لکھ کر بھیج دیا، مولوی وجیہہ الدین صاحب کا یہ جواب ان کی مذہبی حیثیت کو متعین اور بے نقاب کرتا ہے، ملاحظہ ہو ان کا جواب۔

"میں علماء دیوبند کو شریعت کا پابند، عالم متبع سنت سمجھتا ہوں، میرا منہ نہیں کہ میں علمائے کرام کے ایک گروہ کو کافر کہوں"

حضرت محدث صاحب کچھوچھوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں۔

" بسلسلہ طبابت اور آخر ماہ رمضان المبارک ۱۳۳۸ ہجری میں وہ کچھوچھا شریف اعلیٰ حضرت قبلہ کے دولت کدہ پر آئے، اعلیٰحضرت قبلہ اس تحریر سے واقف تھے دریافت فرمایا کہ آپ نے راجپور کوئی تحریر بھیجی ہے جس میں لکھا ہے کہ میں علمائے دیوبند کو شریعت کا پابند متبع سنت سمجھتا ہوں، جواب دیا کہ ہاں!

پوچھا گیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ان کے عقائد کیا ہیں ؟ جواب دیا وہ فاتحہ، میلاد شریف عرس کے مخالف ہیں"

کہا گیا، کہ یہ تو اعمال ہیں عقائد میں جو نئی خباثتیں ایجاد ہوئی ہیں، ان کو آپ جانتے ہیں؟ جواب دیا نہیں، میں کچھ نہیں جانتا، صرف فاتحہ وغیرہ کا اختلاف جانتا تھا، اور اسی بنا پر تکفیر ناپسند کیا تھا، پھر بھی توبہ کی ہدایت کی تھی، اگر ان کے عقائد کفریہ ہیں تو میری تحریر ہرگز حجت نہ سمجھی جائے،
کہا گیا کہ فاتحہ وغیرہ کے اختلاف کے سبب ہم بھی ان کو کافر نہیں کہتے، جواب دیا کہ موقع ملا تو آپ سے ان کے عقائد خبیثہ معلوم کروں گا؟"(۱)

ان سب امور سے آگاہی کے باوجود مولوی وجیہ الدین صاحب نے مولوی غنیمت حسین صاحب کی کیسی کیسی اعانت وحمایت کی، اس کو لکھنے سے پہلے یہ لکھنا ضروری ہے کہ مولوی غنیمت حسین صاحب نے اپنے وطن ضلع مونگیر صوبہ بہار میں مسلمانان اہل سنت وجماعت پر زور دیا تھا کہ مناظرہ کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک حکم ہونا چاہیئے، ہادیٔ امت حضرت عالم ربانی محبوب حقانی مولانا الحاج سید شاہ احمد اشرف صاحب قبلہ قدس سرہٗ نے مولوی غنیمت حسین کے سرگرم مرید اصغر علی راجپوری سے فرمایا:

"تم لوگوں نے اہلسنت وجماعت سے حکم کے تعین پر خط وکتابت کی تھی اور ہماری طرف سے جو حکم تجویز کیا گیا تھا اسکو تم لوگوں نے نامنظور کیا اور تمہارے پیش کردہ حکم ادھر سے نامنظور ہوئے، یہ مسئلہ نکالا گیا ہے کہ تمہاری طرف سے وہابیہ کو حکم بنایا جائیگا، جس کو ادھر سے نامنظور کردیا جائے گا" ہم علمائے مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ ودیگر علمائے اہل سنت کو پیش کریں گے جس کو تم نامنظور کروگے، اس طرح وہابیوں کے فرار پر پردہ پڑا رہے گا، تاکید جانو! سب سے پہلے مولوی غنیمت حسین کے آتے ہی ان کو مجھ سے ملاؤ لہٰذا جب مولوی غنیمت حسین آگئے تو وہابیہ نے کہا ان سے ملنے سے پہلے ہم سے مسئلہ حکم طے کرلو، جب ادھر سے اسی مسئلہ کو اولاً طے کرنے کی بات پوری قوت سے کہی گئی تو مولوی غنیمت حسین نے لکھ بھیجا کہ

"تحقیق مسئلہ حکم کو چھوڑیئے"

کچھوچھا مقدسہ میں وہابیوں کی عیاریاں:

وہابیان مونگیر نے کچھوچھا مقدسہ میں مناظرہ کا ڈھونگ رچانے کے لئے کیسی کیسی عیاریاں اور چالاکیاں اور فریب کاریاں کیں، ان کا ذکر وہابیوں کی تقدس مآبیوں کی نقاب کشائی کردیتا ہے، مولوی محمد علی کانپوری کی وہابیت نواز اور نیچریت زدہ طرز فکر نے ان کو علمائے صوبہ اودھ میں رسوا کردیا تھا۔ اس کے بعد وہ

(۱) اتمام حجت حصہ دوئم ص ۵۷۔

اپنے وطن اول کالپی شریف اور وطن ثانی کانپور کو چھوڑ کر صوفیت کا نقاب اوڑھ کر مونگیر میں جابسے، یہاں آنے کے بعد ان کی وہابیت نوازی کی لے اور زیادہ تیز ہوئی، وہابی دیوبندی مولویوں اور عوام کا ان کے گرد مجمع اکٹھا ہونا شروع ہوا، مگر اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء قدس سرہ' کی علاقۂ مونگیر اور بھاگلپور میں تشریف آوری اور کرم گستری نے مونگیر بھاگلپور میں ان کے نقاب وہابیت کو الٹا، اور ان کا اصلی چہرہ سامنے آیا، حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے اسی سلسلہ میں تحریر فرمایا کہ

"ایام نظامت (مجلس ندوۃ العلماء) میں ان صاحب کے اقوال ضلال، اور حمایت کفار تعظیم ومرتدین وبدخواہی اسلام ومسلمین آشکار اور حرمین شریفین کے مبارک فتاویٰ مسمی بہ فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین سے طشت ازبام ہوچکے تھے، اب الذنب یجر الذنب المرء من احب، دیوبندیوں سے ان کا اتحاد مسموع ہوا بلکہ دیوبندیوں کے ساتھ علمائے اہل سنت کے مقابلہ آنا اور حسب عادت ضعف الطالب المطلوب موليٰ دشیر سب کا فرار فرمانا"

حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنے تلمیذ رشید مولانا ظفر الدین میجروی عظیم آبادی علیہ الرحمہ کو خلیفہ باغ بھاگلپور میں مولوی غنیمت حسین، مولوی محمد علی مونگیری کے مناظرہ سے فرار کے بارے میں خط بھی تحریر فرمایا وہ خط حیات اعلیٰ حضرت میں شامل ہے۔

وہابیان مونگیر نے آپس میں طے کرکے دو پارٹیاں اپنے ہی ہم عقیدہ لوگوں کی بنائی، ایک کو وہابی قرار دیا اور دوسرے کو سنی، سے نامزد کیا اور اپنے فرض کئے ہوئے سنیوں کو "فریق اول اور مقابل ٹولی کو فریق دوئم فرض کرکے ایک خانہ ساز اقرار نامہ تیار کرلیا، اور اس میں تجویز کرلیا کہ ہادی امت حضرت عالم ربانی مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب مولوی غنیمت حسین سے مناظرہ کریں، اور مولوی وجیہ الدین صاحب بسکھاروی جو اسی گروہ کے ایک شخص ہیں، "حکم" ہوں یہ طے کرکے وہابیوں کا گروہ کچھوچھا مقدسہ آیا اور مولانا وجیہہ الدین کے یہاں ٹھہرا مولوی بسکھاروی صاحب نے خوشی سے اقرار نامہ پر دستخط کردیا،

"اقرار نامہ جعلی، تراشیدہ، وہابیہ"

شیخ ہمت علی پسر بوہر علی مرحوم وغیرہ ساکنان اگرپور ضلع بھاگلپور قوم شیوخ جونپوری مریدان مولوی احمد اشرف کچھوچھوی...... فریق اول

حاجی اصغر علی پسر نومید علی مرحوم وغیرہ ساکنان موضع راجپور ضلع بھاگلپور معتقدان مولوی سید غنیمت حسین صاحب مخدوم چکی.......... فریق ثانی

(۴) کا تذکرہ نہ ہوتا، تو میں آپ کو تکلیف نہ دیتا، بالخصوص آخر تحریر میں یہ تحریر فرماکر
"نقل مطابق اصل سید وجیہ الدین"

مجھے موقع دیدیا! کہ میں آپ کو براہ راست مخاطب کروں، پہلے یہ عرض ہے، کہ یہ فرضی فریق اول و دوم پھر ہر دونوں فریق کے نام اگرچہ نظر جناب میں نہایت وقیع ہوں بالخصوص جبکہ آپ کو حکم تجویز کر رہے ہوں مگر آپ کو معلوم رہے، کہ یہ فریق اول والے وہ ہیں جن کو مسلمانان بھاگلپور و رو ساء شیوخ جونپوری ساکنان فتحپور وابراہیم پور واگر پور نے حسب فتویٰ علماکرام مکہ معظمہ و مدینہ منورہ زادھما اللّٰہ شرفاً و تعظیما و ارشادات ائمہ و اقوال فقہاء و تصریحات حدیث شریف و آیات قرآن کریم ان سب کا بلا استثنائی کاٹ کردیا، یعنی ترک موالات برتتے ہیں صرف اس لئے کہ یہ لوگ دنیا کی ادنیٰ ادنیٰ آسائشوں پر ایمان کو اگر قربان نہیں کرتے تو اس سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں۔

دوسری گذارش یہ ہے، کہ اقرار نامہ مذکور کا فرضی ہونا اس سے ظاہر ہے، کہ اس میں مرتدین کے نام غایت تعظیم سے لکھے ہیں، جس کو دیکھ کر مسلمان اس پر دستخط نہیں کر سکتا۔

تیسری بات یہ ہے کہ راجپور والے پر یہ اعتراض نہیں ہے، کہ وہ مرتدین کے ارتداد کو زبان سے نہیں کہتے بلکہ یہ کہ وہ عقائد کفریہ کو عقائد اسلامیہ جانتے ہیں، اقرار نامہ میں صرف کف لسان کو سبب قطع تعلق بتایا گیا ہے، جس پر کوئی مسلمان دستخط نہیں کر سکتا یہ بھی ایک ثبوت اس کے جعلی اور ردّی ہونے پر ہے۔

اب یہ عرض ہے، کہ مسئلہ حکم کو آپ خوب سمجھ لیں، اتنا تو عرض کردیا کہ فریقین جن کا اقرار نامہ میں نام ہے، ان میں حقیقۃً جو فریق اول، بنام پکے اہل سنت و جماعت قرار دیئے گئے ہیں وہ ہرگز ایسے نہیں ہیں۔

پس آپ کو حکم بنانے والے پکے وہابی اور گلابی وہابی یا دنیادار، دین و ایمان کی نہ پرواہ کرنیوالے ہیں۔ بھلا بتایئے دربارۂ عقائد کوئی مسلمان کسی کو حکم بنا سکتا ہے؟ اور کیا حکم جو حقانیت وبطلان کا فرق نہ کرے بلکہ مناظر، مقام مناظرہ پر نہ آئے، یا بحث میں پہلو تہی کرے یا مبحث کے خلاف کوئی دوسری بحث چھیڑے یا سخت کلامی کرے، تو حکم صاحب عقائد حقہ و عقائد باطلہ کا فیصلہ کردیں گے یہ انوکھا اجلاس انداز یورپ ہے، بہر حال آپ قطعاً ہمارے فریق مقابل کے جانبدار ہیں، جن پر چند دلیلیں ہیں،

اول یہ کہ اصغر علی راجپوری نے ایک آپ کی تحریر چھپوائی ہے جس میں ملایان دیوبند کی ایسی تعریف ہے جو اہل سنت و جماعت کملۂ عصر کی مداحی میں عرض کرتے ہیں،

دوسری یہ کہ اقرار نامہ مذکورہ کی آخر میں آپ کی دستخط ہے جو غیر جانبداری کی قاتل ہے۔

حسب ذیل اقرار شرعی کرتے ہیں۔

(۱) فریقین کو زمانہ لایادگار سے بیعت وارادات سلسلہ عالیہ اشرفیہ سے ہے اور آپس میں برادران تعلقات ہیں، (۲) مولوی سید احمد اشرف صاحب نے اپنے مریدین کو براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد صاحب و حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب و تحذیر الناس مصنفہ مولوی قاسم صاحب کی نسبت تحریر فرمایا کہ یہ سب کے سب کافر ہیں اور ان کی کتابوں کی عبارات میں کلمات کفر یہ ہیں اور جو ان صاحبوں کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

چونکہ راجپور والوں نے کافر نہیں کہا، اسی بنا پر راج پور والوں سے تمامی تعلقات برادری اور اسلامی ترک کردیا گیا (۳) فریقین نے رفع تکرار کے لئے حضرت مولانا سید شاہ وجیہ الدین اشرف صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ شریف کو ثالث و حکم مقرر کیا، معزز جو فیصلہ اس کی نسبت فرمائیں گے، فریقین کو بسر و چشم قبول و منظور ہوگا (۴) مولوی سید احمد اشرف صاحب پیر فریق اول مدعی مناظرہ، حضور میں جناب حکم صاحب کے اصالتاً اپنے دعویٰ کی اصلیت ثابت فرمائیں گے اور مولوی سید غنیمت حسین صاحب اس کارد کریں گے (۵) تاریخ مناظرہ وجائے مناظرہ حکم صاحب مقرر فرمائیں گے (۶) دونوں مناظروں سے جو مناظر وقت معینہ و جائے مقررہ پر حاضر نہ ہوں یا بحث نہوں پہلو تہی کریں، یا مبحث کے خلاف کوئی دوسری بحث چھیڑیں یا سخت کلامی کریں تو ایسی حالت میں اس کا عجز متصور ہوگا، و حکم صاحب اس کے خلاف فیصلہ فرمائیں گے، وہم لوگ ہر فریق ایسی صورت میں مناظر مفرور و عاجز و مغلوب کا ساتھ چھوڑ دیں گے، اس لئے یہ ثالث نامہ لکھدیا جو وقت مقررہ پر کام آئے

دستخط فریق اول
شیخ ہمت علی شیخ شجاعت علی
مع ۱۸-افراد

دستخط فریق دوئم
اصغر علی، عبدالرزاق مع ۲۵/افراد
نقل مطابق اصل
سید وجیہ الدین
بتاریخ ۶/ صفر ۱۳۲۹ ہجری

مولوی وجیہ الدین صاحب نے قاصد کے ذریعہ فرضی و جعلی و تراشیدہ وہابیہ اقرار نامہ حضرت عالم ربانی کے پاس بھجوایا حضرت محدث صاحب قبلہ نے اس کو ملاحظہ فرمایا تو وجیہ الدین صاحب کے نام ایک تحریر لکھی اور ان کو بھجوائی، وہ تحریر یہ ہے۔

" اس وقت ایک تحریر نظر سے گذری جس کو شیخ ہمت علی نے پیش کیا ہے، یہ تحریر بصورت اقرار نامہ ہے اور سوا اس کے کہ قابل مضحکہ ہے لائق توجہ بھی نہیں، اور اگر اس میں (۲) اور

تیسری یہ کہ فریق مقابل آپ کے یہاں مقیم ہے، آپ نے اس کے پیچھے نماز ادا کی ہے جو اس کو مسلم سمجھنے کی فرع ہے"

وہابیہ کی طرف سے اعلان مناظرہ :

حضرت محدث صاحب قبلہ کے گرامی نامہ کا کوئی جواب نہیں دیا گیا جواب ہی کیا تھا جو دیا جاتا، پورے جرگہ نے اجتماعی رائے کر کے ڈھنڈورا پٹوا دیا۔ کہ

کل مولانا احمد اشرف اور مولی غنیمت حسین صاحب میں مناظرہ ہوگا۔

اس اعلان کو سنکر سب کو حیرت ہوئی کہ کسی بات کے طے ہونے اور منظور کئے جانے سے پہلے یہ کیسا اعلان ہے؟ اس وقت پھر ہمت علی قاصد سے کہا گیا کہ تم کو کوئی تحریر اور دی گئی ہے؟ جو تم نے خود یا ان لوگوں کی منشاء سے چھپا رکھی ہے، اور اب تک ہم سے اس کا ذکر تک نہیں کیا اس پر اس نے اقرار کیا اور خط دیا جو مولوی وجیہ الدین صاحب نے حضرت عالم ربانی محبوب حقانی قدس سرہٗ کو لکھا تھا۔

مولوی وجیہہ الدین کا خط :

نور نظر مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

سلام مسنون

شیخ ہمت علی صاحب وغیرہ ساکنان موضع اگرپور ضلع بھاگلپور فریق اول وحاجی اصغر علی وغیرہ ساکنان موضع راجپور ضلع بھاگلپور نے فقیر کو بہ تحریر اقرار نامہ ثالثی مورخہ ۶/ صفر ۱۳۳۹ ہجری حکم مقرر فرمایا ہے،

بلحاظ تعلقات خاندانی مجھ کو فیصلہ ثالثی کرنا منظور ہے، امورات تنقیح طلب اقرار نامہ ثالثی کی دفعہ نمبر ۲/ میں تحریر ہیں، اور دفعہ ۴/ میں دعویٰ کی تائید میں آپ کا اسم گرامی اور اس دفعہ کی عبارت تحتی میں جناب مخدومی مولانا غنیمت حسین صاحب کا نام تحریر ہے، جو جناب کے دعویٰ کی تردید فرمائیں گے، وضاحت کے لئے نقل اقرار نامہ ثالثی ارسال خدمت کر کے متدعی ہوں کہ جناب ۲۵/ اکتوبر ۱۹۲۰ء میں ۸/ بجے دن کو بمقام آستانہ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ تشریف لاکر اپنے دعویٰ کی تائید فرمائیں۔

تاریخ مقررہ پر اگر جناب کو آنا منظور ہو تو ۲۴/ اکتوبر کو ۸/ بجے دن سے ۱۰/ بجے تک مطلع فرمائیں، عریضہ ہذا معرفت شیخ ہمت علی ارسال خدمت ہے،

سید وجیہ الدین بقلم خود

المرقوم ۲۳/ اکتوبر

مناظرہ کا آغاز اور پہلے دن کی کارروائی :

معاملات مناظرہ طے ہونے سے پہلے وہابیہ کی طرف سے مناظرہ کے اعلان کا ڈھنڈورہ عجیب بات تھی، وہابیہ کو اپنی ناکامی اور فرار کا یقین کامل تھا، اس لئے خواہی نخواہی اپنے پشت پناہ کو جبراً اور زبردستی حکم بنا رہے تھے اور حکم صاحب بھی انوکھے حکم تھے، کہ کوئی مانے نہ مانے ہم حکم ہیں،

غرض بعض اہل خاندان سے مشورہ کیا گیا کہ کہیں اس دھاندلی سے فساد کا ارادہ تو نہیں، مگر سب کی رائے ہوئی کہ چلنا چاہئے، چنانچہ حضرت عالم ربانی قدس سرہ مقام مناظرہ پر تشریف لے گئے۔ حضرت محدث صاحب کی طبیعت علیل تھی مگر آپ بھی پالکی پر تشریف لے گئے۔

اولاً فریقین طلب ہوئے اور ان سے سوالات ہوئے اور ان کے اقراروں سے ظاہر ہو گیا، کہ فریقین قطعی فرضی اور تراشیدہ ہیں اور اقرار نامہ پُر مکر ہے، جس پر ہمت علی اگرپوری سے تحریر بھی حاصل کر لی گئی اور مجمع عام میں پڑھ کر سنا دی گئی، جب اقرار نامہ کی حقیقت روشن ہوگئی، تو کہا گیا بغیر اسکے کہ کوئی حکم ہو، صرف مسلمانوں کا ایمان وایقان حکم ہے"

چنانچہ فریقین نے اس کو منظور کیا،

۱۱/ صفر المظفر ۱۳۳۹ ہجری یوم دوشنبہ وقت دس بجے دن بمقام درگاہ شریف کچھوچھا مقدسہ مناظرہ کا آغاز ہوا حضرت عالم ربانی مولانا الحاج سید شاہ احمد اشرف صاحب قبلہ قدس سرہ نے سوالات فرمائے۔

حضرت عالم ربانی کے سوالات :

سوال :- آپ نے حفظ الایمان، براہین قاطعہ اور تحذیر الناس کو تمام وکمال اور بغور ملاحظہ فرمایا ہے یا نہیں؟

جواب :- از غنیمت حسین ہاں!

سوال :- کیا حضور انور ﷺ کی ادنیٰ سے ادنیٰ توہین کفر ہے یا اسلام؟

جواب :- کتب عقائد اہل سنت وجماعت میں جس توہین کو جناب سرور انبیاء ﷺ کو کفر کہا گیا ہے، میں اسے توہین سمجھتا ہوں اور اس کے قائل کو کافر اور جو فرضی توہین ہے میں اسے کفر نہیں سمجھتا، فرضی یعنی اختراعی

سوال :- اگر حقیقۃً توہین جناب سرور کونین ﷺ کی ہو، اگرچہ کسی کتب عقائد وغیرہ میں کی صراحت نہ ہو جب بھی وہ کفر ہے یا اسلام؟

جواب :- بے شک وہ کفر ہے، اور ایسا توہین کرنے والا کافر ہے

سوال :- توہین اور تعظیم کا مدار اور معیار کس چیز پر ہے ؟

جواب :- شریعت پر یعنی عقائد کی کتابوں پر

سوال :- عقائد کی کتابوں سے کون کون سی کتابیں مراد ہیں ؟

جواب :- اہل سنت و جماعت کے نزدیک جو معتبر کتابیں عقائد کی ہیں وہ مراد ہیں۔

سوال :- جو توہین حقیقۃً توہین ہے اور عقائد میں اس کا ذکر نہیں، اس توہین کو توہین قرار دینے کا معیار کیا ہے ؟

جواب :- علمائے اہل سنت جو اہل زبان ہیں، ان کا فیصلہ

حضرت عالم ربانی علیہ الرحمہ سے مولوی غنیمت حسین نے درج ذیل سوالات کئے

سوال :- آپ نے جو اپنے فرمان میں حسام الحرمین کا حوالہ دیا ہے اور ان کلمات کو توہین بتاتے ہیں، ان کے علاوہ کیا اور بھی کلمات توہین ان کتابوں سے آپ ثابت کریں گے ؟

جواب :- میں کلمات کفریہ کے متعلق کوئی تخصیص نہیں کرتا، خواہ ان عبارتوں کو دکھاوں جو حسام الحرمین میں نقل کی گئیں ہیں، یا انھیں کتابوں سے اور عبارتوں کو۔

سوال :- گر کسی قول میں یا کسی مسئلہ میں کئی احتمالات ہوں اور ان میں بعض احتمالات تکفیر کے موجب ہوں اور بعض اسلام کے ایسی صورت میں کس کو ترجیح دینی چاہئے ؟

جواب :- اگر دلیل معتبر سے احتمال اسلام کا پیدا ہوتا ہے تو احتمال اسلام کو ترجیح دی جائیگی ورنہ احتمال کفر کو۔

سوال :- اگر دونوں احتمالات مساوی ہوں اور دونوں دلیل معتبر سے پیدا ہوتے ہوں، تو ایسی صورت میں کس کو ترجیح دی جائیگی ؟

جواب :- ایسی صورت شرعاً ناممکن ہے۔

سوال :- توہین جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جس سے تکفیر ہوتی ہے، اس کا معیار آپ کے نزدیک کیا ہے۔ ؟

جواب :- ہر توہین موجب تکفیر ہے اور اسکا معیار عرف عام ہے۔

سوال :- تکفیر کے لئے کس کا قول معتبر ہے ؟

جواب :- نصوص قطعیہ یعنی قرآن مجید اور احادیث متواترہ

مناظرہ کا دوسرا دن :-

۱۲/ صفر ۱۳۳۹ہجری مطابق ۲۶/ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو دوسرے دن حضرت عالم ربانی قدس سرہٗ نے حفظ الایمان صفحہ ۷/ ۸/ مطبع مجتبائی سے حسب ذیل عبارت پڑھ کر سنائی

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے، کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں، تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے حاصل ہے۔

حضرت عالم ربانی کی قاہر تقریر

عبارت مذکور کی حضرت نے یہ توجیہ فرمائی کہ زید و عمرو سے مراد، نتھو خیرو، صبی کے معنی بچے، مجنوں کے معنی پاگل کے، حیوانات یعنی جانور بھینس وغیرہ اور بہائم سے مراد چوپائے درندے، کتے، سوّر وغیرہ اسکے بعد حضرت نے عبارت خبیثہ کفریہ تھانویہ پر اعتراض کی درج ذیل تقریر فرمائی،

قائل نے مطلق علم کی دو قسمیں بیان کیں

ایک علم کل ——ایک —— علم بعض

علم کل یعنی ہر چیز کا علم سوائے اللہ تعالٰی کے اور کسی کو نہیں،

اب دوسرا علم بعض ہے

اسکی دو قسمیں ہیں ——ایک- علم کثیر ہے——اور ایک- علم قلیل ہے

مگر اسکو مصنف نے ذکر نہیں کیا، کیونکہ اگر حضور کا علم کثیر مان لیتا تو یہ گندہ تشبیہ نہیں دے سکتا تھا، اس لئے محض بعض علوم غیبیہ

کو ذکر کیا، اور پھر اس کے بعد یہ بتایا کہ

اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے

گویا

کمال علم کی تخصیص کا انکار کیا

اور اس پر بھی اس کی تسکین نہ ہوئی تو اس نے

حضور کے علم کو زید و عمرو کے علم سے تشبیہ دی

پھر خیال ہوا کہ زید و عمرو بھی مولوی عالم ہوتے ہیں، اس کے کلیجے کو ٹھنڈک نہیں پہونچی، اس کے بعد صبی، یعنی لڑکے اور مجنوں یعنی پاگل کے علم سے تشبیہ دی۔ پھر خیال ہوا، کہ بعض بچے زیرک ہوتے ہیں، بعض پاگل، پڑھ لکھ کر مجنوں ہو جاتے ہیں تو اپنی کمال عداوت کا اسطرح اظہار کیا، کہ

بلکہ جمیع حیوانات اور بہائم کے لئے بھی حاصل ہے

جس میں سور، کتے، گدھے بھی شامل ہیں۔ اس مقام پر مسلمانوں! تم کو غور سے سننا چاہیئے، کہ یا تو جناب رسالت مآب ﷺ کے علم غیب کا انکار ہے، اور دلائل قطعیہ کا مطالبہ ہے، اور جب اہانت و تنقیص شانِ رسالت پر آیا تو گدھے اور سور تک کے علم غیب کو تسلیم کر لیا، میں اپنے مناظرِ مخاطب سے پوچھتا ہوں، کہ کیا وہ گدھے، سور کے علم غیب کی کوئی نص قطعی دکھا سکتے ہیں، اور اگر نہیں اور ہر گز نہیں دکھا سکتے، تو اس مقام پر جمیع حیوانات و بہائم کا ذکر کرنا محض تنقیص شان رسالت ہی کے لئے تو ہے، تو اس کے ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

علاوہ اس کے اس نفس دلیل کو ملاحظہ کیجئے، کہ وہ مطلقاً علم میں بھی جاری ہے کیونکہ ہم حضور کو۔ عالم۔ کل علوم کی بنا پر نہیں کہتے، پس اگر کسی شخص سے کہا جائے کہ

"تمہارے پیر کی ذات مقدسہ پر عالم کا اطلاق کیا جانا بقول تمہارے اگر صحیح ہو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس علم سے مراد کل علم یا بعض علم، اگر بعض علوم مراد ہیں، تو اس میں تمہارے پیر کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم تو گدھے، سور کو بھی حاصل ہے، اس لئے گدھا، بھوک کے وقت غذا کی تلاش کرتا ہے، دشمن کو دیکھ کر بھاگتا ہے سور اپنے بچے کو دودھ پلاتا ہے وغیرہ ذلک"

اب اس مقام پر مزید وضاحت کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور بہت سے لوگ اس مقام پر قوانین ملکی سے واقف ہیں، ان سے پوچھتا ہوں کہ

اگر بادشاہ ہندوستان کو یہ کہا جاوے کہ آپ کی ذات مقدسہ پر حاکم کا اطلاق کیا جانا بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے تمام روئے زمین پر حاکم ہونا مراد ہے، یا بعض حصوں پر، اگر بعض حصے مراد ہیں تو اس میں آپ کی کیا تخصیص ہے، ایسا حاکم تو ہر زمیندار، بلکہ ہر کس گر، کمھار، بلکہ ہر چور چمار بھی ہے، کیونکہ ہر شخص کم از کم اپنے گھر کا مالک ہوتا ہے

"میں اب امید کرتا ہوں کہ ہمارے فاضل مخاطب، رفعت شان جناب اور شخصیت و وجاہت رسالت مآب ﷺ کو مد نظر رکھ کر حق کے قبول فرمانے میں انکار نہ فرمائیں گے"

حضرت عالمِ ربانی خلف و جانشین اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی مرشد العالم قدس سرہما کی مسکت تقریر کے جواب میں وہابیہ کی عادت کے مطابق جواب ہونا تھا یہی مولوی غنیمت نے کیا، ان کی تقریر کی

خصوصی خصوصیت تھانوی صاحب کی ناپاک تشبیہ، کفری عبارت کو اسلام بنانا تھا، یہی انھوں نے کیا، مگر انکی تقریر کے لفظ لفظ سے انکی بے چارگی ظاہر ہو رہی تھی، انہوں نے اپنی تقریر میں کہا

"کل کے مناظرہ میں ان کتابوں کو تفصیلاً پیش کر چکا ہوں جس سے اختراعی اور فرضی توھین نکلتی ہے، اور اس کے متعلق فواد الفواد اور شرح مواقف پیش کر کے کافی طرح پر ثابت کر چکا ہوں، کہ ایسی فرضی اور اختراعی توہین در حقیقت توہین نہیں ہے"

لیکن بعض احباب کا اصرار ہے کہ جب تک ایسی مثال نہ پیش کی جائیں جیسی مفروضہ حفظ الایمان میں پیش کی گئی ہے ہماری پوری تشفی نہیں ہوگی، اس لئے مزید توضیح کے لئے اس سے بھی صاف مثالیں مسلم الثبوت بزرگان دین کی پیش کر کے حضرات حاضرین کی تشفی کرنا چاہتا ہوں، قبل اس کے میں ان بزرگان دین کا اسم گرامی بتاؤں، اور ان کتابوں کا حوالہ دوں، اور ظاہری الفاظ پر شرک اور توہین کا فتویٰ آسانی سے عوام الناس بقول فاضل مناظر دے سکتے ہیں"

مگر خوبی کی بات یہ ہے کہ حفظ الایمان میں جیسی تشبیہ دی گئی ہے دیوبندی مناظر مولوی غنیمت حسین کی زبان پر نہیں آئی، ان کی پوری تقریر اس تشبیہ سے خالی ہے، حضرت عالم ربانی کے اس اعتراض کا کہ

"حفظ الایمان میں مجانین اور جمیع حیوانات اور بہائم کے لئے علم غیب کا دعویٰ کیا گیا ہے لھٰذا گدھے، اور سور کا علم غیب کسی نص قطعی سے ثابت کیجئے"

حضرت عالم ربانی کی بے مثل تقریر کے سامنے مولوی غنیمت حسین کی بے چارگی بالکل عیاں تھی، اور ان کے طرف داروں کو معلوم ہو گیا تھا کہ، ذلت رسوائی ان کے حصے میں آہی گئی ہے، اس لئے بسکھاروی مولوی صاحبان مولوی وجیہ الدین اور مولانا شفیع کی طرف سے چال چلی گئی اس کو

نوٹ

کے زیر عنوان ملاحظہ کیجئے

مابین فریقین طے ہوا، کہ مولوی غنیمت حسین صاحب کی تقریر مذکورہ بالا کا مولانا احمد اشرف صاحب جواب دیں اور اس کا جواب الجواب مولانا غنیمت حسین صاحب دیں۔

لیکن مولانا غنیمت حسین صاحب کے جواب میں کوئی سوال جواب طلب، مولانا احمد اشرف صاحب سے کیا جائے یا کوئی بات خلاف واقعہ مولانا احمد اشرف صاحب فرمائیں تو اس کے جواب اور تصحیح کا جواب الجواب ختم ہونے کے بعد مولانا احمد اشرف صاحب کو حق حاصل ہوگا، لیکن جواب الجواب کا مفصل و مکمل جواب مولانا احمد اشرف صاحب نہیں دے سکتے۔

حضرت عالم ربانی قدس سرہٗ نے اپنی جوابی تقریر میں مطالب کا جامع احاطہ کرتے ہوئے فرمایا :

"حضرات اس وقت تک یہ آخری تقریر ہمارے فاضل مخاطب نے دربارۂ تحقیقات مولوی اشرف علی صاحب دیر تک قائم رکھی، جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ اگر کسی بادشاہ کا کوئی مداح مدتوں مدح سرائی کرنے میں مصروف رہے، لیکن جس وقت وہ اپنے شہنشاہ کی توہین کرے گا تو کیا مدح سرائی اس کی، اسکو جرم توہین سے بری کردے گی، حاشا و کلا اس کو کوئی عاقل قبول نہیں کر سکتا، اور یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ ہمارے فاضل مخاطب نے اس امر کی تحقیقات میں کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے کس قدر اپنی تصنیفات میں نعت رسالت پناہ بیان کی ہے، یہ ہمارے مبحث سے جدا ہے جس پر ہم اپنی آخری تقریر میں نہایت کافی روشنی ڈالیں گے،

اس وقت یہ عرض ہے کہ کل کے اجلاس میں، میں نے ابتداء میں حفظ الایمان کی عبارت شروع کرنی چاہی، اس وقت ہمارے مخاطب مناظر کا غیر معمولی اصرار خواہ مخواہ

پہلے براہین قاطعہ سے شروع کرو

نیز بعد ردوکد کے جب مجھے اجازت ملی کہ عبارت حفظ الایمان پڑھوں تو اس کو پڑھنے اور اس پر مختصر لفظوں میں اعتراض کرنے کے بعد ہمارے مخاطب مناظر کا یہ بے جا اصرار کہ اسی وقت سب اعتراضوں کو جو جمیع کتب کفریہ پر ہیں ختم کیجئے،

مجھے حیرت میں ڈالے تھا کہ خلاف آداب مناظرہ یہ بے جا اصرار کیا تھا، مگر جب پوری تقریر مخاطب مناظر کی سنی تو حیرت جاتی رہی، اور معلوم ہو گیا، کہ درحقیقت حفظ الایمان جس کو خفظ الایمان کہئیے کچھ ایسی ہی کہ صرف آج بلکہ کبھی بھی ہمارے اعتراضات کا جو اس پر صراحۃً وارد ہیں، جواب نہیں ہو سکتا"

مولوی غنیمت حسین کا فرار اور شاہ شفیع کی چال :

حضرت عالم ربانی قدس سرہٗ کی یہ مبارک مدلل بدلائل قاہرہ تقریر ایمان افروز باسٹھ صفحات کو محیط ہے، اس میں سے صرف چودہ صفحات میں محفوظ تقریر ہو پائی، آخر وہی ہوا جو حضرت عالم ربانی نے باربار فرمایا کہ

یہ فاضل مخاطب مناظر کی آخری تقریر ہے،

اور نیز یہ بھی مکرر ارشاد فرمایا کہ

فاضل مخاطب مناظر کے سامنے میری یہ آخری تقریر ہے،

دیوبندی وہابی مناظر، مولوی غنیمت حسین نے راہ فرار پسند فرمائی،

جب حضرت عالم ربانی قدس سرہ' اس قدر تقریر فرما چکے تو مولانا غنیمت حسین صاحب نے اپنی کسی ضرورت سے بھاگل پور وغیرہ جانے کا عذر کر کے مناظرہ کو

گیارہ نومبر تک ملتوی کرنے کی درخواست کی

چنانچہ مناظرہ

یوم پنجشنبہ مطابق ۲۹ر صفر المظفر ۱۱ر نومبر تک کے لئے ملتوی ہوا

مولوی غنیمت حسین صاحب تو روانہ ہو گئے، مگر ان کی سراسیمگی اور پریشانی ان کے فریق کو خوب معلوم تھی اور وہ جانتا تھا، کہ مولوی غنیمت حسین کا حیلہ حوالہ اور مناظرہ چھوڑ کر چلا جانا ان کی کمزوری اور مجبوری کی بدولت ہے، لہذا وہ تاریخ معیّن پر نہ آسکیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ۱۱ر نومبر تک مولوی غنیمت حسین نہیں آئے، اس وقت وہابیہ نے ان کے فرار پر پردہ ڈالنے کے لئے مناظرے میں مزید التواء کی کارروائی ضروری سمجھی، مگر چال یہ کی کہ

مفت کرم نواشتن و کار بر آوردن

کے طریقے پر مناظرہ ٹالنے کا احسان حضرت عالم ربانی کے سر پر رکھنا چاہا، مگر ان کی یہ تدبیر نہ چلی حضرت نے مزید التواء پر رضامندی نہیں دی، آخر وہابیہ کا مکر کھل گیا، اہل مکر و فریب کے رستم دوراں شاہ محمد شفیع (مؤلف اظہار اشرفی)

نے حضرت عالم ربانی کو درج ذیل خط تحریر کیا تھا۔

"اعزمحترم مولوی احمد اشرف صاحب.................. سلام مسنون

میں نے سنا ہے کہ نصیب اعداء، شاکرہ سلمہا کی طبیعت علیل ہے، ایسی حالت تردد و انتشار میں آپ پسند کریں گے کہ گیارہ ۱۱ر نومبر ۲۰ء سے مناظرہ پھر شروع کیا جائے۔

آپ نے بریلی کسی کو بھیجا تھا اور وہاں سے کون صاحب تشریف لائیں گے، مولوی احسان اللہ بھی میرٹھ گئے ہوئے ہیں، تقریر کون لکھے گا؟ اگر کل آپ نہ آسکتے ہوں تو جواب سے مطلع فرمائیے، تاکہ مولوی غنیمت حسین صاحب وغیرہ اکبر پور روک دیے جائیں، اور دوسری تاریخ مناظرہ کے لئے مقرر کر دی جائے تاکہ اطمینان سے سب باتیں طے ہو جائیں۔

میرا ابھی مقدمہ ۱۱ر نومبر ۲۰ء کو فیض آباد میں ہے، اور بارہ نومبر کو میں آجاؤں گا"

محمد شفیع از درگاہ شریف ۱۰ر نومبر ۱۹۲۰ء

اس خط سے صاف ظاہر ہے کہ شاہ محمد شفیع اپنے وہابی مناظر کی حمایت میں کس قدر تدبیر سے کام لیتے ہیں اور اس کے عجز و فرار کی آبرو رکھنے کو کس چال کے ساتھ حضرت عالم ربانی کے سر احسان رکھتے ہیں، مدعا تو یہ ہے کہ کسی طرح مناظرہ ملتوی ہو اور مولوی غنیمت حسین صاحب کی طرف تاریخ پر نہ پہونچنے کا الزام نہ آئے

حضرت عظیم البرکتہ عالم ربانی علیہ الرحمہ نے شاہ شفیع کو جواب تحریر فرمایا،

" نور چشمی کی بیماری روبہ صحت ہے، اور بعونہٖ تعالیٰ کوئی انتشار نہیں ہے، کتابت کا کام جسے پسند فرمایئے گا تو اسی وقت کوئی تجویز ہو جائیگا، حضرات علمائے اہل سنت و جماعت دامت برکاتہم آج سے کل تک دور، دور سے آئیں گے،

لھٰذا تاریخ بڑھانے میں حرج عظیم نا قابل برداشت ہے،

پھر مولوی غنیمت صاحب بھی بخرچ کثیر آئیں گے، ان کو روکدینا بھی نامناسب ہے، بہر حال کل کی تاریخ میں مناظرہ ضرور ہو، میرے لئے کوئی امر مانع نہیں ہے"

مولوی غنیمت حسین کے فرار پر دستخط :

حضرت عظیم البرکتہ عالم ربانی ہادی امت قدس سرہ کے خط نے وہابیہ کے مکروکید کو نہ چلنے دیا، اور ان کے حوصلے پست ہوگئے، اور ۱۱- نومبر ۱۹۲۰ء کو حضرت عالم ربانی مولانا صاحب قبلہ حسب قرارداد مقام مناظرہ پر تشریف لے گئے، سامعین پھر سب جمع ہوئے، لیکن مولوی غنیمت حسین کا پتا نہ تھا، پتا بھی کیوں ہوتا وہابیہ کے چہرے کالے پڑگئے، مگر طرفداری عجیب چیز ہے، پھر بھی مہلت کی درخواستیں ہوئیں، اور بجز اس کے اور کوئی چارۂ کار نہ تھا، آخر کار مولوی غنیمت کے ہوا خواہوں کی درخواست پر دو روز انتظار کے لئے بڑھا کر ۱۳- نومبر- باتفاق حاضرین مناظرے کے لئے مقرر کی گئی۔ اور حضرت عالم ربانی ۱۳ر نومبر کو بھی تشریف لے گئے، لیکن اس تاریخ میں بھی وہابی مناظر حفظ الایمان کی کفری عبارت کو اسلامی عبارت ثابت کرنے کا علم اٹھانے والے کا پتانہ تھا۔ جس سے مجمع نے نتیجہ نکالا گیا کہ

"مولوی غنیمت حسین صاحب مناظرہ کی تاب مقابلہ نہیں رکھتے"

لہذا مولوی غنیمت کا فرار اور حضرت عالم ربانی کی فتح و نصرت آشکار ہوگئی، وہابی مناظر کے مریدوں اور طرفداروں نے بھی جو ان کے عجز کو دیکھ چکے تھے، اس مضمون کی دستخطی تحریر دی جس پر حاضرین نے بھی دستخط کئے،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ مناظرہ، ۱۱ر نومبر مقرر تھی، اس روز مولوی غنیمت حسین صاحب تشریف نہ لائے اور مولانا احمد اشرف صاحب تشریف لائے،

مولوی غنیمت حسین صاحب کے ساتھیوں سے معلوم ہوا کہ وہ مقام تبور سے اکبر پور کا ٹکٹ لیکر

ہمارے ساتھ جمال پور تک آئے، وہاں ایک شخص آئے اور انھوں نے کچھ حالات بیان کئے، اس وجہ سے مولوی صاحب موصوف گاڑی سے اتر گئے اور ہم لوگوں سے کہا، کہ تم لوگ چلو ہم جلد آتے ہیں ۔ یہ بیان عبد اللطیف عرف بوٹن کا ہے، ان کے ساتھیوں اصغر علی صاحب نے اس بیان کی تائید کی، چنانچہ متحرک شاہ محمد شفیع صاحب وبہ تائید جمیع حاضرین جلسہ ۱۱ر نومبر کو یہ بات طے پائی کہ مولوی غنیمت حسین کے انتظار کے لئے ۱۳ر نومبر مقرر کی جائے۔

چنانچہ آج ۱۳ر نومبر کو بھی مولوی غنیمت حسین صاحب تشریف نہیں لائے

سید وجیہ الدین بقلم خود"

مناظرہ کچھوچھا مقدسہ کا نتیجہ :

مولوی غنیمت حسین کے قلم سے،

مناظرہ سے فرار کر کے مولوی غنیمت حسین اپنے دل میں مولوی اشرف علی تھانوی کی طرف سے کیا خیال لے کر گئے، یہ ان کے خط سے معلوم ہوگا، اور وہ بے ادبی اور توہین جس کو مفروضہ اور مخترع ثابت کرنے کے لئے انھوں نے طول طویل تقریر کی تھی، اس کے بارے میں خود تھانوی صاحب کو لکھدیا کہ

"موہم سوءِ ادب کی وجہ سے ایسی مثال نہ لکھنا تھا۔"

مولوی غنیمت حسین صاحب کا اب وہ خط پڑھئے جسے بکمال شرم وحیاء تھانوی صاحب نے اپنے رسالہ میں چھپوایا۔

تھانوی صاحب کے نام مولوی غنیمت حسین کا خط :

بھاگلپور کے اطراف میں تھوڑے دنوں سے فتنۂ عظیم برپا ہے، کہ لڑکیاں بالغہ اپنے بالغ شوہروں سے علیٰحدہ ہیں، کھانا، پینا، سلام وکلام، آنا جانا تمام تعلقات اسلامی متروک ہیں ایک دوسرے کو کافر سمجھتا ہے،

واقعہ یوں ہے کہ مولوی کچھوچھوی کے مریدین اور وہ آپ حضرات کی تکفیر کرتے ہیں، اور تھوڑے حضرات جو اس فقیر کے معتقد ہیں وہ مسلمان اور مقدس سمجھتے ہیں، ان کا اختلاف مولوی صاحب کی بدولت اس حد تک پہونچا جس کا اوپر ذکر ہوا، حالانکہ فقیر اور وہ نسبتاً مذہباً مشرباً ایک ہیں، مگر مجبوراً ان کے دعویٰ کے خلاف اعلان کرنا پڑا، اور

کچھوچھا میں مناظرہ ہوا، پھر ہوگا، اور ۲۶ر اکتوبر سے ۲۸ر اکتوبر تک آپ کے رسالہ حفظ الایمان کے متعلق گفتگو ہوئی، مولوی صاحب نے بضرورت مہلت لی اب پھر ۱۱ر نومبر سے گفتگو ہوگی۔

حالانکہ یہ موقع اور وقت ایسے مناظروں کا نہیں ہے، الضرورۃ تبیح المحظورات اب چند باتیں دریافت طلب ہیں جواب سے جلد سرفراز فرمایئے۔ مجھے تاریخ سے پہلے کچھوچھہ شریف میں حاضر ہونا ہے۔

(ا) زید مسلمان ہے، اور آنحضرت ﷺ کو بالواسطہ عالم الغیب کہتا ہے، اور جناب نے اس کے قول کی تشقیق اس طرح کی، کہ علم غیب سے بعض غیوب مقصود ہیں، یا کل، اگر بعض ہے تو ایسا علم ہر صبی مجنوں وغیرہ کو بھی حاصل ہے،

اب گذارش ہے کہ

اولاً۔ زید جبکہ مسلمان ہے تو اسی علم غیب کا انتساب آں حضرت ﷺ کی طرف کرے گا جو آپ کی رفعت شان کے مناسب ہو،

ثانیاً۔ جبکہ علم کا اطلاق، بہائم اور انعام پر نہیں آتا، تو علم غیب کا اطلاق بدرجۂ اولیٰ نہیں آئیگا، اور مجازاً آتا بھی ہو تو اس مقام پر موہم سوءادب کی وجہ سے ایسی مثال نہ لکھنا تھا

ثالثاً۔ جناب کی جس عبارت کی وجہ سے ایک جماعت امت مرحومہ کی ابتلاء میں پڑ کر فقد باء احدھما کی وعید سے پامال ہو کر تباہ و برباد ہو رہی ہے، کیا آپ جیسے علمائے حقانی کا یہ فرض نہیں ہے، کہ اس تباہی و بربادی سے بچائیں۔ ہے ضرور ہے۔ تو پھر

کیوں نہیں جناب اس عبارت حفظ الایمان کو نکال کر دوسری عبارت جو مناسب ہو درج فرما کر اخباروں میں مشتہر فرمائیں۔

میرے خیال ناقص میں یہ کام آپ ہی جیسے علماء حقانی کا ہے، اور اس سے آپ کی بے نفسیٔ اعلیٰ درجہ کی اور اسلامی ہمدردی پر کافی روشنی پڑے گی۔

اگر مجھ سے کوئی گستاخی عریضہ میں ہوئی ہو تو اسلامی ہمدردی تصور فرما کر معاف فرمائیں، اور جلد جواب ذیل کے پتا پر ارقام فرمائیں والسلام (۱)

مولوی وجیہ الدین اور مولوی شفیع کا حفظ الایمان کی تائید پر اصرار :

مولوی غنیمت حسین صاحب تو حفظ الایمان کی عبارت خبیثہ کی کھلی ہوئی ذلت و رسوائی دیکھ کر حیلہ و بہانہ کے پردہ میں مستور ہو گئے، مگر مولوی وجیہ الدین صاحب اور مولوی شفیع صاحب کے دل سے تھانوی صاحب اور ان کی حفظ الایمان کی طرفداری کا خیال بد، نہ جانا تھا اور نہ گیا، یہ دونوں تھانوی صاحب کی کفری

(۱) ماہنامہ الامداد تھانہ بھون رجب ۱۳۳۹ ہجری صفحہ ۲۵/۲۶

عبارت کو اسلام بنانے کی ناپاک سعی میں مصروف ہوئے، اور ۱۳/ نومبر کو مولوی غنیمت حسین کو برآمد کرنے کے بجائے پاٹا نالہ لکھنؤ سے مولوی عبدالشکور کو برآمد کیا، اور مناظر کی حیثیت سے پیش کیا، حضرت عالم ربانی نے فرمایا مناظرہ ہوگا، مگر مولوی غنیمت حسین صاحب سے اگر آپ لوگ مولوی عبدالشکور کو مناظر کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں، تو نور چشم مولانا سید محمد محدث ان سے مناظرہ کریں گے،

مولوی عبدالشکور کاکوروی جن کو زیادہ بولنے کی عادت تھی مناظرہ کے آخر دن سر جھکائے بیٹھے رہے، صرف انھیں پر کیا منحصر تھا، تمام وہابیہ حیرت و شرمندگی میں تھے، مولوی شفیع بسکھاروی بھی جنھوں نے بیچ بیچ میں بولنے کی حرکت قبیحہ بار بار کی تھی، شرمندہ و سرنگوں تھے اور ساری چوکڑی بھول چکے تھے، مگر وہابیت بھی کیسی جو کذب و افتراء کو ناجائز رکھے، وہ ہمیشہ یہی کہتے رہے اور پندرہ برسوں کے بعد اظہار اشرفی افترائی میں رونا روئے کہ

"دیار و امصار میں مجھ کو وہابی لکھا جاتا ہے"

تو وہابیت کی کوئی اور سینگ ہوتی ہے، جس سے اس کی پہچان ہوتی ہے؟ مولوی وجیہ الدین کے فرزند چہارم حکیم عبدالحی صاحب بھی والد کی روش پر رہے اور علماء دیوبند کی برات میں لکھی گئی کتاب

برأۃ الابرار

میں علمائے وہابیہ، رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد اور تھانوی کی مدح میں اپنے والد سے بڑھ کر کلمات مدحیہ لکھے۔

مذہب اہل سنت کی ترویج اور عقائد وہابیہ کی تردید :

اعلیٰ حضرت محبوبِ ربانی مرشد العالم مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ کی مبارک زندگانی کا ایک اہم کارنامہ عقائد وہابیہ کی سرگرم تردید بھی تھا، ماہنامہ اشرفی کچھوچھا مقدسہ میں مذکور ہوا کہ

"اعلیحضرت شیخ المشائخ سجادہ نشین صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ، باصرار مخلص مریدین ماہ صفر ہی میں اطراف مونگیر کی طرف تشریف لے گئے، اور موضع بھلام میں زیادہ قیام رہا، اس اطراف میں مولوی نذیر حسین دہلوی کی وطنیت کا کافی اثر ہے اور گاؤں گاؤں میں تو ہب کا کم و بیش اثر ہے، اس موقع پر اعلیٰ حضرت قبلہ کی رونق افروزی نے وہابیوں میں ہل چل ڈالدی، مناظرہ کا چیلنج دینے لگے، مگر اس طرح کہ مناظرہ نہو شرائط کے طے ہونے نہونے پر بات ختم ہو جائے، بات یہ ہے کہ مولوی غنیمت حسین صاحب جو اس دیہات میں راجہ ہیں

ترانوے (۹۳) مطالبات اہل سنت سے دبے ہوئے ہیں، اور ان کو اعلیٰ حضرت قبلہ

کے گھرانے کا تلخ تجربہ ہو چکا ہے، لھٰذا اب وہ مناظرہ کے نام سے دلچسپی نہیں رکھ سکتے، پھر بھی اعلیحضرت قبلہ کا خیال ہے کہ اس اطراف میں
علمائے اہلِ سنت کا تبلیغی دورہ جلد ہو،
اس ضرورت کا مقامی مسلمانوں کو احساس ہے، اور وہ جلد کوئی انتظام کرنے والے ہیں، تبلیغ حق کا انتظام فرماکر پھر بلرام پور ضلع مان بھوم کا قصد ہے۔"

چنانچہ علمائے اہل سنت کا تبلیغی دورہ ہوا، اور عقائد حقہ کی ترویج ہوئی اور گاؤں کے گاؤں تائب ہوکر حلقہ اہل سنت میں داخل ہوگئے، بلکہ ان مقامات میں کثیر تعداد میں عقائد حقہ کی تبلیغ کیلئے مبلغ و مناظر پیدا ہوگئے،

دیوبندی وہابیوں کی روش و فکر بھی زمانہ سے نرالی ہے، انھوں نے خلاف عقائد اسلام کتابیں لکھیں، بارگاہ توحید و رسالت میں کھلی گستاخیاں کیں۔ چنانچہ مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان تصنیف کی، جس کے مضامین کی رو سے ان کے اکابر، مشائخ اور اساتذہ کا ضالّ مُضلّ ہونا ثابت ہوا، ان کی خوش دامن حضرت زینب دختر حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی نے ارشاد فرمایا--"اسماعیل گمراہ ہو گیا ہے اس کی تقریر نہ سنا کرو" خانوادہ ولی اللہی کے اکابر اور اجلہ تلامذہ نے مولوی اسماعیل کا روبرو رد کیا، مولانا شاہ فضل رسول بدایونی نے رد میں سرگرمی دکھائی، علامہ فضل حق خیرآبادی نے مناظرہ کرکے راہ فرار پر مجبور فرمایا، مولانا جمال الدین فرنگی محلی نے آرکاٹ مدراس کی ریاست سے فرقۂ وہابیہ کے مبلغ مولوی احمد علی خواہرزادہ سید احمد رائے بریلوی کا اخراج کرایا، سلطنتِ خداداد ریاست حیدرآباد دکن میں مولانا شاہ شجاع الدین نے خارج البلد کرایا، مولانا مفتی مظہر کریم دریاآبادی نے رد کیا۔ حضرات کچھوچھا مقدسہ میں حضرت اشرف الاولیاء مولانا الحاج سید شاہ اشرف حسین صاحب قدس سرہٗ نے تقویۃ الایمانی فتنہ کو دفع فرمایا، حضرت مولانا الامام سید محمد محدث کچھوچھوی نے اتمام حجت ۱۳۳۹ھ میں تحریر فرمایا،

"مدتوں علمائے اہل سنت و جماعت نے ان کے رد کیے، مواخذے کیے، اسماعیل دہلوی سے لیکر اس وقت تک برابر ان کا رد جاری ہے، حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی، حضرت مولانا فضل رسول بدایونی، حضرت مولانا عبد القادر صاحب بدایونی، حضرت مولانا احمد حسن صاحب کانپوری حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی، حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ کانپوری بدایونی، حضرت مولانا عبد الرزاق صاحب فرنگی محلی، حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ رام پوری کی تصانیف عالیہ رد طائفہ وہابیہ دیوبندیہ میں آج بھی مشہور خلائق ہیں،
یہ ہندوستان کے مشتے نمونہ چنداں مقتداؤں کے اسمائے شریفہ ہیں، جن کے خلاف

ملاجی محمد علی مونگیری کچھ کہیں تو محسن کُن کہلائیں، ورنہ یوں تو عرب و عجم کے تمام علماء بلا استثناء اس طائفہ کا رد فرماتے رہتے ہیں، جن کی فہرست کو ایک ضخیم درکار، جنکا استیعاب نہایت دشوار۔"

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ مولوی اسماعیل کا رد حضرت سیدنا الانام مولانا شاہ فضل رسول بدایونی اور ان کے فرزند و جانشین حضرت امام عبد القادر بدایونی قدس سرھما نے سرگرمی سے کیا۔ مؤخر الذکر کے زمانہ میں تعددّ خواتم انبیاء اور تحقّقِ امثال کا مسئلہ مولوی امیر حسن سہسوانی نے پیدا کیا، حضرت امام عبد القادر بدایونی نے ان نظریوں کا رد بلیغ فرمایا، شیخپورہ بدایوں میں مناظرہ فرمایا، اسی مسئلہ میں مولانا نقی علی خاں بریلوی کا مولوی محمد احسن نانوتوی سے معارضہ ہوا، علمائے رام پور کی مدد سے انھوں نے اس فتنہ کو مٹایا، ساڑھے تین سو علماء کا متفقہ فیصلہ اس نظریہ کے خلاف شائع ہوا، اس سلسلہ میں تنبیہ الجہال شائع ہوئی اس میں حضرت شمس العلماء علاّمہ عبد الحق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ بھی شامل ہے۔ مولوی قاسم نانوتوی نے رسالۂ تحذیر الناس لکھ کر مولوی محمد احسن کی تائید کی، رسالہ تحذیر الناس کا علمائے دہلی نے شدید رد فرمایا، مولوی محمد قاسم نانوتوی نے حضرت حاجی شاہ امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کو خط لکھا۔

"اکثر علماء دہلی سوائے مولوی نذیر حسین صاحب فتوی تکفیر ایں ناکارہ دادند، وفتوائے سجل بمواہیر کردہ در اطراف وجوانب بغرض ثبت کردن مواہیر گردانیدند،
اکنوں خبر است کہ آں فتویٰ بہ عرب شریف ہم خواہم رسید وباعث فرستادن رسالہ عرب شریف بمطالعہ مولانا رحمۃ اللہ صاحب سلمہ می دانند کہ بواسطہ مولانا ایں فتویٰ مجلّہ بمواہیر علمائے عرب شریف نیز خواہد شدہ"

دراصل، دہلی میں مولانا شاہ محمد صاحب دہلوی اور ان کے استاذ گرامی مولانا نواب قطب الدین خاں صاحب نے وہابیت و غیر مقلدیت کے مسئلہ میں مولوی نذیر حسین دہلوی کا رد بلیغ فرمایا، مولانا نواب قطب الدین خاں نے مناقب امام اعظم میں رسالہ لکھا، مولوی نذیر حسین وہابی نے معیار الحق میں اس کا رد لکھا، مولانا نواب قطب الدین خاں کے مسائل کی تائید میں قطب الارشاد سرخیل علمائے ریاست رام پور حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین علیہ الرحمہ نے انتصار الحق تحریر فرمایا، بلکہ یہ رسالہ نواب صاحب کے التماس پر سپرد قلم فرمایا، حضرت قطب الارشاد نے مولوی اسماعیل کی بھی تکفیر فرمائی،

حضرت مولانا شاہ محمد صاحب دہلوی، اور مولوی قاسم نانوتوی کے درمیان مناظرہ کی تقریر کے مجموعہ کو علمائے کبار استاذ العلماء مولانا عبید اللہ مکی، صدر المدرسین جامع مسجد بمبئی، حضرت قطب الارشاد رامپوری، حضرت امام اہل سنت امام عبد القادر بدایونی اور علامہ عبد الحیٔ فرنگی محلی کی خدمتوں میں پیش کیا گیا، ان

جب مولوی اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں بارگاہ رسالت مآب میں کھلی توہین کا ارتکاب کیا ،ان کی وہابیت کا پردہ سب سے پہلے حضرت مولانا خواجہ سید عبد الصمد سہسوانی چشتی نظامی علیہ الرحمہ نے کانپور میں اٹھایا، ریاست رام پور میں حضرت مولانا شاہ محمد حسین چشتی صابری الہ آبادی علیہ الرحمہ نے تھانوی صاحب کو پکڑا، ریاست حیدرآباد کے مشائخ وعلماء کبار نے اجتماع کر کے حفظ الایمان کے خلاف احتجاج فرمایا، حضرت استاد زمن مولانا شاہ احمد حسن فاضل کانپوری نے تنزیه الرحمٰن لکھی، علمائے فرنگی محل اور علمائے ریاست رامپور نے وہابیت ودیوبندیت کا رد فرمایا۔

حضرت فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ نے ۱۳۲۳ھ ہجری میں اسی کو علمائے حرمین شریفین کی خدمت میں پیش کر کے سرگرمی سے فتاوے حاصل فرمائے ،انھیں فتاویٰ کا مجموعہ حسام الحرمین ہے ، دیوبندی علماء کب خاموش بیٹھنے والے تھے ،واویلا مچادیا، کہ علماء عرب زبان اردو سے ناواقف ہیں ، فاضل بریلوی نے تلبیس کر کے فتاوے حاصل کئے ہیں اور التصدیقات کے نام سے تلبیس بھرا رسالہ تلخیص کے نام سے چھاپ دیا۔ اس گام پر ضروری تھا، کہ زبان اردو سے واقف علماء ہند سے فتاویٰ حاصل کئے جاتے ،اس کام کو حضرت مولانا حشمت علی خاں ،لکھنوی علیہ الرحمہ نے انجام دیا، موصوف نے علماء ہند سے فتاوے حاصل کئے اور ۱۳۴۵ھ ہجری میں۔ الصوارم الھندیہ۔ کے نام سے مطبع حسنی بریلی سے طباعت کرائی ،اس کی علت غائی مولانا لکھنوی نے خود تحریر فرمائی ،

”برادران دین وملت اخوان اہلِ سنت کی خدمت میں بعد تحیۃ مسنونہ عرض کرتا ہے ،کہ یہ ہندوستان کے علماء اہلسنت کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے ،جس میں ان حضرات نے متفق اللفظ ایک زبان ہو کر کتاب مستطاب

حسام الحرمین شریف

کی تصدیق وتوثیق و تصحیح اور طوائف قادیانیہ ودیوبندیہ وہابیہ قاسمیہ د گنگوہیہ وتھانویہ وانبیٹیہ کی تضلیل و تکفیر و تفضیح و تقبیح فرمائی ہے۔

اس کا مقصود دو امرِ محمود

امر اول :-یہ کہ بعض جہال بکا کرتے ہیں کہ

”یہ تو بریلی ودیوبند کے جھگڑے ہیں، علماء بریلی کے سوا دیوبندیوں کو کوئی کافر نہیں کہتا“

وہ دیکھیں کہ جس قدر علمائے اہلسنت ہیں ،وہ سب دیوبندی گروہ کی تکفیر میں علمائے بریلی سے متفق ہیں،“

مولانا حشمت علی خاں صاحب نے پہلے نمبر پر اپنے مرکز عقیدت دسرکار مارہرہ مطرہ کی ” تصدیق نقل کی ہے دوسرے نمبر پر جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی کے علماء کی تصدیقات ہیں،

تیسرے نمبر پر ” آستانہ کچھوچھا مقدسہ کا فتویٰ“ نقل ہوا ہے ، دراصل یہاں ہی سے علماء و مشائخ اہل سنت کے دیگر

مرکزوں کے فتووں کی نقل شروع ہوتی ہے ، یہ فتویٰ حضرت مولانا مفتی افضل الدین اشرفی کا تحریر فرمایا ہوا ہے ، حسام الحرمین کی تصدیق وتوثیق وتائید کو بالفاظ ذیل تحریر فرمایا،

” علمائے حرمین طیبین نے جو فتویٰ ان کے حق میں صادر فرمایا ہے ،اس کا لفظ لفظ صحیح اور نقطہ نقطہ حق و درست ہے“

حضرت عالم ربانی نے تحریر فرمایا

"نعم الجواب و حبذ التحقيق و بالقبول والاتباع حرى و حقيق "

حضرت محدث صاحب قبلہ نے تحریر فرمایا

"لاريب ان فتاوىٰ علماء الحرمين المحترمين في تكفير هٰئو لاء المذكورين صحيحة "

حضرت مولانا سید شاہ معین الدین اشرف صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ کچھوچھا مقدسہ اور حضرت مولانا سید شاہ محی الدین اشرف ، حضرت مولانا محمد سلیمان اشرفی ، حضرت مولانا سید شاہ حبیب اشرف قدس سرہما نے اپنی اپنی تحریروں میں فتاویٰ حسام الحرمین کی سرگرم تائید و توثیق فرمائی ،ایک بات قابل لحاظ یہ ہے کہ جتنی تعداد میں حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کے وابستگان دامن اشرفی علماء نے فتاویٰ الصوارم الھندیہ پر تائیدی تحریر ثبت فرمائیں وہ ان کا حصہ ہے ،ان کے اسماء یہ ہیں۔

(۵۲) مولانا قاضی احسان الحق نعیمی اشرفی الجلالی مفتی بہرائچ (۵۸) مولانا سید غلام زین العابدین اشرفی الجلالی سہسوانی (۶۴) حضرت صدر العلماء محقق کبیر محدث جلیل مولانا سید غلام جیلانی اشرفی الجلالی محدث میرٹھی (۶۵) حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین اشرفی الجلالی مرادآبادی (۶۶) تاج العلماء حضرت مولانا محمد عمر نعیمی اشرفی الجلالی مرادآبادی (۶۷) حضرت مولانا مفتی عبد الرشید خاں صاحب اشرفی الجلالی (۶۸) استاذ العلماء مفتیٔ اعظم پاکستان علامہ سید ابو البرکات اشرفی الجلالی (۱۷۰) حضرت مولانا محمد امین اشرفی الجلالی بھروی (۱۸۱) حضرت مولانا محمد یوسف صدیق اللہ شاہ اشرفی الجلالی بھروی (۱۱۲) استاذ العلماء حضرت مولانا عبد العزیز خاں اشرفی الجلالی فتحپوری (۱۱۳) استاذ العلماء حضرت مولانا محمد یونس نعیمی اشرفی الجلالی سنبھلی (۱۱۴) علامہ کبیر حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی الجلالی (۱۲۷) حضرت مولانا عبد الغنی اشرفی الجلالی ہزاروی۔

اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ اور آپ کے خلف ارشد حضرت عالم ربانی اور نواسہ اور احفاد گرامی اور آپ کے خانوادۂ مکرم کے عالی قدر حضرات نے عقائد حقہ کی تبلیغ اور عقائد خبیثہ کی تردید پوری قوت سے فرمائی ، فرقہ وہابیہ کا رد کرنے والے علمائے حق کا پورا پورا ساتھ دیا، زبان وقلم سے تائید و توثیق وتصدیق فرمائی ،باطل پسندوں سے ترک موالات فرمایا،اور اپنے حلقۂ ارادت میں ،اس کا پورا پورا نفاذ فرمایا،

اہل باطل سے احقاق حق کے لئے مناظرے کئے، مناظروں میں سنی مناظر کی نصرت کیلئے شرکت فرمائی، کتابیں تصنیف ہوئیں، دوسرے علماء کو تصانیف کی اشاعت کے لئے مالی مدد پہونچائی، ہر ہر گام پر اعلان حق کا فریضہ انجام دیا، حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے حسام الحرمین شائع فرمائی بامعانِ نظر دیکھا جائیگا تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ سب سے پہلے حضرت کچھوچھا مقدسہ سے اس کی سرگرم تائید ہوئی، چنانچہ صفر ۱۳۳۹ ہجری میں دیوبندی مناظر مولوی غنیمت حسین نے جب دعویٰ کیا کہ

" اب میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ حسام الحرمین مؤلفہ مولوی احمد رضا خاں صاحب جس کی صحت پر فاضل مناظر کو اعتماد اور ناز ہے، اور عوام میں شورش پھیلانے کے لئے اسے باربار پیش کرتے ہیں، کہ یہ فتویٰ حرمین شریفین کے علماء کا ہے۔" حالانکہ علمائے حرمین شریفین کے پاس جیسے سوالات بھیجے جائیں گے، اسی کے مطابق جواب آئیگا، یہ نہیں، کہ کسی مصنف کی کتاب سے بعض الفاظ یا عبارتوں کو ادھر اُدھر سے مختلف مقامات سے جمع کر کے استفتیٰ لکھ دیا اور جب جواب تکفیر آیا تو کہنے لگے، یہ مصنف کافر ہے مثال سے اس کی قلعی کھولنا چاہتا ہوں جس پر تمام بہتان جو مولوی اشرف علی صاحب کے ذمہ لگا کر حرمین شریفین زادہم اللہ شرفاء و تعظیماً سے ان کے کفر کا فتویٰ لایا گیا دیکھو حسام الحرمین صفحہ نمبر ۱۰۹

" اور اس فرقۂ وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور شخص اسی گنگوہی کے دم چھلوں میں ہے، جسے اشرف علی تھانوی کہتے ہیں، اس نے ایک چھوٹی سی رسلیا تصنیف کی، کہ چار ورق کی بھی نہیں اس میں تصریح کی کہ

"غیب کی باتوں کا جیسا کہ علم رسول اللہ ﷺ کو ہے ایسا تو ہر بچہ اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور چارپائے کو حاصل ہے، وہ اس کی ملعون عبارت یہ ہے

" آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے، کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اور اگر بعض غیب مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے حاصل ہے"

صاحب حسام الحرمین کی دوسری دیانتداری ملاحظہ ہو، ایک ہی کتاب کی جستہ جستہ عبارت کو مختلف جگہ سے اڑا کر اور اس کا حوالہ دے کر اپنی منشاء کے مطابق ایک عبارت بناتا ہے، اور پھر حرمین شریفین سے فتویٰ حاصل کرتا ہے"

حضرت سیدنا و مرشدنا عالم ربانی محبوب حقانی مولانا الامام العارف سید شاہ احمد اشرف قدس سرہٗ نے حسام الحرمین پر وہابی مناظر کے تمام باطل اعتراضوں کو رد کیا اور انہیں کے حوالے سے حضرات علمائے حرمین

محترمین کے فتویٰ تکفیر کو صحیح و درست ثابت فرمادیا، اور فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی صحیح عبارت فہمی کی تائید فرمائی آپ نے ارشاد فرمایا،

"فاضل مناظر نے حسام الحرمین یعنی مجموعۂ فتویٰ علمائے مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ زادھما اللّٰہ شرفاً تعظیماً کے متعلق بھی کچھ فرمایا ہے، اس مبحث کو غور سے سنئے کہ بحمد اللہ اسی مبحث پر مناظرہ کا خاتمہ ہو گیا ہے، اور نصرت اہل سنت و جماعت کا پھریرا اڑایا ہے، مخاطب مناظر کہتے ہیں، کہ علمائے حرمین نے جو کچھ جواب دیا، وہ سوال کا جواب ہے، جیسا ان سے سوال کیا گیا، ویسا ہی جواب دیا اور چونکہ سوال میں قطع و برید سے کام لیا گیا ہے لہذا یہ جواب حق ہے، مگر تکفیر تھانوی صاحب کی اس سے نہیں نکلتی، بلکہ سوال کی عبارت جس پر تکفیر کی گئی ہے جو کہے گا، اس پر حکم کفر دیا جائیگا، الحمد اللہ مناظرہ دو لفظوں میں ختم ہو گیا،

ایک یہ کہ سوال کو دیکھیں، کہ آخر کون سی عبارت نقل کی گئی ہے دوسرے یہ کہ یہ عبارت بعینہٖ حفظ الایمان کی ہے یا نہیں؟ جہاں یہ دونوں طے ہو گئیں، تھانوی صاحب کی تکفیر کا فتویٰ حق ہو جائیگا،

اب پہلے سوال کی عبارت دیکھئے، جس کو مخاطب مناظر نے نقل کرایا ہے اس عبارت حسام الحرمین میں دو باتیں ہیں ایک وہ امر جو عبارت حفظ الایمان سے فاضل بریلوی نے سمجھا اور دوسری اس کی عبارت، آپ کے سامنے حفظ الایمان حاضر ہے، بتایئے کہ نقل عبارت، حفظ الایمان کی پوری اور صحیح ہے یا نہیں، حفظ الایمان کو اس عبارت سے ملانا ---الحمد اللہ کہ یہ روشن ہو گیا کہ عبارت حفظ الایمان پوری پوری صحیح نقل کی ہے اور حضرت فاضل بریلوی مدظلہ نے اس عبارت کا ماحصل جو لکھا ہے، وہ بالفرض کفر ض المحالات العقلیہ صحیح نہیں ہے۔ لیکن فاضل مناظر بتائیں کہ اگر ان سے کوئی کہے کہ زید خدا کے دو ہونے کی تصریح کرتا ہے، چنانچہ اس کی عبارت یہ ہے کہ سوائے خدا کے کسی کو نہ پوجو تو زید پر کیا حکم ہے، اس وقت کیا جواب دیجئے گا؟ کیا کہیئے گا کہ زید کافر ہے یا کہیئے گا کہ اے بے وقوف خدا کے سوا کسی کو نہ پوجو اس سے خدا ہونا دو کیسے نکلا؟

تو اب انصاف سے فرمایئے! بتایئے، کہ جب حفظ الایمان کی عبارت نقل کرائی گئی تو اس کا نتیجہ سائل نے جو سمجھا ہے، اگر غلط ہوتا تو علماء کرام یوں جواب دیتے، کہ خود عبارت کو نہیں سمجھا، مگر یہ جواب نہ دیا بلکہ یہی فرمایا کہ

"تھانوی کافر ہے، اور جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے کافر ہے"

فاضل مناظر سچ سچ کہیں کہ ان کے اقرار کے مطابق تھانوی کی تکفیر کا فتویٰ علمائے

حرمین محترمین کا کہنا ٹھیک اور درست ہے اور بے شک تھانوی کافر ہے، اور بے شک اس کی عبارت کا وہی مطلب ہے جو حضرت فاضل بریلوی مدظلہ نے سمجھا ہے،

فاضل مناظر نے اس کے بعد حسام الحرمین پر دوسرا اعتراض حجم تقریر کی بڑھانے کے لئے کیا ہے، اور بتایا ہے کہ تحذیر الناس کی مختلف جگہ کی عبارتیں ایک ساتھ نقل کی گئی ہے ہم کہتے ہیں کہ حبك الشئی يعمی و يعم دیوبندیوں کی محبت نے آپ کو دیدۂ ودانستہ حق نہ ماننے پر مجبور کر دیا ہے یہ ٹھیک ہے کہ عبارتیں مختلف جگھوں کی ہیں، مگر ہر عبارت مستقل کفر ہے،

(۱) حضور کے زمانہ میں دوسرا نبی ہونے کو جائز بتانا علیحٰدہ کفر ہے،

(۲) اور بعد زمانۂ نبوی دوسرا نبی ہونے کو جائز قرار دینا دوسرا کفر ہے،

(۳) اور عقیدہ ختم نبوت زمانی کو نا قابل مدح اور خیال عام بتانا تیسرا کفر ہے۔

یہ نہیں کہ ان مختلف عبارتوں کو ملا کر ایک کفر تجویز کیا گیا ہے،

بر خلاف اس کے کہ آپ اپنی المہند اٹھایئے، جس کا دوسرا نام التصدیقات ہے اور دکھا دیجئے کہ تھانوی صاحب کی اصل عبارت بے کم وکاست نقل کی گئی ہے یا اپنی طرف سے کفر پر پردہ پڑے رہنے کو دوسرے لفظوں میں عبارت کو ظاہر کیا ہے، اسی سے دیانتداری اور بے دینی کا پتا چل جائے گا، پھر بھی علمائے حرمین کی عبارتوں کا خلاصہ لکھا، نیز محقق طور پر معلوم ہوا کہ یہ عبارتیں من گڑھت ہیں،

اگر فیصلہ کا مدار اسی پر رکھ دیا جائے تو ہم تیار ہیں کہ بریلی سے ہم اصل فتاویٰ علمائے حرمین طیبین کی زیارت کرا دیں،

اسی طرح آپ المہند کے مضامین کی تصدیق کرا دیں جو کامیاب ہو وہ حق کہتا ہے، اگر میں المہند کی حقیقت کھولوں تو بڑا طول ہو، مگر ایسی مختتم بات کہدی گئی ہے جس کے جواب میں کسی امر کی حاجت نہ رہی

آخری فیصلہ کن مناظرہ لاہور :

امت میں اختلاف عقائد کے حوالے سے کفری عقائد کا ناسور جس انداز سے دیوبندی علماء نے پھیلایا، اس کے علاج کے لئے لاہور میں وابستگان اعلیحضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ' حضرت علامہ سید ابو الحسنات اشرفی الجیلانی، مفتی اعظم پاکستان شیخ العصر برکۃ الدہر علامہ اجل سید ابو البرکات اشرفی الجیلانی، امیر و شیخ الحدیث دار العلوم حزب الاحناف لاہور نے آخری فیصلہ کن مناظرہ کا اہتمام کرایا، جس میں لاہور تک آنے جانے کے لئے تھانوی صاحب کے لئے ریل میں خصوصی انتظام کیا گیا، مگر ان کو نہ آنا تھا اور نہ

آئے، اس عظیم الشان مناظرہ میں ضعف ونقاہت وکبر سنی کے باوجود اعلیحضرت مرشد العالم قدس سرہٗ نے شرکت فرمائی، اعلان حق کے لئے جد وجہد کی ایسی مثال ملنی مشکل ہے۔

وہابیت پر تحریری نقد :

حضور پر نور اعلیٰ حضرت قدسی منزلت محبوبِ ربانی قدس سرہ کے حقائق نگار قلم نے نگارش فرمائی۔

"جذبات صداقت پر حملہ آور قوم پیدا ہوئی جس کا کبھی خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا، کلمۂ طیبہ پڑھ پڑھ کر اسلامی تنظیم واجتماع کے خلاف خروج بغاوت کا مادہ پیدا ہوا اور اس قدر پھیلا کہ جس کی داستان غم برسوں میں ختم ہو گی، ابھی کم وبیش سو برس کی بات ہے کہ "نجد" کے مشہور جنوں خیز ملک میں ابن عبد الوہاب نے "توہب" کی بنیاد رکھی اور دیکھتے دیکھتے اس کا اثر ہندوستان میں پھیل گیا، دہلی میں اس کا تخم لگایا گیا، اور اس کی پرورش اس شان کی گئی کہ اس کے ثمرات کی تجارت اب اعلانیہ دیوبند میں ہو رہی ہے، اس کی شرک فروشی اور بدعت نویسی کا یہ حال ہے کہ ماتھے پر قشقہ لگانے کی پرستش، ممبر رسول پر مشرک کو بیٹھانے اور قرآن اور رمائن کو برابر رکھ کر گشت کرانے، کمیٹی کے پنڈال سجانے پر ان کی زبانیں گونگی اور قوت ناطقہ معدوم ہو جاتی ہے، مگر میلاد شریف، فاتحہ عرس کے خلاف زہر اگلنے کے لئے ہر وقت کمربستہ رہتے ہیں، زمانہ رسالت سے لیکر آج تک سب مشرک ہو جائیں، ان کی بلا سے اگر ان کے فرقہ کا شکم بھر رہا ہے۔ مصرعہ

بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہو گا؟

چنانچہ دربار رسالت میں سڑی سڑی گالیاں اور دربار الوہیت میں شرمناک منہ زوریاں دکھا کر کفرستان ہند شیخ وامام یا یوں کہو کہ کفر جہنم کے صدر نشین بن گئے، اور ہزاروں ذلتوں اور رسوائیوں کے باوجود توفیق توبہ میسر نہ ہوئی، نہ اس قاعدے کو بدلا، کہ جو ان کو مانے وہ مسلمان ورنہ مشرک وبدعتی ہے، ان جنت ودوزخ کے ادعائی ٹھیکیداروں کو دیکھ کر قادیان میں بھی ایک شخص کو بلند پروازی کی سوجھی، اور وہابیوں نے مسئلہ امکان نظیر میں جو کمائی دکھائی تھی، اس کو وہ لے دوڑا اور نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا، دوسری طرف چکڑالوی نے سر اٹھایا، اور اتباع النبی ﷺ سے انکار کر دیا، کچھ لوگ وہابیت کے ساتھ تقلید پر بدلگامیاں دکھانے لگے، غرض ایک اندھیر مچ گیا، اور شور وغل اس قدر بڑھ گیا کہ اعلان حق کی آواز کا امتیاز دشوار ہو گیا، اسلام کے اس نازک وقت میں علماء کرام، علمبرداران شریعت کے لئے جائز نہ تھا کہ وہ اس کے دفاع سے غفلت برتیں، اور اس تہلکہ کو نذر نفاق کر دیں۔ بلکہ واقعات کی نشو ونما اس انداز پر تھی کہ ائمہ شریعت وحاملان دین کی ذمہ داری اس طرف بڑھ گئی تھی، اور اس وجہ سے اور زیادہ بڑھ گئی، کہ مسلمانوں کے پانچوں صفات حمیدہ کا تو بالکل

فقدان ہو گیا تھا، اسی لئے اعلان حق کی جرأت ہونا درکنار اس کی طرف سے غفلت بلکہ معاذاللہ نفرت سی آگئی تھی اور دردمندان اسلام کو کلمۃ الحق کہنا دشوار ہو گیا تھا کہ خداوند قدوس نے ہماری حالتوں پر رحم فرمایا جس نے اسلام کوان منٹ قانون قرار دیا ہے چنانچہ ہندوستانیوں نے دیکھا کہ

بدایوں میں

حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور رامپور میں

حضرت مولانا ارشاد حسین رحمۃ اللہ علیہ

اور فرنگی محل لکھنؤ میں

حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب وغیرہ وغیرہ

اور سرزمین بریلی پر

ایک حق گو حق پرست اور حق شناس ہستی تھی جس نے بلاخوف لومۃ لائم، اعلانِ حق کے میدان میں قدم رکھدیا اور قدم کے تفرقوں سے بے پرواہ ہو کر اپنی شانِ امامت وتجدید کو عرب وعجم پر روشن کر دیا، جس کی عظمت کے سامنے اعداء دین کے کلیجے تھرا تے تھے، میرا اشارہ اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت مجدد مأۃ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہے۔

باب ۱۱

دینی ملی تنظیموں کی سرپرستی، اجتماعوں کی صدارت

حضور پرنور اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء، محبوب ربانی مرشد العالم قدس سرہ نے اپنے آبائے گرامی مرتبت کی طرح اپنے دور کی دینی وملی تنظیموں کی بھرپور اور خصوصی سرپرستی فرمائی، چنانچہ جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کی روداد یں حضور پرنور اور حضور کے یگانہ روزگار فرزند عالی مرتبت اور نادرۂ عصر نواسہ حضرت محدث صاحب قبلہ کی تائید وسرپرستی کے اعتراف وتشکر سے لبریز ہیں، مرکزی انجمن دعوت تبلیغ الاسلام انبالہ پنجاب کی رپورٹیں، اور کل ہند بزم صوفیاء کے ریکارڈوں کے صفحات بھرے ہوئے ہیں۔ حضور پرنور اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء قدس سرہ کی ذات گرامی خود ایک اعلیٰ وعالی انجمن تھی، آپ نے سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کے متوسلین کو مجتمع فرمانے کے لئے جمعیۃ الاشرفیہ بھی قائم کروائی۔ اس کی کارگذاریوں سے مجلّہ ماہنامہ اشرفی کچھوچھا مقدسہ کے مبارک صفحات سرسبز وشاداب ہیں۔

حضور پرنور اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی مرشد العالم قدس سرہ کے مریدین میں بھی کثرت سے ایسے اشخاص وافراد موجود تھے۔ جن کی ذاتیں روشن انجموں سے بڑھ کر تھیں، ان کے کارناموں کا بیان تفصیلی کتابوں کا طالب ہے۔ یہ ستائش ومدح کے سوا تاریخی حقائق ہیں، حضور پرنور اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء محبوب

ربانی مرشد العالم قدس سرہ کے انھیں مریدین علماء میں حضرت صدر الافاضل مولانا الحکیم نعیم الدین صاحب اشرفی الجلالی کی ذات گرامی بھی بہت ہی بلند وبالا تھی، ان کی نگاہِ عمیق نے ملاحظہ فرمایا، کہ مسئلہ اذان ثانی جمعہ کے مسئلہ کی وجہ سے علمائے رام پور اور بدایوں اور بریلی اور مسئلہ ترک موالات تحریک خلافت کی وجہ سے فرنگی محل، اور بدایوں، الہ آباد کی اجتماعی قوت بکھر چکی ہے اور اہل سنت وجماعت کا سواد اعظم عضو معطل سا ہو گیا ہے، چنانچہ انھوں نے اپنے پیر و مرشد اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء کی دعائے مستجاب کی برکتوں کے سائے میں ۱۳۴۱ھ میں ایک مرکزی تنظیم کی بنیاد ڈالی اور جمعیۃ العالیہ سنی کانفرنس نام رکھا، یہ ایک تاریخی صداقت ہے کہ حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کے گرداگرد جس طرح وابستگان سلسلۂ عالیہ اشرفیہ حضرت کچھوچھا مقدسہ نصرت واعانت پہ کمر بستہ تھے اسی قدر سلسلۂ عالیہ برکاتیہ رضویہ کے بعض ذمہ دار عمائد رنج والم کا باعث اور جمعیۃ العالیہ کی تخریب وبیخ کنی پر مستعد تھے، مگر لواء اشرفیت کا علمبردار ایسا کوتاہ قد نہ تھا، کہ اسکے مضبوط و مستحکم ہاتھوں کو کوئی جھٹک کر، لواء خدمت اسلام کو سرنگوں کر دیتا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، ۱۳۴۳ھ کے شعبان میں جمعیۃ العالیہ سنی کانفرنس کی پہلی کانفرنس مرادآباد کی سرزمین پر منعقد ہوئی، اس کی شان و شوکت کا بیان حضرت محدث صاحب قبلہ قدس سرہ کے مؤثر قلم نے محفوظ کر دیا تھا۔

"یہ کانفرنس کسطرح شروع ہو کر ختم ہوئی، اسکے متعلق بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے، کہ مجموعی حیثیت سے ہندوستان میں قومی قوت سے اس درجہ شاندار جلسہ کی مثال نہیں مل سکتی۔

وہ حضرات جن کے سامنے ہندوستان کا مشرق ومغرب ہے، اور جنھوں نے ایسے جلسے دیکھے ہیں، جنکا ذکرہ بھی ہم لوگوں کو عجیب معلوم ہوتا ہے، ان کا بیان ہے کہ اس قدر منتظم باقاعدہ و پر شوکت جلسہ کبھی نظر سے میں گذرا اور نہ شرکت سے پہلے گمان تھا، کہ کانفرنس کا افتتاح اس شان و شوکت سے ہوگا—بعض حضرات اس نظام کو دیکھ کر بے ساختہ کہہ اٹھے کہ

اس کو ملکوتی نظام کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

جمعیۃ العالیہ سنی کانفرنس :

آل سنی کانفرنس کے اجلاس کس طرح شروع ہوئے اور کس طرح انجام پذیر ہوئے، اس نے کیسی خیر وبرکت پائی، اور خیر برکت کی یاد قائم کی، اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ نے کن دلی تمناؤں کے ساتھ کانفرنس کو اپنی شرکت سے سرفراز فرمایا۔ ان کا بیان تو اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء کے خطبۂ صدارت سے معلوم ہوگا۔ اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء قدس سرہ کے شاندار عدیم النظیر استقبال اور کانفرنس

کی اہمیت وانفرادیت کے متعلق حضرت محدث صاحب قبلہ نے تحریر فرمایا،

"ہندوستان بھر کے اہل سنت وجماعت کا شاندار اجتماع، اسلامی ہند کا واحد نمائندہ جلسہ، شوکت اہل سنت کا افتتاحی مظاہرہ، سنیوں کے لئے کئی صدی کے بعد ایک ہی زریں موقع، خالص سنیوں کا ایوان اقتدار وہ آل انڈیا سنی کانفرنس ہے، جس کا پہلا اجلاس شہر مرادآباد میں ہوا۔"

اس کانفرنس کا وجود ان جذبات عالیہ واحساسات مقدسہ کا نتیجہ ہے، جو عرصہ سے ہر سنی مسلمان کے دل میں چٹکیاں لیتے تھے، اور جس کو اس تفرق وتشتت کا ماتم کہو، جس نے اغیار کو ہماری غفلتوں سے نفع اٹھانے کا موقع دیا تھا، کفرستان ہند میں ایک طرف زرکشی وشہرت پسندی کے لئے فرقہ بندی کی ہوس اور توہب پرستی، اور ادعاء نبوت والوہیت کی بدولت وہابیوں، قادیانیوں، چکڑالیوں، نیچریوں، وغیرہ کا وجود، دوسری طرف مشرکین ہند کی بلند پروازیاں کہ کہیں ارتداد کا فتنہ برپا کیا، اور کہیں قتل وغارت کا بازار گرم کیا، مسجدیں مسمار کیں، اور کتاب مقدس کی بارہا توہین کی، نیز مدعیان اسلام کو دام فریب میں لاکر اپنا ہمنوا بلکہ پجاری بنایا۔ یہ اسلامی قلب کو تھرا دینے والے واقعات ایسے نہ تھے جو مسلمانان ہند کو دیر تک غلفت میں رہنے دیں، چنانچہ وہ وجود مقدس و ذات مبارک جس نے اسلام کے اس نازک وقت میں سب سے پہلا قدم، میدان عمل میں رکھا، حضرت حجۃ الاسلام استاذ العلماء مولانا سید نعیم الدین صاحب قبلہ اشرفی جلالی ہیں، آپ کا دردمند اور حساس قلب کلماتِ صبر وسکون سے مطمئن نہ رہا، اور بالآخر آپ نے ایک مرتبہ ہندوستان کے مشرق ومغرب پر اپنے انوارِ صداقت کی تجلیاں ڈالیں اور اسی آفتابِ حقانیت کا مطلع مرادآباد سے طلوع ہونے کا منتظر تھا جس کا نام آل انڈیا سنی کانفرنس ہے۔

نورانی قافلہ :

اس کانفرنس کی اطلاع آستانہ مقدسہ حضرت کچھوچھہ شریف میں بدیر پہونچی، جبکہ اعلیٰحضرت شیخ المشائخ مرشد الانام حاجی الحرمین الشریفین زیب خاندان حضور غوث الثقلین سیدنا و مولانا ابو احمد سید شاہ محمد علی حسین صاحب قبلہ اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانۂ اشرفیہ دامت برکاتہم العالیہ واقدس حضرت ہادی امت عالم ربانی عارف حقانی فخر اولاد حضور محبوبِ سبحانی سیدنا و مولانا الحاج ابو المحمود سید شاہ احمد اشرف صاحب قبلہ اشرفی جیلانی دام بالفیض النورانی کلکتہ میں رونق افروز تھے، اور اربابِ ذوق واصحاب شوق کا ہجوم کسی طرح راضی نہ تھا، کہ وہاں سے ایک ماہ کے بعد بھی سفر کیا جائے، مگر کانفرنس کے اعلیٰ مقاصد اور حضرت حجۃ الاسلام مدظلہم الاقدس کے جذبات صادقہ کی کشش سب پر غالب رہی اور اعلیٰحضرت مدظلہم الاقدس نے مرادآباد کا قصد اس خبر کو پاتے ہی فرمادیا اور صرف دو دن کے لئے آستانہ مقدسہ پر قیام فرما کر براہ راست مرادآباد کا سفر فرمایا،

آستانہ شریف کا مقامی ریلوے اسٹیشن اکبر پور ہے ۱۵؍مارچ ۱۹۲۵ء کی صبح کو حضور ریلپر رونق افروز ہوئے، ہمراہ رکاب اقدس حضرت فاضل کچھوچھوی مدظلہ العالی وخدام بارگاہ میں یہ خاکسار بھی تھا، اسی گاڑی پر حضرت اقدس مولانا صاحب قبلہ بھی بقصد مرادآباد براہ راست کلکتہ سے تشریف لارہے تھے اور شیخ بندھو میاں صاحب و شیخ پیر الدین صاحب وغیرہ ہمراہ رکاب تھے۔ لکھنؤ دو بجے دن کو پہونچنا ہوا۔ نصف گھنٹہ گذرنے پر کلکتہ سے دوسری گاڑی آئی اوسپر سے مولوی حکیم عبدالحق صاحب وصوبہ شاہ صاحب وچھو صاحب وحاجی ہارون صاحب مندوبین بنگال پروانشل سنی کانفرنس اترے، اور پھر یہ قافلہ بعد نماز عشاء ریل پر سوار ہوکر مرادآباد روانہ ہوا۔

بریلی اسٹیشن پر استقبال:

بریلی اسٹیشن پر اشرفیوں کے ایک مجمع نے شاندار استقبال کیا، اور حضرت مولانا عبدالمجید صاحب آنولوی، مولانا عبدالحفیظ صاحب آنولوی، وحافظ فرزند علی صاحب سوداگر ٹانڈوی وغیرہ بھی اسی گاڑی پر بیٹھے تاکہ سنی کانفرنس کی شرکت کریں، رام پور کے اسٹیشن پر علمائے کرام رام پور کا ساتھ ہوا، اور ساڑھے نو بجے دن کو گاڑی مرادآباد کے اسٹیشن پر پہونچی۔

مجمع عاشقاں:

گاڑی سے اترتے ہی اعلیٰحضرت شیخ المشائخ قبلہ واقدس حضرت مولانا صاحب قبلہ مع رفقاء سفر وعلمائے کرام کے ہزاروں مشتاقوں کے جھرمٹ میں ہوگئے، جن میں رضاکاران جمعیۃ اشرفیہ، وانجمن اظہار الاسلام وجماعت رضائے مصطفیٰ کی باقاعدہ فوجی صف بندی کا منظر قابل دید تھا، استقبال کے لئے حضرت حجۃ الاسلام استاذ العلماء، مولانا سید نعیم الدین صاحب اشرفی جلالی و مناظر اسلام مولانا سید غلام قطب الدین صاحب اشرفی موددوی وغیرہ حضرات اسٹیشن پر موجود تھے، اگر رضاکاروں کی منتظم جماعت اپنے فرائض میں مستعدی نہ دکھاتی، تو ہجوم سے نکلنا ناممکن ہو جاتا، عملہ اسٹیشن اور گاڑی کے تمام مسافرین شوق زیارت میں ٹوٹے پڑتے تھے، چند منٹ اسٹیشن پر قیام فرما کر رضاکاروں کے درمیان سواری تک پہونچنا ہوا، اور ایک شاندار گاڑی پر حضور شیخ المشائخ و حضرت ہادئ امت و حضرت فاضل کچھوچھوی، رونق افروز ہوئے، اور باصرار حضرت حجۃ الاسلام کو بھی اس پر مسلمانوں نے بٹھایا، گاڑی کے آگے پیچھے اور دورویہ مسلمانوں کا غیر معمولی مجمع تھا، جو قدم قدم پر تکبیر و صلاۃ و سلام کا نعرہ بلند کرتے تھے، اور پیچھے ان گاڑیوں کا سلسلہ تھا جن پر حضرات علمائے کرام و مندوبین ودیگر مہمانان تشریف فرما تھے، یہ جلوس خراماں خراماں شہر کے مشہور بازاروں اور کوچوں سے گذرا، اور ہر چند قدم پر آرزومنداں زیارت کی خاطر جلوس رک جاتا تھا۔ اس وقت حضرت شیخ المشائخ کی منقبت میں اشعار

پڑھے جاتے تھے، اسی طرح شاہانہ انداز سے یہ جلوس گذرتا ہوا اس زمین پر پہونچا، جہاں آل انڈیا سنی کانفرنس کا پنڈال تھا اور جس کو سنی نگر کہا جاسکتا ہے۔ پنڈال میں ایک بلند جگہ پر بزرگوں کی نشست ہوئی اور جمعیت اشرفیہ کی طرف سے منقبت کی غزلیں پڑھی گئیں، اور دیر تک رضاکاروں کے انتظام میں مسلمانوں سے مصافحہ ہوتا رہا، اس کے بعد اعلیٰحضرت شیخ المشائخ دامت معالیہ والقدسیہ اس خیمہ میں رونق افروز ہوئے جو حضور کے لئے پہلے سے متعین تھا اور سب حضرات اپنے اپنے خیموں میں تشریف فرما ہوئے۔ اور اعلان کر دیا گیا، کہ کانفرنس کا پہلا اجلاس آج شب کو شروع ہو جائیگا۔

یہ کانفرنس کس طرح شروع ہو کر ختم ہوئی اسکے متعلق بلا مبالغہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ مجموعی حیثیت سے ہندوستان میں قومی قوت سے اس درجہ شاندار جلسہ کی مثال نہیں مل سکتی، وہ حضرات جن کے سامنے ہندوستان کا مشرق و مغرب ہے اور جنھوں نے ایسے ایسے جلسے دیکھے ہیں جن کا تذکرہ بھی ہم لوگوں کو عجیب معلوم ہوتا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ اس قدر منظم وباقاعدہ وپرشوکت جلسہ ان کی نظر سے نہیں گذرا اور نہ شرکت سے پہلے گمان تھا کہ کانفرنس کا افتتاح اس شان و شوکت سے ہوگا۔

تین سو علماء و مشائخ:

کانفرنس میں تین سو کے قریب صرف علمائے کرام وواعظانِ اسلام ومفتیانِ ذوی الاحترام کا اجتماع تھا اور سندھ سے لیکر ہند کے تمام صوبے کے مقتدر حضرات تشریف لائے تھے، بریلی، دہلی، رام پور، مرادآباد، آستانہ اشرفیہ وغیرہ جیسے مرکزی علمی مقامات کے اکابر سب موجود تھے، جن کی زیارت سے ہر شخص مشرف ہو رہا تھا۔ اور انھیں مہمانوں میں وہ مبارک و مقدس ہستیاں تھیں، جن کی نیاز مندی وغلامی پر لاکھوں مسلمانوں کو ناز ہے، اور جن کی شرکت نے کانفرنس کو غیبی تائید سے مؤید کر دیا، میرا اشارہ اعلیٰحضرت شیخ المشائخ مرشد الانام سجادہ نشین کچھوچھا شریف ضلع فیض آباد و حضرت بابرکت قدسی منزلت حافظ سید پیر جماعت علی شاہ صاحب قبلہ کی طرف ہے، ان حضرات کی موجودگی نے کانفرنس کے مقاصد کو جو نفع پہونچایا وہ تو پہونچایا سب سے زیادہ روشن برکت کا مشاہدہ روزانہ اس امر کا ہوتا تھا، کہ دونوں بزرگوں کے خیمے سے ذکر الٰہی کی پردرد صدائیں آتی تھیں، جس سے قادریت کا اقتدار اور چشتیت کا ذوق دلوں میں اثر انداز ہوتا تھا، اور نقشبندیت کا سرور قلوب میں منقش ہوتا تھا۔

اجلاس کا جو پنڈال تھا، اس میں بیس پچیس ہزار کی گنجائش تھی، علمائے کرام کی نشست کے لئے ممتاز جگہ بنائی گئی، وہ اس قدر وسیع تھی کہ جس پر تین چار سو حضرات تشریف فرما ہوسکیں۔ حضرات علماء کی نشست

گاہ اس قدر وسیع تھی کہ اکثر بڑے جلسوں میں جو تمام حاضرین کے لئے کافی ہو جاتی ہے، بعونہ تعالیٰ وہ تمام جگہ بالکل پر رہتی تھی، اور حاضرین سے پنڈال بھرا ہوا نظر آتا تھا، لوگ بڑے شوق وذوق کے ساتھ پہلے سے جمع ہونے لگے، تاکہ علمائے کرام کے قریب جگہ پا سکیں اور بعد نماز عشاء سارا پنڈال حاضرین پر تنگ ہو گیا، نماز عشاء کے بعد تمام ڈیلی گیٹ اور حضرات علمائے کرام مقام جلسہ میں آگئے اور آخر میں اعلیٰحضرت شیخ المشائخ رونق افروز ہوئے، حضور کی آمد پر اہل جلسہ نے نعرۂ تکبیر سے استقبال کیا اور درود شریف کے پر تسکین نعروں میں حضور زینت فرما جلسہ ہوئے۔

اجلاس کی صدارت :

اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن کریم حمد و نعت سے شروع ہوئی اور پھر حضرت بابرکت تقدس مرتبت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ علی پوری مدظلہ العالی نے پر زور تحریک کی، کہ اجلاس کی صدارت (۱) اعلیٰحضرت شیخ المشائخ دامت برکاتہم فرمائیں، جو اس کانفرنس کی تقدیم و اولویت کے فالِ نیک ہوگا اور حضرت حجۃ الاسلام مولانا سید نعیم الدین صاحب قبلہ اشرفی جلالی و تمام حاضرین نے اسکی تائید فرمائی۔

سرپرست اعظم :

۲۰ رمارچ تک دو وقتہ شاندار اجلاس ہوتے رہے جن میں

حضرت محدث علی پوری و اقدس حضرت ہادیٔ امت عالم ربانی عارف حقانی حضور سید شاہ مولانا الحاج ابو المحمود سید احمد اشرف صاحب قبلہ اشرفی جیلانی دام بالفیض النورانی و حضرت بابرکت مولانا محمد سلیمان اشرف صاحب بہاری پروفیسر محمڈن کالج علی گڈھ و حضرت مولانا مقدان حسین صاحب رامپوری، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب بلاس پوری و حضرت مولانا عبد المجید صاحب آنولوی و حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب آنولوی و حضرت مولانا محمد حسین صاحب اجمیری و دیگر بزرگان اسلام کے مواعظ حسنہ و کلمات طیبہ سے حاضرین مالامال ہوتے رہے۔

باتفاق طے پایا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کے صدر حضرت قبلہ عالم محدث علی پوری و ناظم حضرت حجۃ الاسلام مولانا سید نعیم الدین صاحب اشرفی جلالی اور نائب ناظم جناب مولانا محمد یٰسین صاحب،(۲) عباسی

(۱) اس تاریخ اجلاس کے متعلق جس نے بھی لکھا حقائق سے انحراف کر کے لکھا کہ صدارت حضرت امیر ملت کی تھی۔
(۲) دیار پور کے نامور اور عالی وقار عالم استاذ العلماء حضرت مولانا فاروق صاحب چریاکوٹی، شیخ محمد شبلی نعمانی انہیں کے ساختہ پرداختہ تھے حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب مولانا فاروق کے فرزند ارجمند اور خاندانی کمالات سے آراستہ بزرگ تھے

چریاکوٹی ہیں اور سرپرست اقدس حضرت ہادیٔ امت مولانا صاحب قبلہ اور سرپرست اعظم اعلیٰحضرت شیخ المشائخ دامت برکاتہم اللہ القدسیہ ہیں۔(۱)

اس کانفرنس میں مرجع علمائے دار العلم والعمل فرنگی محل حضرت مولانا شاہ قیام الدین عبد الباری صاحب علیہ الرحمہ بھی مدعو تھے۔ مگر مولانا حشمت علی خاں کے اعتراضات اوٹھانے کی وجہ سے انھیں برقت ٹیلی گرام بھیج کر روکدیا گیا۔ مولانا شاہ احمد مختار صدیقی میرٹھی کے برادر خورد خطیب العلماء، مولانا نذیر احمد خجندی کی شرکت پر بھی سخت اعتراض اٹھا، مگر انہوں نے مطلوبہ تحریر پر دستخط فرما کر فتنہ کو رفع کیا۔ سواد اعظم کانفرنس کے انعقاد سے اس قدر متاثر ہوا کہ جو رقم بطور زاد راہ پیش کی گئی تھی۔ اسے کانفرنس کی نذر فرمایا، مگر کچھ مہربان ایسے بھی تھے جن کی مہربانیوں کا پر رنج و الم بیان حضرت صدر الافاضل حجۃ الاسلام مولانا سید نعیم الدین اشرفی جلالی قدس سرہٗ نے بغرض اشاعت اخبارات کو ارسال فرمایا۔

> ”مگر چند سنی حضرات جو اسوقت اجتماع میں شریک تھے ان سے اجتماع دیکھا نہیں جاتا تھا انھیں نہایت رنج تھا، بہت کرب و قلق تھا، اور اس خالص اجتماع کو وہ ندوہ بتا رہے تھے، وہ وقت تو گذر گیا اور پھر ان میں سے بعض صاحبوں نے معافی مانگی، توبہ کی۔ اعتراف کیا کہ انھوں نے خالص دینی کام میں رخنہ ڈالا تھا۔ مگر مجھے ان حضرات کے طریق عمل سے اتنی تکلیف پہونچی تھی کہ میں ساکت ہو گیا۔ عرصہ تک خاموش بیٹھا رہا“(۲)

آل انڈیا سنی کانفرنس کی رکنیت کے لئے اہل سنیت ہونے کی شرط لگائی تھی تو ”سنیت“ کی تعرف و پہچان بھی مقرر کی، چنانچہ حضرت حجۃ الاسلام صدر الافاضل قدس سرہٗ نے سنی کی پہچان کے متعلق تحریر فرمایا۔

سنیت کی پہچان :

سنی وہ ہے جو ما انا علیہ و اصحابی پر اعتقاد رکھتا ہو، اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور بحر العلوم فرنگی محلی کا ماننے والا ہو، زمانۂ حال کے علماء میں حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین صاحب رام پوری، حضرت مولانا شاہ فضل رسول صاحب بدایونی اور حضرت مولانا المفتی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا معتقد ہو“

سنی کی اس پہچان پر سخت اعتراضات اٹھائے گئے، اس گام پر حضرت حجۃ الاسلام مرادآبادی نے سنی کی پہچان کے عنوان سے ” الفقیہ “ امرتسر میں بیان شائع کرایا جس میں تحریر فرمایا۔

”خدا کی شان دیکھئے جن کو میں نے ”سنیت کا سبق پڑھایا وہ اب مجھ سے میری سنیت کا ثبوت طلب

(۱) ملخصاً از ماہنامہ اشرفی کچھوچھا مقدسہ بابت شوال المکرم ۱۳۴۴ھ۔
(۲) الفقیہ امرتسر، ۲۸ راکتوبر ۱۹۴۵ء۔

کررہے ہیں"

حضرت حجۃ الاسلام مرادآبادی اور حضرت قبلہ عالم محدث علی پوری کی نظامت و صدارت پر بھی اعتراض ہوا مرادآباد میں مرکزی دفتر کا قیام ہدف طعن بنا، مرکزیت پر ملامت کی گئی، سید نیاز احمد حشمتی فتحپوری کے نام سے اہل سنت کی آواز مارہرہ شریف میں ایک شرعی استفتاء شائع ہوا۔

آپ کے (مولانا نعیم الدین صاحب) پروپیگنڈہ سکریٹری نے بریلی شریف کو اعلیٰحضرت کا آستانہ اور تمام اہل سنت کا مرکز لکھا، اور حضرت مفتی اعظم صاحب کو اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جانشین، تمام برکات دینیہ کا جامع، اہل سنت کی آنکھوں کا نور، دل کا سرور لکھا، پھر آستانہ عالیہ رضویہ کو چھوڑ کر آستانہ نعیمیہ کو آل انڈیا سنی کانفرنس کا مرکز یعنی صدر دفتر بنایا اور حضرت مفتی اعظم صاحب اور صدر الشریعہ کو چھوڑ کر پیر صاحب علی پوری جیسے شخص کو صدر الصدور آل انڈیا سنی کانفرنس کے عہدہ پر اور خود اپنی ذات والا صفات کو ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس کے منصب پر مقرر فرمانا اور پھر حضرت مفتی اعظم حضرت صدر الشریعہ صاحبان جیسی مشہور و معروف شخصیتوں کے لئے بھی خود اپنے اور پیر صاحب علی پوری کے فیصلہ ہی کو لازم التسلیم ٹھہرانا، خود آپ ہی کے پروپیگنڈہ سکریٹری آل انڈیا سنی کانفرنس کے قول کے بنا پر بتا رہا ہے یا نہیں؟

آستانۂ عالیہ قدسیہ رضویہ بریلی شریف کی شان مرکزیت کو مٹانا اور اس کے مقابلے میں آستانۂ نعیمیہ مرادآباد پر ڈیڑھ اینٹ کا الگ مرکز جمانا اور پیر صاحب علی پوری جیسی ہستی کو آپ کی شان صدر الافاضلی سے مرعوب مغلوب رکھتے ہوئے ان کی صدارت اور آپ کی نظامت کے واسطہ سے ہر حکم اور ہر فیصلہ کے وقت حضرت مفتی اعظم اور حضرت صدر الشریعہ صاحبان جیسی مشہور و معروف شخصیتوں کو بھی ہمیشہ آپ ہی کے حضور جھکانا بھی آپ کی آل انڈیا سنی کانفرنس کے مقاصد میں داخل ہے۔ اسی حکمت عملی کے سبب ابھی سے آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ مقصد بڑی حد تک حاصل ہے، ورنہ اس کی کیا وجہ ہے کہ حضرت مفتی اعظم صاحب تو صرف یوپی سنی کانفرنس کے صدر ہوں اور صدر الشریعہ تو آل انڈیا سنی کانفرنس کی جمعیت منتظمہ کے صرف ایک رکن ہوں ---اس طرز عمل سے واضح ہوتا ہے یا نہیں، کہ

"کھانے کے دانت اور، دکھانے کے اور ہیں"

خطبۂ صدارت

اعلیٰحضرت شیخ المشائخ مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کے کلمات طیبات خطبۂ صدارت کے پڑھنے کی عزت حضرت محدث صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کو عطا ہوئی۔

"بلاشبہ یہ خطبۂ مبارک خطبۂ جامعہ ہے (ارشاد و تلقین اور درس سلوک بھی ہے) بہ یک وقت میلاد نامہ بھی ہے، تاریخ اسلام بھی ہے، حالات حاضرہ کا تحقیقی جائزہ بھی ہے، دشمنان اسلام کے خلاف ایک تحریک بھی ہے، اخلاص و ایثار کا درس بھی ہے اور غفلتوں کے خلاف نفرت و بیزاری بھی ہے، فصاحت و بلاغت کا مرقع بھی ہے، اور اردو ادب کا بہترین شاہکار بھی ہے، اس میں ملتِ اسلامیہ کی رہنمائی کے بہت سے پہلو ہیں، اخلاص و بے ریائی اور حق گوئی کی تلقین کے ساتھ ہجرت کے مقاصد کا بیان بھی ہے، مومن کے صفات حسنہ خمسہ کی نشاندہی بھی ہے، حالات کا ادراک بھی ہے، مسلمانوں کو احساس ذمہ داری کی تذکیر بھی ہے، اہلِ سنت کی عظمت کا بیان بھی ہے، اسلام کا درد اور ایثار، استدلال کی بے پایاں ایمانی اور روحانی قوت کا بے مثال عنوان بھی ہے۔

الخطبة الاشرفيه

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدهٗ و نصلی علی رسوله الكريم

اللهم انی آمنت بانك موجود وحبيك محمودومن اتبعه مسعود و آمنت بانك مشهود و دونك مفقود ومن خالف نبيك فهو مردودويا سبوح يا قدوس يا بدوح يا ودود وصل وسلم وبارك على احمد محمود و افضل مولود سيدنا و مولانا محمد ظل الوجود وعلى اله و صحبه المنفذين للحقوق و الحدود.

اما بعد! معاصر بزرگو اور اے علم شریعت کے علمبردارو! اے پیارے سنیو بھائیو! اور اے میرے اشرفی عزیزو!!

میں اپنی تقریباً ہشتاد سالہ عمر کے جن مبارک ساعت میں آج پہونچا ہوں اس کو اگر میں اپنی نصف صدی مدت کی تمناؤں اور رات دن کی دعاؤں اور زاریوں کا نتیجہ کہوں بالکل بے جا نہوگا، میرا اشارہ آپ کے اس شاندار جلوس اور پر شوکت استقبال کی طرف نہیں، جس کو آپ نے آج اس فقیر کی آمد پر جوش و خروش کے ساتھ کیا، اور جس کا نتیجہ آپ کی مہمان نوازی اور سفید بالوں کی عزت افزائی کے سوا کچھ نہ تھا، اور جس نے میری شخصیت میں کسی دینی حیثیت کا اضافہ نہیں کیا۔

اگر میرے مقاصد میں جلوس استقبالیہ کا کچھ حصہ ہوتا، تو آج میں کلکتہ میں ہوتا، جہاں لاکھوں مسلمانوں نے غیر معمولی اہتمام سے بے مثال جلوس کا حیرت افزا نظارہ کرایا تھا، اور اس مقام کو چھوڑ کر کئی سو

کوس کے فاصلے کو طے کر کے دوڑا ہوا مرادآباد نہ آتا، مگر میں جانتا ہوں کہ میرے لئے نفع اسی میں ہے، کہ آج کی مقدس نشست میں شریک ہو کر اہلِ علم اور باخدا حضرات سے فیض یاب ہوں اور یہی جذبہ ہے کہ جو مجھ کو کھینچ کر یہاں لایا ہے۔ اور میں اپنی کامیابی پر بے حد نازاں ہوں، بہر حال میں آپ کے اخلاق و محبت کی عزت کرتا ہوں آپ کا سچا دعاء گو ہوں، کہ آپ کی پاک اور بے لوث سعیت کا ثمرہ حق سبحانہ' تعالیٰ آپ کو عطا فرمائے۔ اور آج میں اپنے درد کی کہانی آپ کو سناتا ہوں جو نصف صدی کی عمر رکھتا ہے یوں کہئے کہ ایک ہشتاد سالہ ضعیف ناتواں کا' تجربہ ہے۔

میں محسوس کرتا ہوں کہ اپنی حیات کا دور قریب قریب ختم کر چکا ہوں، اس لئے آپ سے امید ہے کہ اس وقت کی باتوں کو میری وصیت سمجھ کر سنیں گے، اور بلا خوف لومة لائم حق گوئی اور حق پسندی کا آپ حلف اٹھائیں گے۔

میں نہایت سادہ الفاظ میں اپنے واقعات کے تذکرہ کو آج سے شروع کرتا ہوں اور آپ سے پوچھتا ہوں، کہ اس اجلاس میں حاضرین جلسہ کون لوگ ہیں، اس سوال کا جواب صرف اسقدر ہے کہ سادات و شیوخ و خوانین وغیرہ جو مذہبی طور پر سنی ہیں، ان کا یہ مجمع ہے، اور شرکاء میں زیادہ حصہ ان لوگوں کا ہے جن کے آباء و اجداد بیرون ہند کے رہنے والے تھے، میں خود ان دور افتادہ لوگوں میں سے ہوں جن کا کرۂ زمین پر مکہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ میں اہل بیت کے گھر میں مسکن ہونا چاہئے تھا، یا کم از کم جیلان و بغداد میں رہنا چاہئے تھا، مگر آج اپنے اجداد کی قبروں سے دور اس تاریک ملک میں پڑا ہوں، آپ ذرا سا دل و دماغ پر زور دیجئے اور اس پر غور کیجئے کہ اپنا پیارا وطن، محبوب گھر، اپنا مقدس میراث آبائی، نورانی گہوارہ ہم سے کیوں چھوٹا اور ایک اجنبی ملک میں ہم خوشی سے کیوں چلے آئے۔

اس سوال کا جواب آپ جس قدر سوچیں گے، اسی قدر آپ اعیانِ ثابتہ سے قریب ہوتے چلے جائیں گے اور دم بدم، سلوک کی ایک ایک منزل طے کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ حقیقی جواب تک پہونچنے پر آپ ان تجلیوں کا نظارہ کریں گے جن کے کشف و شہود کا نام خدا رسی، وولایت ہے یعنی وہ سوال جو آج اس مجمع میں اٹھا ہے۔ اس کا جواب وہ واقعات ہیں، جن کی ابتداء آج سے تیرہ سو برس پہلے ہوئی تھی، یہ وہ زمانہ تھا جبکہ عرب کی تاریکیاں، شب دیجور کو شرمندہ کرتی تھیں اور اس خطۂ پاک کی جہالتیں ضرب المثل ہو گئیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ یورپ کی وحشت، ایشیاء کی بت پرستی، افریقہ کا غرور بھی حد سے متجاوز تھا، مگر عرب کی اندھیر نگری کا یہ عالم تھا کہ کرۂ ارض زمین میں ان پر لعنت و نفرت کی بوچھاڑ پڑتی تھی۔ اور کسی قلب میں ان کی انسانیت تسلیم کرنے کی گنجائش نہ تھی، یہاں تک کہ وجود مطلق، کی تجلیوں کے تنوّعات و تعینّات کی نیرنگیاں ظاہر ہوئیں، شانِ جمالی کی

گھنگھور گھٹائیں، تمام عالم پر اٹھیں، اور رحمت کا بھرن برسا گئیں، سیاہی دور ہوئی، تاریکی چھٹ گئی، صبح ہوئی، اور دیکھنے والوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، کہ عرب کے افق اور فاران کے مطلع سے ایک بے نظیر آفتاب قرب و خورشید محبوبیت چمکا، جسکی نورانی کرنوں اور شعاعوں نے تمام عالم کو روشن کر دیا۔ اور جس کی گرمی کا نظارہ آج بھی کر لو، کہ کرۂ زمین کے چپہ چپہ پر لآ الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ﷺ کی دھوم ہے، ایک سایہ الٰہی ہے جو عالم کے سروں پر جلوہ فرما ہے، اور جس سایہ کی وسعت بڑھتے بڑھتے، آج بھی ماکان و مایکون کو محیط ہے، یہی ظل ہے جس کی درازی پر شانِ ربوبیت مباہات فرماتی ہے، اور ارشاد ہوتا ہے الم تر الی ربک کیف مدالظل یعنی قادر و قیوم نے اپنے بندوں پر رحم فرمایا اور اپنے بنانے کی لاج رکھی، کہ اپنے پیارے سید المرسلین خاتم النبیین اس انجمن دنیا کے صدر نشین حضور پر نور، سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ کو زمین پر بھیجا اور حضور کی افضلیت مطلقہ و محبوبیت خاصہ کے حضور عرش سے فرش تک نے بکمالِ نیاز مندی سر جھکا دیا پھر کیا تھا، ظلمت کافور ہو گئی، تاریکی کی جگہ نور، حزن و ملال کے بدلے، امید و سرور نے جگہ پائی۔

سعادت مند روحیں، حلقہ بگوشی کا عہد کرنے لگیں، جاہل عالم ہو گیا، بزدل بہادر کر دیا گیا۔ اور جزیرۃ العرب کی خوف ناک حالت اس کے امن و تقدس میں بدل گئی، جو لوگ چوری، ڈکیتی، بے حیائی، خوں ریزی، بت پرستی، شراب نوشی، بے امنی کے عادی ہو رہے تھے، وہی لوگ بے حرصی، عدل پسندی حیاداری، توحید پرستی، خدائے قدوس کی رضامندی و باامنی کی مثال بن گئے، جس قوم کے افراد کا مضحکہ اڑایا جاتا تھا، اس قوم میں صدیق اکبر، فاروق اعظم، ذوالنورین، حیدر کرار ہو ہو کر نکلے جن کا نام ادب سے لینا حق پرستی کا جزو لاینفک بن گیا رضی اللّٰہ عنہم ورضوا عنه و ارضاهم عنا ان توحید کے متوالوں، شمع رسالت کے پروانوں، حق پرستی کے دلدادوں، خدائے قدوس کے سوا کسی سے نہ ڈرنے والوں کی حیات کا مطمح نظر اور زندگی کا مقصد غیر حق سے ہٹ کر صرف اعلان حق ہو گیا، اور ان میں وہ اپنے کو زیادہ کامیاب اور باور کرتا تھا، جو اعلان حق میں زیادہ حصہ حاصل کرتا تھا، چنانچہ یہی جذبہ تھا جو توحید کا نعرہ مکہ معظّمہ کی گلیوں اور مدینہ طیبہ کے کوچوں ہی میں چکر کھا کر نہیں رہ گیا، بلکہ جزیرۃ العرب سے نکلا، تمام ایشیا اور افریقہ و یورپ غرض ربع ارض مسکونہ میں پھیل گیا، اور اسلامی تکبیر کی آواز بازگشت یورپ کے ایوانوں اور افریقہ کے صحراؤں اور ایشیاء کے پہاڑوں سے آنے لگی، ہر مغربی ہوا، برکات توحید ساتھ لائی اور ہر مشرقی ہوا اسکا شاندار استقبال کرتی، انشاء پردازوں کے قلم کتابوں کی سطریں، علوم کی روشنیاں، عبادت کی شیرینیاں بلکہ سمندر کی موجیں پہاڑوں کی چوٹیاں، ریگستان کے ذرے، سواحل کے دلدل بلکہ نیزوں کی نوک، تلوار کی باڑھ، گھوڑوں کی ٹاپیں اور توپوں کی گرج کا واحد غرض یہ تھا، کہ اعلان حق کی رفاقت کریں اور اسلامی صداقت کے اعتراف سے رطب اللسان رہیں

یہی اعلان حق کا جذبہ تھا، جس کے نشہ نے توحید رسالت کے متوالوں سے گھر بار، عزیز و اقارب سب کچھ چھڑایا، اور دنیا نے دیکھا کہ حق پرستوں کا گروہ عرب سے نکل کر دنیا میں پھیل گیا، کیا تم اسکو نہیں پہنچانتے جو عرب سے چشت آیا، اور بڑھتے بڑھتے جس نے سر زمین ہند میں آکر اعلان حق کا فرض ادا کیا، اور اپنی قوت صداقت سے بڑے بڑے نبرد آزماؤں کے زور بازو اور شجاعت کے غرور کو خاک میں ملا دیا، جس پر دار الخیر اجمیر شریف کا تقدس قیامت تک گواہ رہے گا۔

در حقیقت اعلان حق کا نشہ وہ کیف نہیں ہے، جس کو دنیا کی کوئی قوت اتار سکے۔ یہی وہ سرور تھا جس نے حضور غوث العالم محبوب یزدانی تارک السلطنۃ مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی کو سمنان کے آزاد تخت و تاج سے علیحدہ کر کے ہندوستان کے ایک دیہات کچھوچھہ شریف میں بٹھادیا اور آج اس بارگاہ بیکس پناہ کی عظمت محتاج بیان نہیں ہے، اعلان حق کرنے والے تنہا آئے، مگر اپنی صداقت کی بدولت یہاں یہ دیکھا کہ توحید و رسالت کے دلدادوں کی جماعت ان پر نچھاور ہو رہی ہے۔ ایسی جماعت جس کا ہر فرد بجائے خود تبلیغ کا سر چشمہ بنا ہوا تھا، مجھے اب اسکے کہنے کی ضرورت نہیں، کہ مسلمان اعلان حق کرنے والوں کا نام تھا، اور اسی جذبہ نے قوم مسلم کو عزت دی تھی، یہاں اتنا اور بتادوں کہ اعلان حق کی استعداد اس قلب میں پیدا ہوتی ہے جس میں جرأت و ہمت عقل و فراست، دین و دیانت، استقلال و شجاعت، صبر و قناعت، تحمل و مروت موجود ہو اور اگر ان میں سے کسی ایک کی بھی کمی ہے تو اعلان حق، صحیح معنوں میں ایک امر محال ہے اگر آپ خدائے قدوس ہی سے ڈرتے ہیں اور اپنی عقل و فراست سے خطرات و مہالک سے اپنے کو بچا سکتے ہیں، دین حق، دیانتِ صادقہ، سے ایک انچ ہٹنا آپ کو گوارا نہیں۔ جو ظاہری ناکامیاں آپ کی پامردی کو متزلزل نہیں کر سکتی ہیں، اور مصائب کی تاب آپ میں موجود ہے، اور انتقام پسندی کے بجائے آپ چشم مروت رکھتے ہیں تو آپ کو اطمینان رکھنا چاہئے کہ آپ باایمان ہیں اور آپ کی کامیابی و برتری کا ازلی وعدہ ہو چکا ہے۔ انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ بر خلاف اس کے اگر آپ کا دل، مادی قوتوں سے مرعوب ہو چکا ہے، یا اندھیر نگری کی حالت میں جاہلوں کی ملامت اور کمیٹیوں کی نفرت سے بچنے کا خیال جما ہے یا جوش کا درجہ جنون تک پہونچ چکا ہے، یا دین کا پاس اور دیانت کا لحاظ معاذ اللہ باقی نہیں رہا، یا ناکامیابیوں کو یاد کر کے سکتہ طاری ہو جاتا ہے یا شکم پروری اور دنیا طلبی مدِ نظر ہے یا شہرت پسندی اور اظہار جاہ و جلالت مطلوب ہے تو آسمان کے تارے اور زمین کے ذرے گواہ ہیں کہ اس کا اصل نتیجہ، دارین کی روسیاہی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

جب تک قوم مسلم میں صفاتِ خمسہ مذکورہ کا وجود تھا، اسوقت تک اعلانِ حق کا عروج کسی پر پوشیدہ نہ تھا، یورپ کے سلاطین ہماری رضاجوئی کے درپے تھے، اور ایشیا کی قوم ہماری اطاعت کی خواہش مند تھی، اور

افریقہ کا صحرائی ہماری غلامی پر نازاں تھا، یہاں تک کہ بساط عالم کا رخ، باد مخالف سے پلٹ گیا اور جذبات صداقت پر حملہ آور قوم پیدا ہوئی، جس کا کبھی خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا، کلمۂ طیبہ پڑھ پڑھ کر اسلامی تنظیم و اجتماع کے خلاف خروج و بغاوت کا مادہ پیدا ہوا، اور اسقدر پھیلا، کہ جس کی داستانِ غم برسوں میں ختم ہو گی، ابھی کم و بیش سو برس کی بات ہے کہ نجد کے مشہور جنوں خیز ملک میں ابن عبد الوہاب نے "توھب" کی بنیاد رکھی اور دیکھتے دیکھتے اس کا اثر ہندوستان میں پھیل گیا۔ دہلی میں اس کا تخم لگایا گیا، اور اس کی پرورش اس شان سے کی گئی، کہ اس کے ثمرات کی تجارت اب اعلانیہ ——دیوبند—— میں ہو رہی ہے۔ اس کی شرک فروشی و بدعت نوشی کا یہ حال ہے، کہ ماتھے پر قشقہ لگانے، گائے کی پرستش کرنے، ممبر رسول پر مشرک کو بٹھانے، قرآن اور رامائن کو برابر رکھ کر گشت کرانے، کمیٹی کے پنڈال سجانے وغیرہ پر ان کی زبانیں گونگی اور قوت ناطقہ معدوم ہو جاتی ہے، مگر میلاد شریف، فاتحہ عرس کے خلاف زہر اگلنے کے لئے ہر وقت کمربستہ رہتے ہیں، زمانۂ رسالت سے لیکر آج تک سب مشرک ہو جائیں ان کی بلا سے، مگر ان کی فرقہ بندی کا شکم بھرا رہے، مثل ہے مصرعہ

بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہو گا

چنانچہ دربار رسالت میں سڑی سڑی گالیاں، اور دربار الوہیت میں شرمناک منہ زوریاں دکھا کر کفرستان ہند کے شیخ و امام یا یوں کہئے، کہ کفر و جہنم کے صدر نشین بن گئے۔ اور ہزاروں ذلتوں اور رسوائیوں کے باوجود نہ توفیق توبہ میسر ہوئی، نہ اس قاعدہ کو بدلا، کہ جو ان کو مانے وہ مسلمان ورنہ مشرک بدعتی ہے، ان جنت و دوزخ کے ادعائی ٹھیکیداروں کو دیکھ کر قادیان میں بھی ایک شخص کو بلند پروازی سوجھی اور وہابیوں نے مسئلہ امکانِ نظیر میں جو کمائی دکھائی تھی، اس کو وہ لے دوڑا —— اور نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا ——دوسری طرف—— چکڑالویوں —— نے سر اٹھایا اور اتباع النبی ﷺ سے انکار کر دیا۔ کچھ لوگ وہابیت کے ساتھ ساتھ تقلید پر بدلگامیاں دکھانے لگے، غرض ایک اندھیر مچ گیا، اور شور و غل اسقدر بڑھ گیا، کہ اعلان حق کی آواز کا امتیاز دشوار ہو گیا۔

اسلام کے اس نازک وقت میں علمائے کرام و علمبرداران شریعت کے لئے جائز نہ تھا، کہ وہ اس کے دفاع سے غفلت برتیں، اور اس تہلکہ کو نذر نفاق کر دیں بلکہ واقعات کی نشو و نما اس انداز پر تھی، کہ ائمہ شریعت و حاملان دین کی ذمہ داری اس طرف بڑھ گئی تھی، اور اعلان حق کا فرض ان مرتدین کی بیخ کنی محدود ہو گیا تھا، وقت کی نزاکت اس وجہ سے زیادہ بڑھ گئی، کہ مسلمانوں کے پانچوں صفات حمیدہ کا تو بالکل فقدان ہو گیا تھا، اسی لئے اعلان حق کی جرأت ہونا درکنار، اس کی طرف سے غفلت بلکہ معاذ اللہ نفرت سی آگئی تھی، اور دردمندان اسلام کو کلمۃ الحق کہنا دشوار ہو گیا تھا، کہ پھر خدائے قدوس نے ہماری حالتوں پر رحم فرمایا، جس نے اسلام کو ان

مٹ قانون قرار دیا ہے۔

چنانچہ ہندوستانیوں نے دیکھا کہ
بدایوں میں حضرت مولانا عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اور رامپور میں
حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب
اور لکھنؤ فرنگی محل میں
حضرت مولانا عبد الرزاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ وغیرہ وغیرہ

اور سرزمین بریلی پر حق گو، اور حق پرست، حق سناش ہستی تھی، جس نے بلا خوف لومۃ لائم اعلان حق کے میدان جہاد میں قدم رکھدیا، اور قوم کے تفرقوں سے بے پرواہ ہو کر اپنی شان امامت و تجدید، کو عرب و عجم پر روشن کر دیا۔ جس کی عظمت کے سامنے اعدائے دیں کے کلیجے تھراتے رہتے ہیں، میرا اشارہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مأۃ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہے جس کے فراق نے میرے بازو کو کمزور کر دیا ہے اور مسلمانوں کو جن کی وفات نے بے کس و ناتواں کر دیا، آپ لوگ عقیدت کے پھول اس وقت پیش کریں اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب مولانا کی خدمت میں ہدیہ کریں اس امام وقت کی وفات اسلامی ہند میں کوئی معمولی واقعہ نہ تھا، بلکہ یہ اس عظیم انقلاب کا پہلا واقعہ تھا، جس کی گردش میں آج ہم آپ پریشان ہیں۔

مسلمانوں کا افسوس ناک جمود، یورپ کی حریصانہ نظر، اعدائے اسلام کی بلند پروازی کا ارتقاء اس سے زیادہ کیا ہوگا، کہ اگر بیرون ہند اسلامی حکومت کے حصے بخرے تقسیم کرنے پر وہ دشمن قومیں تلی ہوئیں ہیں، جن کو ہماری کفش برداری نے تاجدار کر دیا تھا اور آج حرم پاک کے بے گناہوں کے خون سے اس ظالم و سفاک ابن سعود کا ہاتھ رنگیں ہو رہا ہے، جس پر دار الاسلام کا داخلہ حرام تھا............ تو اندرون ہند وہ پیڑ پتھر، ڈھیلے سے ڈرنے والی قوم مسلمانوں کے ایمان پر حملہ آور ہے، اور "سنگٹھن شدھی"......وغیرہ کا حربہ لے کر ان بہادروں کو مادہ پرستوں نے ڈرانے کی دھمکی دی ہے، جو ہمالیہ کی چوٹیوں کو ہزار برس سے پامال کر رہے ہیں، وہ ہمالیہ جس کے کنکر پتھر کو یہ لوگ معبود بنائے ہوئے ہیں، یا کم از کم روح و مادہ کی بھول بھلیا اور تناسخ کے چکر میں سرگرداں ہیں۔ اور جن کی فطرت میں غلامی و قوت پرستی ہمیشہ سے تھی، اسی طرح شقی ابن سعود کی سفاکیوں اور بے حیائیوں کو دیکھ کر ہندی وہابیوں نے مسلمانوں پر فقرے کسنے شروع کر دئے ہیں، اور اب اعلانیہ اس توہب د نجدیت کو کہا جاتا ہے، جس کو امام اہل سنت کے زمانے میں کہتے ہوئے شرم آتی تھی۔

کیا غضب ہے کہ اعلیٰ حضرت غازی اسلام امیر امان اللہ خاں فرماں روائے افغانستان خلد الله

تعالیٰ ملکه و سلطنته۔ ایک مرتد قادیانی کو بحکم شریعت قتل کر کے سنت صدیقیہ کی مثال قائم کرتے ہیں، اور عالم اسلامی اس واقعہ پر مبارکباد کہہ رہا ہے، مگر ہندوستان ہی وہ مقام ہے، جہاں دنیا بھر کے ٹھیکہ دار رہتے ہیں، چنانچہ گنتی کے لوگ جنھوں نے اسلامی سلطنت پر بے جا انداز سے ناجائز حملہ کیا تھا، وہ ہندوستان ہی کے تھے۔

ابن سعود ایک فرضی و خود ساختہ جعلی مؤتمر اسلامی کی دعوت، موجودہ زمانہ کی مشہور مکاریوں کے لئے دیتا ہے، اور دنیائے اسلام اس کی صدا کو، شور خوک و خر، کے برابر بھی نہیں سمجھتی، مگر ہندوستان ہی وہ جگہ ہے جس کے ساحل بمبئی میں صرف ایک شخص نے بطور خود مدعو بن کر اور اپنے خود ساختہ پرداختہ تین ہستیوں کو شرکت جلسہ کے لئے روانہ کیا، اگرچہ ان کے لئے داخلہ حرم ازل سے مقدر نہ تھا۔

اعلیٰ حضرت محی الاسلام فرماں روائے حیدر آباد کے زیر نگیں ایک اتفاقی امر سے ایک بت خانہ منہدم ہو جاتا ہے، اس کا معاوضہ سلطنت زیادہ سے زیادہ دے رہی ہے، مگر وہ ہندوستان ہی کا ملک ہے جس میں اب تک مخالفت کی آواز بلند ہو رہی ہے، بلکہ الحاق برار کے جیسے ضروری مسئلہ سے اس لئے لوگوں کو ہٹایا جاتا ہے کہ بت خانہ کے عوض کوئی مسجد کیوں نہ منہدم کرا دی گئی، یعنی ترکوں کے نظام پر نکتہ چین، ہاشمیوں کے عروج کا مخالف، افغانیوں کے امور داخلہ پر معترض، احترام حرم پاک کا دشمن۔ غرض دنیا بھر کا ٹھیکیدار اور ہر معاملہ میں ہندوستانی ملتا ہے آخر یہ کیا ہے ؟؟

اس کا جواب صرف اتنا ہے کہ مسلمانوں نے اپنا فرض فراموش کر دیا، ہم کو یاد نہیں رہا، کہ ہم ہندوستان کیوں آئے تھے، ہم نے زمینداری، تجارت، ملازمت وغیرہ ہی کو مقصود اصلی قرار دے دیا، اور اس کا خیال نہ رہا، کہ اس قسم کے حرص دنیا میں ہر گز یہ قوت نہ تھی، کہ ہم کو ہمارے بابرکت گھر سے علیحدہ کر دیتی، اگر راحت دنیا کوئی چیز قابل قدر ہوتی تو

گروہ انبیاء سلاطین وقت ہوتا

اور کربلا کی انجمن جلتے اور تپتے ریگستان پر قائم نہ ہوتی۔ اور ہم تو اپنی کہتے ہیں کہ بغداد کا راج اور سمنان کا تخت و تاج چھوڑ کر آج ہندوستان کی مشکلات کو اختیار نہ کیا جاتا، ہمارے بزرگوں نے اپنی نظام حیات سے اس حقیقت کو آفتاب سے زیادہ روشن کر دیا، کہ مسلمانوں کے سفر و قیام کا صرف ایک مدعا ہے اور وہ "اعلانِ حق" ہے مگر ہماری فراموشی اور غفلتوں کی انتہا ہے کہ صفات محمودہ آہستہ آہستہ ہم سے رخصت ہوتے جاتے ہیں اور ہمارے تفرق و تشتت کا افسوس ناک منظر ہمارے اعداء کو شہ دے کر ابھار رہا ہے، ہمیں معلوم ہے کہ، اب بھی ہندوستان میں مشائخ کرام و علمائے عظام کی مبارک ہستیاں موجود ہیں، جن کی برکت سے اس تاریک ملک کا زمین و آسمان قائم ہے، مگر سب کا شیرازہ اسطرح بکھرا ہوا ہے، کہ ہر ہستی کے مقامی اثر کا پھیلاؤ ایک

درجہ پر محدود ہو گیا ہے اور اپنے تمام نمایاں کاموں کا تنہا ذمہ دار ہو کر رہ گیا ہے اور اب بھی مسلمانوں کا بڑا گروہ ان کے برکات سے محروم ہے، اسی کا نتیجہ ہے، کہ آریوں اور مشرکوں نے نڈر ہو کر ملکانہ کے علاقہ پر حملہ کیا اور مسلمانوں کو اقرار کرنا پڑا، کہ ان کے سایۂ عاطفت سے یہ ملک برسوں سے علیٰحدہ پڑا تھا۔

اس موقع پر میرا فرض ہے، کہ اراکین جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی اور ممبران انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ کو دلی مبارک باد دوں، جنھوں نے قوم کی طرف سے ملامت کی بوچھاڑ ہونے پر بھی ایک منٹ کی تاخیر نہ کی، اور وقت پر پہونچ کر مشرکین کے پر غرور سر کو کچل کر رکھدیا، اور ''اشرفی جھنڈا'' اس علاقہ میں پہونچا تو میں نے خود جاکر اس منظر کو دیکھا کہ کام کرنے والوں کی دشواریاں اس درجہ بڑھی ہوئی ہیں، جنکا تصور بھی گھر بیٹھنے والے پر بار ہے، ماہِ مبارک ہے، گرمی کی شدت ہے۔ پانچ پانچ کوس کا پاپیادہ سفر ہے، افطار کے لئے چنا بھی میسر نہیں ہے، مگر عزم و ثبات کا یہ عالم ہے کہ ہر خار راہ ان مجاہدین کی نگاہ میں گل بوٹا، نظر آرہا ہے، ایک فرد کی دولت ایمان کو بچانے کے لئے ان مصیبتوں کو برداشت کیا گیا ہے۔ جس کی داستان بہت طویل ہے -- لیکن کیا ہماری بد قسمتی اور قیامت خیز بد قسمتی اس سے بڑھ کر ہو سکتی ہے، کہ وہ مستعدین اور کارکن جماعت اپنی ذمہ داریوں سے اس لئے علیحدہ ہو رہی ہے۔ کہ 'مالی ناداری نے اس کو کھوکھلا کر دیا ہے، اور اب ان کو ایک قطرہ پانی کا پلانے والا، ہندوستان میں نہیں ملتا، انجمنوں کے بننے بگڑنے کا تماشا تو ہندوستان کا روزمرہ ہو رہا ہے، اور دنیا طلبی کے کاموں میں بھی مذہبی رنگ پیدا کرنا ایشیائی مذاق کا ایک کھیل ہے۔

کل کی بات ہے کہ ترکوں کے نام پر کمیٹیوں کی اس قدر بھر مار ہو رہی تھی کہ نام ملنا دشوار ہو گیا تھا۔ کھینچ تان کے آلہ سے اپنے مہراج بننے کو بھی ترکوں کی خدمت قرار دیا تھا، اور بڑا لطف تو یہ ہے، کہ ترکوں کے سینہ پر ہندوستان آنے کے وقت بھالے رکھ دینے پر آمادگی دکھائی، اور اس کو ترکوں کی خدمت بتایا، مگر آخر دنیا فانی، دنیا کے اغراض فانی، ایک ایک کر کے خود بخود ساری کمیٹیاں معدوم ہو گئیں، اور اب وسیع خزانہ کے سوا کچھ نہ رہ گیا، جو غریب مسلمانوں کا پیٹ کاٹ کر جمع کیا گیا تھا، ان انجمنوں کے اغراض و مقاصد سے علیٰحدہ ہو کر اگر ان کی فنا کے اسباب پر نظر کرو تو صرف یہی پاؤ گے، کہ ان صفات حسنہ کا فقدان تھا۔ جن کے بغیر میں کہہ چکا ہوں کہ ''اعلان حق'' ایک امر محال ہے، اول تو کسی میں جرأت و ہمت نہ تھی اور تھی تو عقل و فراست سے وہ خالی تھی، اگر تدبر بھی تھا تو دین و دیانت سے واسطہ نہ تھا اور اگر کسی کو دین کی بھی لاج تھی، تو مزاج میں استقلال نہ تھا، اور صبر و قناعت کا کیا حال لکھوں، کہ ممبری کے بعد بالخصوص جیل خانہ کا وضع دار بننے پر اس کے باورچی خانہ کا جائزہ لینا حرام اور اس کے موٹر کا خرچ دریافت کرنا حرام ہو گیا تھا، تحمل و مروت کے فقدان پر یہی کافی دلیل ہے کہ اپنے ناصح مہربان پر الٹے غرانا ان کا کام تھا، لہذا ایسے کاموں کا ابھر کر دب جانا مقام حیرت نہیں ہے، ہاں

تعجب اس کا ہے کہ ایک جری و باہمت عقیل و دیندار و متدین و مستقل مزاج و شجاع، صابر و قانع متحمل و بامروت جماعت، خالص دینی، مذہبی تبلیغی کام کرتی ہے، اور صرف مالی ناداری اس کے بلند حوصلوں کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔

پیارے عزیزو!! اگر ہم اسی حالت میں ہوں اور ہم پر قیامت برپا کر دی جائے اور سب سے پہلا سوال یہ ہو کہ اعدائے اسلام، مملکت اسلامیہ کی دھجیاں اڑاتے تھے، ابن سعود نجدی، پاک حرم کی بے حرمتیاں اور عتبات عالیہ کو منہدم کرتا تھا، عراق و حجاز یعنی مقدس جزیرۃ العرب کا ادب و احترام خطرہ میں تھا تمہارے پڑوس میں وہابیوں کا زور و شور اور ان کے فتنوں کا بازار گرم تھا، قادیانیوں کی بد زبانیاں بڑھی ہوئی تھیں، آریوں کا حملہ روز بروز بڑھتا جاتا تھا، اس وقت تم نے اے اسلام کے مدعیو، اے حسین مظلوم کے سوگوارو! اور اے غوث پاک محی الملة والدين کے نیاز مندو! اے خواجۂ ہند معين الملة والدين کے حلقہ بگوشو! اے خواجہ نقشبند ناصر الاسلام والمسلمين کے غلامو! تم یورپ کی درازیاں ابن سعود کی سفاکیاں، وہابیوں کی منہ زوریاں، قادیانیوں کی بے لگامیاں، آریوں کی چیرہ دستیاں، دیکھتے تھے، بولو، کہ تم نے ہمارے بتائے ہوئے طریقہ پر کیا کیا، تمہارے اعمال نے تم کو سنی قادری، چشتی، نقشبندی، کر دکھایا، یا یہ کہ تمہارے کرتوت نے تمہارے دعوے کو غلط قرار دیا۔

پیارے عزیزو! سچ بتاؤ کہ اس کارروائی کا جواب ہمارے پاس کیا ہوگا؟ جماعت رضائے مصطفیٰ اگر کارہائے نمایاں دکھا کر بری ہو گئی، تو اس میں ہمارا کیا بھلا ہوگا، لہذا مرنے سے پہلے توبہ کر لو، اور قیامت آنے سے پہلے پیشتر توشہ جمع کر لو، جماعت کی موت کو اپنی تباہی کا مقدمہ سمجھو، اور اس کو دائمی حیات سے مطمئن کر دو، میں نے آپ کا بہت وقت ضائع کیا اور اب میں مختصر لفظوں میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ ہماری تاریخ کی ابتدا اور انتہا میں جو زمین و آسمان کا فرق ہے، وہ آپ پر ظاہر ہو گیا اور آپ نے سمجھ لیا، کہ اس مصیبت کا خاتمہ اسی پر موقوف ہے کہ منتشر قومیں یکجا کر دی جائیں اور خانقاہ و مدرسہ سے لیکر غریب مسلمانوں کے جھونپڑے تک کو ایک سلسلہ میں منسلک کر دیا جائے، اور اپنی تمام ملکی قومی، مذہبی امور کی باگ اسطرح حضرات علمائے کرام کے مقدس ہاتھوں میں دیدی جائے، جس سے سرتابی کی مجال کسی میں باقی نہ رہے، ہم نہایت آزادی کے ساتھ توپ کے دہانے کے سامنے ''اعلان حق'' کریں کیوں کہ اعلان حق تیرہ سو برس سے صرف ہم مسلمانوں اور خالص سنیوں کا کام رہا ہے، اس میں کسی وہابی قادیانی گاندھوی وغیرہ کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

اسی درد نے ہمارے **فرزند روحی و برادر ایمانی استاذ العلماء مولانا حافظ سید نعیم الدین** صاحب اشرفی جلالی کو بے چین کر دیا اور یہ ان کے جذبات صادقہ کی ادنیٰ کشش ہے، کہ پنجاب سے بنگال تک کے ہر صوبہ

کامسلمان آپ کے سامنے موجود ہے جوآل انڈیا سنی کانفرنس کے دست وہمت وکارپردازی پر بیعت کرنے کو تیار ہے،

پیارے سنیو! یہ کانفرنس آپ کی تنظیم واجتماع کی بہترین صورت ہے، اور عالم اسلامی میں ہماری واحد نمائندہ جماعت ہے، اور اس کے اعلٰی مقاصد میں ہماری ان مصیبتوں کا دفعیہ بھی داخل ہے، جو منحوس قرض کے نام سے ہماری مالیات کو کمزور کر رہی ہے، یعنی ہماری بہبودی دارین کی یہ اپنی شان کی ایک ہی کانفرنس ہے اور تمام سنی تنظیمیں اس میں منضم ہوگئی ہیں، اس کے ماتحت، صوبہ کانفرنس ضلع کانفرنس تحصیل کانفرنس کا جلد سے جلد قیام سنیوں کے بازوے عمل پر فرض ہے، میں نے آل انڈیا سنی کانفرنس کا نام کلکتہ میں سنا تھا، اور اس کے مقاصد حسنہ کو معلوم کر کے ان تاریخوں کا بے چینی کے ساتھ انتظار کر رہا تھا۔

مجھے جو غم کھائے جاتا ہے، وہ یہ ہے کہ اس مبارک بنیاد کے وقت میری عمر کا بڑا حصہ گزر چکا ہے اور ضعیفی وناتوانی نے اسطرح مجھے گھیر لیا ہے کہ میں آپ کا ایک عضو معطل ہو کر رہ گیا ہوں اور سخت شرمندہ ہوں، کہ اس مقدس تحریک کی کوئی نذر پیش کر کے میں حق سے سبک دوش نہیں ہو سکتا،

ہاں! میری اسّی برس کی کمائی میں صرف دو چیزیں ہیں، جن کی قیمت کا اندازہ اگر آپ میری نگاہ سے کریں گے تو ہفت اقلیم کی تاجداری ہیچ نظر آئے گی، یہ میری بڑی قیمتی کمائی ہے، جس پر ملک ودنیا میں ناز ہے، اور آخرت میں فخر ہے، جس کو میں کبھی اپنے سے جدا نہیں کر سکتا تھا، لیکن آج اعلان حق کے لئے میں اپنی ساری کمائی نذر کر رہا ہوں، میرا اشارہ پہلے اپنے لخت جگر ونور العین مولانا الحاج ابو المحمود سید احمد اشرف اشرفی جیلانی پھر اپنے نواسہ جگرپارہ مولانا الحاج ابو المحامد سید محمد محدث اشرفی جیلانی کی طرف ہے جن دونوں کی ذات میری ضعیفی کا سرمایہ ہے، میں آج ان جگر کے ٹکڑوں کو نذر پیش کرتا ہوں کہ۔ اعلان حق میں حیات کی آخری ساعت تک سنت اور اہل سنت کی خدمت جو سپرد کی جائے اس میں میری تربیت کا حق ادا کریں،

امید ہے کہ آپ ایک متوکل درویش کی ناچیز نذر کو قبول فرما کر مجھے رب کی سرکار میں سرخرو فرمائیں گے، اور آپ یقین رکھیں کہ میری رات دن کی دعائیں آپ سے جدا نہ ہوں گی اور آپ کا درد میرے دل سے کبھی جدا نہ ہوگا۔

اے میرے پیارے سنیو! خدا کرے تم غفلت کو ہٹاؤ، ہوشیار ہو، اغیار کو پہچانو، اپنی تنظیم کی قدر کرو، محبت اور اتفاق کا تخم جماؤ، بڑھو پھولو اور تمہارے اقتدار کا پرچم زمین پر لہراتا ہو۔

ایں دعا از من واز جہاں آمین باد

وما ذٰلك على الله بعزيز وانه علٰى كل شيء قدير والصلوة والسلام علٰى حبيبه البشير النذير وصحبه اجمعين والحمد لله رب العٰلمين .

بنگال سنی کانفرنس کی صدارت :

سنی کانفرنس نے سرعت کے ساتھ پورے غیر منقسم ہندوستان میں شاخیں قائم کر کے جگہ جگہ اجتماعوں کا انعقاد کیا، اور یہ حقیقت واقعیہ ہے کہ حضور پرنور اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی مرشد العالم قدس سرہ نے سنی کانفرنس کے مقاصد کی ہر گام پر ہر نہج پر نصرت فرمائی، تائید فرمائی، اس کی کانفرنسوں میں ضعف پیری اور جسمانی نقاہت کے باوجود شرکت فرما کر اجتماعوں کو رونق بخشی، یہ بھی امر واقعیہ ہے کہ سنی کانفرنس کے اجتماعوں اور اجلاسوں کی کامیابی میں بڑا حصہ سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کے وابستگان کی کارکردگی کا ہوتا، چنانچہ ۲۰ / ۲۲ مئی ۱۹۳۰ء تک بھراں ضلع مالدہ بنگال میں سنی کانفرنس کے اجتماعات ہوئے، اس اجلاس کی رپورٹ میں ناظم محکمہ تبلیغ آل انڈیا سنی کانفرنس تحریر فرماتے ہیں :

> "۲۰ مئی ۱۹۳۰ء آٹھ بجے کٹیہار سے آنے والی ٹرین کے انتظار میں استقبال کنندوں کے ہجوم سے پلیٹ فارم بھرا ہوا تھا، کثیر تعداد میں رضاکار ہاتھ میں جھنڈیاں لئے صف بستہ تھے، آنے والی ٹرین کا اللہ اکبر کے فلک پیما نعروں سے استقبال کیا گیا۔ اور ہجوم نے سکنڈ کلاس پر حضرت صدر دام ظلہ کی خدمت میں باضابطہ سلامی پیش کی، مرحبا خیر مقدم کی تکریم کے ساتھ ایک نورانی سیماء، مجسمہ برکات، بدر منیر، پیکر روحانیت قدوۃ العرفاء حضرت شیخ المشائخ مولانا سید شاہ ابو احمد محمد علی حسین صاحب اشرفی جیلانی سجادہ نشین کچھوچھا شریف صدر کانفرنس دامت برکاتہم کا استقبال کیا، لوگ پروانہ کی طرح جمال دل افروز کی زیارت کے لئے مستعد ہو رہے تھے، حضرت موٹر میں رونق افروز ہو کر جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوئے، صدہا آدمیوں کا ہجوم موٹر کے گرد تکبیر کے نعرے بلند کرتا ہوا چلا جا رہا تھا، تھوڑی تھوڑی دور پر اخلاص منداں عقیدت آئین بنگالی اور اردو زبان کی منقبتیں اور خوش آمدید کے ترانے دلکش لہجہ میں عرض کرتے تھے، بنگالی الحان نظموں کے لطف کو بڑھا رہا تھا، دوسرے صوبوں کے باشندے اگر بنگلہ زبان نہ سمجھتے تھے، لیکن نغموں کی طرب ریزی اور اہل بنگال کے طرز ادا کی دلربائی سے وہ بھی جھوم جاتے تھے، راستے میں جو مقامات آتے تھے وہاں کے باشندے اس جلوس کی شان و شوکت دیکھنے کے لے اُمڈ پڑتے تھے، اللہ اکبر کی صداؤں سے بنگالہ کے میدان گونج اٹھے، اس طرح یہ جلوس مبارک دس بجے کے بعد قیام گاہ پر پہونچا، (۱)

(۱) الفقیہ امرتسر ۷ / جون ۱۹۳۰ء

اعلیٰ حضرت نظام دکن کی تائید عظیم :

اعلیحضرت محی الاسلام نظام والی مملکت دکن کی ذات مسلمانان ہند میں مرجع عقیدت تھی، خانقاہوں ، مدرسوں اور اہل علم ان کی مملکت سے وظیفہ پاتے تھے، اس کے علاوہ بہت سے فلاحی اور رفاہی کام ریاست دکن کی اعانت سے انجام پاتے تھے۔ نظام دکن عثمان علی خاں اور ان کے والد گرامی میر محبوب علی خاں حضور مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ کے معتقد تھے، ورود ریاست دکن کے موقع پر حضور پر نور مخدوم الاولیاء کی ملاقات کے لئے آئے، دست بوس ہوئے اور اپنی محل سرا میں دعوت دے کر بلایا، ان تمام وجوہات کے پیش نظر حضور مخدوم الاولیاء بھی ان کے اور مملکت آصفیہ کے بہی خواہ اور دعاء گو تھے، سلطنت آصفیہ وسیع مملکت تھی خطہ برار ممالک محروسہ میں شامل تھا۔ انگریزوں کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے برار کا علاقہ انگریزی راج کے قبضہ میں چلا گیا، معینہ مدت کے بعد خطۂ برار کی واپسی قانونی تھی، مگر انگریز ریشہ دوانیاں کر رہے تھے، الحاق برار کے حوالے سے تمام علماء و مشائخ اور مسلمانوں کی رائے نظام دکن سے وابستہ تھی، چنانچہ حضور پر نور مخدوم الاولیاء مرشدُ العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ نے نظام کی ہمدردی میں حق بجانب آواز حمایت بلند فرمائی، مراد آباد سنی کانفرنس کے خطبہ صدارت میں آواز بلند فرمائی کچھوچھا مقدسہ میں احتجاجی جلسہ منعقد کرنے کا حکم فرمایا، احتجاجی جلسہ کی رپورٹ ماہنامہ اشرفی کچھوچھا مقدسہ میں بعنوان

" امیر المومنین "

شائع ہوئی۔

" اعلیحضرت حضور نظام خلد اللہ تعالیٰ ملکہ ' نے جب سے واپسی برار کا جائز مطالبہ کیا ہے، حکومت ہند نے عجیب پر خلش پالیسی اختیار کی ہے، کہ سال مہینہ کی شکل میں اور مہینے دن بن بن کر ختم ہو گئے، اور آج تک یہ راز نہ کھلا کہ آخر اس شاہ اسلام کو کب تک غیر مطمئن رہنا ہو گا، ایک طرف مشرکین کے دل آزار رزولیوشن، دوسری طرف جگر دوز افواہیں، تیسری طرف حکومت کا پر اسرار سکوت، چوتھی طرف نظامِ حکومت حیدر آباد میں بے طرح مداخلت، جبکہ مسئلہ کے تمام ماحول کو دیکھئے تو الجھن پیدا ہو جاتی ہے، ہم سیاسی نقطۂ نظر کو نہیں جانتے ہیں۔ ہاں مذہبی طور پر یہ "اسلام پر شدید "حملہ" ہے اور اس لئے ہر مسلمان اس مسئلہ کو نہایت غور سے دیکھ رہا ہے، چنانچہ آستانہ اشرفیہ پر بحکم اعلیحضرت عظیم البرکۃ شیخ المشائخ مرشد الانام حاجی الحرمین الشریفین حضور السید شاہ ابو احمد محمد علی حسین قبلہ اشرفی

جیلانی صاحب ایک شاندار جلسہ جامعہ اشرفیہ میں ہوا، جس میں حکومت ہند سے درخواست کی گئی کہ وہ اپنی پالیسی ظاہر کر کے مسلمانان ہند کو مسئلہ حکومت حیدر آباد سے مطمئن کر دے۔ اور دوسری تجویز میں تقریباً تین لاکھ افراد "جمعیۃ اشرفیہ" کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ شہریار دکن سے ہم کو سچا خلوص ہے اور ان کی سابق حالت کی بقا مسلمانان ہند کے لئے بے حد ضروری ہے، تمام مسلمانان ہند آپ سے عقیدت رکھتے ہیں، اور سرکار نظام کی ہر خدمت کے لئے تیار ہیں اور۔ ۱۴ر۔ جنوری یوم جمعہ کو سلطنت حیدر آباد کی حفاظت و تقویت کے لئے بعد نماز جمعہ دعا کی گئی،"

نجدی فتنہ کی مذمت :

حرمین طیبین پر نجدی حملہ و قبضہ کی خبر واطلاع سے عالمِ اسلام آزردہ ہوا۔ ہندوستان میں نجدی فتنہ کی سب سے زیادہ مذمت خانقاہوں کے مشائخ کرام نے کی، چنانچہ حضور پر نور مخدومُ الاولیاء قدس سرہٗ اور آپ کے خانوادہ کے تمام گرامی قدر حضرات نے نجدی فتنہ کی سخت مذمت فرمائی اور ان لوگوں کی بھی پوری قوت سے مذمت فرمائی، جو ہندوستان میں ابن سعود کے ایجنٹ اور طرف دار بنے ہوئے تھے، حضور پر نور اعلیحضرت مخدوم الاولیا قدس سرہ بیشتر اوقات نجدی فتنہ کی مذمت فرماتے، اپنے مواعظ میں نجدیوں کے مظالم بیان فرماتے، اس کی سفاکیوں کا ذکر مواعظ حسنہ کی مبارک محفلوں میں بھی فرماتے، ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ مقدسہ کے صفحات ظالم و سفاک ابن سعود کے سیاہ کارناموں کی مذمتوں سے بھرے ہوتے تھے۔

گاندھوی پارٹی سے اعلان بیزاری :

سلطنت اسلامیہ عثمانیہ کے زوال کے وقت بھی عالم اسلام میں اضطراب برپا ہوا تھا، ہندوستان میں بھی ہیجان و تلاطم کا تموج تھا، سلطنت اسلامی کی اس بے بسی کے وقت میں تحریک خلافت کے نام سے ایک مرکزی کمیٹی قائم ہوئی۔ لیکن طرفہ تماشا یہ تھا کہ دھیرے دھیرے اس تنظیم کی مرکزی قیادت پر ایم کے گاندھی کا قبضہ ہو گیا، گاندھی کی آندھی میں تقریباً سب بہہ گئے، بے ہوشی میں یہ بھی خیال نہ رہا، کہ اس پوری فصل کی کاشت گاندھی کے قبضہ میں جارہی ہے، جدو جہد کا فائدہ غیر مسلم حاصل کر رہا ہے لیکن پھر بھی گنتی کے اعاظم ورجال کبار تھے جن کو مسلمانوں کا زیاں صاف دکھائی پڑ رہا تھا، انہوں نے صاف صاف کھلے لفظوں میں اس کی رفاقت و قیادت سے الگ رکھنے کی سعی و کوشش فرمائی،

حضور پر نور اعلیحضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ نے بلند آواز میں اعلان فرمایا

"فرقۂ گاندھویہ کی رفاقت اور ان کا ساتھ دینا جائز نہیں"

حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے فتویٰ جاری فرمایا، رسالے اور کتابیں لکھ کر شائع کرائیں، تمام علمی مراکز بدایوں، رامپور، فرنگی، اجمیر کے علماء کبار نے ان کی زبردست مخالفت جاری رکھی، بلکہ صحیح یہ ہے کہ صوبہ متحدہ علماء کانفرنس کے اجلاس کانپور میں منعقد کر کے فاضل بریلوی کے مقاطعہ کا اعلان فرمان جاری کر دیا، ایسے گرما گرم ماحول میں اعلان حق اور رفاقت حق کے لئے حضور پر نور اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ' نے کھلے لفظوں میں اعلان حق فرمایا اور فاضل بریلوی کے فتوے کی سرگرم تائید فرمائی۔

"مولانا احمد رضا خاں صاحب عالم اہل سنت کے فتووں پر عمل کرنا واجب ہے، کافروں کا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں ہے۔"

بزم صوفیہ:

حضرت مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی علیہ الرحمہ اور دوسرے خانوادۂ علم و معرفت کے ارکان کی سعی و توجہ سے خانقاہوں میں اصلاح و تربیت اور وابستگان خانقاہ و درگاہ میں علم و تصوف کو رواج دینے کے لئے بزم صوفیہ قائم ہوئی، حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء نے بھی اس بزم صوفیہ کے مقاصد کی ترویج و توسیع کے لئے خصوصی توجہ فرمائی، راقم الحروف کو تفصیلات کا علم نہ ہو سکا۔ بزم صوفیاء کے اجلاس اجمیر مقدس درگاہ معلی میں عرس مبارک کے موقع پر منعقد ہوا کرتے، مولانا شاہ سلیمان پھلواری کے صاحبزادے مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی کا تحریری بیان دستیاب ہے، وہ لکھتے ہیں کہ جمعیۃ الصوفیہ کا سالانہ جلسہ عرس شریف کے موقع پر منعقد ہوا، مشائخ میں چونکہ بزرگ ترین حضرت شاہ علی حسین صاحب کچھوچھوی تھے، اسلئے حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محلی نے صدارت کے لئے ان کا نام نامی پیش کیا، حضرت کچھوچھوی جیسا نورانی چہرہ والا بزرگ میں نے مشائخ میں آج تک کسی کو نہیں دیکھا، ان کی شخصیت میں بڑی دل آویزی تھی ہمارے بزرگوں نے ان کا بڑا احترام رکھا، خصوصی روابط قائم تھے۔"

باب ۱۲

علوم اسلامیہ کی ترویج اور مدارس کا قیام

خانوادۂ اشرفیہ کی عالمی درسگاہیں:

روحانی رشد و ہدایت میں علوم شریعت کی ترویج اور نشر اشاعت کا فریضہ بھی حضرت محبوب یزدانی غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی نظامی قدس سرہٗ نے اعلیٰ پیمانہ پر انجام دیا۔ اسلامی ہند کی ترویج علم تاریخ میں حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کے کارنامے امتیازی شان رکھتے ہیں، حضرت غوث العالم سے براہ راست تعلق رکھنے والے میں حضرت استاذ العصر ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی کا نام نامی درخشاں آفتاب و ماہتاب کی حیثیت رکھتا ہے، ملک العلماء کے شاگردوں کا ثانی چشم فلک نے پھر نہ دیکھا ان میں قطب الاقطاب حضرت علامہ امام دیوان محمد رشید جونپوری بھی تھے جنکی

"مناظرۂ رشیدیہ"

عالم اسلامی میں اپنی تصنیف کے وقت سے چھائی ہوئی ہے حضرت ملا محمد افضل جونپوری بھی تھے۔ جن کی درسگاہ سے شمس العلماء ملا محمود جونپوری جیسا نابغہ دھر اُٹھا جس نے

"شمس بازغہ"

لکھ کر اپنا علمی طنطنہ بلند فرمایا، ان کے شاگرد حضرت مخدوم عیسیٰ تاج قدس سرہٗ بھی تھے، جن کے شاگرد و مرید

ملا حسن طاہر محدث جونپوری تھے، جنکے اخلاف و تلامذہ میں ہندوستان کا وہ مایۂ ناز خانوادۂ رشد و ہدایت اور علم و فضل جلوہ گاہِ عام و خواص پر آیا جن میں شاہ ولی اللہ، شاہ عبد العزیز، شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر قدس اسرارھم کے علمی و دینی برتری کا غلغلہ عالم میں بلند ہے انہیں میں حضرت علامہ امام مخدوم صفی الدین ردولوی بھی تھے ان کو نعمان ثانی کہا جاتا ہے کے اخلاف و تلامیذ میں حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی تھے جن کے وابستگان اور فیض یافتگان میں بواسطہ والد ماجد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی بھی تھے، جن کے واسطے سے حضرت شاہ غلام علی مجدد عصر اور علامہ امام خالد رومی اور ان کے مرید و فیض یافتہ علامہ امام شامی تھے یہ ایک طویل فہرست ہے، لیکن اس قدر نام بھی علمی دینی سطوت و شوکت کے پورے پورے ترجمان ہیں۔

حضرت غوث العالم محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاف و خلفاء مسترشدین نے ہر زمانہ اور ہر دور میں علوم اسلامی کا چراغ روشن کیا، ان کے علمی کارناموں کی بھی ایک طویل تاریخ ہے ان صفحات میں ان کے احاطہ کی گنجائش نہیں، یوں بھی احاطہ کلیہ کا محال ہے مگر بعض ممتاز تلامیذ و فیض یافتگان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت سلطان بحر و بر محی الدین اورنگزیب سلطان وقت و مجددِ عصر کے اساتذۂ کرام میں حضرت ملا مبارک اشرف، اور حضرت ملا باسو کا نام نامی سنہری حرفوں میں نمایاں ہے درس نظامی جس کی جہانگیری مسلم ہے۔ اس کے بانی استاد الہند حضرت ملا نظام الدین سہالوی لکھنوی فرنگی محلی نے اکثر درسیات کا درس خانوادۂ اشرفیہ غوثیہ کے نامور اور یگانہ روزگار امام علوم و فنون حضرت ملا سید علی قلی اشرفی کی خدمت میں لیا تھا، کچھوچھہ مقدسہ کے خانوادۂ اشرفیہ کے عالی قدر فریدِ عصر حضرت علامہ امام حضرت محدث صاحب قبلہ قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"کچھوچھہ مقدسہ کی تعلیم کا حال آپ کیا جانیں، یہاں کے برکات و فیوض سے آپ کو کیا خبر؟ ہندوستان میں ابتداے اسلام سے آج تک جو علمائے کرام ہوئے، ان سے اس آستانۂ عالیہ کا حال پوچھو، کہ کتنے کیا کچھ یہاں سے لیکر گئے، شیخ محقق دہلوی علیہ الرحمہ اور حضرت ملا بحر العلوم لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ سے یہاں کے فیضان کو دریافت کرو۔ فرنگی محل لکھنو ہمیشہ کے لئے بار منت "خاندانِ اشرفی" اپنے سر پر لئے ہوئے ہے۔ ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ سر تاج علمائے فرنگی محل اس خاندان کے شاگرد رشید ہیں۔

ملا علی قلی اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ان کے استاذ تھے اور فرنگی محل کی تعلیمی برکتوں سے انکار جہل ہے، ملا جی (۱) آپ بھی وہاں کے بارے احسان سے چور ہوں گے............ آج بھی سیکڑوں

(۱) مولوی محمد علی کانپوری مونگیری سابق ناظم ندوۃ العلماء۔

علمائے کرام اس بارگاہ عالم پناہ کی غلامی پر ناز کرتے ہیں سند یافتگان جامعہ اشرفیہ کی دینی خدمت زبان زد ہے"

جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ:

یہ سب کچھ تھا مگر روایتی مدرسہ کے نام سے اس کا وجود نہ تھا اس کا احساس فرما کر حضور پر نور مخدوم الاولیاء درگاہ شریف کے حلقہ میں ایک عمارت تیار کرا کر باضابطہ درس گاہ قائم کی اور مدرسین کا تقرر کیا۔ بڑے حضرت کے روزنامہ سے مدرسہ کے وجود کا ذکر قیام خانقاہ کے ساتھ ۱۳۰۱ھ سے وابستہ ملتا ہے اور اسی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ جس کا نام کم از کم ۱۳۳۳ھ تک اشرف المدارس تھا اسکی ترقی کے لئے فخر المتأخرین حضرت مولانا عبد الحئی فرنگی محلی کی تجویز بھی شامل تھی۔(۱) ۱۳۴۰ھ میں یہ مدرسہ ترقی کی راہ پر گامزن ہوا، اس کے متعلق غوث الوقت حضرت مخدوم المشائخ سرکار کلاں مد ظلہٗ نے حقائق و معارف سے لبریز بیان سپرد قرطاس کیا ہے۔

" قرآن و حدیث کی تعلیم، وہ ربانی روشنی ہے، جس سے ایمان، سچائی، اخلاق اور انسانیت کی شاہراہ ملتی ہے، اور جو زندگی کو سنوارتی ہے، ضمیر میں پاکیزگی کی روح پیدا کرتی ہے، اخلاق اور انسانیت کے وہ جوہر ابھرتے ہیں، کہ انسان کائنات کا سب سے قیمتی سرمایہ بن جاتا ہے۔ اس احساس کی شدت نے ہر دور میں اس دور کے صالحین کو اس بات پر آمادہ رکھا کہ وہ جگہ جگہ، دینی، تعلیمی، مراکز قائم کرتے رہیں، نیز قائم شدہ مراکز کے فروغ و ارتقاء کے لئے مسلسل جدوجہد کرتے رہیں، بحمدہ تعالیٰ کسی دور کے عمائدین اور اکابرین اور مخلصین صالحین اپنے اس فریضے سے غافل نہیں رہے، بلکہ بعض خانوادے تو ایسے بھی ہیں، جن کی دینی، علمی، روحانی اور اخلاقی جذبات کا دائرہ صدیوں کو اپنے آغوش میں لئے ہوئے ہے۔

۱۳۴۰ھ میں میرے جد کریم اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ محبوب ربانی مولانا شاہ ابو احمد سید علی حسین اشرفی جیلانی سجادہ نشین سرکار کلاں قدس سرہٗ کی سرپرستی اور والد محترم حضرت علامہ ابو المحمود سید شاہ احمد اشرف جیلانی ولی عہد سجادہ نشین سرکار کلاں قدس سرہٗ کے اہتمام و انصرام میں۔

جامعہ اشرفیہ

کی بنیاد پڑی تھی، یہ جامعہ بر سہا برس کتاب و سنت کی ترویج و اشاعت کرتا رہا اسی جامعہ کے شیخ

(۱) حوالے کے لئے تحائف اشرفیہ مؤلفہ شاہ غفور اشرف و آئینۂ اشرفی و روزنامچہ بڑے حضرت ملاحظہ ہو۔

الحدیث محدث اعظم ہند، استاذ گرامی مولانا عماد الدین سنبھلی، مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب، علامہ مفتی عبد الرشید خاں صاحب، علامہ سید شاہ محی الدین اشرف اشرفی جیلانی (اوران کے خلف ارشد حضرت مولانا سید شاہ معین الدین اشرف) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نیز دیگر اکابرین علماء مختلف عہدوں میں ہوتے رہے اور یہاں کے فارغین طلبہ آج اکابر ملت اسلامیہ میں شمار کئے جاتے ہیں، جامعہ اشرفیہ کو مقبول و مستحکم بنانے میں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی حضرت مولانا فاخر صاحب الہ آبادی، حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محلی رحمھم اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کی مساعی جمیلہ کی بھی ایک طویل داستان ہے

"جامعہ اشرفیہ کے قیام وبنا کا ذکر خیر، اعلیحضرت عظیم البرکۃ مخدوم الاولیاء قدس سرہ نے اس یادگار "فرمان" میں بھی فرمایا ہے۔

حضرت مخدوم المشائخ قدس سرہ کی ولی عہدی اور سجادہ نشین کے متعلق اپنی حیات با فیض کے آخری ایک ماہ قبل جمادی الاخریٰ ۱۳۵۵ھ کو تحریر فرمایا تھا۔

"اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے، کہ ان کی اب دستار بندی ہو چلی ہے، اور تمام علوم و معقول تفسیرو حدیث و فقہ و معانی و تصوف کو بکمال جانفشانی

جامعہ اشرفیہ

جو اس فقیر کا بنایا ہوا دار العلوم ہے سے حاصل کیا"

جامعہ اشرفیہ کا انتظام وانصرام حضرت عالم ربانی محبوب حقانی مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب قبلہ قدس سرہٗ جیسے روشن دل و دماغ بزرگ فرماتے تھے، حضرت فرماتے تھے، اگر میری زندگانی نے وفا کی تو جامعہ اشرفیہ کو ہندوستان کا جامع ازہر بنادوں گا، ان کا عزم وارادہ ان کے پوتے سیدی صدر المشائخ حضرت مولانا سید شاہ اظہار اشرف صاحب قبلہ دامت برکاتہم کے ذریعہ پایۂ تکمیل کو پہونچ رہا ہے۔

کتب خانہ اشرفیہ:

حضور پر نور اعلیحضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہ' کے اوقات مبارک اگرچہ عبادت وریاضت اور محویت حق سے مملو تھے، مگر اسی کے ساتھ مطالعہ کا بھی شغف تھا، عقائد فقہ و تصوف کی کتابوں کا کثرت سے مطالعہ فرماتے تھے۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ تھا کہ رفتہ رفتہ ایک خاصہ ذخیرہ کتابوں کا جمع ہو گیا۔ چنانچہ حاجی محمد زبیر صاحب نائب ناظم کتب خانہ مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ اپنی مؤقر تصنیف "اسلامی کتب خانہ" میں رقمطراز ہیں:

"تیرہویں صدی ہجری کے ابتدائی سالوں میں حضرت مولانا سید شاہ علی حسین اشرفی سجادہ نشین سرکار کلاں نے ایک بار پھر خاندانی وقار کو بلند کیا، اور حضرت مخدوم کی سنت عالیہ کو زندہ کرنے میں پوری تندہی کے ساتھ دلچسپی لی بقول میر غلام بھیک نیرنگ مرحوم حضرت اشرفی میاں کی تاریخی اہمیت خانوادۂ اشرفیہ میں وہی ہے، جو بنی امیہ میں حضرت عمر ابن عبد العزیز کو حاصل تھی،

اس میں شک نہیں کہ، حضرت اشرفی میاں، نے خاندانی اختلال و جمود کو دور کرنے کے لئے جو عملی منصوبے بنائے، اور جسطرح عامۃ الناس کو صراط المستقیم پر لانے کے لئے ان کی قیادت ورہنمائی کی اور جس انداز سے انھوں نے قومی کردار اور سیرت کی تعمیر و تخلیق میں حصہ لیا، وہ مقدمہ لطائف اشرفی، وظائف اشرفی، صحائف اشرفی، اور مجلّہ اشرفی کے مختلف شماروں کے پڑھنے والوں سے پوشیدہ نہیں، آپ نے تحصیل علم کے لئے ---جامعۂ اشرفیہ- کی بنیاد رکھی، اور لوگوں میں دینی تعلیم کا جذبہ پیدا کیا۔ اس سلسلے میں آپ نے

کتب خانہ اشرفیہ

کی بھی اصلاح فرمائی اور مختلف مقامات سے نادرات منگوائے، حضرت اشرفی میاں نے اپنے ذاتی مصارف سے

اشرفی پریس

قائم کیا جس میں بعض نادر کتابیں طبع ہوئیں، اور ۱۹۲۳ء تا ۱۹۲۸ء اسی پریس سے مجلّہ اشرفی نکلتا رہا جس کی ادارت کے فرائض حضرت مولانا ابو المحامد سید محمد محدث نے بحسن خوبی انجام دیئے، اسی مجلّہ کے ذریعہ لطائف اشرفی، کا اردو ترجمہ بالاقساط پیش کیا گیا،

حضرت اشرفی میاں نے والیان ریاست کو بھی کتابوں کی طباعت واشاعت کی جانب متوجہ کیا چنانچہ انھیں کی تحریک پر نواب کلب علی خاں ریاست رام پور نے ۱۲۹۷ھ میں لطائف اشرفی کی طباعت کرائی، اور نواب میر عثمان علی خاں نظام حیدرآباد نے چند نادر کتابوں کی طباعت کی ذمہ داری اپنے سر لی، غرض کتابوں کی اصلاح و نقل اور طباعت سے کتب خانۂ اشرفیہ میں ایک قابل قدر اضافہ ہوا، حضرت اشرفی میاں کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے، کہ انہوں نے عربی اور فارسی کی طرح اردو سیکشن کو بھی ترقی دی، چنانچہ اردو شعراء کے دواوین کے علاوہ مذہب و تصوف، فلسفہ، کلام، تاریخ اور طب کا بھی جس قدر سرمایہ انھیں اردو زبان میں دستیاب ہوا وہ سب کتب خانہ کی زینت بن گیا

.... کتب خانہ اشرفیہ میں مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں کی مجموعی تعداد کم وبیش دس ہزار سے بھی زیادہ ہے قلمی کتابوں کی تعداد ساڑھے سات ہزار کے لگ بھگ ہے، جن میں اکثر

نہایت نادر ہیں، عربی فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں تفسیر، حدیث، فقہ کلام، تاریخ ادب، اور طب کا گراں قدر ذخیرہ موجود ہے اور ان حقائق کی روشنی میں اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مشائخ کرام نے اپنی خانقاہی زندگی میں دین ومذہب کی تبلیغ واشاعت کے ساتھ، علم وادب کی کیسی کیسی حیرت انگیز خدمات انجام دی ہیں"(۱)

کتب خانہ اشرفیہ اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء کی گراں قدر جدوجہد کا ثمرہ ہے، اسوقت آپ کے پرپوتے حضرت صدر المشائخ مولانا الحاج سید شاہ اظہار اشرف صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی ہمت وتوجہ سے درجۂ عروج پر پہونچ رہا ہے، حضرت صدر المشائخ نے خانقاہ سرکار کلاں میں کتب خانہ کے لئے ایک وسیع وعریض شاندار فلک نما عمارت تعمیر کرادی ہے، جس کا نام حضرت عالم ربانی کے نام نامی پر

حضرت مولانا احمد اشرف ہال

ہے اور حضرت مخدوم المشائخ قدس سرہٗ کے نام نامی سے برکت لینے کے لئے کتب خانہ کا نام

حضرت مختار اشرف لائبریری

خانوادۂ اشرفیہ کے تبرکات وملبوسات اور قلمی نوادر کے لئے ایک مخصوص حصہ

حضرت اشرف حسین میوزیم

بھی بن گیا ہے، لاکھوں روپیوں کے سرمایہ سے دور دور سے بلند پایہ مصنفین کی مطبوعہ وقلمی کتابوں کا ذخیرہ بھی جمع کیا جارہا ہے، وہ وقت قریب آرہا ہے، جب کتب خانہ علم وتحقیق کے تشنگان کے لئے سیرابی کا انتظام کردے گا۔

مشہور عالمی مبلغ اسلام اور دیدہ ور اسلامی وسیاسی رہبر ورہنما الحاج سید میر غلام بھیک نیرنگ اشرفی وکیل انبالہ نے ان برکات وانوار کو قریب سے ملاحظہ فرماکر تحریر فرمایا تھا،

"اگرچہ اعلیٰحضرت قبلہ وکعبہ کا گھرانا خاندان اشرفیہ میں علم کے اعتبار سے ہمیشہ مشہور وممتاز رہا ہے مگر حضور قبلہ وکعبہ کی برکت سے اس زمانہ میں دولتِ علم وکمال سے یہ گھر اس قدر مالا مال ہوا کہ اس کی نظیر نہیں پائی جاتی"(۲)

ماہنامہ اشرفی کا اجراء:

اہل باطل نے مطابع کے وجود سے فائدہ اٹھایا اور رسائل واخبار کے سہارے اپنے نظریات کی نشریات کی طرف دھیان دیا، چنانچہ ہر فرقہ اور ہر گروہ کا اخبار، رسالہ تھا، اہل حق نے بھی رسائل جاری کررکھے تھے، احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ پوری طاقت سے جاری تھا، کچھوچھا مقدسہ کا آستانہ معرفت وعلم کے

(۱) "اسلامی کتب خانے" مطبوعہ ندوۃ المصنفین دہلی، صفحہ ۳۰۴ تا ۳۰۶

(۲) مقدمہ حضرت میر نیرنگ صاحب قبلہ ص ۷-۴

امتزاج کا مرکز تھا یہاں کے اکابر واولیاء بھی تصنیف وتالیف کا ذوق رکھتے تھے مگر طباعت واشاعت کی طرف توجہ نہیں فرماتے تھے۔ اعلیٰحضرت قدسی منزلت حضور پرنور مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ کے دورار شاد اور عہد بابرکت کے برکات میں مجلّہ علمیہ روحانیہ کا اجراء بھی شامل ہے حاجی محمد زبیر صاحب ناظم مسلم یونی ورسٹی علی گڈھ لائبریری رقم طراز ہیں،

"حضرت اشرفی میاں نے اپنی ذاتی مصارف سے اشرفی پریس قائم کیا جس میں بعض نادر کتابیں طبع ہوئیں ۱۹۲۳ء تا ۱۹۲۸ء اسی پریس سے مجلّہ اشرفی نکلتا رہا جس کی ادارت کے فرائض حضرت مولانا ابوالمحامد سید محمد محدث نے بحسن وخوبی انجام دیے اسی مجلّہ کے ذریعہ لطائف اشرفی کا اردو ترجمہ بالاقساط پیش کیا گیا"

جنوری ۱۹۲۳ء جمادی الاولیٰ ۱۳۴۱ھ میں ماہنامہ اشرفی کا اجراء ہوا، صفحہ ۳ر پر اعلیٰحضرت قدسی منزلت حضور پرنور مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ' کا

دعاء نامہ وفرمان

شامل ہو کر شائع ہوا، کلمہ کلمہ اور جملہ جملہ سے حضور پرنور کی دلی دعاؤں اور قلبی خواہشات کا آبشار جاری ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:

"میں اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے بصد عجز ونیاز دعاء کرتا ہوں کہ جس طرح اپنے پیارے محبوب یزدانی حضور غوث العالم تارک السلطنت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنی کے نام نامی واسم گرامی کا عرب وعجم، چار دانگ عالم میں سکہ جمادیا اور ان کی بارگاہ عالم پناہ کو مرجع خلائق فرمادیا، اور ان کے فیوض وبرکات سے لاکھوں تشنہ کاموں کو سیراب کردیا اور ان کی نظر کیمیا اثر سے مس دل کو سیم وزر، محتاج کو صاحب ثروت بلکہ جوہری، اور مفلس کو صاحب دولت بلکہ اشرفی بنا دیا اسی طرح اوس نام پاک کی طرف شرف انتساب کو وہ کرامت عطا فرمائے کہ رسالہ اشرفی کو پسندیدہ اہل ایمان فرماکر قلوب میں اس کا سکہ جمادے، مسلمان اس کی طرف جھک پڑیں اور فیوض وبرکات سے مالا مال ہوتے رہیں، پیاسے سیراب ہوں اور

"اشرفی" اشرفی ہوجائے۔

اے میرے رب اس ناچیز فقیر کی اس دعاء کو شرف قبولیت عطاء فرما، یہ فقیر رسالہ، ومدیر ومطبع وخریدار کا دعاء گو ہے اور ہمیشہ دعا کرتا رہے گا، جن لوگوں کو فقیر سے نسبت ارادت ہے، ان کا فرض ہے کہ اس رسالہ کی خریداری ضرور کریں اور دوسروں کو ترغیب دیں، یہ میرا تاکیدی حکم ہے دیکھنا ہے کہ اس کی عزت کون مخلص کرتا ہے، یقیناً یہ رسالہ "شجرہ" سے زیادہ نفع بخش ہے۔

فقیر ابواحمد المدعو محمد علی حسین اشرفی جیلانی
سجادہ نشین، آستانہ کچھوچھا شریف ضلع فیض آباد

کلماتِ طیبات

عالم ربانی محبوب حقانی قوت الاسلام شوکتِ دین، مجمع البحرین حضرت مولانا الحاج سید شاہ احمد اشرف قدس سرہٗ نے بھی اپنا بیان اشاعت کے لئے عطا فرمایا۔

مبسلاً و حامداً محمداً و مسلماً مصلیاً محمداً صلی اللہ علیہ وسلم

اس پرآشوب زمانہ میں جبکہ لوگوں نے مذہبی تعلیمات کو پس پشت ڈالدیا ہے اور ضلالت کی گھنگھور گھٹائیں امنڈ امنڈ کر عالم پر چھارہی ہیں، بالخصوص کفرستان ہند میں کہ آئے دن ایک نیا مذہبی فتنہ کھڑا رہتا ہے، اور جدت پسند طبیعتیں ہر نئی گمراہی پر لبیک کہنے پر کمربستہ ہیں، نہایت درجہ ضرورت تھی کہ ایک رسالہ خاص اہل سنت و جماعت کا شائع ہو جو عقائد حقہ کی اشاعت کرے، اور ائمہ مجتہدین کی تقلید اور مقبولان بارگاہ ازلی، حضرات برگزیدگان خلق، اولیائے کرام و صوفیائے عظام کی شاہراہ کار ہبر ہو اس تصوف کا حامی ہو جس کی روح رواں شریعت مطہرہ ہے اور اس شریعت کا ہادی ہو جس کی آرام جان تصوف ہے، ایسی خصوصیت کے ساتھ کوئی رسالہ نظر سے نہیں گذرا، عرصہ سے خیال تھا کہ اس گراں مایہ خدمت اسلام کی کمی کسی طرح پوری ہو سکے۔

میں اپنی اوس مسرت کو لفظوں میں ظاہر نہیں کر سکتا جو رسالہ اشرفی، کے جاری ہونے سے ہوئی ہے میری مدت کی دعاء حق سبحانہ و تعالیٰ نے قبول فرمالی اور "اشرفی" انھیں اغراض و مقاصد کے لئے کمربستہ ہو گیا جس کی تمنا فقیر کے دل میں تھی۔

میں نور چشم مولانا سید محمد محدث کو استقلال و ہمت کی نصیحت کرتا ہوا دعاء دیتا ہوں کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں، اور میری قبولیت دعاء کے خاص مصداق ہوں، میں اپنے تمام مریدان و معتقدان متوسلان سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کو حکم دیتا ہوں اور بہت زیادہ تاکید کرتا ہوں کہ رسالہ اشرفی کی خریداری کو اپنا فرض خیال کریں، اور اس حکم کی تعمیل میں ذرہ برابر سستی نہ کریں، اور عام مسلمانوں سے میری اپیل ہے کہ اس رسالہ کی خریداری سے اون مقاصد کی طرف سبقت کریں جن کو اشرفی کے سوا اور جگہ نہ پائیں گے یہ خاص شرف اس رسالہ کو حاصل ہے کہ لطائف اشرفی جیسی معتبر' جامع' بے مثل و بہتر کتاب مستطاب کا ترجمہ بالاقساط چھپتا رہے گا جس کی مشتاق ایک دنیا ہے، اور عرصہ سے اس نعمت سے محروم ہے، حق سبحانہ تعالیٰ رسالہ کو روز بروز ترقی و کامیابی عطا فرمائے آمین۔

آخر میں پھر اس بات کو دہراتا ہوں کہ کوئی مرید و معتقد ایسا نہو جو اس رسالہ کا خریدار نہ بنے۔

والسلام

فقیر سید احمد اشرف اشرفی جیلانی غفرلہٗ۔ کچھوچھا شریف ضلع فیض آباد

ماہنامہ اشرفی کی طرف مسلمانوں کے قلوب جھک پڑے، قبولیت عام کی سند مل گئی، سالانہ خریدار بہت ملے لیکن کثیر تعداد کے باوجود دفتر ماہنامہ اشرفی مقروض ہو گیا اس قرض کی خبر جب حلقۂ سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کے ارادت میں پہونچی، تاریخ نے اپنا ورق الٹا اور سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کے فدائی، جانثار، جاں باز ہستی کا نام نامی پھر نمایاں ہوا، اور وہ ہستی سب کے آگے دکھائی پڑی، چنانچہ ماہنامہ اشرفی کے سال دوئم کے دوسرے شمارہ میں بعنوان جلی

بند ھو

مجلّہ مبارکہ کے جلیل الشان اکتیس سالہ نوجوان ایڈیٹر حضرت محدث صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا

"اگر سلسلۂ تشبیہ و استعارہ میں حاتم سے سخی اور شیر سے شجاع، ایاز سے خدام و رعایا اور محمود سے سلاطین و امراء کا مراد لینا صحیح ہے، اور ضرور صحیح ہے تو اشرفی روایات میں بلا خوف انکار کیا جاسکتا ہے کہ بند ھو سے مراد فدائی، درد مند، جان نثار اور سچا جانباز، ہمارے خاندان میں آج کوئی تین سو برس سے بند ھو کے نام کی دھوم ہے اور اشرفی خاندان کا بچہ بچہ اس نام سے مانوس ہے گیارہویں صدی میں جب مسند سجادگی پر حضرت شاہ نذر اشرف صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونق افروز تھے اور ایک طرف سے اعداء دین اور دوسری طرف سے دشمنان عزت و منصب کے خوں خوار منصوبوں کے خوفناک بادل گھر گھر کر غوث العالم کے اس مقدس جانشین پر آئے تھے تو جس برق عذاب خدا صاعقہ، قہر الٰہی نے ان بادلوں کے پرخچے اوڑادیے تھے، اور جہان عداوت کو روئی کے گالوں کی طرح سے پھونک کر اوڑادیا تھا، اوسکے مجسمہ کا پیارا نام یہی

بند ھو

تھا صرف یہی "بند ھو" کی ایک ہستی تھی، جس کا سینہ اگر حضرت شیخ کے لئے ہر وقت سپر تھا تو اوس کے بازو کا زور اعداء روباہ منش کو شیر کی مانند نگل رہا تھا، بند ھو کا مال، بند ھو کی اولاد بند ھو کا کل سرمایہ یہاں تک کہ بند ھو کی پیاری جان شیخ کے نشان قدم پر قربان ہو گئی تھی اور بالآخر بند ھو نے اپنی فاتحانہ زندگی اس ذوق میں بسر کردی کہ قلب شیخ میں اون کے لئے وسیع جگہ پیدا ہو گئی فرحمة الله تعالىٰ عليه وعلىٰ شيخه و مشائخهٖ و علينا معهم اس مقدس جانفروش کا مزار مبارک آستانہ اشرفیہ میں ایک بلند چبوترہ پر قدمہائے غوث کی محاذات میں آج بھی زیارت گاہِ خلائق ہے۔

اب اس پیارے نام کی برکت ملاحظہ ہو کہ وہ بند ھو میاں جن کے نام سے ناظرین اشرفی ناواقف نہیں ہیں جنہوں نے لاکھوں اشرفی افراد میں تنہا یہ خصوصیت حاصل کی کہ اپنی کوشش سے ایک سو سے زائد خریدار اشرفی پیدا کئے جنہوں نے نہ صرف خود بلکہ تقریباً چالیس خریداروں سے چندہ رئیسانہ دس روپے سالانہ داخل کیا۔ اور پھر بھی اس کو اشرفی کے لئے کم سمجھا، جنھوں نے دفتر پر

ایک ہزار کا قرض سنکر مبلغ تین سو روپیہ کا گرانقدر عطیہ یک مشت بھیجا، ہندوستان بھر کے اشرفیوں میں جس نے تنہا اشرفی کا درد اوٹھایا، اور دربار شیخ کے پیام بر کا شریک غم ہوا اوس اخلاص و احسان کے پتلے کو "بند ھو" کہہ کر پکارتے ہیں "بند ھو" کے یہ اعلیٰ کارنامے جس نے اشرفی فضا کو روشن کر دیا اور جس نے قیل و قال اور دعوے و ادعاء کے میدان سے نکل کر امتحان عمل میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے وہ معاصرین پر تفوق کے لئے کافی سے زیادہ ہیں اور اخلاص و ارادت کا کامل ثبوت ہے، مگر اشرفی کے بعد "بند ھو" کا نام "بند ھو" ہونا جن جذبات کے ہیجان اور حوصلے کی پرواز کو چاہتا ہے اوسکا نظارہ بند ھو کی آنکھ اوسوقت کرتی ہے جبکہ اوس نے اپنا تمام اثاث البیت اور عمر بھر کا اندوختہ نگاہ شیخ پر نچھاور کر دیا،

یعنی اوس غریب بند ھو نے جو عطر کا ایک معمولی تاجر ہے جس کی مالی حالت نا قابل تذکرہ ہے جس کی صبح شام کی آمدنی غریب طبقہ کی زندگی کے لئے بھی ناکافی ہے اوس نے پیٹ کاٹ کر دانتوں سے کوڑی کوڑی پکڑ کر جو کچھ جمع کیا تھا، پہلے تین سو اور پھر سات سو باوجود سخت انکار کے بڑے اصرار سے نذر شیخ کر کے اشرفی کو ایک ہزار کے قرض سے بالکل سبک دوش کر کے خود بے دست و پا ہو گیا اور جن اشرفیوں کو چار روپے سالانہ دینا بھی بار ہے اون کو مشعل ہدایت دکھا دیا۔

بند ھو نے یہ کیا کیا؟

میں خود اس کے سمجھنے سے عاجز ہوں، ہاں بند ھو نے یہ کیوں کیا؟ اس کا جواب گذشتہ تجربوں کے بنا پر یہ ہو سکتا ہے کہ بند ھو کو بند ھو سیٹھ ہونا ہے، دارین کے برکات سے مالا مال ہونا ہے قلب شیخ میں اپنا وسیع قصر بنا ہی لیا ہے اور شاندار مستقبل کا انتظار ہے فجزاه الله تعالیٰ عنا عن سائر الاشرفيين و اهل السنة والجماعة جزاءً حسناً۔ مصرعہ

این دعا از من، واز جہاں، آمین باد"

حضرت سیدی محدث صاحب قبلہ نے دوسرے سال کے چھٹے شمارہ ذیقعدۃ الحرام ۱۳۴۲ھ میں اپنے خاص اسلوب میں تحریر فرمایا،

"کلکتہ میں ہمارے بند ھو بھائی اور پیر محمد بھائی نے اشاعت رسالہ اشرفی کا کام بڑے زوروں پر کیا اور کر رہے ہیں، اس پر بعض اون لوگوں نے جو اپنے کو مرید سلسلہ عالیہ اشرفیہ کہتے ہیں خط بھیجا ہے، کہ بند ھو میاں بڑا بُرا کرتے ہیں کہ جیسی ارادت خود رکھتے ہیں، اوسی طرح کی ارادت سب میں پیدا کرنا چاہتے ہیں میں ہندوستان بھر کے اشرفی بھائیوں سے پوچھتا ہوں کہ

"بند ھو بھائی اچھا کرتے ہیں یا واقعی برا کرتے ہیں"

مجلّہ ماہنامہ اشرفی کی اشاعت اور مطبع اشرفی کے قیام میں رئیسان ضلع مونگیر و بھاگلپور وابستگان سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کا نام نامی بھی ماہنامہ اشرفی کے صفحات میں ملتا ہے، لیکن چونکہ راقم الحروف کے پاس ماہنامہ اشرفی کے مجلدات نہیں ہیں اس لئے ان کے نام بتانا جو ہم وابستگان اور غلامان سلسلہ پر جذبہ احسان مندی کے تقاضے کی وجہ سے ضروری ہے، ممکن نہیں،

مدرسۃ الحدیث دہلی :

حضرت دہلی، اکابر اولیاء پروردگار اور علماء اخیار کا گہوارہ و مرکز تھا اس کے چپہ چپہ پر روحانی مراکز خانقاہیں، اور علم و فضل کے ادارے قائم تھے، مگر سن ستاون کے ہنگامہ رستاخیز نے کایا پلٹ دی تھی لیکن اس دور ادبار میں بھی اوس کا وجود تھا، خانقاہیں انوار و برکات، اور فیوض رسانی کا منبع تھیں، حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی مرشد العالم قدس سرہ کا دہلی جانا بہت ہوتا تھا آپ نے محسوس فرمایا کہ حضرت دہلی میں صحیح العقیدہ اہل سنت کا صرف ایک مدرسہ محلّہ فراش خانہ میں مدرسہ نعمانیہ ہے، اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء نے اس کمی کو شدت سے محسوس فرمایا، اور سید میر مرحوم کو قیام مدرسہ محلّہ کے لئے آمادہ فرمایا چنانچہ ان کی حویلی میں مدرسۃ الحدیث قائم ہو گیا، اور حضور کے حکم سے حضرت محدث صاحب قبلہ نے یہاں تشریف لا کر تدریس کو رونق دی بڑے حضرت صاحب کے روزنامچہ میں درج ہے کہ ۱۱ر ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ شب سہ شنبہ دس اکتوبر ۱۹۱۲ء کو محدث صاحب دہلی کے لئے روانہ ہوئے بڑے حضرت صاحب اکبر پور اسٹیشن تک پہونچانے تشریف لے گئے۔ حضور محدث صاحب قبلہ نے حدیث پاک کا خصوصی درس جاری فرمایا علوم و فنون خصوصی توجہ سے پڑھائے۔

دار العلوم نعمانیہ دہلی :

دہلی کا یہ عظیم دار العلوم بھی حضور پر نور اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء قدس سرہ کی خصوصی عنایات و الطاف کا مرہون منت رہا، اس کی تعمیری ترقیات کے سوا اس کے استحکام کی طرف بھی توجہ مبذول فرمائی، اس دار العلوم کے ایک جلسہ کی روئیداد راقم الحروف کی نظر سے ہفتہ وار الفقیہ امرتسر میں گذری تھی، اس وقت دار العلوم میں ریاست رام پور کے نامور عالم، وجیہ الدین خاں صدر المدرسین تھے، اور حضور نے دور دراز کا سفر فرما کر جلسۂ دستار بندی میں شرکت فرمائی، اور ایک معقول تعداد میں روپے طلبہ کے رہنے کے لئے حجرہ کی تعمیر کی مد میں عطاء فرمائے اور حضور پر نور کے توجہ دلانے پر سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کے وابستگان ساکنان دہلی نے بھی حصہ لیا" اس مدرسہ میں مولانا شاہ عماد الدین حضرت مولانا وصی احمد محدث سہسرامی نے بھی صدارت تدریس کو رونق دی تھی،

جامعہ نعیمیہ مراد آباد :

حضور پر نور اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہ کے مبارک قدوم سے روہیل کھنڈ کا

علاقہ بھر پور فیض یاب ہوا، حضور کے مبارک قدوم سے مرادآباد بھی فیض یاب ہوا، مرادآباد اہل علم کا شہر تھا، خانوادہ اشراف میں بڑے بڑے علماء گذرے، مدارس بھی قائم تھے مگر دیوبندیت اور وہابیت پسندی کے جراثیم سے متاثر تھے، مدرسہ امدادیہ میں حضرت استاذ العلماء سید گل محمد صاحب ولایتی کا فیض علمی جاری تھا، استاذ العلماء مدرسہ امدادیہ کے مہتمم بھی تھے اور شیخ الحدیث بھی تھے، نہایت درجہ صحیح العقیدہ اور سلیم الطبع اور وسیع المشرب، اور صاحب نسبت بزرگ تھے، حضور پر نور جب مرادآباد تشریف لے جاتے استاذ العلماء ملاقات و زیارت کے لئے تشریف لاتے، ایک دن وہ اپنے شاگرد رشید مولانا نعیم الدین صاحب کو جو نوجوان تھے اپنے ہمراہ لائے اور حضور کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ اس فرزند کو قبول فرما کر کرم کی نظر سے سرفراز فرمائیں اور اپنی بیعت میں لے کر ان کی تکمیل فرمائیں بس وہ دن تھا اور اس کے بعد حضور پر نور کے بحر جود کرم سے مولانا نعیم الدین صاحب خوب خوب فیض یاب ہوئے۔ مولانا نعیم الدین صاحب نے حضور کی دعاؤں کے سایہ میں تدریس کے لئے مدرسہ انجمن اہل سنت ۱۳۲۹ھ میں قائم فرمایا، اس مدرسہ کے ہر تقریب اور تقریباً ہر جلسہ کو حضور پر نور اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء قدس سرہ' اپنے وجود با فیض سے نوازتے رہے خوش ہو کر فارغ التحصیل طلبہ کے سروں پر فضیلیت کی دستار باندھتے، ان دستار بند فضلاء میں کثیر افراد کو حضور سے غلامی کی نسبت بھی حاصل ہوئی، ایک خاص حقیقت جس کی معرفت راقم سطور کو حاصل ہوئی وہ یہ ہے کہ جن طلبہ کے سروں پر حضور نے خاص جذبہ سے فضیلت کی دستار باندھی، ان کو کمال ضرور حاصل ہوا، زمانہ میں ان سے علم دین کی رونق قائم ہوئی، چنانچہ جامعہ نعیمیہ کے علماء میں حضرت علامہ سید ابوالبرکات علامہ ابوالحسنات، مولانا نور اللہ نعیمی مولانا عبدالعزیز خاں، مولانا عبدالرشید خاں، مولانا اجمل شاہ، مولانا احمد یار خاں، مولانا محمد یونس، مولانا آل حسن سنبھلی، مدرسۂ عین العلوم شاہ جہاں پور میں علامہ سید احمد سعید کاظمی اور مدرسۂ منظر حق ٹانڈا میں مولانا عبدالحفیظ حقانی کے سروں پر دستا باندھی، یہ چند اسماء ہیں جو یہاں لکھے گئے، ان کے علاوہ بھی بہت سے ہیں۔

۱۳۵۳ھ میں مدرسہ انجمن اہل سنت کا جلسہ تھا اس موقع پر حضرت علامہ سید ابوالبرکات اشرفی مفتی اعظم پاکستان و شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ

"الحمد للہ اس مدرسہ کا فیض بہت عام ہو گیا، ملک کے صدہا افاضل، اسی سرچشمۂ علوم سے فیض یاب ہوئے ہیں، اور اہل سنت کے تقریباً تمام مدارس باستثناء ایک دو کے۔ اس مدرسہ سے متعلق ہیں اور ہر صوبہ میں اس مدرسہ کی شاخیں، اعلیٰ کام کر رہی ہیں، اس عظیم الشان درسگاہ کو یہ کرامت حاصل ہوتے ہوئے اگر۔ مرجع اہل سنت۔ نہ قرار دیا جائے تو یہ ہماری بے ادراکی ہو گی اس لئے میں تحریک کرتا ہوں کہ آج سے مدرسہ عالیہ اہل سنت و جماعت مرادآباد کا نام۔ جامعہ نعیمیہ۔ رکھا جائے، کیونکہ یہ تمام فیوض و برکات صدر الافاضل دامت برکاتہم کی ذات بابرکات کے ہیں اس لئے اس نام کا شامل کرنا ہماری فرض شناسی، اور رتبہ دانی کی دلیل بھی ہے، اور اس نام سے ہمیں اور مدرسہ کو کافی فائدہ بھی متصور ہے۔ حضرت کا نام نامی آنے سے کسی علمی ادارہ کا جو اعتماد سامع کے دل میں آتا ہے، وہ لمبی تقریروں اور بلیغ خطبوں سے نہیں ہو سکتا، اس مدرسہ کو جو مرکزیت حاصل ہے، وہ مرادآباد شہر کی وجہ سے نہیں، یہاں کی آب و ہوا کی وجہ سے نہیں، باشندگان شہر کی فیاضی کی وجہ سے نہیں، ایک ذات بابرکات کے علم و فضل اور اخلاص کا یہ زور ہے جس نے جہان کو تسخیر کر لیا ہے، اس لئے اس نام کا شامل ہونا مدرسہ کی عزت اور اسکی مرکزیت کا محافظ ہے، جہاں یہ نام مبارک آتا ہے، سنی جماعتیں اور ان کے تمام طبقے اس طرف جھک پڑتے ہیں"

حضرت مولانا کے ایک ایک حرف کی تصدیق مجمع نے کر کے تائید کی، اور حضور محدث اعظم نے فرمایا، جامعۂ نعیمیہ کا سنگین کتبہ تیار کرا کے نصب کرنا میں اپنے ذمہ لیتا ہوں یہ وعدہ حضرت موصوف کو یاد رہا، اور بغیر کسی یاد دہانی کے امسال جلسہ میں حضرت نے وہ کتبہ سنگ مرمر پر نہایت خوشخط اور واضح کندہ کرا کے کلکتہ سے منگایا اور جلسہ کے آخر دن فخر الاکابر، عز المفاخر، مقتدائے عارفین، پیشوائے کاملین منبع الفیوض الروحانیہ فاتح الکنوز العرفانیہ شیخ المشائخ الکرام، السید الجلیل من ابناء سید الانام علیہ وعلیٰ الہٖ اصحابہٖ الصلوٰۃ والسلام مرشدی و مرشد العالم جامع الطریقین مولانا الحاج السید الشاہ ابو احمد محمد علی حسین صاحب کے دست مبارک سے مس کرا کر یہ کتبہ شریفہ مدرسہ عالیہ کے بلند دروازہ کی داہنی جانب نصب کیا گیا۔

دارالعلوم حزب الاحناف :

پاکستان کا مرجع علماء و فضلاء دارالعلوم ہے، تمام علمائے اہل سنت اسی دارالعلوم کے فیض یافتگان ہیں، اس دارالعلوم کو حضور پر نور کے خلیفہ امجد حضرت استاذ المحدثین مولانا الامام سید دیدار علی شاہ صاحب قبلہ قدس سرہٗ نے قائم فرمایا تھا، ان کے صاحبزادگان عالی قدر استاذ العلماء علامہ سید ابوالبرکات اشرفی مفتی اعظم پاکستان اور حضرت علامہ سید ابوالحسنات اشرفی صدر جمعیۃ علمائے پاکستان خطیب جامع مسجد وزیر خاں نے پروان چڑھایا حضور پر نور کی عنایات ان تینوں باپ بیٹوں پر حد سے فزوں تھی، اس کے جلسوں میں شرکت فرماتے لاہور تشریف لے جاتے تو دارالعلوم حزب الاحناف میں دو دو ماہ قیام فرماتے اس دارالعلوم کے بھی اکثر فارغین حضور پر نور مخدوم الاولیاء کے سلسلے میں داخل ہوئے اور آج جبکہ ان سطور کو لکھا جا رہا ہے، یہ حضرات مرجع مشائخ کرام اور مرکز علماء کبار کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔

دار العلوم اشرفیہ مبارک پور :

"جب مبارک پور میں آمد ورفت کی کوئی سہولیت نہیں تھی، اس وقت حضرت شیخ المشائخ مولانا سید شاہ ابو احمد محمد علی حسین صاحب اشرفی میاں (میاں بابا) قدس سرہٗ النورانی اونٹنی پر سوار ہو کر کچھوچھا مقدسہ سے مبارک پور آئے تھے، انھوں نے رشد وہدایت کا سلسلہ شروع کیا، رفتہ رفتہ ان کے گرد مبارک پور کے سنی مسلمان اکٹھے ہوگئے حضرت میاں بابا نے لوگوں پر زور دیا کہ

"دین کی ترویج واشاعت کے لئے ایک درسگاہ ضروری ہے"

حضرت میاں بابا کی تحریک پر مبارک پور کے سنی مسلمانوں نے لبیک کہا، اور میاں شیخ عبد الوہاب شیخ حاجی عبد الرحمن و شیخ حافظ عبد الاحد پسران شیخ علیم اللہ صاحب مرحوم ساکنان قصبہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ نے ۱۹۲۲ء میں ایک مکان واقع محلّہ پرانی بستی وقف کیا، جس میں تعلیم وتعلم کا دور شروع ہوا۔

چونکہ مبارک پور میں باقاعدہ دینی درسگاہ کے موجد محرک اور بانی حضرت میاں بابا رحمۃ اللہ علیہ حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان ذی شان سے متعلق تھے اس لئے اس درسگاہ کا نام مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم رکھا گیا، اور مدرسہ کی دیکھ بھال کے لئے جاں نثاران اشرفیہ کی خواہشات کے مطابق بانی ادارہ حضرت میاں بابا رحمۃ اللہ علیہ کو مدرسہ کا سرپرست مقرر فرمایا، پھر زمانے کی تبدیلیوں کے ساتھ کچھ دنوں کے بعد مبارک پور اور مضافات کے سنیوں نے اسے مزید ترقی دینے کے لئے ایک جدید عمارت کی ضرورت محسوس کی اور اسی خاندان کے افراد میاں محمد سعید، محمد رفیق محمد امین سابق صدر مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم اور محمد عمر وغیرہ ہم نے اپنے خاندان کی جس نے محلّہ پرانی بستی کا مکان وقف کیا تھا، سابقہ روایات کو باقی رکھتے ہوئے ایک ایسی زمین جدید عمارت کے لئے وقف کی، جو اپنے محل وقوع کے اعتبار سے کافی اہم اور قیمتی تھی، اور مبارک پور کے سنی عوام نے جدید عمارت کے لئے ایثار و قربانی کا اتنا زبردست مظاہرہ کیا، کہ لوگوں کو چندہ دینے سے روکنا پڑا، خواتین نے تقریباً اپنے تمام زیورات مدرسہ پر نچھاور کر دیے اور دیکھتے دیکھتے، موجودہ عمارت تعمیر کے مراحل طے کرنے لگی، عوام نے صرف مالی امداد نہیں کی، فی سبیل اللہ مٹی گارے کا کام بھی کرتے تھے، اور آج بھی مبارک پور و مضافات کے غریب سنی عوام ایثار قربانی کا ایسا مظاہرہ کرتے ہیں کہ شاید پورے ملک میں اسکی مثال نہ ملے، مہمان رسول کو یہ مخلص عوام اپنے گھر کے افراد سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں، اور ان کے کھانے پینے کا انتظام اپنا پیٹ کاٹ کر کرتے ہیں،

حضرت محدث اعظم علیہ الرحمہ نے اپنی سرپرستی کے دوران صدر الشریعہ حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مصنف بہار شریعت کو ادارہ سے منسلک کرنے کے لئے -مربی- کے خطاب سے یاد

فرمایا، اور حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ تاحیات اس ادارہ کے مربی رہے"(۱)

مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم کے قیام (۱۳۱۹ ہجری مطابق ۱۹۰۱ء) کے بعد قصبہ ہی کے ایک عالم مولانا محمود، مدرس اول مقرر کئے گئے، اور قصبہ گھوسی کے عالم مولانا محمد صدیق صاحب مدرس دوم ہوئے حضرت مولانا محمد محبوب اشرفی مبارک پوری علیہ الرحمہ نے "العذاب الشدید" میں مدرسے کی ابتدائی تاریخ کے بیان میں تحریر فرمایا.

"بدقسمتی سے پورہ معروف کے مولوی محمود دیوبندی تقیہ کر کے مدرسہ اہل سنت مصباح العلوم کے مدرس اول ہوگئے۔ اور مدرس دوئم اس وقت جناب مولانا محمد صدیق صاحب مرحوم اور مدرس سوئم مولانا نور محمد صاحب تھے، شروع میں مولوی محمود نے اپنے عقائد کا قطعاً اظہار نہ کیا، میلاد شریف کی مجلسوں میں برابر شریک ہوتے رہے مگر رفتہ رفتہ بعض طلبہ وراکین مدرسہ پر اپنا رنگ جمایا مقامی طلبہ میں سے مولوی نعمت اللہ، مولوی شکر اللہ اراکین مدرسہ میں سے طیب گرہست وغیرہ ان کے شکار ہوگئے اور مدرسہ میں اختلاف پیدا ہونے لگا چنانچہ مولوی نعمت اللہ و شکر اللہ نے --مسئلہ امکانِ کذب- میں طلبہ سے چھیڑ چھاڑ کی اور اپنا یہ عقیدہ ظاہر کر دیا، اسی بنا پر ایک طالب علم، مسمی محمود شاہ نے مولوی نعمت اللہ و شکر اللہ کو فاسق وبد دین لکھا، وہ تحریر اراکین مدرسہ کو شکایتاً پہونچائی گئی۔ انہوں نے مدرسہ میں آکر اس قضیہ کا تصفیہ مولوی نور محمد صاحب مدرس سوئم مدرسہ ہذا کے سپرد کیا مولوی نور محمد صاحب نے محمود شاہ صاحب سے فاسق وبد دین لکھنے کا سبب دریافت کیا، انھوں نے جوابدیا کہ انھوں نے اپنا عقیدہ "امکان کذب باری تعالیٰ" ظاہر کیا ہے اسی لئے میں نے ان کو فاسق وبد دین لکھا ہے، مولوی نور محمد صاحب نے مولوی نعمت اللہ و شکر اللہ سے مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ یہ تمہارا عقیدہ ہے کیا خدا کا جھوٹ بولنا ممکن جانتے ہو، انھوں نے سکوت کیا، طیب گرہست نے جو اس وقت مہتمم تھے، اور دیوبندی رنگ چڑھ چکا تھا، مولوی نور محمد صاحب کو اس سوال سے روکا اور محمود شاہ کو مدرسہ سے خارج کر دیا اور مولانا محمد صدیق صاحب کی فکر میں رہے مگر دیگر اراکین مدرسہ سنی تھے، دال نہ گلی، مولوی نعمت اللہ و شکر اللہ طیب گرہست نے مولوی محمود صاحب دیوبندی کو لیکر احیاء العلوم کے نام سے علیٰحدہ مدرسہ قائم کیا"

حضرت مولانا الحاج المفتی محمد محبوب اشرفی علیہ الرحمہ کے اس بیان سے مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم کے تعلیمی معیار کا پتا لگانا دشوار امر نہیں ہے، کہ تعلیمی معیار اعلیٰ اور معیاری تھا، اور درجہ علیا کی کتابوں کا درس ہوتا تھا، جس کو دیوبندی روش نے نقصان پہونچایا مگر امکان کذب کے دقیق مسئلہ پر طلبہ بحث

(۱) اشرفیہ کی پکار صفحہ ۲۱ر تا ۲۴۔

کرتے تھے یہ استعداد کچھ عربی تعلیم کے انتظام سے حاصل نہیں ہوتی مگر مولانا المفتی عبد المنان صاحب سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ اپنے ایک مقالہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"نصاب تعلیم کے بارے میں ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ مکتبی تعلیم کے ساتھ کچھ عربی تعلیم کا بھی انتظام تھا کیونکہ اس مدرسہ میں تعلیم حاصل کر کے مولوی رفیع الدین اور مولوی محمد عمر صاحبان مولوی کہلانے لگے تھے۔"

(۱۹۱۲ء)(۱۳۳۰ھ) میں مولانا محمد صدیق صاحب کا وصال ہو گیا، ان کے بعد حضرت محدث سورتی کے آخری دور کے شاگرد رشید حضرت مولانا عبد السلام اعظمی کو حضور پر نور مخدوم الاولیاء نے لاکر مسند صدارت سپرد فرمائی موصوف کو فاضل بریلوی نے ۱۳۳۶ھ میں خلافت عطاء فرمائی تھی، ان کا دور مختصر رہا بہت جلد ان کا وصال ہو گیا ان کی تاریخ رحلت ۱۲ صفر ۱۳۳۶ھ ہے (۱) ۱۹۲۰ء تا ۱۹۲۴ء استاذ العلماء مولانا مفتی عبد الحفیظ حقانی قدس سرہ مسند صدارت پر رونق افروز رہے۔ الفقیہ امرتسر ۱۴ ر اکتوبر ۱۹۳۱ء کے شمارہ میں جناب ولی جان ساکن قصبہ کوٹلہ بازار ضلع اعظم گڑھ کا مضمون شائع ہوا تھا، اس میں انھوں نے لکھا تھا۔

"میں بغرض تجارت قریب آٹھ سال سے مبارک پور آتا ہوں چونکہ مجھ کو مدرسہ سے دلچسپی ہے جب بھی آیا مدرسہ ضرور آیا، یہ مدرسہ تخمیناً تیس سال سے جاری ہے اس کی عمارت تنگ و خام و بوسیدہ ہے، یہ مدرسہ اعلیٰحضرت قبلہ سلطان الصوفیہ شاہ ابو احمد المدعو علی حسین صاحب قبلہ اشرفی جیلانی کچھوچھوی کے دست مبارک کا قائم کیا ہوا ہے۔

خداوند عالم، کو کچھ اور ہی منظور تھا، کہ کارکنان مدرسہ کی سعی بلیغ کے باوجود مگر مدرسہ کا انجم اوج پر نہ پہونچا۔ مدرسہ کی طرف سے سالانہ جلسہ (۳۱ / ۵۲ ۱۳ھ) منعقد ہوا تھا جس میں اعلیٰحضرت قبلہ و کعبہ شاہ سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھوی بھی تشریف فرما ہوئے بعد اختتام امتحان جناب محدث صاحب قبلہ نے سالانہ میٹنگ طلب کی از سر نو ارکان کا انتخاب عمل میں آیا جناب محمد امین صاحب رئیس قصبہ صدر۔ جناب عظیم اللہ صاحب ناظم۔ سیٹھ حاجی احمد اللہ صاحب خازن۔ جناب فقیر اللہ صاحب مہتمم۔ حکیم محمد عمر صاحب نائب ناظم۔ جناب مقیم اللہ صاحب، و خیر اللہ صاحب دلال عمال۔ قاری شفیع صاحب مولوی نور محمد صاحب سفیر مقرر کئے گئے، مدرسہ نے کروٹ بدلی، اور چند ماہ کے بعد ۹ ر شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۴ ر جنوری ۱۹۳۲ء جناب مولانا عبد العزیز صاحب فاضل مرادآبادی کو بلایا اور بیرونجات سے طلبہ کی آمد شروع ہو گئی اور دو مولوی صاحبان مقرر کئے گئے"۔

(۱) دبدبۂ سکندری رامپور شمارہ نمبر ۱۷- جلد ۵۴، دسمبر ۱۹۱۷ء۔

مناظرہ سنی وہابی گھوسی ضلع اعظم گڑھ کی روئیداد ملاحظہ کیجئے تو معلوم ہوگا کہ ۱۳۵۱ھ میں دار العلوم اشرفیہ کی شاخیں قائم ہو گئیں تھیں اور اعظم گڑھ ضلع جس کو مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے مریدوں اور خلیفوں کے ذریعہ اپنے دوروں کا خاص مرکز بنایا تھا، مناظرہ گھوسی اور مناظرہ مبارکپور اور مناظرہ ادری نے دیوبندیت کی تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی، حضرت مولانا المفتی الحاج محمد محبوب اشرفی مبارک پوری علیہ الرحمۃ العذاب الشدید میں رقم طراز ہیں کہ

"مسلمانان اہلسنت کی دینی درسگاہ مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم پر ان فضلائے دیوبند (نعمت اللہ و شکر اللہ) نے بڑے بڑے دانت تیز کئے مگر مذہب اہل سنت کی حقانیت اور اشرفی نسبت و اراکین مدرسہ کا اخلاص تھا، کہ مدرسہ معمولی حالت میں رہتے ہوئے دینی خدمات انجام دیتا رہا"

شوال المکرّم ۱۳۵۳ ہجری کا وہ مبارک وقت بھی آیا جبکہ شیخ امین صاحب صدر مدرسہ کی جدو جہد سے نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھنا قرار پایا، اور سالانہ جلسہ کے موقع پر حضور پر نور اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ مبارک پور تشریف فرما ہوئے اور جمعہ کے بعد اپنے مقدس ہاتھوں سے مدرسہ کی جدید عمارت کا سنگ بنیاد رکھا اور دعاء فرمائی اور اسی موقع پر فرمایا۔ "مدرسہ بہت ترقی کرے گا، فتنہ بھی بہت اٹھے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کا محافظ ہے" حضور پر نور کی مخصوص دعاؤں اور آپ کے نواسہ حضرت محدث اعظم کی جاندار سرپرستی اور ارکان عمائد دار العلوم غلامان سلسلۂ اشرفیہ کی غیر معمولی جدو جہد اور ایثار اور اخلاص نے غیر معمولی رفتار سے ترقی کے منازل طے کرنا شروع کر دیے اور اساتذۂ وقت، غیر معمولی سوچ رکھنے والے مستعد علماء حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب اشرفی بھاگلپوری، حضرت مولانا غلام جیلانی اعظمی، حضرت علامہ عبد المصطفیٰ ازہری، حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی نے دار العلوم کے تعلیمی معیار کی دھاک جمادی اور اشرفی فیضان اور اشرفی نسبت نے اپنا اثر دکھایا۔ اکابر کچھوچھا مقدسہ کے دل میں اہل مبارک پور کی عقیدت مندی، ایثار پسندی، نے کچھ اس طرح مستحکم جگہ بنائی کہ اکابر کچھوچھا مقدسہ نے جامعہ اشرفیہ کچھوچھا مقدسہ کا بدل -دار العلوم اشرفیہ- کو قرار دیا اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کی محالات وجود عالی مرتبت مرجع خاص و عام مرشد انام ذات گرامی نے دار العلوم اشرفیہ مبارکپور کے لئے جھولی پھیلائی اور چندہ کی اپیل فرمائی۔ ۱۹۶۰ء تک حضور محدث صاحب کی مضبوط و مستحکم سرپرستی میں دار العلوم اشرفیہ نشیب و فراز کے بھنور سے نکلتا رہا۔ آپ کے وصال کے بعد مخدوم المشائخ تاجدار اہل سنت حضرت مولانا سید شاہ مختار اشرف صاحب قبلہ سجادہ نشین نے سرپرستی کے منصب کو رونق دی۔

باب ۱۳

خلفائے کبار کے اذکار، دینی روحانی، علمی کارنامے

اعلیٰحضرت عظیم البرکۃ مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی جامع الطریقین مجمع البحرین قدس سرہٗ کی ذات منبع برکات و حسنات انوار سے لاکھوں افراد کی تربیت ہوئی۔ فیضِ جود کرم سے ہزاروں بندگان خاص خدائے پروردگار مرتبہ کمال و فردیت پر فائز ہوئے اور سینکڑوں کی تعداد ان مقربان کی ہے جن کو حضور کی مبارک محبت والفت و تعلق قلبی نے اپنے خاص رنگ میں رنگا اور درجنوں افراد ورجال ایسے بھی ہوئے، جن کو دیکھ کر اور جن کی پاک صحبت میں بیٹھنے والوں کو صاف صاف محسوس ہوا کہ عہد بابرکت کے یہ اجالے اور ذات پاک حضرت سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل وابستگی رکھنے والے حضرات ہیں، جن کے نور وجود سے بزم اسلام منور اور نظام کائنات جن کے دم سے قائم ہے۔ حضور مرشد العام محبوب ربانی قدس سرہ نے ایسے حضرات کو اپنی باطنی و روحانی خلافت سے نوازا، خرقہ و عمامہ اور دلق فقر عطا فرمایا، ان تمام حضرات کے اسمائے گرامی کا احاطہ نہ ممکن ہے سیدی و مولائی حضرت نور المشائخ عظیم البرکۃ رفیع المنزلت مولانا الحاج سید شاہ اظہار اشرف صاحب قبلہ مدظلہ کی عنایت کریمانہ سے خلفائے کرام کی فہرست سے نامکمل اوراق دستیاب ہوئے جن میں ایک سو ساٹھ سادات کرام ذی شان اور ۹۳ رعلمائے کبار کے نام درج ہیں، گردش ادوار کے پیش نظر ان سب حضرات خلفائے کرام

کے اسماء اس مبارک سیرۃ و سوانح میں فہرست شریف سے نقل کر کے محفوظ کیے جاتے ہیں، آخر میں ان خلفائے کرام کے مختصر احوال حیات اور کارنامے بھی لکھے جائیں گے جن کے احوال دستیاب ہو گئے ہیں۔ حضرت محدث صاحب کے ماہنامہ اشرفی کے ایک اداریہ میں لکھا ہوا ملتا ہے کہ سلسلہ اشرفی میں اس وقت ڈھائی سو علماء کی تعداد موجود ہے ۱۳۴۳ ہجری تک یہ تعداد تھی صحیح تعداد علم الٰہی میں ہے، کل خلفاء کی تعداد ساڑھے تیرہ سو بتائی جاتی ہے۔ حضرت اشرف العلماء مولانا الحاج سید شاہ حامد اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ نے جو فہرست خلفاء بھجوائی اس میں ۲۳۲ خلفاء کے نام درج ہیں۔

حضرت مخدوم المشائخ مولانا شاہ مختار اشرف صاحب قبلہ سجادہ نشین نے وظائف اشرفی کے دیباچہ میں تحریر فرمایا ہے کہ

"کل خلفاء کی تعداد ہزار سے زائد ہے"

خلفاء کے ناموں کی فہرست کو دیکھتے ہوئے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ حضور پر نور کے حلقہ فیض میں اس زمانے کے منتخب، اور اخص الخواص افراد کی بہت بڑی جماعت داخل ہو گئی تھی جن کے وجود سے شریعت و طریقت اور اخلاص و للّٰہیت کی بزموں میں رونق و تازگی کی بہار آگئی تھی۔

خلفاء کی خصوصی تربیت :

حضور پر نور اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہونے والے مختلف صلاحیتوں کے افراد ہوتے تھے، ان میں خلفاء بھی ہوتے تھے اور مخصوص مریدین بھی اور عام مریدین اور عوام بھی ہوتے تھے اور سب بقدر صلاحیت فیض یاب ہوتے تھے حضور پر نور جن لوگوں کو خلافت کی نعمت اور خرقہ مشائخ عطا کرنے کی طرف توجہ فرماتے، ان کی تربیت و اصلاح پر خصوصی توجہ فرماتے ان کی شخصیت کی تعمیر اور تجلیۂ باطن اور اصلاح نفس پر خصوصی خیال مبذول فرماتے۔ اعمال اخلاق کی درستگی کے ساتھ یہ بھی پیش نظر رکھتے کہ اس شخص میں اوروں کی تربیت اخلاق اور محاسن اعمال کی درستگی کا جوہر بھی موجود ہے یا نہیں،

ان تمام امور کو مد نظر رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو حضور کے تمام خلفاء اس معیار کا منارۂ نور ثابت ہوئے، ان سب نے ایک جہان کو فیض یاب کیا، اخلاق درست کئے، محاسن اعمال کی جوت جگائی، بدوں کو نکوکاری کی نعمت ملی استغنا کی دولت ملی، طمع و حرص سے تنفر حاصل ہوا، ان خلفائے عظام کی جلوت و خلوت سے مہر و کرم کا اجالا پھیلا، تبلیغ اسلام کا سلسلہ دراز ہوا انھوں نے مسلمانوں کے اعمال درست کئے، تو غیر مسلموں کو اپنے اخلاق و محاسن کی برکتوں سے اسلام کے دائرہ میں داخل کیا۔ علوم اسلامی کی ترویج کی، مدارس کا سلسلہ پھیلایا کتابوں کی تصنیف مدرسوں میں تدریس اور مواعظ کے جلسوں میں تقریر کے وسیلوں سے تنویر قلب کا سرمایہ فراہم کیا، ان خلفاء میں اکثر کی زیارت کی، کسی ایک کو بھی مکروہات دنیا میں ملوث نہ پایا دین کا عملی نمونہ اور حسن

اخلاق اور طہارت قلب و نظر کا نوری پیکر دیکھا، یہ مبالغہ نہیں، حقیقت صادقہ کا بیان ہے، متوکل و قانع سب کو دیکھا غرض یہ کہ ان خلفاء کی ذاتیں ارشاد و تلقین اور رشد و ہدایت کا سرچشمہ بنی رہی، اور گوشے گوشے کے لوگ ان کے گرد پروانوں کی طرح جمع ہوتے تھے اور عشقِ الٰہی کی تپش اور خدمتِ خلق کا جذبہ لے کر واپس جاتے تھے اور پھر زمانہ نے دیکھا کہ وہ دوسروں کے رہبر و رہنما بن گئے۔

آفتاب عرفان، ماہتاب علم مریدین :

حضور پرنور مخدوم الالیاء قدس سرہٗ کے درجنوں مریدین جن کو خلافت خاصہ بھی عطا ہوئی تھی اس حیثیت اور مرتبے کے تھے جن کے مبارک سینوں سے عرفان کا آفتاب اور علم کا ماہتاب طلوع کرتا تھا،

عطائے خطابات :

حضور پرنور قدسی منزلت مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ خلفاء کو عطائے خلافت کے وقت تاج اور دلقِ درویشی بھی مرحمت فرماتے اور القاب و خطابات سے بھی سرفراز فرماتے تھے، چنانچہ ۲۳۲۴ خلفاء کی اس فہرست میں دوسو اٹھائیس (۲۲۸) حضرات ایسے بھی ملیں گے جنہیں خطاب بھی عطاء ہوا تھا۔

سادات خلفائے کرام

☆ سید شاہ مولوی حکیم سید نذر اشرف اشرفی الجیلانی داماد برادر زادہ اعلیحضرت بعطائے تاج و دلق و مثال خلافت چہاردہ خانوادہ میں مجاز و ماذون کئے گئے کچھوچھا شریف ضلع فیض آباد۔
☆ سید شاہ فضل حسین اشرفی الجیلانی برادر عم زاد کو شرف بیعت سے قبول فرمایا، بیعت عثمانی میں داخل سلسلہ کیا۔
☆ سید شاہ غلام عباس اشرفی الجیلانی ابن سید شاہ منصب علی سجادہ نشین کو اپنی بیعت میں قبول فرمایا بیعت عثمانی میں داخل سلسلہ کیا کچھوچھا شریف۔
☆ سید شاہ ابوالحسن اشرفی الجیلانی ابن شاہ غلام عباس اشرفی الجیلانی کچھوچھا مقدسہ۔
☆ سید شاہ ممتاز حسین اشرفی الجیلانی ابن سید شاہ محمد اصغر اشرفی الجیلانی کچھوچھا شریف۔
☆ سید شاہ مرتضٰی اشرف اشرفی الجیلانی ابن سید شاہ محمد اصغر اشرفی الجیلانی کچھوچھا شریف،۔
☆ سید شاہ نوازش حسین اشرفی الجیلانی ابن سید شاہ علی حسین عرف شاہ جو کھو کچھوچھا شریف۔
☆ سید شاہ محمد جعفر اشرف اشرفی الجیلانی ابن مرشد الانام حاجی الحرمین شریفین سید شاہ ابو محمد اشرف حسین سجادہ نشین اشرف السمنانی کو بعطائے تاج و دلق و مثال خلافت شرف خلافت بخشا۔
☆ سید شاہ صفدر حسین صاحب اشرفی الجیلانی ابن سید شاہ رفو حسین صاحب اشرفی عرف میاں پیر کچھوچھا شریف۔
☆ سید شاہ اقبال حسین ابن سید شاہ یاور حسین صاحب سجادہ اشرفی جیلانی کو بعطائے تاج و دلق مجاز فرمایا گیا کچھوچھا شریف۔
☆ سید شاہ افضل حسین اشرفی جیلانی ابن سید شاہ واجد حسین اشرفی جیلانی کچھوچھا شریف۔
☆ سید شاہ شریف حسین اشرفی الجیلانی کچھوچھا شریف۔
☆ سید شاہ احسان علی اشرفی الجیلانی ابن آقا میاں اشرفی الجیلانی موضع دلہوپور ضلع بستی۔
☆ سید شاہ مصلح الدین ابن شاہ غلام حسین ابن شاہ احسان علی موضع دلہوپور۔
☆ سید شاہ شمس الدین اشرف الجیلانی ابن شاہ غلام حسین ابن شاہ احسان علی۔
☆ سید شاہ غلام حسین ابن شاہ احسان علی اشرفی الجیلانی کو بیعت عثمانی میں قبول فرمایا۔
☆ سید شاہ تجمل حسین ابن سید شاہ اکبر علی اشرفی الجیلانی صالح پور ضلع بستی۔
☆ سید شاہ مرتضی حسین ابن سید شاہ تجمل حسین اشرفی الجیلانی صالح پور۔
☆ سید شاہ فضل حسین ابن سید شاہ تجمل حسین اشرفی الجیلانی کو بیعت عثمانی میں قبول فرمایا
☆ سید شاہ مولوی حسین اشرف اشرفی الجیلانی کو بیعت عثمانی میں قبول فرمایا، صالح پور۔

☆ سید شاہ عابد حسین ابن سید شاہ علی اشرف اشرفی جیلانی صالحپور، المخاطب بہ عابد اللہ شاہ ۸ / صفر ۱۳۴۶ ہجری۔

☆ سید شاہ محمد انوار اشرفی الجیلانی ابن سید شاہ غلام حضرت اشرفی الجیلانی ضلع بستی۔

☆ سید شاہ غلام سرور ابن سید شاہ غلام حضرت اشرفی الجیلانی موضع کرود ضلع بستی المخاطب بہ اظہار اللہ شاہ بعطائے تاج ودلق ومثال خلافت مجاز وماذون کئے گئے۔

☆ سید شاہ زبیر احمد اشرفی الجیلانی ابن شاہ غلام سرور اشرفی الجیلانی۔

☆ سید شاہ محمد اشرف اشرفی الجیلانی ابن سید شاہ غلام سرور اشرفی الجیلانی موضع کسرو ضلع بستی

☆ سید محمد سعید اشرف اشرفی الجیلانی عرف لالہ میاں، ابن شاہ رضا حسین اشرفی الجیلانی المخاطب سعید اللہ شاہ ۲۳ / ربیع الاول یوم دوشنبہ ۱۳۴۷ ہجری بعطاء تاج ودلق ومثال خلافت مجاز ماذون فرمایا قصبہ جائس ضلع رائے بریلی۔

☆ سید شاہ نعمت اشرف اشرفی الجیلانی عرف حی میاں ابن سید شاہ رزاق حسین اشرفی الجیلانی نبیرہ شاہ رفیع الدین صاحب سجادہ نشین المخاطب بہ نعمت اللہ شاہ بعطائے تاج ودلق ومثال خلافت مجاز وماذون کئے گئے قصبہ جائس۔

☆ حکیم حافظ سید حاجی نیاز احمد اشرفی الجیلانی گلی قاسم جان دہلی المخاطب نیاز اللہ شاہ بعطائے تاج ودلق ومثال خلافت مجاز وماذون کئے گئے۔

☆ حکیم سید اشفاق احمد اشرفی الجیلانی المخاطب بہ محبوب اللہ شاہ ابن حافظ حکیم حاجی سید نیاز احمد صاحب اشرفی الجیلانی بعطائے تاج ودلق مثال خلافت و عمل مقراض جملہ سلاسل میں مجاز وماذون فرمائے گئے۔

☆ حکیم سید مختار احمد المخاطب بہ خطاب محب اللہ شاہ ابن حکیم حاجی حافظ سید نیاز احمد صاحب الجیلانی بعطائے تاج و دلق ومثال خلافت و عمل مقراض جملہ سلاسل میں مجاز وماذون فرمائے گئے۔

☆ حکیم حاجی سید نثار احمد برادر حکیم حافظ سید نیاز احمد صاحب اشرفی الجیلانی گلی قاسم جان دہلی بعطائے تاج ودلق و مثال خلافت جملہ سلاسل میں مجاز وماذون کئے گئے۔

☆ حافظ سید انوار احمد اشرفی الجیلانی المخاطب بہ انوار اللہ شاہ ابن سید شاہ فخر الدین اشرفی بعطائے تاج ودلق ومثال خلافت مجاز وماذون فرمائے گئے۔

☆ سید شاہ جعفر احمد اشرفی الجیلانی خلف سید احمد اشرفی الجیلانی گلی قاسم جان دہلی۔

☆ مولانا سید محمد ناصر ابن مولانا سید حمزہ اشرفی الجیلانی بعطائے تاج ودلق مثال خلافت و عمل مقراض مجاز و ماذون فرمائے گئے چوڑی گراں، دہلی۔

☆ مولوی سید حمزہ اشرفی الجلالی بعطائے تاج ودلق ومثال خلافت مجاز وماذون فرمائے گئے جوڑی گراں دہلی

(۳۶) سید حاجی طاہر اشرف ابن حافظ حسین اشرف اشرفی الجیلانی چوڑی والان دہلی۔

☆ سید شاہ سلطان اشرف ابن حافظ حسین اشرف اشرفی جیلانی بعطائے تاج دلق چوڑی والان دہلی۔

☆ سید شاہ محمد عاشر المخاطب بہ عشرۃ اللہ شاہ ابن مولوی سید عبد الغفور شہباز چوڑی والان دہلی۔

☆ سید حاجی وصی اشرف اشرفی خلف حاجی علی اشرف المخاطب بہ وصیت اللہ شاہ چوڑی والان دہلی۔

☆ سید حاجی ولی اشرف اشرفی خلف حاجی علی اشرف المخاطب بہ ولی اللہ شاہ چوڑی والان دہلی۔

☆ سید حفیظ الدین صاحب نقوی البخاری جلالی المخاطب بہ حفیظ اللہ شاہ بعطائے تاج ودلق ومثال خلافت و عمل مقراض مجاز وماذون فرمائے گئے۔

☆ سید غلام معین الدین نقوی البخاری جلالی، اولاد حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت المخاطب بہ عیانت اللہ شاہ ابن سید حفیظ الدین صاحب نقوی البخاری بعطائے تاج دلق ومثال خلافت و عمل مقراض مجاز وماذون فرمائے گئے، چوڑی والان سڑک پریم نرائن، یوم دوشنبہ ۱۰/ جمادی الاول ۱۳۴۶ ہجری۔

☆ سید شاہ رشید الدین احمد ابن سید شاہ امین الدین احمد سجادہ نشین آستانہ حضرت مخدوم الملک المخاطب بہ ارشاد اللہ بعطائے تاج دلق ومثال خلافت ۱۹/ محرم یوم دوشنبہ ۱۳۴۸ء مجاز وماذون فرمائے گئے۔

☆ سید غلام بھیک نیرنگ المخاطب بہ فقیر اللہ شاہ بعطائے تاج دلق ومثال خلافت سلسلۂ عالیہ قادریہ چشتیہ منوریہ معمریہ میں مجاز وماذون فرمائے گئے، شنبہ ۲۷/ ذی قعدہ ۱۳۴۳ ہجری موضع دورانہ انبالہ وکیل عدالت ضلع انبالہ۔

☆ مولانا سید دیدار علی صاحب اشرفی الوری مفتی لاہور۔

☆ مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد اشرفی ابن مولانا سید دیدار علی صاحب اشرفی لاہور۔

☆ سید عادل شاہ اشرفی ساکن قصبہ قصور لاہور بروز شنبہ ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۴۵ ہجری بعطائے تاج دلق ومثال خلافت وقصر راس سلسلۂ عالیہ چشتیہ قادریہ میں اجازت مرحمت فرمائی گئی۔

☆ سید محمد ضیاء الدین اشرفی ابن سید محمد شاہ حسینی البخاری کشمیری بتاریخ ۳/ شوال ۱۳۴۵ ہجری بعطائے تاج دلق ومثال ارشاد سجادہ نشین آستانہ حسینی بخاری مقرر کیا موضع جلال پور جٹاں ضلع گجرات۔

☆ سید محمد شاہ اشرفی ۱۵/ ذی الحجہ جلالپور جٹان، ضلع گجرات۔

☆ سید شاہ شمس الدین ابن قاضی سید نجم الدین المخاطب بہ ضیاء اللہ شاہ بعطائے تاج دلق ومثال خلافت ۱۹/ محرم الحرام ۱۳۴۷ ہجری مجاز وماذون فرمائے گئے، محلہ لودی کٹرہ پٹنہ۔

☆ سید مولوی مصباح الدین ابن سید مظہر علی المخاطب بہ سراج الاسلام ساکن قصبہ گلاوٹھی حال مقیم اورنگ آباد ضلع بلند شہر محلہ سادات، ۱۶/ رجب ۱۳۴۷ء ہجری بعطائے تاج دلق ومثال خلافت مجاز وماذون فرمائے گئے۔

☆ سید شاہ نظام الدین بمقام دہلی خلیفہ کئے گئے، موضع سارسہ تعلقہ آنند ضلع کھیڑا لملک احمد آباد گجرات۔

☆ سید شاہ حامد حسین عرف پیارے میاں المخاطب بہ صفات اللہ شاہ ابن سید شاہ صوفی مظہر حسین المخاطب بہ

ظہور اللہ شعبان ۱۳۴۷ء ہجری میں مجاز ماذون فرمائے گئے محلّہ بہاری پور بریلی۔

☆ سید شاہ فدا علی اشرفی جیلانی ابن سید شاہ مروان علی اشرفی جیلانی اولاد حضرت محبوب سبحانی بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز وماذون فرمائے گئے محلّہ شاہ دانا بریلی۔

☆ مولوی سید مزاج احمد اشرفی بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز و ماذون فرمائے گئے ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۳۳ ہجری ابن سید وارث علی المخاطب بہ رضاء اللہ شاہ سہسوانی ٹولہ بریلی۔

☆ سید سراج احمد ابن سید وارث علی المخاطب بہ رضاء اللہ شاہ بعطائے تاج دلق و مثال خلافت ۱۳۳۳ ہجری میں مجاز وماذون فرمائے گئے، محلّہ سہسوانی ٹولہ بریلی۔

☆ سید شاہ صوفی مظہر حسین المخاطب بہ ظہور اللہ شاہ اشرفی خاندان سادات نو محلّہ بہاری پور معماراں بانس بریلی۔

☆ سید مولوی نور الدین شاہ نبیرۂ سید مولوی نذیر علی صاحب فتحپور بسواں ضع بارہ بنکی قاضی ٹولہ بریلی وارد حال بریلی، بعطائے تاج دلق، و مثال خلافت مجاز وماذون فرمائے گئے۔

☆ ڈاکٹر سید محمود علی اشرفی ابن سید کفایت علی انسپکٹر مدح المخاطب بہ حامد اللہ شاہ قصبہ ہاپوڑ ضلع میرٹھ بعطائے تاج دلق و مثال خلافت وارشاد ۲۱ رمضان المبارک یوم پنجشنبہ ۱۳۴۷ ہجری مجاز وماذون فرمائے گئے۔

☆ مولوی حکیم سید محمد علی صاحب اشرفی ابن سید حاجی علی صاحب بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز وماذون فرمائے گئے سہسوان ضلع بدایوں۔

☆ مولوی سید غلام قطب الدین برھمچاری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز وماذون فرمائے گئے سہسوان ضلع بدایوں۔

☆ مولوی سید شاہ صلیح الدین احمد اشرفی المخاطب بہ اصلاح اللہ شاہ ابن شاہ ملیح الدین احمد سجادہ نشین آستانہ شریف کبیریہ سہسرام، بعطائے تاج دلق و مثال خلافت ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۷ ہجری یوم دوشنبہ مجاز وماذون فرمائے گئے۔

☆ سید شاہ علیم اللہ ابن سید علیم الدین صاحب جانشین آستانہ شریف کبیریہ سہسرام بہ عطائے تاج دلق و مثال خلافت ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۷ ہجری مجاز وماذون فرمائے گئے سہسرام۔

☆ مولوی حاجی حافظ سید وصی الدین احمد المخاطب بہ خطاب ثناء اللہ شاہ خلف مولانا شاہ محمد شفیع صاحب محلّہ مبارک گنج سہسرام

☆ سید نذیر الحق المخاطب بہ انوار اللہ شاہ بعطائے تاج دلق و مثال خلافت سلسلۂ عالیہ منوریہ معمریہ چشتیہ نظامیہ قادریہ میں مجاز وماذون فرمائے گئے، موضع گریسی ڈاک خانہ موہنا ضلع چاٹگام بنگال۔

☆ سید محمد سلیم المخاطب بہ سلیم اللہ شاہ جوگری ضلع اعظم گڑھ۔

☆ سید عبد الرحمٰن المخاطب بہ رحمۃ اللہ شاہ ابن سید عبد المجید ساکن موضع چک معظم عرف مجنوں پور بعطائے تاج دلق و مثال خلافت و عمل مقراض ۲۵ ذی الحجہ یوم سہ شنبہ ۱۳۴۷ ہجری مجاز وماذون فرمائے گئے۔

☆ دانش علی المخاطب بہ فراست اللہ شاہ ۲۵ ذی قعدہ شنبہ ۱۳۵۳ ہجری موضع اڑبر اڈاکخانہ کہروا ضلع مالدہ ملک بنگال،

☆ مولوی حافظ سید محمد شاہد ابن مولانا فاخر سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل المخاطب بہ ناظر اللہ شاہ بعطائے تاج دلق و مثال خلافت و عمل مقراض مجاز وماذون فرمائے گئے دائرہ شاہ اجمل الہ آباد۔

☆ مولوی سید محمد ابراہیم صاحب بخاری ولد سید حاجی خدا ایزدی مرزا پور اسٹیٹ کلکتہ مقیم حال کلکتہ۔

☆ مولانا صدر الافاضل حکیم حافظ محمد نعیم الدین المخاطب بہ نعیم اللہ شاہ ابن مولانا معین الدین صاحب بعطائے تاج دلق و مثال خلافت دوشنبہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۲۶ ہجری مجاز وماذون فرمائے گئے محلّہ چوکی حسن خاں مرادآباد۔

☆ مولوی حافظ حکیم سید نسیم الدین صاحب ابن مولوی نعیم الدین صاحب ۱۸ جمادی الاول ۱۳۴۶ ہجری یوم دوشنبہ بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز وماذون فرمائے گئے۔

☆ سید شاہ رحمٰن المخاطب بہ رحمۃ اللہ شاہ ابن سید شاہ شمس الدین قاضی سجادہ نشین آستانہ سید السادات سید حسام الدین زنجانی پونہ خلیفۂ خاص حضرت شاہ جہانگیر اشرف رحمۃ اللہ علیہ یکم رجب آپ کو بعطائے تاج دلق و مثال خلافت ۷ ذی قعدہ ۱۳۴۶ ہجری مجاز وماذون فرمایا۔

☆ سید محمد رضوان المخاطب بہ ضیاء اللہ شاہ ابن حضرت مولانا حاجی عبد الرحمٰن بخاری سورتی بعطائے تاج دلق و مثال خلافت و عمل مقراض سلسلۂ عالیہ قادریہ منوریہ معمریہ میں ۱۰ صفر یوم شنبہ کو مجاز و ماذون فرمایا، پونہ۔

☆ مولوی سید احمد الرحمٰن ابن سید اصحاب الدین ساکن گڑسی ضلع چاٹگام ۲۴ جمادی الاخریٰ یوم پنجشنبہ ۱۳۴۷ ہجری بعطائے تاج و دلق و مثال خلافت اجازت بمقام مرادآباد بر مکان مولانا نعیم الدین صاحب مجاز و ماذون فرمائے گئے۔

☆ سید مولوی حکیم جعفر علی اشرفی ابن حضرت سید زین العابدین صاحب عیدروسی سجادہ نشیں درگاہ کلاں خانقاہ عیدروسیہ محلّہ سیدواڑہ سورت بروز سہ شنبہ بتاریخ ۹ ذی الحجہ ۱۳۴۶ ہجری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت سلسلۂ عالیہ قادریہ منوریہ معمریہ قادریہ جلالیہ اشرفیہ نظامیہ میں مجاز وماذون فرمائے گئے۔

☆ سید شاہ محمد ابن سید حسین علی شاہ المخاطب بہ مزمل اللہ شاہ بروز سہ شنبہ بتاریخ ۱۸ ذی قعدہ ۱۳۴۹ ہجری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت و عمل مقراض سلسلہ عالیہ قادریہ اشرفیہ چشتیہ نظامیہ میں مجاز و ماذون فرمائے گئے، لاہور۔

☆ سید محمد رضوان المخاطب بہ محبوب اللہ شاہ ابن سید عبد الرحمٰن رضوی بخاری اشرفی بتاریخ شب بست و نہم ماہ ذی قعدہ شب جمعہ ۱۳۴۶ ہجری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت و عمل مقراض سلاسل عالیہ قادریہ اشرفیہ و چشتیہ و قادریہ منوریہ معمریہ شطاریہ میں مجاز وماذون فرمائے گئے۔

خلفائے کرام طبقۂ علماء

فہرست خلفائے کرام جو طبقۂ علماء سے مخصوص ہیں، اسماء مبارکہ خلفاء عظام مع خطابات ہدایت و کیفیت وسکونت

☆ مولانا مولوی عبدالحکیم صاحب خجندی المخاطب بہ حکیم اللہ شاہ محلّہ مشائخان بعطائے تاج دلق و مثال خلافت و عمل مقراض خلافت جمیع سلاسل عطا فرمائی گئی ۲۷/ ذی قعدہ ۱۳۲۳ہجری میں مجاز و ماذون فرمائے گئے۔

☆ مولوی احمد مختار صدیقی ابن مولوی عبدالحکیم صاحب المتخلص بہ جوش، بعطائے تاج دلق و مثال خلافت ۳۰/ شوال ۱۳۴۴ہجری مجاز و ماذون فرمائے گئے۔

☆ مولوی عبدالعلیم صاحب اشرفی بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز و ماذون فرمائے گئے۔

☆ مولانا عبدالغنی صاحب ابن مولانا برکۃ اللہ بتاریخ ۲۴/ جمادی الاول ۱۳۴۴ہجری حال مدرس سیالکوٹ بلاس سیالکوٹ بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز و ماذون فرمائے گئے، ساکن موضع پوگراں ڈاکخانہ گڑھی حبیب اللہ خاں۔

☆ مولوی محمد فاخر صاحب ابن مولانا حاجی جان بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز و ماذون فرمائے گئے، دائرہ شاہ اجمل الہ آباد۔

☆ مولوی عبدالحی صاحب اشرفی المخاطب بہ حیات اللہ شاہ ابن مولانا عبداللطیف برادر جناب مولانا وصی احمد صاحب، محدث سورتی بعطائے تاج دلق و مثال خلافت سلسلۂ عالیہ قادریہ چشتیہ منوریہ معمریہ میں شرف خلافت عطا ہوا، ساکن پیلی بھیت

☆ مولوی محمد اکرام الحق اشرفی ابن فضل حق انصاری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت ۲۷/ صفر یوم پنجشنبہ ۱۳۴۱ہجری مجاز و ماذون فرمائے گئے، گنگوہ شریف ضلع سہارنپور۔

☆ مولوی اعجاز جہاں گنگوہ شریف ضلع سہارنپور۔

☆ مولوی قاضی ایوب حسن اشرفی بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز و ماذون فرمائے گئے، بسولی محلّہ قاضیان ضلع بدایوں۔

☆ مولوی محمد یونس ابن حافظ اسرار حسن سنبھلی خطاب بحر الاکمال، بعطائے تاج دلق و مثال خلافت و عمل مقراض مجاز و ماذون فرمائے گئے، ۱۳۴۷ہجری۔

☆ مولوی ابوذر صاحب اشرفی بنی اسرائیلی ابن مولانا مفتی عبدالسلام صاحب بعطائے تاج دلق و مثال خلافت

مجاز و ماذون فرمائے گئے۔

☆ مولوی حافظ ذاکر حسین ابن حافظ امیر حسین المخاطب ذکر اللہ شاہ بعطائے تاج دلق مجاز و ماذون فرمائے گئے سنبھل ضلع مرادآباد۔

☆ مولوی محمد عمر المخاطب بہ فاروق اللہ شاہ ابن محمد صدیق صاحب ۱۸/ ذی الحجہ یوم دوشنبہ ۱۳۴۶ہجری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت۔

☆ مولوی وراثت حسین امام جامع مسجد المخاطب بہ سید اللہ شاہ ذکاوت حسین ۱۱/ رجب ۱۳۵۱ہجری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز و ماذون فرمائے گئے، سنبھل، محلّہ شیخ سرائے۔

☆ مولوی شیخ عبدالحفیظ المخاطب بہ حفظ اللہ شاہ ابن مولانا شیخ عبدالمجید ۱۲/ ربیع الاول ۱۳۵۳ہجری بمقام ہاپوڑ بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز و ماذون فرمائے گئے، آنولہ ضلع بریلی۔

☆ مولانا الحاج شیخ عبدالمجید اشرفی المخاطب بہ عزت اللہ شاہ ابن عبدالکریم ۲۴/ ذی قعدہ یوم یکشنبہ ۱۳۴۱ہجری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت و عمل مقراض سلاسل قادریہ اشرفیہ و چشتیہ اشرفیہ و قادریہ منوریہ معمریہ میں مجاز و ماذون فرمائے گئے، قصبہ آنولہ، بریلی بمقام کن۔

☆ مولانا حامد رضا خاں خلف اکبر مولانا احمد رضا خاں بریلوی سلسلہ منوریہ معمریہ ۲۴/ ربیع الثانی بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز و ماذون فرمائے گئے۔

☆ مولوی حاجی کبیر الدین ابن مولوی حکیم ابراہیم صاحب مرحوم محلّہ روہیلی ٹولہ بریلی۔

☆ حاجی خلیل الدین احمد صاحب صدیقی ہفت زبان ابن مولوی حکیم محمد ابراہیم صاحب مرحوم محلّہ روہیلی ٹولہ بریلی کہنہ، بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز و ماذون فرمائے گئے۔

☆ مولوی محمد یوسف فقیہ ابن شرف الدین فقیہ المخاطب بہ صدیق اللہ شاہ بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز و ماذون فرمائے گئے، موضع سوداگراں بھمڑی ضلع تھانہ۔

☆ مولوی احمد حسن المخاطب بہ محمود اللہ شاہ ابن مولوی محمد حسین صاحب طلسمی پریس خیر نگر میرٹھ بعطائے تاج دلق و مثال خلافت ۵/ ربیع الاول ۱۳۵۱ہجری یوم سہ شنبہ سلسلۂ عالیہ قادریہ چشتیہ میں مجاز و ماذون فرمائے گئے۔

☆ مولوی عارف اللہ المخاطب بہ عرفان اللہ شاہ ابن مولوی حبیب اللہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۵۱ہجری یوم شنبہ بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز و ماذون فرمائے گئے جامع مسجد خیر نگر میرٹھ۔

☆ مولوی محمد مجید الدین المخاطب بہ ولی اللہ شاہ ابن علامہ اجیر الدین محدث سجادہ نشین خاندان ۲۹/ جمادی الاول یوم پنجشنبہ ۱۳۵۲ہجری بمقام دہلی بعطائے تاج دلق و مثال خلافت و عمل مقراض مجاز و ماذون فرمائے گئے قصبہ تجارہ ریاست الور، راجپوتانہ۔

☆ مولوی بشیر حسین المخاطب بہ بشارت اللہ ابن مولوی احمد حسین بعطائے تاج دلق و مثال خلافت سلسلۂ چشتیہ قادریہ اشرفیہ رضائیہ میں ۱۰؍ جمادی الاول جمعہ ۱۳۵۲ھ ہجری مجاز وماذون فرمائے گئے حویلی کلو خواص چتلی قبر دہلی۔

☆ مولوی مشتاق احمد صاحب اشرفی ابن حافظ نواب محمد خاں دہلوی المخاطب بہ عاشق اللہ شاہ بعطاء تاج دلق و مثال خلافت مجاز وماذون فرمائے گئے، ۱۳۴۶ھ ہجری دہلی۔

☆ مولوی محمد رضوان اشرفی المخاطب بہ ضیاء اللہ شاہ ابن حضرت مولانا حاجی عبد السبحان صاحب غازی پوری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت سلسلۂ قادریہ منوریہ معمریہ ۱۰؍ صفر یوم شنبہ ۱۳۴۷ھ ہجری میں مجاز ماذون فرمائے گئے موضع تھہیا ڈاکخانہ خاص ضلع غازی پور۔

☆ مولوی عبد الغفار اشرفی ابن محمد اسماعیل بعطائے تاج دلق و مثال خلافت و عمل مقراض سلسلۂ عالیہ قادریہ اشرفیہ معمریہ میں مجاز وماذون فرمائے گئے، ۱۴؍ ذی قعدہ ۱۳۴۳ھ ہجری، دہوی ڈاکخانہ روگی۔

☆ مولوی نور محمد اشرفی ابن جھنا خاں المخاطب بہ ضیاء اللہ شاہ بتاریخ ۹؍ جمای الاول ۱۳۴۷ھ ہجری یوم چہار شنبہ بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز وماذون فرمائے گئے، کرمال ڈاکخانہ کوٹ حیات ضلع شیخ پورہ۔

☆ مولوی چاند میاں ابن حسن میاں ساکن برودہ المخاطب بہ ضیاء اللہ شاہ بعطائے تاج دلق و مثال خلافت ۱۶؍ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ ہجری مجاز وماذون فرمائے گئے۔

☆ ابو البرکات مولوی احمد اشرفی بعطائے تاج دلق و مثال خلافت میں مجاز وماذون فرمائے گئے المخاطب بہ حامد اللہ شاہ محلہ نواب پورہ الور۔

☆ مولوی رکن الدین اشرفی ابن مولوی انور الحق بعطائے تاج دلق و مثال خلافت بتاریخ ۹؍ ذی الحجہ سہ شنبہ ۱۳۴۷ھ ہجری میں مجاز وماذون فرمائے گئے، سکینہ قدیم شہر دہلی وارد حال بھرت پور محلہ چاند باغ،

☆ مولوی محمد خلیل الرحمن اشرفی ابن شیخ توحید حسن صاحب بعطائے تاج دلق و مثال خلافت سلسلۂ عالیہ قادریہ منوریہ معمریہ میں ۱۲؍ ذی قعدہ ۱۳۴۳ھ ہجری میں مجاز وماذون فرمائے گئے، قصبہ بارہ، ضلع پٹنہ۔

☆ مولوی ابو رزاق ریاض النور صدیقی ابن حافظ عبد الشکور المخاطب بہ محامد اللہ شاہ اشرفی بروز جمعہ ۱۲؍ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ ہجری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت و سلسلۂ عالیہ قادریہ منوریہ و قادریہ جلالیہ اشرفیہ و چشتیہ نظامیہ اشرفیہ میں مجاز وماذون فرمائے گئے، ٹونک حال مقیم بمبئی ناظم مدرسہ ذکریا مسجد۔

☆ مولوی شیخ دین محمد المخاطب بہ اسلام اللہ شاہ ابن شیخ برخوردار مرحوم بعطائے تاج دلق و مثال خلافت و عمل مقراض سلسلۂ چشتیہ نظامیہ و قادریہ جلالیہ اشرفیہ و سلسلۂ قادریہ منوریہ معمریہ میں مجاز وماذون فرمائے گئے بتاریخ ۲۳؍ ذی قعدہ یوم دوشنبہ ۱۳۴۶ھ ہجری سکنہ قدیم اعظم گڈھ۔

☆ حکیم مولوی شیخ غلام محی الدین انصاری محلہ گمٹی بازار لاہور بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز وماذون فرمائے گئے۔

☆ مولوی عبد الاحد المخاطب بہ واحد اللہ شاہ ابن حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی بمقام کلکتہ بعطائے تاج دلق و مثال خلافت جمیع سلاسل میں یکم شعبان ۱۳۲۵ھ ہجری مجاز وماذون فرمائے گئے، سکینہ قدیم پیلی بھیت حال مقیم لاہور۔

☆ مولوی عبد اللہ شاہ پشاوری العلوی ابن مولوی امیر حمزہ بتاریخ ۲۶؍ جمادی الاول یوم جمعہ بعطائے تاج دلق و مثال خلافت بمقام لاہور مشرف خلافت ہوئے لاہور۔

☆ مولوی متین الرحمن ابن محمد واصل ساکن چناپارہ ضلع چاٹگام ۵؍ جمادی الاول ۱۳۴۴ھ ہجری میں بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز وماذون فرمائے گئے۔

☆ مولوی اکرم علی اشرفی المخاطب بہ عطاء اللہ شاہ ابن شیخ نور علی بعطائے تاج دلق و مثال خلافت ۱۱؍ رمضان المبارک یوم جمعہ ۱۳۴۰ھ ہجری میں مجاز وماذون فرمائے گئے موضع سیدباڑی، ڈاکخانہ انگوتھ ضلع چاٹگام۔

☆ مولوی محمد شمس الہدیٰ المخاطب بہ ضیا الاسلام بعطائے تاج دلق و مثال خلافت ۹؍ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ میں مجاز وماذون فرمائے گئے، موضع بختیارپو ضلع چاٹگام۔

☆ مولوی شیخ منور علی ولد عقیل الدین المخاطب بہ نور الہدیٰ بعد عمل مقراض عطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز وماذون فرمائے گئے، ۱۵؍ رجب بروز چہار شنبہ ۱۳۴۶ھ ہجری پوسٹ سنگا منڈی ضلع کرلا۔

☆ مولوی شیخ ابو القاسم انبر علی نیاز المخاطب بہ قاسم العرفان بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز وماذون کئے گئے ۱۳؍ رجب چہار شنبہ ۱۳۴۷ھ ہجری موضع بھیس پور ڈاکخانہ رام موہن بازار۔

☆ مولوی شیخ عبد الاحد ابن نور محمد خطاب عالم التوحید بعطائے تاج دلق و مثال خلافت و عمل مقراض خلیفہ ہوئے، ۱۳؍ رجب چہار شنبہ ۱۳۴۷ھ ہجری بشن پور ڈاک خانہ کوہی ضلع پیرا۔

☆ مولوی عبد الستار ابن عبد الحمید المخاطب بہ سائر الاسرار بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز وماذون فرمائے گئے جعفر نگر ڈاک خانہ جوڑی ضلع سلہٹ ۱۵؍ رجب یوم جمعہ ۱۳۴۷ھ ہجری۔

☆ مولوی محمد حسین ابن واحد علی المخاطب بہ محمود اللہ شاہ باقی پور پوسٹ اسمولی ضلع مراد آباد بعطائے تاج دلق و مثال خلافت و عمل مقراض خلیفہ ہوئے۔

☆ مولوی شیخ مظہر اسلام المخاطب بہ اسرار اللہ شاہ انبر تشی بیدپاری ساکن نواگاؤں پوسٹ کملاساگر ضلع پڑہ۔

☆ مولوی قمر الدین المخاطب بہ نور اللہ شاہ ابن شیخ نصیر الدین قریشی بعطائے تاج دلق و مثال خلافت و قمیص خلیفہ ہوئے ۲۳؍ شوال پنجشنبہ ۱۳۴۷ھ ہجری۔

☆ مولوی شیخ عبدالعزیز المخاطب بہ شرف اللہ شاہ ابن حافظ محمد یعقوب محلّہ سکر اول باندہ بعطائے تاج ودستار دلق و عمل مقراض یکم ذیقعدہ ۱۳۴۷ ہجری میں مجاز وماذون فرمائے گئے۔

☆ مولوی شیر محمد المخاطب بہ اسد اللہ شاہ ثانی ابن عبداللہ جی ساکن ضلع کاٹن پور پور سرحد پنجاب بعطائے تاج دلق و عمل مقراض ومثال خلافت مجاز وماذون فرمائے گئے ۔

☆ مولوی شیخ حفیظ اللہ ابن شیخ دین محمد المخاطب بہ اسلام اللہ شاہ بعطائے تاج دلق و عمل مقراض ومثال ارشاد، ۵/ ذی الحجہ یوم چہار شنبہ ۱۳۴۷ ہجری سلاسل قادریہ جلالیہ، اشرفیہ وسلسلہ منوریہ معمریہ چشتیہ میں خلیفہ ہوئے مبارک پور ضلع اعظم گڈھ۔

☆ مولوی شیخ محمد یوسف ابن شیخ کریم بخش المخاطب بہ صدیق اللہ شاہ ساکن قصبہ مبارکپور محلّہ حیدرآباد ضلع اعظم گڈھ بعطائے تاج دلق و مثال خلافت و عمل مقراض خلافت سلاسل قادریہ جلالیہ اشرفیہ منوریہ معمریہ چشتیہ نظامیہ اشرفیہ میں بماہ ۵/ ذی الحجہ چہار شنبہ ۱۳۴۷ ہجری عطاء ہوئی۔

☆ مولوی مست جمال ابن حافظ محمد علی المخاطب بہ محاسن اللہ شاہ ساکن رسول پور شریف ضلع جالندھر بعطائے تاج دلق و عمل مقراض ۲۹/ محرم ۱۳۴۸ ہجری میں مجاز وماذون فرمائے گئے۔

☆ مولوی محمد عبدالکریم ابن شیخ علاء اللہ المخاطب بہ اکرم اللہ شاہ ساکن موضع ہسنور ضلع فیض آباد ۲۹/ محرم دوشنبہ ۱۳۴۸ ہجری بعطائے تاج دلق ومثال خلافت و عمل مقراض خلیفہ ہوئے۔

☆ مولوی عبدالرشید خاں ابن عظمت اللہ خاں المخاطب بہ ارشاد اللہ شاہ بعطائے تاج دلق ومثالِ خلافت سلسلہ قادریہ مخصوص بسلسلہ قادریہ منوریہ معمریہ میں ۱۰/ ربیع الاول یوم جمعہ ۱۳۴۸ ہجری مجاز وماذون فرمایا محلّہ زیدون فتحپور ہسوہ۔

☆ مولوی ابوالعرفان محمد عارف حسین ابن حاجی عبدالرحمن بعطائے تاج دلق ۱۳ ربیع الاول ۱۳۴۸ ہجری یوم دوشنبہ میں خلیفہ ہوئے دہلی دروازہ علی مسجد خطاب عرفان اللہ شاہ عطا ہوا۔

☆ مولوی شیخ اظہار الحق ابن شیخ علی حسین المخاطب بہ اظہار اللہ شاہ ساکن موضع امیلہ کیس ڈاکخانہ ضامن ضلع حیات گاؤں یکم رجب دوشنبہ ۱۳۴۳ ہجری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت سلسلۂ قادریہ اشرفیہ چشتیہ اشرفیہ و قادریہ منوریہ معمریہ میں خلیفہ کیا۔

☆ مولوی نذیر احمد ابن نصیر علی خطاب خادم الامت بعطائے تاج دلق و مثال خلافت یکم رجب روز سہ شنبہ ۱۳۴۸ ہجری بسلسلۂ قادریہ اشرفیہ چشتیہ اشرفیہ و قادریہ منوریہ معمریہ میں خلیفہ کیا شہ رنگا انفورہ ضلع چاٹگام۔

☆ مولوی عبدالحکیم المخاطب بہ حکمت اللہ شاہ ابن مولوی عبدالحلیم ساکن موضع بہراں تھاہ پور ڈاکخانہ اترہ ضلع

باندہ بعطائے تاج دلق و مثال خلافت دوسلسلہ قادریہ اشرفیہ منوریہ چشتیہ اشرفیہ ۶/ رجب یکشنبہ ۱۳۴۸ ہجری۔

☆ مولوی محمد عظیم الدین ابن منشی غلام عبدالکریم المخاطب بہ صدر اللہ شاہ ساکن موضع پورہ متصل سکندرپور ضلع بلیا، بعطائے تاج دلق ومثال خلافت مجاز وماذون کئے گئے، ۱۹/ شعبان ۱۳۴۸ ہجری۔

☆ مولوی محمد علی ابن عبداللہ شاہ المخاطب بہ محمود اللہ شاہ بعطائے تاج دلق ومثال خلافت سلسلۂ چشتیہ میں مجاز وماذون کیا ساکن موضع گڈھا ضلع فریدپور ڈاک خانہ بیدارگنج بنگال۔

☆ مولوی مقصود علی ابن ثابت عالی بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز ماذون کئے گئے ساکن موضع ------ پوسٹ خاص ضلع دیاکا بنگال۔

☆ مولوی شاہ محمد قائم حسین سراجی داناپوری المخاطب بہ قیام اللہ شاہ بعطائے تاج دلق و عمل مقراض و مثال خلافت جمیع سلاسل میں خلیفہ کے گئے داناپور ۲۹/ محرم ۱۳۴۸ ہجری۔

☆ شیخ عبدالنبی محمد عزیز اللہ ابن مولوی عظیم اللہ المخاطب بہ شرف اللہ شاہ خلافت سلسلۂ قادریہ اشرفیہ و چشتیہ اشرفیہ منوریہ معمریہ ۱۰/ ربیع الاول ۱۳۴۵ ہجری بعطائے تاج دلق ومثال خلافت و عمل مقراض مجاز ماذون کیا گیا موضع پورڈاک خانہ جگر منگرل ضلع بیلی ملک بنگال۔

☆ مولوی محمد مصلح الدین ابن ساجد الحق بعطائے تاج ودلق ومثال خلافت و عمل مقراض خلیفہ ہوئے بکسر اجوڑی ضلع سلہٹ بنگال۔

☆ شیخ مولوی عبدالواجد المخاطب بہ فضل اللہ شاہ ابن امید علی ساکن موضع بندرگنج ضلع فریدپور بعطائے تاج دلق ومثال خلافت و عمل مقراض بسلسلہ قادریہ اشرفیہ منوریہ معمریہ خلیفہ کئے گئے ۱۸/ رمضان ۱۳۴۸ ہجری۔

☆ مولوی عبدالعزیز ابن حسیب اللہ المخاب بہ عبدالمصطفیٰ محلّہ افغانان رانی کھیت بعطائے تاج دلق و عمل مقراض ومثال خلافت مجاز وماذون کئے گئے بعطائے بمقام گسائیں گنج۔

☆ مولوی شیخ نظام الدین ابن شیخ حکیم بخش المخاطب بہ نظام اللہ شاہ ساکن موضع ممولا ضلع بدال ملک بنگال ۲۲/ ذی الحجہ یوم جمعہ سلسلہ میں بعطائے تاج دلق ومثال خلافت و عمل مقراض مجاز وماذون فرمائے گئے

☆ مولوی محمد شریف المخاطب بہ شرافت اللہ شاہ ابن نور علی مرحوم بعطائے تاج دلق و مثال خلافت و عمل مقراض ۲۶/ ربیع الاول ۱۳۱۹ ہجری میں مجاز ماذون فرمائے گئے سہسرام ضلع آرہ ۔

☆ مولوی محمد افتخار الحق ابن محمد انصار الحق ساکن سراہا ۸/ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۹ ہجری میں بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز وماذون کئے گئے۔

☆ مولوی محمد یحیٰ ابن مولوی محمد یٰسین المخاطب بہ حیات اللہ شاہ ساکن موضع پورہ سکندر پور ضلع بلیا ۵ / جمادی الثانی ۱۳۳۹ہجری مقام ڈالی گنج میں خلیفہ ہوئے۔

☆ مولوی محمد حبیب الرحمٰن ابن عبد المنان المخاطب بہ حجت اللہ شاہ سلسلہ منوریہ معمریہ میں بالخصوص اور کل سلاسل میں مجازوماذون کئے گئے، دھام نگر ضلع بالاسور ۱۹ / جمادی الاخریٰ ۱۳۴۹ہجری۔

☆ مولوی شیخ شمس الہدیٰ المخاطب بہ ضیاء الاسلام ابن محمد امجد علی صاحب مفتی الہند ۲۹ / ذی الحجہ دوشنبہ ۱۳۳۹ہجری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجازوماذون کئے گئے، کریم الدین پور گھوسی ضلع اعظم گڑھ۔

☆ مولوی عبد الرؤف المخاطب بہ رافت اللہ شاہ ابن شیخ احمد ساکن التفات گنج ۳ / رجب ۱۳۵۰ہجری یوم پنجشنبہ بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجازوماذون کئے گئے۔

☆ مولوی شیخ نصیر الدین ابن مولوی معبود بخش المخاطب بہ ناصر الاسلام چشتیہ قادریہ و منوریہ معمریہ میں ۱۳ / ذیقعدہ ۱۳۵۰ہجری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت و عمل مقراض مجازوماذون کئے گئے جیت پور۔

☆ مولوی ضیاء الدین ابن مولوی سراج الدین المخاطب بہ نور اللہ شاہ بعطائے تاج دلق و مثال خلافت و عمل مقراض مجازوماذون کئے گئے سرائے بول موہن موضع لالہ نگر ۲۹ / محرم ۱۳۰۹ہجری یوم یکشنبہ

☆ شیخ یوسف احمد ابن علی جان المخاطب بہ جمال اللہ شاہ ساکن موضع لالہ نگر ضلع چاٹگام ۹ / ربیع الاول پنجشنبہ ۱۳۵۱ہجری تاج دلق و مثال خلافت مجازوماذون کئے گئے

☆ مولوی شیخ صالح احمد ابن تاج الدین المخاطب بہ صلاح اللہ شاہ ساکن کھپریل ضلع چاٹگام ۹ / ربیع الاول پنجشنبہ ۱۳۵۱ہجری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجازوماذون کئے گئے۔

☆ مولوی شیخ عبد الحمید المخاطب بہ فقیر اللہ شاہ ابن عبد الکریم ۲ / رجب سہ شنبہ ۱۳۴۳ہجری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت و عمل مقراض مجازوماذون فرمائے گئے۔

☆ مولوی عبد الغفار ابن محمد اسماعیل ۲۲ / ذی قعدہ یوم یکشنبہ ۱۳۴۶ہجری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز ماذون فرمائے گئے۔

☆ مولوی حافظ ذاکر حسین ابن حافظ احمد حسین المخاطب بہ ذکر اللہ شاہ ۱۳ / ربیع الاول ۱۳۴۸ہجری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجازوماذون کئے گئے مرادآباد۔

☆ مولوی نور محمد المخاطب بہ ضیاء اللہ شاہ ابن چھتا خان ۱۳ / ربیع الاول ۱۳۴۷ہجری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت و عمل مقراض مجازوماذون فرمائے گئے، مرادآباد۔

☆ مولوی نور محمد المخاطب بہ ضیاء اللہ شاہ ۹ / جمادی الاولیٰ ۷ / جمادی الاول ۱۳۴۷ہجری میں بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجازوماذون فرمائے گئے شیخوپورہ پنجاب۔

☆ مولوی عبد الحق صدیقی المخاطب بہ حق اللہ شاہ ابن حاجی وزیر علی صدیقی گنگوہی دیوبند ۹ / ربیع الاول ۱۳۵۱ہجری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجازوماذون کئے گئے۔

☆ مولوی شیخ عثمان علی المخاطب بہ خادم الاسلام ابن شیخ رؤف میاں، شہر سلچر ملک آسام ۶ / رجب ۱۳۵۱ہجری یوم سہ شنبہ بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجازوماذون کئے گئے۔

☆ مولوی ابو الخیر فصیحی ابن مولوی محمد امانت اللہ ۲ / دو صفر ۱۳۵۲ہجری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجازو ماذون کئے گئے، روئی منڈی غازی پور۔

☆ مولوی علی محمد المخاطب بہ حب اللہ شاہ ابن یوسف میمن ۱۹ / جمادی الاول ۱۳۵۲ہجری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجازوماذون فرمائے گئے دھوراجی کاٹھیاوار۔

☆ مولوی لال حسن المخاطب بہ احسن اللہ شاہ ابن شیخ محمد حسن ۱۹ / جماد الاولیٰ ۱۳۵۲ہجری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجازوماذون کئے گئے، دھوراجی کاٹھیاوار۔

☆ مولوی بشیر حسین المخاطب بہ بشارت اللہ شاہ ابن مولوی محمد حسن ۱۰ / جمادی الاول ۱۳۵۲ہجری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجازوماذون فرمائے گئے۔

☆ مولوی امتیاز احمد المخاطب بہ اعزاز اللہ شاہ ابن مختار احمد ۲۰ / جمادی الاول، ۱۳۵۳ہجری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجازوماذون فرمائے گئے انبیٹھ ضلع سہارنپور۔

☆ مولوی علیم الدین عباسی المخاطب بہ علام الہدیٰ ابن امتیاز الدین عباسی ۸ / شعبان دوشنبہ ۱۳۵۲ہجری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجازوماذون فرمائے گئے، محلہ شیر کوٹ سنبھل ضلع مرادآباد۔

☆ مولوی حامد حسن المخاطب بہ محمود اللہ شاہ ابن مولوی لطافت علی انصاری بسلسلۂ قادریہ، جلالیہ، اشرفیہ، قادریہ، منوریہ معمریہ میں مجازوماذون کئے گئے سنبھل ضلع مرادآباد۔

حضور پرنور اعلیحضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہ کے خلفائے کرام کی ایک فہرست حضور کے فرزند اصغر حضرت مولانا الحاج پیر سید شاہ مصطفیٰ اشرف قبلہ قدس سرہ کے خزینہ کتب میں محفوظ تھی وہ حضرت مصطفیٰ اشرف صاحب کے فرزند اوسط اشرف العلماء حضرت سید شاہ حامد اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ کی عنایت بے نہایت سے دستیاب ہوئی، اس فہرست میں ۲۳۲ خلفائے کرام کے اسمائے مبارکہ

درج ہیں، ان میں بہت سے ان خلفائے کرام کے نام نامی بھی ہیں، جو پہلی فہرست میں شامل ہیں، ان کو الگ کرنے کے بعد درج ذیل حضرات خلفائے کرام کے نام نامی لکھے جاتے ہیں دونوں فہرستوں سے ۴۳۶ خلفاء کے اسمائے گرامی دستیاب ہوئے۔

☆ سید محمد علی بن سید مولوی نیاز علی مورخہ ۱۵/ شعبان ۱۳۲۹ ہجری ساکن محلّہ حویلی اعظم خاں ٹولے والی دہلی۔
☆ مجمع السلاسل الطریقہ لسان الحقیقیہ مولانا حبیب الحسنین نظیر الحق ابوالجد مولانا حکیم شاہ محمد احمد صاحب ایمن المخاطب بہ فرید اللہ شاہ ماہ محرم ۱۳۳۷ ہجری سکندرپور ضلع بلیا۔
☆ مولوی سید محمد امین ابن مولانا سید محمد مسعود شاہ بھمرڑی ضلع تھانہ
☆ مولوی احسن اللہ فصیحی اشرفی روئی منڈی غازی پور۔
☆ مولوی خلیل احمد روہتک۔
☆ مولوی اعجاز حسین مولوی محمد فضل رحمانی اشرفی المخاطب بہ کرامت اللہ شاہ خانقاہ رحمانیہ بدایوں
☆ مولوی شیخ شاہ محمود حسن صاحب اولاد شاہ گرم دیوان المخاطب بہ اکرام اللہ شاہ قصبہ ولید پور اعظم گڈھ
☆ مولوی شیخ اکرام علی ابن شیخ نور علی صاحب شاگرد مولانا نعیم الدین مرادآبادی المخاطب بہ عطاء اللہ شاہ ۲۱/ رمضان المبارک موضع سیدباڑی ضلع چاٹگام
☆ حکیم سید محمد علی ابن سید ہادی علی سہسوان ضلع بدایوں
☆ سید مظاہر حسین ابن سید الطاف حسین المخاطب بہ مظاہر اللہ شاہ سہ شنبہ ۱۷/ ذی قعدہ ۱۳۴۱ ہجری قصبہ نہٹور ضلع بجنور۔
☆ سید مبارک علی ابن سید سلامت علی چہار شنبہ ۱۸/ ذی قعدہ ۱۳۴۱ ہجری محلّہ نواب پورہ الور
☆ حافظ حاجی امیر حسین بن حافظ غلام حسین ۱۹/ ربیع الاول شریف ۱۳۴۲ ہجری محلّہ اصالت پورہ مرادآباد
☆ قاضی حاجی سعید الدین ابن قاضی منیر الدین المخاطب بہ سعید اللہ شاہ۔
☆ مولوی محمد اکبر علی المخاطب بہ کبیر اللہ شاہ چہار شنبہ ۱۰/ ذوالقعدہ ۱۳۴۳ ہجری فیروزپور میں خلیفہ کئے گئے ساکن قیچون گنج ضلع سل ہٹ۔
☆ قاضی اقبال الدین احمد المخاطب بہ انوار اللہ شاہ شب جمعہ ۲۳/ ربیع الآخر ۱۳۴۳ ہجری ساکن موضع بھدیوا پوسٹ سرسنڈی ضلع لکھنؤ۔
☆ سید احمد حلوانی ابن سید ابرار حسین مدنی پنجشنبہ ۱۹/ جمادی الاخریٰ مدینہ منورہ ۔
☆ سید اقبال حسین بن سید شاہ احسان علی عطاء خلافت وغیرہ بمقام کلکتہ ۲۰/ رجب ۱۳۴۳ ہجری ساکن موضع بسہی چک ڈاکخانہ دیال پور ضلع سیوان۔

☆ قاضی ضیاء الاسلام بن قاضی محمود علی المخاطب بہ انوار اللہ شاہ ۱۹/ شوال ۱۳۴۳ ہجری موضع لمکن پرگنہ شاہی ضلع بریلی۔
☆ سید محمد شاہ، ۱۰/ ذی الحجہ ۱۳۳۳ ہجری جلال پور جٹاں ضلع گجرات
☆ مولوی عبدالحکیم المخاطب بہ حکیم اللہ شاہ ۲۷/ ذوی القعدہ قصبہ شاہجہاں پور ضلع میرٹھ مدرس اول مدرسہ حنفیہ قصور لاہور۔
☆ مولوی چاند میاں المخاطب بہ ضیاء اللہ شاہ شنبہ ۱۹/ ذی الحجہ ۱۳۴۶ ہجری ساکن بڑودہ گجرات۔
☆ مولوی شیخ عبدالواحد بن نور محمد سہ شنبہ ۲۲/ رجب ۱۳۴۷ ہجری سعادت پور ضلع کمرلا بنگال
☆ مولوی عبدالرحمان بن وزیر علی المخاطب بہ رحمت اللہ شاہ جمعہ ۱۵/ رجب ۱۳۴۷ ہجری جعفر نگر ضلع سلہٹ۔
☆ مولوی سید حامد علی بن سید واجد علی چیف قاضی المخاطب بہ محمود اللہ شاہ چہار شنبہ ۱۳۳۵ ہجری مرادآباد
☆ مولوی عبدالغفور ابن شیخ نجم الدین المخاطب بہ غفران اللہ شاہ چہار شنبہ ۲۱/ شعبان ۱۳۵۳ ہجری بھاگلپور۔
☆ مولوی محمد غوث عرف ملک صاحب بن احمد دین ۱۵/ جنوری ۱۹۳۶ء ضلع ملتان لاہور۔
☆ مولوی عبدالجلیل بن محمد جی المخاطب بہ جلیل اللہ شاہ فاضل دارالعلوم حزب الاحناف شہر جالندھر۔
☆ مولوی غلام دین بن سید احمد المخاطب بہ عبید اللہ شاہ ۱۵/ جنوری ۱۹۳۶ء حال مقیم لاہور گجرات۔
☆ مولوی محمد حسین بن مولوی بہاء الدین المخاطب بہ شہید اللہ شاہ ۱۵/ جنوری ۱۹۳۶ء۔
☆ مولوی عطاء اللہ بن خیر الدین المخاطب بہ لطیف اللہ شاہ ۱۵/ جنوری ۱۹۳۶ء ضلع سیالکوٹ۔
☆ مولوی محمد عبدالرحمٰن المخاطب بہ رحمت اللہ شاہ ۲۸/ شوال ۱۳۵۴ ہجری ضلع مالدہ۔
☆ مولوی غلام قادر بن محمد باغ علی روز شنبہ ۲۲/ شوال ۱۳۵۴ ہجری ریاست فرید کوٹ حال مقیم قصور حنفیہ اسکول۔
☆ مولانا الفاضل الشیخ محمد علی حسین الصدیقی بن حضرت مولانا اعظم حسین المخاطب بہ ولی اللہ شاہ مجاور باب السلام مدینہ منورہ۔
☆ المولوی الحافظ محمد علاء الدین البکری الملقب بہ بانی البرکات بن مولانا محمد علی حسین مدنی المخاطب بہ رفعت اللہ شاہ مدینہ منورہ۔
☆ جناب الشیخ محکم الدین پنجابی بن نور احمد بواب باب الرحمۃ مدینہ منورہ
☆ جناب الشیخ حمزہ ابوالجود المدنی الانصاری بن شیخ ابوبکر ابوجواد المدنی معلم مدینہ منورہ المخاطب بہ عطاء اللہ شاہ
☆ الشیخ علی ابوالجود بن الشیخ ابوبکر ابوالجود المخاطب بہ وصی اللہ شاہ المعلم بالمدینۃ المنورہ۔
☆ الشیخ محمد بہاء الدین خاشقجی المدنی بن الشیخ عمر خاشقجی المدنی المخاطب بہ قیمۃ الجنۃ معلم مدینہ منورہ۔

☆ جناب قاضی فخر الدین قاضی عبدالوہاب قادری دہلوی المخاطب بہ فخر الاسلام مدینہ منورہ۔
☆ سید عبدالحق بن سید مہنور ملک آسام جورہاٹ ضلع ہیرا کٹامقام دریاکاکون محلّہ سیدنامالک حوض مرزدمی مدینہ منورہ۔
☆ شیخ یوسف بن مولوی اکرام الدین ضلع نواکھالی پوسٹ جریدو موضع چرمکھی ملک بنگال عطائے خلافت مدینہ منورہ۔
☆ مولوی محمد محسن بن مولوی محمد یوسف فقیہ المخاطب بہ احسان اللہ شاہ یوم جمعہ مبارک مورخہ ۱۰/ محرم ۱۳۵۵ ہجری محلّہ سوداگران بھیرڑی۔
☆ مولوی محمد مختار المخاطب بہ اختیار الدین شاہ شنبہ ۱۱/ محرم ۱۳۵۵ ہجری سنبھل مرادآباد۔
☆ مولوی شیخ صالح صافی صدیقی ۱۳۳۰ ہجری ساکن محلّہ سوق العراق دمشق ملک شام۔
☆ مولوی سید عبداللہ حسن ۱۳۳۰ ہجری ملک یمن
☆ مولوی حاجی سید مرتضٰی حسن سید آل رسول حسین المخاطب بہ اسد اللہ شاہ ۲۷/ رمضان المبارک ۱۳۴۶ ہجری اولاد حضرت بندہ نواز گیسودراز ساکن محلّہ جرولی مکہ معظّمہ۔
☆ مولوی حکیم سید آل حسن بن سید خورشید علی قادری رزاقی اولاد حضرت محبوب سبحانی المخاطب بہ احسن اللہ شاہ ۵/ ذی الحجہ ۱۳۳۶ ہجری ساکن چاندپور ضلع بجنور۔
☆ الشیخ محمد بن احمد مدنی کردی خلافت در سلسلہ قادریہ منوریہ یوم یکشنبہ ۱۳۴۶ ہجری عطاء خلافت بر مکان عبد الرزاق فقیہ بھیرڑی ضلع تھانہ، مدینہ منورہ۔
☆ شیخ عنایت نبی بن مولا بخش المخاطب بہ عطاء المصطفٰی شاہ ۷/ شوال ۱۳۵۳ ہجری محلّہ چوکی حسن خاں مرادآباد
☆ ابو الضیاء مولوی ریاض النور احمد صدیقی اشرفی شب سہ شنبہ ۱۷/ ذوالقعدہ ۱۳۴۶ ہجری ناظم مدرسہ ہاشمیہ بمبئی ٹونک۔
☆ مولوی قاری جلیل الدین احمد بن شیخ عبدالغنی المخاطب بہ جلال اللہ شاہ دوشنبہ ۲۵/ شعبان ۱۳۵۵ ہجری الٰہ آباد
☆ مولوی حافظ عبدالعزیز بن حافظ محمد نور المخاطب بہ عزت اللہ شاہ مدرس اول مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور اعظم گڈھ پنجشنبہ ۱۸/ شوال ۱۳۵۳ ہجری ساکن موضع قصبہ بھوجپور ضلع مرادآباد
☆ مولوی شاہ محمد ابوالحسن صاحب حسن فصیحی شنبہ ۱۷/ ذی الحجہ ۱۳۵۳ ہجری ساکن شیخ پورہ بلیا،
☆ مولوی محمد اکبر خاں وارثی ابن نظام علی خاں مداح رسول مصنف میلاد اکبر جمعہ ۲۹/ محرم ۱۳۵۴ ہجری خیر نگر میرٹھ
☆ قاضی مولوی مفتی ممتاز حسین ابن چیف قاضی محمد حسن صدیقی المخاطب بہ اعزاز اللہ شاہ ۱۰/ شعبان

۱۳۵۴ ہجری جے پور راجستھان۔
☆ قاضی غلام محمد بن قاضی محمد صالح المخاطب بہ عبداللہ شاہ ساکن بھیرڑی ضلع تھانہ
☆ حافظ عبداللطیف بن مولوی سید قاسم علی المخاطب بہ لطف اللہ شاہ ۲/ شوال ۱۳۴۶ ہجری بھیرڑی
☆ مولوی حافظ عبدالعزیز المخاطب بہ عزۃ اللہ شاہ ۲/ ذوی القعدہ ۱۳۳۳ ہجری رام پٹھان واڑی بمبئی
☆ مولوی حافظ عبدالمجید بن محمد خاں المخاطب بہ مشرف اللہ شاہ ۱۱/ شوال ۱۳۴۶ ہجری محلّہ فراش خانہ گلی راجان دہلی۔
☆ مولوی حاجی نذیر احمد ابن خجندی بن مولانا عبدالحکیم المخاطب بہ شیر اللہ شاہ ۲۷/ رمضان المبارک ۱۳۴۶ ہجری مشائخاں میرٹھ
☆ مولوی عبدالغنی بن برکۃ اللہ المخاطب بہ امیر اللہ شاہ چہار شنبہ ۲۹/ محرم ۱۳۴۷ ہجری موضع پوگران گڑھی حبیب اللہ خاں ضلع ہزارہ
☆ سید محمد امیر حسن بن سید اسحاق حسن قادری رزاقی ۱۳۴۵ ہجری چاندپور ضلع بجنور
☆ سید سجاد حسین بن سید فضل حسین المخاطب بہ محبّ اللہ شاہ، پنجشنبہ ۲۹/ محرم ۱۳۴۴ ہجری شیش گڑھ ضلع بریلی۔
☆ مولوی مطیع الرحمٰن بن محمد واصل ۵/ جمادی الاول ساکن موضع چناپاڑہ ضلع چاٹگام بنگال
☆ حاجی علی حسین خان برادرزادہ حافظ احمد حسین دوشنبہ ۲۷/ صفر ۱۳۴۵ ہجری محلّہ ہاتھی تھان شاہجہاں پور،
☆ سید ابرار حسین بن سید محمد حسین ۷/ ربیع الاول کوٹ شرقی سنبھل مرادآباد
☆ سید اکبر علی بن سید حسن علی المخاطب بہ کبیر اللہ شاہ محلّہ صدر بازار بریلی
☆ مولوی اعجاز حسین بن مولوی مجتبٰی حسن المخاطب بہ کرامت اللہ شاہ جمعہ ۲۷/ جمادی الاول ۱۳۲۷ ہجری مولوی محلّہ بدایوں ۔
☆ مولوی مفتی حکیم ابوالحسن بن مولوی مفتی عزیز الحسن المخاطب بہ عزیز اللہ شاہ پنجشنبہ ۱۰/ ذی قعدہ ۱۳۴۵ ہجری بریلی ۔
☆ سید فضل حسین بن سید احمد حسین المخاطب بہ فضل اللہ شاہ چہار شنبہ ۲/ ذوالقعدہ ۱۳۴۵ ہجری بدایوں
☆ مولوی محمد اجمل شاہ بن محمد اکمل شاہ صاحب المخاطب بہ جمال اللہ شاہ چہار شنبہ ۱۶/ ذوالقعدہ ۱۳۴۵ ہجری سنبھل۔
☆ سید محمد علی ہمدم بن سید مصطفٰی علی وارثی المخاطب بہ ولی اللہ شاہ چہار شنبہ ۱۶/ ذوالقعدہ ۱۳۴۵ ہجری کوٹ غربی سنبھل مرادآباد۔

☆ سید محمد عثمان اشرف بن سید شاہ عبدالغفور اشرف المخاطب بہ نوراللہ شاہ شب سہ شنبہ ۲۴/ صفر ۱۳۴۶ھ اشرف چک مونگیر۔

☆ سید محمد سمیع اشرف بن سید شاہ ظہور اشرف المخاطب بہ بشارت اللہ شاہ شب سہ شنبہ اشرف چک مونگیر۔

☆ سید ہادی حسن بن سید شاہ محمود علی اشرف المخاطب بہ ہدایۃ اللہ شاہ، ماہ رجب ۱۳۴۵ہجری محلّہ ذخیرہ بریلی

☆ سید عبدالرؤف بن سید عبدالرزاق المخاطب بہ رافت اللہ شاہ اشرف چک مونگیر۔

☆ سید حافظ محمد عبدالعزیز بن سید رضی الدین احمد قادری جیلانی رزاقی یوم چہار شنبہ ۳/ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۶ہجری بستی۔

☆ خلیفہ زین العابدین قادری رفائی صابری چشتی یکشبہ ۱۴/ رجب ۱۳۴۶ہجری بانی و ناظم مدرسہ ہدایۃ الاسلام مقام بوڈینشور، ضلع کاڑوار۔

☆ مولوی سید محمد میراں بن سید سعید اللہ شاہ کوکنی شافعی المخاطب بہ عرفان اللہ شاہ یوم شنبہ ۲۵/ شعبان ۱۳۴۶ہجری بھٹکل۔

☆ مولوی احمد حسین بن مولوی محمد حسین المخاطب بہ محمود اللہ شاہ ۲۵/ ربیع الاول ۱۳۵۱ہجری مالک طلسمی پریس میرٹھ۔

☆ چودھری فیاض محمد خاں بن چودھری غازی الدین خاں المخاطب بہ فیض اللہ شاہ یوم شنبہ ۱۰/ ربیع الآخر ۱۳۵۱ہجری بلرام ضلع ایٹہ۔

☆ مولوی شیخ متین علی بن شیخ عبدالرؤف میاں المخاطب بہ خادم الاسلام یکشنبہ ۱۳۵۱ہجری امام جامع مسجد سیندھ پورہ سلچر آسام۔

☆ مولوی محمد بشیر صدیقی بن مولانا الحاج محمد عبدالحکیم ۲۸/ محرم ۱۳۵۲ہجری مشائخاں میرٹھ نٹال میرس برگ جنوبی افریقہ۔

☆ مولوی آل حسن بن شیخ محمد حسن المخاطب بہ احسن اللہ شاہ ۹/ جمادی الاول ۱۳۵۲ہجری دیپا سرائے سنبھل ضلع مراد آباد۔

☆ مولوی سید دانش علی بن سید عزت علی المخاطب فراست اللہ شاہ یوم شنبہ ۲۵/ ذوالقعدہ ۱۳۳۵ہجری موضع اوبڑا کوٹ کھریا مالدہ

☆ حکیم محمد اسماعیل قریشی بن حکیم ولایت علی قریشی المخاطب بہ ذبیح اللہ شاہ یکشبہ ۱۷/ جمادی الاخر نیا گنج ہاترس علی گڑھ۔

☆ شیخ رفیع الدین بن شیخ معزالدین المخاطب بہ رفیع اللہ شاہ چہار شنبہ ۲۷/ ذوالقعدہ ۱۳۵۲ہجری گاذر ٹیک

ضلع فرید پور بنگال

☆ سیٹھ صوفی محمد جان بن قاسم صاحب المخاطب واحد اللہ شاہ پنجشنبہ ۲۰/ ذی الحجہ ۱۳۵۲ہجری مغل اسٹریٹ رنگون۔

☆ حافظ عبدالرحمٰن بن حکیم امیر علی المخاطب بہ رحمت اللہ شاہ پنجشنبہ ۲۷/ ذی الحجہ ۱۳۵۲ہجری جھنلی تالاب ہوڑہ کلکتہ

☆ سید محمد سعید حسینی حیدری مدنی بن سید مصطفیٰ مدنی المخاطب بہ سجد اللہ شاہ دو شنبہ ۲۹/ محرم ۱۳۵۳ہجری عطاء خلافت بمقام کچھوچھا شریف

☆ سید مظہر علی شاہ بن سید منصور علی شاہ ابو العلائی المخاطب بہ اظہار اللہ شاہ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۳ہجری اجمیر شریف دہلی۔

☆ شیخ حاجی منیر الدین بن مولا میاں المخاطب بہ ضیاء اللہ شاہ ۲۱/ ربیع الآخر ۱۳۵۳ہجری عطائے خلافت پر مکاں حکیم سید اشفاق احمد اشرفی دہلی) ساکن موضع شاہپور ضلع مالدہ بنگال۔

☆ شیخ رشید احمد بن نثار احمد المخاطب بہ ارشاد اللہ شاہ چہار شنبہ ۳/ جمادی الاول ۱۳۵۳ہجری محلّہ چوڑی والان دہلی۔

☆ حکیم مولوی سید عالم علی بن سید حامد علی المخاطب بہ علم اللہ شاہ شنبہ ۱۳/ جمادی الاول ۱۳۵۳ہجری ریاست الور۔

☆ مولانا سید محمود حسین زیدی بن مولانا سید ارشاد علی المخاطب بہ سراج الاسلام جمعہ ۱۸/ جمادی الاخر ۱۳۵۳ہجری ریاست الور

☆ مولوی سید محمد ایوب کاکاخیل بن سید محمد الیاس کاکاخیل المخاطب بہ نور الاسلام جمعہ ۱۸/ جمادی الاخر سرخ ڈیری ضلع پشاور۔

☆ مولوی حامد حسن بن لطافت علی انصاری المخاطب بہ محمود اللہ شاہ سنبھل ضلع مراد آباد

☆ مولوی سید محمد میراں المخاطب بہ عرفان اللہ شاہ مدرس مدرسہ نجم الاسلام بھیمڑی ضلع تھانہ

☆ قاضی سید محفوظ علی بن سید گلزار علی المخاطب بہ حفاظت اللہ شاہ حال مقیم اجمیر شریف

☆ مولوی شیر محمد بن عبداللہ جی المخاطب بہ اسد اللہ شاہ ضلع کاٹن پورہ سرحد

☆ سید شاہ محبت علی بن سید مبارک حسین المخاطب بہ حبیب اللہ شاہ یوم جمعہ ۱۵/ رجب ۱۳۴۷ہجری قصبہ چاند پور ضلع بجنور

☆ سید حامد حسین بن صوفی سید شاہ مظہر حسین المخاطب بہ ظہور اللہ شاہ غرہ ماہ شعبان ۱۳۴۷ہجری بانس بریلی

☆ مولوی عبدالعزیز بن حافظ محمد یعقوب المخاطب بہ شرف اللہ شاہ یوم جمعہ یکم ذوالقعدہ ۱۳۴۷ہجری

☆ مولوی سید غلام علی معینی بن سید نور محمد فریدی المخاطب بہ عبید اللہ شاہ یوم یکشنبہ ۲۸ / محرم ۱۳۴۸ ہجری آستانہ عالیہ حضرت خواجہ غریب نواز اجمیر شریف

☆ حاجی عبد الغفور بن حاجی الٰہی بخش، المخاطب بہ بخش اللہ شاہ ۳ / صفر ۱۳۴۸ ہجری محلہ لوہاری منڈی برہانپور

☆ حکیم محمد سلیم بن حکیم امیر علی المخاطب بہ تسلیم اللہ شاہ ۴ / صفر ۱۳۴۸ ہجری جھلملی تالاب ضلع ہوڑہ

☆ قاضی سعید الدین المخاطب بہ سعید اللہ شاہ محلہ قاضی ٹولہ بانس بریلی۔

☆ مولوی ابو العرفان محمد عارف حسین بن حاجی عبد الرحمٰن ۱۳ / ربیع الآخر ۱۳۴۸ ہجری علی مسجد دہلی دروازہ

☆ مولوی شیخ اظہار الحی بن شیخ حسن علی المخاطب بہ اظہار اللہ شاہ یوم سہ شنبہ ا / رجب ۱۳۴۸ ہجری چاٹگام بنگال

☆ سید شاہ الطاف علی بن سید عرفان علی جلالی المخاطب بہ لطف اللہ شاہ پنجشنبہ ۱۰ / رجب ۱۳۴۸ ہجری قریشیاں امروہہ

☆ سید میاں محمد بن حکیم سید عبد الرازق قادری رزاقی المخاطب بہ نبی اللہ شاہ چہار شنبہ ۷ / شعبان ۱۳۴۸ ہجری چاند پور۔

☆ محمد یسین بن سید بشیر علی جیلانی المخاطب بہ عبد النبی یکم شعبان ۱۳۴۸ ہجری چاند پور ضلع بجنور

☆ سید محمود علی بن مولوی سید مقصود علی قادری رزاقی ۱۰ / شعبان ۱۳۴۸ ہجری چاند پور ضلع بجنور

☆ حکیم سراج احمد بن شیخ محمد جلال الدین المخاطب بہ نور الاسلام شاہ ۱۱ / شعبان ۱۳۴۸ ہجری موضع نگلہ بجنور

☆ منشی مبین الدین بن منشی نیاز الٰہی المخاطب بہ تبیان العرفان شب جمعہ ۱۶ / شعبان ۱۳۴۸ ہجری لگنیہ بجنور

☆ مولوی محمد علی بن عبد اللہ المخاطب بہ عبد اللہ شاہ موضع گڈا ضلع فرید پور بنگال

☆ مولوی مقصود علی بن ثابت علی المخاطب بہ عنایت اللہ شاہ موضع گڈا فرید پور بنگال

☆ مولوی مصلح الدین ابن ساجد الحق سلہٹ آسام

☆ مولوی عبد اللہ بن مشیت اللہ المخاطب بہ عبد المصطفی پنجشنبہ ۲۵ / شوال المکرم ۱۳۴۸ ہجری، اناؤ

☆ مولوی شیخ نظام الدین بن حکیم بخش المخاطب بہ نظام اللہ شاہ جمعہ ۲۲ / ذی الحجہ ۱۳۴۸ ہجری

☆ حکیم سید شاہ مشرف حسین بن سید شاہ مبارک حسین المخاطب بہ شرف اللہ شاہ پنجشنبہ ۱۴ / محرم ۱۳۴۹ ہجری کچھوچھا شریف حال مقیم بھاگلپور ۔

☆ حاجی محمد نور محمد خاں بن نواب علی خان دہلوی المخاطب بہ انوار اللہ شاہ دو شنبہ ۳ / صفر ۱۳۴۹ ہجری کاٹھمنڈو نیپال۔

☆ شیخ مقبول حسین بن نظامۃ اللہ پنجشنبہ ۲۶ / ربیع الاول ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۱۹۳۰ء بمبئی

☆ مولوی سید محمد علی بن مولوی سید یار محمد المخاطب بہ ولی اللہ شاہ دو شنبہ ۲۸ / ربیع الاول ۱۳۴۹ ہجری گلی حکیم جی دہلی

☆ شیخ محمد ضمیر الحق بن شیخ منیر الدین المخاطب بہ ستر اللہ شاہ دو شنبہ ۴ / جمادی الآخر ۱۳۴۹ ہجری بدل پور ضلع بیر بھوم۔

☆ دیوان مقصود علی بن یٰسین علی درگاہ گھٹیاری شریف عرف بانسر شریف المخاطب بہ مقصود اللہ شاہ ضلع چوبیس پرگنہ۔

☆ شیخ امام الدین المخاطب بہ نظام اللہ شاہ ۲۵ / رجب ۱۳۴۹ ہجری ضلع کرنال پنجاب

☆ سید محمد صدیق خلف الصدق سید مجتبیٰ رحمۃ اللہ علیہ المخاطب بہ صادق اللہ شاہ سجادہ نشین دربار حضرت علاء الحق قدس سرہ، پنڈوا شریف ضلع مالدہ۔

☆ شیخ محمد مسیح اللہ بن محمد احمد اللہ المخاطب بہ حیات اللہ شاہ ۲۶ / شعبان ۱۳۴۹ء ہجری پوسٹ علی پور کلکتہ

☆ شیخ امیر الدین بن بنیاد علی چودھری، المخاطب بہ امانت اللہ شاہ ۲۶ / شعبان ۱۳۴۹ ہجری ڈھمری بختیار پور۔

☆ اسلام دیوان بن محمد یٰسین دیوانی المخاطب بہ اسلام اللہ شاہ ۱۱ / ذو القعدہ ۱۳۴۹ ہجری گھٹیاری شریف ۲۴ / پرگنہ۔

☆ سید شاہ محمد بن شاہ علی حسین المخاطب بہ مرسل اللہ شاہ شنبہ ۱۸ / ذو القعدہ ۱۳۴۹ ہجری مود ھوگری ضلع جالندھر۔

☆ سید شاہ وجیہ الدین بن سید محمد مہدی حسن المخاطب بہ جمال اللہ شاہ یوم چہار شنبہ ۱۷ / ذی الحجہ ۱۳۴۹ ہجری محلہ میر مست جونپور۔

☆ شیخ محمد یسین بن فخر الدین المخاطب بہ نبی اللہ شاہ ۲۰ / صفر ۱۳۵۰ ہجری ساکن ردولی ضلع مظفر پور

☆ شیخ عبد الغفور بانگی بن شیخ محمد واصل المخاطب بہ مغفور اللہ شاہ ۸ / صفر ۱۳۵۰ ہجری شہزاد پور ضلع فیض آباد

☆ مولوی سید ابو الحسن المعروف بہ ابو الخیر بن سید یوسف علی ۶ / ربیع الآخر ۱۳۵۰ ہجری سری نگر ضلع چاٹگام

☆ صوفی محمد جان صاحب کاملی عظیمی خلیفہ و سجادہ نشین آستانہ ولید پور درگاہ مولانا محمد کامل چراغ ربانی پنجشنبہ یکم رجب ۱۳۵۰ ہجری اعظم گڈھ۔

☆ مولوی سید شاہ خوب اللہ بن سید شاہ حاجی جان المخاطب بہ منظور اللہ شاہ ابو العلائی ۶ / شعبان ۱۳۵۰ ہجری دائرہ شاہ اجمل الہ آباد۔

☆ سید شاہ محمد سراج الدین بن سید شاہ معین الدین قادری المخاطب بہ ضیاء اللہ شاہ چہار شنبہ ۱۳۵۰ ہجری نخاس سرکل ناگپور۔

☆ سید علی بن سید عبد الکریم قادری المخاطب بہ ولی اللہ شاہ چہار شنبہ ۱۳ / ذی الحجہ ۱۳۵۰ ہجری دہلواڑہ ریاست جونا گڑھ۔

☆ مولوی سید شاہ غلام محی الدین بن مولانا غلام فخر الدین المخاطب بہ محی الاسلام پنجشنبہ ۲۸ / ذی الحجہ ۱۳۵۰ ہجری دادوں علی گڑھ ۔

☆ مولوی شمس الہدیٰ بن عبد العزیز المخاطب بہ ضیاء الاسلام ۲۹/ محرم ۱۳۵۰ہجری بخت پور پوسٹ نانپور ضلع چاٹگام

☆ مولانا محمد رفاقت حسین مظفر پور۔

☆ مولانا احمد یار خاں بدایوں۔

☆ مولانا محمد سلیمان بھاگلپور۔

☆ جناب فاضل مولانا شاہ ضیاء الدین قادری المخاطب بہ نور اللہ شاہ مدینہ منورہ ۔

☆ مولانا سید شاہ مصطفی اشرف۔

☆ مولانا سید شاہ مختار اشرف (محمد میاں)۔

☆ مولانا سید شاہ مجتبیٰ اشرف۔

☆ مولانا عبید اللہ شاہ صاحب خلف وجانشین حضرت میاں راج شاہ صاحب سوندھ شریف۔

☆ مولانا نثار احمد کانپور مفتی آگرہ۔

☆ استاذ العلماء مولانا مشتاق احمد کانپوری فرزندان استاذ زمن مولانا شاہ احمد حسن فاضل کانپوری۔

☆ مولانا سردار احمد محدث پاکستان۔

☆ رئیس المحققین حضرت مولانا سید شاہ محمد سلیمان اشرف صدر شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڈھ۔

☆ حضرت مولانا غلام محمد ترنم اشرفی امر تسری۔

☆ خطیب العلماء مولانا نذیر احمد خجندی میر ٹھی شیر اللہ شاہ۔

صاحب ارشاد اکابر خلفائے کرام

حضور پر نور قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہ کے خلفائے کرام کے ناموں کی مذکورہ فہرست میں ۱۴۵ ایسے اکابر کرام ہیں جن کے علمی دینی ملی روحانی کمالات اور کارنامے ایسے ہیں جن پر تفصیلی مبسوط کتابیں لکھی جاسکتی ہیں سارا مواد موجود ہے چند اخص الخواص حضرات کے مختصر اور جامع حالات یہاں لکھے جاتے ہیں۔

فخر العلماء حضرت مولانا سید شاہ محمد فاخر الہ آبادی علیہ الرحمہ

ہندوستان کے ممتاز ترین خانوادۂ علم و فضل، سلوک و معرفت اور شرافت و نجابت میں خانقاہ دائرہ شاہ اجمل الہ آباد کا خاص مقام رہا ہے، یہاں سے علم و فضل کی جوت پھیلی، تشنگان معرفت نے یہاں کے صاحبان فضل و شرف اور عشق و معرفت کی خدمت میں حاضر ہو کر سیرابی حاصل کی، دائرہ شاہ اجمل کے وابستگان میں علم و معرفت کے آفتاب و ماہتاب ہوئے، محدث شام علامہ امام سید مرتضیٰ زبیدی نے یہاں حاضری دی، شاہ ولی اللہ اور مسند الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے یہاں کے صاحبان رشد و ہدایت کو خراج عقیدت پیش کیا، علامہ غلام علی آزاد بلگرامی نے مدح سرائی فرمائی، فخر العلماء زبدۃ العرفاء حضرت مولانا سید شاہ محمد فاخر علیہ الرحمہ اسی خانوادہ کے روشن چراغ اور آباء و اجداد کی فضیلتوں اور کرامتوں کے جامع سجادہ نشین تھے حضرت فخر العلماء کے والد ماجد حضرت سید محمد زاہد کے دادا حضرت سید شاہ محمد جان قدسی قدس سرہ حضرت قطب الاقطاب شاہ اجمل الہ آبادی قدس سرہ کے چھوٹے نواسے تھے۔

۱۲۹۲ہجری میں حضرت فخر العلماء کی اسی خانوادہ میں ولادت باسعادت ہوئی، گہوارۂ علم و معرفت میں نشو نما پائی، حضرت فخر العلماء کی تعلیم و تربیت تمام تر اولیائے پروردگار کے زیر سایہ ہوئی ان کے اساتذہ میں شہید محبت حضرت مولانا شاہ محمد حسین چشتی صابری الہ آبادی بھی تھے استاذ العلماء عارف باللہ حضرت مولانا حافظ شاہ عبد الکافی نقشبندی بانی جامعہ سبحانیہ الہ آباد بھی تھے، حضرت استاذ العلماء مولانا منیر الدین ناروی الہ آبادی استاذ العلماء حضرت مولانا شاہ عبید اللہ چشتی نظامی فخری کانپوری جیسے نادرۂ عصر اساتذہ وقت بھی تھے، فاتحہ فراغ حضرت استاذ زمن مولانا الامام العارف شاہ احمد حسن فاضل کانپوری چشتی صابری قدس سرہ کی خدمت میں علوم کی تکمیل کی۔ ۱۳۰۹ہجری میں مدرسہ فیض عام کانپور سے فراغت کی سند پائی۔ فراغت کے بعد اپنے حضرت والد ماجد سید شاہ محمد زاہد متوفی ۱۳۳۰ہجری سے سلسلۂ چشتیہ میں مرید ہوئے حضرت شاہ محمد بشیر

اجملی قدس سرہٗ نے خلافت واجازت مرحمت فرمائی، بحر الاسرار حضرت مولانا شاہ محمد عبدالعلیم قادری رشیدی سجادہ نشین خانقاہ رشیدیہ جون پور نے بھی شرف خلافت سے نوازا۔

حضرت فخر العلماء کے حضرت والد ماجد نے حضور پر نور اعلیحضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کی خدمت بابرکت میں پیش کر کے فرمایا کہ اس فرزند کو حضرت کی نذر کرتا ہوں قبول فرما کر اپنی خاص نعمتوں سے نوازیں، اعلیٰ حضرت مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ کی آغوش مہر وکرم نے حضرت فخر العلماء کو سایۂ رحمت میں لے لیا اور فرمایا یہ میرا بیٹا ہے خلافت خاصہ سے نوازا حضرت صدر المشائخ مولانا سید شاہ اظہار اشرف مد ظلہٗ العالی تحریر فرماتے ہیں کہ

” اعلیحضرت، مولانا فاخر صاحب کو بہت عزیز رکھتے تھے، بڑے حضرت صاحب کے روز نامچہ میں مرقوم ہے کہ حضرت فخر العلماء کے لئے خلافت نامہ چہار شنبہ ۱۳۲۷ ہجری میں تحریر ہوا۔ حضرت فخر العلماء کو حضور پر نور اعلیحضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کی بارگاہ عالی میں اختصاص اور تقرب خاص حاصل ہوا۔ حریم اسرار کے محرم خاص ہوئے، حضور نے ان کی خاص تربیت فرمائی اس کی وجہ سے راہ سلوک میں غیر معمولی مقام حاصل ہوا ان کے ارجمندی حال کا یہ مقام ہوا، کہ باربار سفروں میں معیت کا شرف حاصل ہوا رشد وہدایت کے دوروں میں ہمرکابی کا شرف پایا، حضرت فخر العلماء سے سلسلۂ ارشاد کا اجراء بھی بہت ہوا، بہت سے حضرات کو اجازت وخلافت بھی عطاء فرمائی۔

حضرت فخر العلماء اسلامی ہند کے ممتاز علماء ومشائخ کی صف اول میں ممتاز فضیلت وکرامت کے منصب پر فائز تھے، ان کی تقریروں کی ایک خاص شان تھی پورا ملک ہندان کے مواعظ حسنہ سے فیض یاب تھا، وہ شمالی ہند میں دائرہ شاہ اجمل کی شان تھے۔ قومی وملی خدمات میں ان کے عظیم ترین کارنامے ہیں، حضرت فخر العلماء جمعیۃ علمائے ہند کے بانیوں میں تھے، مقامات مقدسہ پر انگریزی جارحیت وقضیہ کے خلاف، تحریک خلافت کی بنیاد پڑی حضرت فخر العلماء نے منفرد کارنامہ انجام دیا، تحریک خلافت کے مقاصد کی ترویج کے لئے طوفانی دورے فرمائے۔ اور تحریک خلافت کی جڑوں کو مضبوط فرمایا، چنانچہ تحریک خلافت نامی کتاب میں حضرت فخر العلماء کے کارناموں کو ریکارڈ کیا گیا ہے ان کی دینی ملی خدمات کا ذکر واعتراف نواب سر محمد اسماعیل خاں نواب جہانگیر آباد وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڈھ نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں کیا ۱۹؍مارچ ۱۹۲۰ء کو یوم خلافت منایا گیا ۲۵؍مارچ کے شمارہ میں ہفتہ وار مشرق گورکھپور نے لکھا۔

”تمام دن مسلمانوں نے دعاؤں اور عبادت میں گذارا جمعہ کی نماز عید گاہ میں بڑی جمعیت کے ساتھ ہوئی، مولانا سید محمد فاخر الہ آبادی نے نماز پڑھائی اور پر درد دعاء میں حاضرین کو رلایا، ۲ بجے دن میں

ہندو مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا، ایسا عظیم الشان اجتماع بستی میں اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا مولانا سید محمد فاخر صاحب نے دو گھنٹا تقریر کی اور وائسرائے ہند کی معرفت ملک معظم کو آخری پیغام پہونچا گیا“(۱)

حضرت فخر العلماء کی سرگرمیوں سے حکومت کے ایوان کی دیواریں ہلنے لگیں، ان کی مقبولیت عام اور بے پناہ اثرات کی وجہ سے ان کی ذات گرامی کو حکومت انگلیشیہ نے عظیم خطرہ محسوس کیا چنانچہ گرفتاری عمل میں لائی گئی، مقدمہ چلا، ۲۱؍جولائی ۱۹۲۰ء کو مقدمہ کا فیصلہ ہوا، ہتھکڑی اور بیڑی کے ساتھ پانچ سیر مونجھ باٹنے کی سزا ہوئی شاہ عبدالماجد قادری بدایونی اور مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی عظیم الشان مجمع کے ساتھ جیل کے دروازہ تک گئے جب فخر العلماء کو ہتھکڑی لگائی اور پاؤں میں بیڑی ڈالی گئی اس وقت آپ نے برجستہ یہ شعر کہا

ہاتھ میں ہے ہتھکڑی ، پاؤں میں ہیں بیڑیاں
باپ دادا کا طریقہ سنت سجاد ہے

اور ہتھکڑی کو چوم لیا اس سے انگریز حاکم اور برھم ہوا

حضرت فخر العلماء احقاق حق اور ابطال باطل میں کسی کے پابند نہ تھے یہی وجہ تھی کہ جب جمعیۃ علماء کے دیوبندی وہابی ناظم احمد سعید دہلوی نے فیروزآباد ضلع آگرہ میں وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد باطلہ کی پرزور وکالت کی اور مناظرہ قرار پا گیا جمعیۃ علماء کے بانی ورکن ہونے کے باوجود حضرت فخر العلماء نے مولوی احمد سعید کے وہابی عقائد کفریہ کا بطلان انھیں تقریروں کے حوالہ سے کر دیا حضرت قطب العلماء مولانا شاہ قطب الدین عبدالوالی فرنگی محلی قدس سرہ نے اپنی کتاب ” توسیع نظام علماء “ میں اس واقعہ کا ذکر فرمایا آپ نے متعدد مقامات پر دیوبندیوں کے عالموں کو شکست فاش دی مختیار پور ضلع مونگیر میں مولوی غنیمت حسین مونگیری کے طرفدار مناظر مولوی عبدالشکور لکھنوی سے مناظرہ فرما کر حق کا بول بالا فرمایا، اس مناظرہ کا تفصیلی بیان حضرت محدث اعظم قدس سرہ کے حقائق نگار قلم نے محفوظ کر دیا ہے، مولانا شاہ ضیاء القادری بدایونی علیہ الرحمہ نے شیخ الاسلام والمسلمین امام اہلسنت مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمہ کے عرس مبارک منعقدہ ۱۳۲۷ ہجری کی روئیداد میں بھی اس کا بیان محفوظ فرمایا وہ لکھتے ہیں۔

”جناب مولانا المعظم مجمع المحاسن مخزن المفاخر المتکلم الصوفی الناظم الناثر سید شاہ محمد فاخر صاحب بے خود اجملی الہ آبادی وعظ کہنے کے لئے ممبر پر تشریف لائے آپ حضرت شہید جناب مولانا الحاج حکیم محمد عبدالقیوم صاحب علیہ الرحمہ کے سچے شفیق خالص رفیق ہیں ان کے نور نظر ہمارے

---

(۱) ”تحریک خلافت“ قاضی عدیل عباسی وکیل۔

معظم و مخدوم مولانا ماجد میاں صاحب مہتمم عرس شریف سے نہایت محبت فرماتے ہیں، یہ اسی محبت کا اثر ہے کہ آپ اس مرتبہ نہایت دور دراز سے زحمت سفر گوارہ کر کے تشریف لائے اور آپ بھاگل پور احاطہ بنگال میں تشریف فرما تھے، بعدہٗ ضلع مونگیر کو روانہ ہو گئے، وہاں ایک دینی کام یعنی وہابیہ دیوبندیہ سے مناظرہ فرمارہے تھے، صاحبزادہ جناب مولانا احمد اشرف صاحب اور آپ ایک ہی جگہ قیام پذیر تھے، جسوقت جناب ماجد میاں صاحب کا خط ان حضرات کو ملا، مناظرہ ملتوی کر کے دونوں صاحبان فوراً مونگیر سے بدایوں روانہ ہوئے یہاں آکر کئی مرتبہ فرمایا کہ ماجد میاں صاحب آپ نہ معلوم خط میں کس برقی قوت کا اثر مخفی کر دیتے ہیں، کہ خط دیکھ کر ایک منٹ کا توقف دشوار معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی رنگین بیانی اور شیریں کلامی کے جابجا سکے جمے ہوئے ہیں، آپ کی مسلسل تقریر تصوف کے رنگ میں ڈوبی ہوتی ہے، بعض مرتبہ تو وہ نکات بیان کر جاتے ہیں کہ اہل باطن بے تاب ہو جاتے ہیں، دوران تقریر میں اشعار عاشقانہ ہزاروں عاشق مزاجوں کے زخمی دلوں پر نمک افشانی کا کام کر جاتے ہیں"(۱)

آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم جواہر لال نہرو کی بہن وجے لکشمی کا نکاح سید حسن سفیر مصر سے مجمع عام میونسپل بورڈ کے دفتر میں حضرت فخر العلماء نے پڑھایا وجے لکشمی نے مجمع عام میں کلمہ طیبہ پڑھا حضرت فخر العلماء نے ان کا نام نگار فاطمہ رکھا، موتی لال نہرو اور ان کا خاندان دائرہ شاہ اجمل کا بے حد معتقد تھا، (۲)

حضرت فخر العلماء علیہ الرحمہ کی علمی دینی روحانی قومی ملی خدمات و کارناموں اور حیات و کمالات کی تحریر و ترتیب کے لئے ممتاز اہل علم کی ایک کمیٹی قائم ہوئی تھی، سیرۃ و سوانح کی ترتیب و تدوین کے کام کے لئے الہ آباد کے ممتاز و مشہور علمی دینی روحانی خانوادہ کے خاص رکن ڈاکٹر حماد فاروقی بیرسٹر کا انتخاب ہوا تھا، لیکن تمامتر سہولتوں کے باجود سیرۃ و سوانح کا کام ادھورا رہ گیا آپ کے فرزند حضرت مولانا سید شاہ محمد شاہد فاخری ملک کی نامور اور باثر شخصیت تھے، ملکی و قومی رہنمائی کے ساتھ دین پاک کی خدمت سے بھی تعلق خاطر تھا، بلند پایہ مقرر اور گراں قدر سیاسی قائد تھے تحریک خلافت کے سلسلہ میں قید و بند کی صعوبت بھی آٹھائی تھی ان کے فرزند ارجمند مولانا سید خالد فاخری کراچی پاکستان میں ہیں انہوں نے اپنی مختلف کتابوں اور مقالات میں حضرت فخر العلماء کے بنیادی احوال لکھدیئے ہیں۔ حضرت سید شاہ محمد ناصر فاخری دائرہ شاہ اجمل کے سجادہ نشین ہیں۔

حضرت فخر العلماء اور حضرت عالم ربانی مولانا شاہ احمد اشرف قدس سرہٗ اور استاد العلماء مولانا الحاج سید نعیم الدین اشرفی الجلالی مراد آبادی قدس سرہ کے درمیان خصوصی روابط عقیدت قائم تھے، ان

(۱) عرس سراپا قدس تاج الفحول ص ۷ ۳-۸ ۳ (۲) مآثر الکرم از مولانا سید محمد خالد فاخری الہ آبادی پاکستان۔

حضرات کبار کی یکجائی سے دین پاک کے بڑے بڑے کام انجام پائے معراج پاک کا جشن انھیں حضرات کی وجہ سے رواج پایا۔

حضرت فخر العلماء کا وصال ۷ / صفر المظفر ۱۳۴۹ھ ہجری مطابق ۵ / جولائی کو ایک بجے دن میں ہوا، حضرت قطب الاقطاب شیخ محمد افضل الہ آبادی قدس سرہٗ کے روضہ منورہ میں دفن کئے گئے فرحمہٗ رحمۃً واسعۃً۔

استاذ العلماء مولانا سید نعیم الدین اشرفی الجلالی علیہ الرحمہ

نعیم اللہ شاہ

دربار اشرفی کے "خسرو" حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل، استاذ العلماء، امام اہل سنت مولانا الحاج حکیم سید نعیم الدین فاضل مراد آبادی قدس سرہٗ کے کمالات و کارناموں کی صدا اب بھی گونج رہی ہے آپ پر مقالات و مضامین اور کتابیں لکھی گئیں اور لکھی جارہی ہیں، حضرت حجۃ الاسلام صدر الافاضل قدس سرہٗ کی ولادت طیبہ ۲۱ / صفر المظفر ۱۳۰۰ھ ہجری مطابق یکم جنوری ۱۸۸۳ء بروز دو شنبہ کو مراد آباد کے خانوادۂ فضل و کمال میں ہوئی۔ تاریخی نام غلام مصطفیٰ قرار پایا، آٹھ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا اردو فارسی کی کتابیں والد ماجد مولانا معین الدین نزہت سے پڑھیں۔ کچھ کتابوں کا مولانا فضل احمد صاحب سے درس لیا، اس کے بعد مدرسہ امدادیہ مراد آباد میں حضرت مولانا سید گل محمد رحمۃ اللہ علیہ سے درس نظامی بکمال شغف مکمل کیا، انھیں سے حدیث شریف کا دورہ کیا، ۱۳۲۰ھ ہجری میں مطابق ۱۹۰۲ء میں فضیلت علمی کی دستار بندھی،

حضرت مولانا سید گل محمد صاحب ابن سید احمد کابلی ۱۲۵۸ھ ہجری میں پیدا ہوئے، معقولات مولانا مشک عالم سے پڑھا علم ہندسہ مولانا نصر اللہ غزنوی سے حاصل کیا، عروض و قوافی رمل و نجوم، فقہ و حدیث، تفسیر و کلام، علم اصول مختلف ممالک میں اساتذۂ کبار سے پڑھا، علم ادب نظم و نثر علامہ فیض الحسن سہارنپوری سے حاصل کیا حدیث پاک کی سند حضرت شیخ السلام علامہ امام سید احمد زین دحلان سے پائی۔ اصول حدیث حضرت علامہ امام شیخ محمد قطبی سے اخذ فرمایا۔ حج و زیارت کے بعد مقامات مقدسہ کی زیارت سے مشرف ہوئے سیاحت فرماتے ہوئے ہندوستان تشریف لائے ۱۲۸۵ھ ہجری میں مدرسہ امدادیہ میں مدرس ہوئے پھر مہتمم بھی ہو گئے، ۴۵ برسوں کی مدت تدریس میں کثرت سے تشنگان علوم کو سیراب فرمایا، ۱۳۳۰ھ ہجری مطابق ۱۹۱۲ء ہجری میں وفات پائی، تدریس کے ساتھ سلسلۂ تصانیف بھی جاری تھا، اور بیعت و ارشاد کے فیوض سے بھی خاص افراد کو سرفراز فرماتے تھے حضرت حجۃ الاسلام صدر الافاضل علیہ الرحمہ کو اپنے استاذ مکرم سے گہری عقیدت

تھی چنانچہ سلسلۂ عالیہ قادریہ میں انھیں سے بیعت ارادت حاصل کی، اور سلسلہ کے اوراد و اشغال کے اسباق پائے، جب مرادآباد شریف حضور پر نور اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کے مبارک قدوم سے مشرف ہوا حضرت مولانا کاملی صاحب کو، شرف ملاقات اور دولت دیدار حاصل ہوا اس وقت ان کو مبشرات اور مشاہدات یاد آئے، گرویدہ ہو گئے، اس کے بعد اپنے عزیز تر شاگرد ارشد اور مسترشد اسعد مولانا نعیم الدین صاحب کو حاضر خدمت کر کے عرض کیا کہ حضور اس بچہ کو اپنی غلامی میں قبول فرمائیں اور اپنے سامنے داخل سلسلہ کرا دیا، حضرت صدر الافاضل نے سعادت و گرویدگی تقرب و اختصاص کا وہ مرتبہ حاصل فرمایا کہ جس کے بارے میں بلا شک و شبہ کہا جائیگا کہ آپ اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کے دربار کے "خسرو" تھے اس نعمت میں اگر کوئی آپ کا ہم رتبہ کہا جا سکتا ہے تو حضرت فخر العلماء مولانا سید فاخر الٰہ آبادی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی تھی حضرت امام اہل سنت حجۃ الاسلام صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی بارگاہ اشرفی سے گرویدگی و شیفتگی کا ذکر خانوادۂ غوثیہ اشرفیہ کے شہزادگان اور مشائخ و اکابر کی زبانوں پر نصف صدی سے زیادہ عرصہ گذرنے پر بھی جاری ہے صدر المشائخ حضرت شاہ اظہار اشرف صاحب قبلہ مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت صدر الافاضل کو حضرت قبلہ گاہی پیار اور محبت سے ہمیشہ
فرزند نعیم الدین

کہہ کر یاد فرماتے تھے، اور اس فرزند نعیم الدین کے الفاظ کو سنکر حضرت صدر الافاضل کے چہرہ پر ایک خاص کیف و مستی کے آثار نمایاں ہو جایا کرتے تھے، بلا شبہ حضرت صدر الافاضل کو کچھوچھا شریف سے بہت لگاؤ تھا، میں نے خود دیکھا ہے کہ حضرت صدالافاضل کے ساتھ بیٹھنے والوں میں ایک صاحب حاجی جنتی تھے ایک مرتبہ کچھوچھا شریف کی خام سڑک کے متعلق کہدیا کہ وہ خراب ہے۔ حضرت صدر الافاضل کے عشق نے گوارا نہیں فرمایا چہرہ پر بل آ گئے ارشاد فرمایا کہ

"وہاں کی خاک ہمارے لئے سرمۂ چشم ہے، یوں کہو کہ راستہ خام ہے"

حضرت حجۃ الاسلام صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی عمر مبارک جبکہ صرف انیس برس کی تھی، اور تازہ تازہ علم سے فراغت پائی تھی جب ہی مسئلہ امکان کذب باری کے رد میں اخبار نظام الملک مرادآباد میں ایک عالمانہ مضمون چھپوایا اور وہ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب کے ملاحظہ سے گذرا، تو وہ طالب ملاقات ہوئے، حاجی محمد اشرف صاحب شاذلی مرادآبادی، سے دریافت فرمایا، یہ مرادآباد میں مولانا نعیم الدین کون ہیں انہوں نے بتایا کہ تازہ فارغ انیس سالہ عالم ہیں، فرمایا ان کو یہاں لائے، حاجی صاحب کی معیت میں حضرت صدر الافاضل بریلی حاضر ہوئے، وہ دوپہر کا وقت تھا، اطلاع پا کر حضرت فاضل بریلوی دولت سراء کی چوکھٹ پر

آئے، ملاقات کی اور واپس لوٹ گئے، حاجی صاحب نے کہا، اچھے عالم ہیں، بلوایا مگر پوچھا بھی نہیں کہ ساتھ میں یہ کون صاحب ہیں، کھانا کھلانے کی بات تو دور رہی، حضرت صدر الافاضل نے کہا حاجی صاحب ہم اور آپ عالم کے پاس آئے تھے نان بائی کے یہاں نہیں آئے ہیں۔ بھوک لگی ہے تو چلیں سرائے میں، عصر بعد کی مجلس میں جب حاجی صاحب کی حاضری ہوئی، دریافت فرمایا مولانا نعیم الدین صاحب کو نہیں لائے۔ حاجی صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہی تو مولانا نعیم الدین ہیں، بس اب حضرت فاضل بریلوی نے ناراض ہونا شروع فرمایا کہ آپ نے بتایا بھی نہیں۔ حاجی صاحب نے کہا حضور نے بھی تو دریافت نہیں فرمایا، پھر فرمایا، مولانا کو کھانا بھی کھلایا کہ نہیں، یہ دن حضرت فاضل بریلوی کی بارگاہ میں خلعت محبوبیت و مقبولیت کا پہلا دن تھا، مگر حضرت حجۃ الاسلام صدر الافاضل علیہ الرحمہ تو بارگہہ سرکار اشرفی کی غلامی کا مستحکم پٹہ اپنے گلے میں باندھ چکے تھے اس عنایت کریمانہ کو مرشد عالم محبوب ربانی کا فیض سمجھا پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد نقشبندی مجددی نے فاضل بریلوی پر تحقیقات میں اختصاص حاصل کر لیا ہے انہوں نے حضرت صدر الافاضل کے کمالات و کارناموں پر کتابیں تحریر فرمائی ہیں وہ حضرت صدر الافاضل سے متعلق تحریر فرماتے ہیں،

"حضرت صدر الافاضل، حضرت اشرفی میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ کی اجازت سے
فاضل بریلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے"

فاضل بریلوی کے مقربین مخصوصین میں حضرت صدر الافاضل کے رتبہ کو کوئی اور دوسرا نہیں پہونچتا وہ ہر معاملہ میں دخیل و کیل تھے، ان کی باتوں کو بڑی پذیرائی حاصل ہوتی تھی، یہی حال ان کے ساتھ حضرت مولانا حامد رضا خاں اور مولانا مصطفٰی رضا خاں صاحبان کا تھا۔

حضرت حجۃ الاسلام صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی خدمت گذاریاں، خانقاہ معلی سرکار کلاں میں بھی نمایاں رہیں، جامعہ اشرفیہ کچھوچھا مقدسہ کے قیام و استحکام میں بھی مثالی کارنامے ہیں، ان کے کئی تلامیذ جامعہ میں صدر المدرسین اور شیخ الحدیث رہے جامعہ میں دو کمرے ان کے بنائے ہوئے یادگار ہیں، کوئی بھی جب حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کی بارگاہ میں باریاب نہیں ہو سکتا تھا، ان کے لئے اذن عام تھا، ان کی گذارشیں شرف قبول پاتی تھیں، ان الطاف و عنایات اور اپنی گرویدگی کی برکت سے ان پر ابر اسرار رحمت فاش ہوئے اور روحانی مراتب کے اعلیٰ مقام و منازل پر فائز ہوئے ان فیوض و برکات کا اظہار خود وہ فرما گئے،

راز وحدت کھلے نعیم الدین — اشرفی کا یہ فیض ہے تجھ پر

حضرت حجۃ الاسلام صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی اجازت و خلافت کے بارے میں فہرست خلفائے کرام میں ان لفظوں میں اندراج ملتا ہے،

"مولانا صدر الافاضل حکیم حافظ محمد نعیم الدین المخاطب بہ نعیم اللہ شاہ" ابن مولانا معین الدین صاحب بعطائے تاج دلق ومثال خلافت ۱۸/ ذی الحجہ یوم دوشنبہ ۱۳۴۶ ہجری مجاز وماذون فرمائے گئے"(۱)

حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ سے سلسلہ عالیہ اشرفیہ کا اجراء بھی بہت ہوا، آپ کے اخلاف کرام حضرت مولانا حکیم شاہ ظفر الدین صاحب اور حضرت مولانا شاہ اختصاص الدین صاحب علیہ الرحمہ نے بھی سلسلہ کی توسیع واشاعت سرگرمی کے ساتھ فرمائی۔ حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ حضرت مولانا قاری شاہ عبدالطیف صاحب متوطن سیکری متصل کلیر شریف بڑے برگزیدہ مرجع انام بزرگ تھے ان کے فیض جود کرم سے وہابیوں کے غلبہ واکثریت والے خطے میں مذہب اہل سنت نے تقویت پائی اور سلسلہ نے بھی عروج پایا قاری صاحب موصوف میرٹھ کے مدرسہ امداد الاسلام میں زیر تعلیم تھے، جب گاہے گاہے، استاذا لہند علامۃ العصر مولانا الحاج سید غلام جیلانی محدث میرٹھی صدر المدرسین مدرسہ اسلامی عربی میرٹھ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، اسی حضوریٔ محفل کی برکت سے سیت کی دولت پائی اور حضرت صدر الافاضل کی بارگاہ میں حاضری وارادت کا شرف حاصل ہوا حضرت صدر الافاضل نے سرسٹھ برس کی عمر میں دین پاک کے بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے ان کے مکمل شاگردوں میں بڑے بڑے نام ہیں جنھوں ل نے علوم دینی کے گلستاں آباد کئے اور مریدین خلفاء کے قلوب روشن وتاباں ہوئے ار ذی الحجہ ۱۳۶۷ہجری بروز جمعہ دار بقاء کی راہ لی، جامعہ نعیمیہ میں مدفن پاک ہے۔

مبلغ اسلام حضرت سید میر **غلام بھیک** نیرنگ علیہ الرحمہ

فقیر اللہ شاہ

دربار اشرفی کے دریتیم مبلغ اسلام حضرت الحاج سید میر غلام بھیک علیہ الرحمہ کی ولادت ساتویں رمضان المبارک ۱۲۹۲ ہجری / ۱۸۷۶ کو موضع دورانہ ضلع انبالہ میں ہوئی، آپ حضرت سید ابوالحسن سدابہار دورانوی علیہ الرحمہ کے خانوادہ گرامی کے روشن چراغ تھے، آپ کی پرورش نہایت دیندارانہ ماحول میں ہوئی، ہوش سنبھالا تو مکتب کی بسم اللہ ہوئی، اردو فارسی کے تعلیم گھر پر پائی، ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات، ذہانت و

(۱) ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ مقدسہ بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ میں انسداد فتنۂ ارتداد میں حضرت محدث صاحب قبلہ نے خلفائے کرام کے ذکر میں حضرت صدر الافاضل کا نام نامی بھی تحریر فرمایا ہے اس لئے خیال ہوتا ہے کہ فہرست نگار بزرگ سے سہو ہوسکتا ہے عطائے تاج ودلق مذکورہ تاریخوں میں ہوا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ذکاوت اور تعلیم میں شغف کی نعمت پائی تھی، اسکول کی تعلیم کے دوران استاذوں کی نگاہ محبت کے مرکز اور آنکھوں کا تارابن گئے، آپ کی شرافت اور قابلیت کا سکہ بیٹھ گیا، ۱۸۹۰ء میں میٹرک کا امتحان درجہ اول میں امتیاز کے ساتھ پاس کیا، مزید تعلیم کے لئے گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل کئے گئے، ڈاکٹر اقبال بھی اسی سال اسی کالج میں داخل ہوئے گورنمنٹ کالج سے بی اے کا امتحان امتیاز کے ساتھ پاس کرکے وکالت کا امتحان پاس کیا، اور اس کے بعد وطن آکر انبالہ میں وکالت شروع کردی، حکومت انگلیشیہ نے آپ کی محنت وذکاوت اور قابلیت کو دیکھ کر سرکاری وکیل کا عہدہ پیش کیا، چند برسوں تک سرکاری وکیل کی حیثیت سے فرائض انجام دئے مگر طبیعت غیور نے پابندیاں قبول نہیں کیں، مستعفی ہوکر پھر سے وکالت شروع کردی۔

حضرت سید میر غلام بھیک صاحب نے اردو کی ترقی وترویج کے لئے بھی کارہائے نمایاں انجام دئے مسلم لیگ کی سیاست میں ان کا بہت بلند وبالا مقام تھا، ۱۹۳۸ء میں مرکزی اسمبلی میں مسلم لیگ پارٹی کے ڈپٹی لیڈر بنے متحدہ ہندوستان کی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے، حضرت میر صاحب کا عظیم کارنامہ وہ مسودہ قانون ہے جو عرف عام میں "شریعت بل" کہا جاتا تھا، اس کا بل پیش کیا، قیام پاکستان کے بعد پاکستان چلے گئے اور وہاں دستور ساز اسمبلی کے رکن بنے۔

مبلغ اسلام حضرت سید میر غلام بھیک صاحب علیہ الرحمہ کا سب سے بڑا کارنامہ انجمن دعوت تبلیغ الاسلام انبالہ کی تاسیس وقیام ہے اور مبلغین اسلام کی تعلیم وتربیت، جس کے لئے آپ نے اپنے اوقات اور اپنے مال کا ایثار کیا، ۱۹۲۴ء کے شدھی تحریک، فتنہ ارتداد آگرہ، متھرا، اور بھرت پور میں شروع ہوئی تو آپ کی جماعت نے آریہ سماجیوں کے کس بل نکالدیئے، اور شردھانند کو میدان چھوڑنے پر مجبور کردیا، حضرت میر صاحب نے جگہ جگہ اپنی جماعت کے دفاتر قائم کئے اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کیا، انجمن دعوت وتبلیغ کا ایک اہم دفتر دہلی میں بھی تھا، ترویج اسلام کی مساعی کا سلسلہ پوری تندہی سے جاری رکھا، ہندو، سکھ، عیسائی آپ کی دعوت وتبلیغ سے متاثر ہوکر کثرت سے دائرہ اسلام میں داخل ہوتے تھے، راقم الحروف نے امرتسر کے معروف ہفتہ روزہ "الفقیہ" میں اس سرگرمی کی رودادیں پڑھیں ہیں، اور آپ کی کارگذاریوں کی رودادیں آپ کے قلم سے شائع ہوا کرتی تھیں۔ آپ کے کارنامے جس میں ادبی، قومی، ملی، اسلامی، تبلیغی سبھی شامل ہیں، ان کا حق تھا کہ ان پر تفصیلی تحقیقی کام کیا جاتا۔

حضرت مبلغ اسلام کی معرفت وروحانیت اور اخلاص وایثار وایقان سے سرشار شخصیت کا یہ بھی عظیم کارنامہ تھا، کہ انگریزی تعلیم یافتہ جماعت میں تبلیغ اسلام کا جذبہ بھر دیا، تبلیغ اسلام کی اسپرٹ پیدا کرنے کے لئے ۱۹۲۷ء میں بمقام دار السلطنت دہلی وہ عظیم الشان اور یادگار کانفرنس منعقد کرائی جس کی صدارت مشہور نو مسلم انگریز مبلغ اسلام الحاج فاروق لارڈ ہیڈلے نے کی،

حضرت میر صاحب کا فن شعر میں بھی پایہ بلند تھا، شاعر کی حیثیت سے بھی آپ کا مقام بلند تھا فصیح الملک حضرت داغ دہلوی سے مشورۂ سخن کیا تھا، نیرنگ خیال لاہور، مخزن لاہور اور علی گڈھ میگزین میں کلام شائع ہوتا تھا، آپ کا دو مجموعہ کلام، کلام نیرنگ اور ”غبار افق“ شائع ہو چکا ہے

مبلغ اسلام حضرت میر نیرنگ صاحب علیہ الرحمہ نے حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ سے شرف بیعت وارادت حاصل کیا، اور گرویدگی وعشق وعقیدت کی منزل پر پہونچے جس کا بیان خود حضرت مرشد پاک نے کیا، اعلیحضرت کے جانشین حضرت امام اہل سنت مخدوم المشائخ مدظلہ نے وظائف اشرفی شریف کے مقدمہ میں تحریر فرمایا۔

”ایک دن حضرت شیخ المشائخ جدی مدظلہٗ العالی نے اس خادم سے ارشاد فرمایا کہ

......کچھ کلمات منظوم صوفیانہ بزبان ہندی وفارسی واردو کو میرے فرزند مطلق اور خلیفہ برحق مولوی سید غلام بھیک عرف نیرنگ از اولاد کبار حضرت سید ابوالحسن سدا بہار دورانوی قدس سرہ‘ نے ساکن ضلع انبالہ جمع کر کے اور کچھ دیباچہ کتاب میں حالات خاندانی، درج کر کے حسب مرضی فقیر ”تحائف اشرفی“ کے نام سے طبع کرایا“

حضرت مخدوم المشائخ مدظلہ نے حضرت میر نیرنگ صاحب کو محبوب ترین خلیفہ تحریر فرمایا ہے

حضرت میر نیرنگ خطاب صوفیانہ وعارفانہ سے بھی سرفراز فرمائے گئے۔ تاج دلق اور مثال خلافت کے ساتھ فقیر اللہ شاہ خطاب مرحمت ہوا ممدوح علم وعرفان اور ہندوستان میں اسلامی سیاست اور اسلام کی سربلندی کے روشن ستارا تھے، محرم الحرام ۱۳۷۲ ہجری ۱۶ر اکتوبر ۱۹۵۲ء میں وفات پائی جنازہ کی نماز آپ کے پیر بھائی، استاذ العلماء علامہ امام سید ابوالبرکات اشرفی علیہ الرحمہ مفتی اعظم پاکستان نے پڑھائی حضرت میانی صاحب کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔

حضرت مولانا سید شاہ امیر حمزہ اشرفی الجلالی دہلوی علیہ الرحمہ

حضرت موصوف نجیب الطرفین سید حضرت مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت بخاری رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد سے تھے آپ دہلی کے مشہور صوفی عالم تھے۔ اوائل عمر میں قرآن پاک حفظ کیا، فارسی کی درسیات کی تکمیل کے بعد سرکاری انگریزی اسکول میں تعلیم پائی مڈل کا امتحان پاس کرنے کے بعد طبیعت کا رجحان عربی کی اسلامی تعلیم کی طرف ہوا فرنگی محل لکھنؤ کے علماء مولانا فضل اللہ صاحب مولانا عبد الحلیم اور مولانا عبد الحی سے درسیات کی تکمیل کی ۱۳۰۲ ہجری میں مولوی رشید احمد گنگوہی سے دورۂ حدیث شریف پڑھا اس کے بعد حج وزیارت کے لئے حرمین طیبین کا سفر فرمایا اور حضرت حاجی شاہ امداد اللہ مہاجر مکی سے بیعت کر کے سند خلافت پائی یہ واقعہ ۱۳۱۲ ہجری کا ہے اس زمانہ میں مولوی اشرف علی تھانوی بھی مکہ معظمہ میں موجود تھے حضرت حاجی صاحب کے حکم سے اسقاط اللہ بہر کا ترجمہ الاکسیر فی اثبات القدیر کے نام سے اردو میں کیا،

کچھ عرصہ تک فرنگی محل میں تدریس کی خدمت انجام دی، اس کے بعد چند سال ہندو کالج دہلی کے پروفیسر رہے مگر جلد ہی سب سے دست بردار ہو کر اپنے گھر پر درس وتدریس کا سلسلہ جاری فرمایا، بہت عالم شاگرد ہوئے چنانچہ مولوی بشیر الدین دہلوی خلف ڈپٹی نذیر احمد نے واقعات دار الحکومت دہلی میں آپ کا ذکر کیا۔

”آپ عربی فارسی کے منتہی اور انگریزی داں ہونے کے علاوہ زہد وتقویٰ اور شرافت خاندانی کے اعتبار سے آپ کا شمار مشاہیر دہلی میں کیا جاتا ہے۔ شعر گوئی کا شوق بھی تھا، آپ کا کلام درد سے بھرا اور تاثیر سے پُر اور تصوف کے رنگ میں ڈوبا ہوا تھا، جو لوگوں کی زبان پر چڑھا ہوا تھا، سخاوت کا پکا تھا، پیسہ ہاتھ میں نہ ٹکتا تھا، اِدھر ملا، اُدھر دیا آپ تکلیف اٹھاتے مگر سائل کا سوال رد نہ کرتے، مختصر یہ کہ باخدا بزرگ تھے۔“

ایک مرتبہ دہلی میں بڑا خطرناک قحط پڑا، لوگ بھوک کی شدت سے موت کا شکار ہونے لگے، بارش کے لئے بہت دعائیں مانگیں گئیں، پانچ چھ دن تک گھروں پر رات دن اذانوں کا سلسلہ جاری رہا لیکن بارش نہیں ہوئی مولانا شاہ کرامت اللہ خاں صاحب علیہ الرحمہ اور حضرت شاہ سراج الحق علیہ الرحمہ اخوند جی دعائیں مانگ چکے تھے لیکن پھر بھی بارش نہیں ہوئی، حضرت مولانا مخدوم امیر حمزہ کو ان کا ایک مرید ایک وسیع میدان میں بلا کر لے گیا، ہزاروں کا مجمع تھا آپ نے دعا مانگنی شروع ہی کی تھی کہ دوران دعا بارش ہونے لگی،

حضرت مولانا سید امیر حمزہ علیہ الرحمہ نے گلی قاسم جان میں حضور پر نور اعلیحضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کی زیارت کا شرف حاصل کیا، جمال جہاں آراء کو دیکھ کر غیر معمولی طور پر متاثر

ہوئے، پھر تو اس کے بعد سے بارگاہ اشرفی میں حاضری معمولات میں داخل ہو گئی گھنٹوں حاضر خدمت رہتے اور فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے، حضور پر نور بھی حضرت مولانا سے ان کے اولادِ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت ہونے کی نسبت کا احترام و لحاظ فرماتے خصوصی التفات ہی کی وجہ سے حضرت مولانا امیر حمزہ صاحب اجازت و خلافت اور تاج و دلق فقر سے نوازے گئے۔ کا سلسلہ ارشاد بھی ہندو سندھ تک پھیلا ہوا تھا۔ پنجشنبہ کے دن چوتھی ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ ہجری کو عصر و مغرب کے درمیان ۸۴ برس کی عمر میں وفات پائی، آپ کے صاحبزادگان حضرت مولانا سید ناصر جلالی، اور حضرت مولانا سید حامد جلالی تھے۔

حضرت مولانا خلیل الدین احمد بریلوی علیہ الرحمہ

خلیل اللہ شاہ

حضرت مولانا الحاج ابو الجمیل خلیل الدین احمد صدیقی بریلوی علیہ الرحمہ ابن مولوی حکیم محمد ابراہیم ساکن روہیلی ٹولہ شہر کہنہ بانس بریلی، کی پیدائش ۱۳۱۰ھ ہجری مطابق ۱۹۹۲ء میں ریاست بھوپال میں ہوئی جہاں آپ کے والد حضرت حکیم صاحب تحصیلدار تھے، دس برس کی عمر تھی جب ۱۳۲۰ھ ہجری میں حکیم صاحب نے وفات پائی عسرت میں نیک اور مشفق والدہ نے تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ دی، ابتدائی تعلیم کے بعد مشہور مصنف مولانا ذوالفقار احمد بھوپالی اور مولانا محمد یوسف سے اکتسابِ علم کیا اسکے بعد کانپور میں استاذ العلماء مولانا مشتاق احمد کانپوری چشتی صابری سے مدرسہ دار العلوم کانپور میں خصوصی درس لیا، اور سند فراغت و فضیلت پائی۔

مالی حالت غیر تسلی بخش تھی، بھرت پور میں کانسٹبل میں بھرتی ہوئے ترقی کر کے سب انسپکٹر ہو گئے قدرت کو آپ سے دوسرا کام لینا تھا، ملازمت سے مستعفی ہو گئے کریم بندہ نواز کی شان کریمی نے آپ کو حضور پر نور اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کی خدمت میں پہونچایا غلامی میں داخل ہوئے، سلوک کے مراحل تیزی سے طے کئے خلافت واجازت سے نوازے گئے، اس وقت آپ کی عمر صرف ۲۴ برس کی تھی۔ آپ کی اجازت خلافت کا خصوصی ذکر حضور پر نور اعلیٰحضرت نے آپ کے ہی قلم سے لکھوایا،

"۱۹۱۵ء میں حسبِ بشارت عالم رویا، اس فقیر سے بعطائے تاج و دلق و مثالِ خلافت ممتاز ہو کر بخطاب

خلیل اللہ شاہ

مخاطب کئے گئے"

حضرت مولانا خوشنودی خدمت شیخ سے مشرف تھے اور خصوصی نوازشات سے سرفراز فرمائے جاتے تھے، چنانچہ حضرت محدث اعظم قدس سرہٗ نے ربیع الاول سن ۱۳۴۲ھ ہجری کے ماہنامہ اشرفی کچھوچھا مقدسہ میں عرس حضرت غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روئیداد میں تحریر فرمایا:

"جناب مولوی خلیل الدین صاحب بریلوی کو لباس و تاج حضرت شیخ المشائخ سجادہ نشین صاحب قبلہ نے عطا فرمایا"

ماہنامہ اشرفی میں حضرت موصوف کے عالمانہ مضمون شائع ہوا کرتے تھے، قلم پختہ اور رواں و شاداب تھا آریہ سماج نے فتنہ ارتداد پھیلایا تو آپ نے اشرفی لواء لیکر میدان تبلیغ میں جدو جہد کا آغاز کیا جابجا مناظرے کئے اور مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچایا، خلافت کی تحریک چلی تو اس میں پر جوش شرکت فرمائی گرفتار ہو کر باندا جیل میں بند کر دئے گئے

حضرت خلیل اللہ شاہ کی زندگانی مجاہدانہ تھی، گھر سے ہمیشہ باہر رہتے تھے آپ کا حلقہ مریدین وسیع تھا، مریدوں کی تعلیم و تربیت کی غرض سے اکثر بمبئی، کاٹھیاواڑ میں رہتے، تبلیغی سلسلہ میں عدن اور افریقہ تک تشریف لے گئے، حج و زیارت کا شرف بھی حاصل کیا اور مقامات مقدسہ کی زیارتیں بھی کیں اس کا بیان بھی حضور پر نور نے ہی تحریر کرایا۔

"یہ فرزند سعید ۱۳۳۱ھ ہجری میں فقیر کے سفر حج کے دوسرے سال حجاز فلسطین مصر و شام اور عراق کے عتبات عالیات کی زیارت سے مشرف ہوئے، اور مرشدی و مولائی حضرت الشیخ سید صالح آفندی ابن سید مرتضیٰ آفندی نقیب اشراف حامہ شریف کی خدمت میں حاضر ہو کر خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے"

حضرت مولانا فارسی و عربی کے علاوہ دیگر زبانوں کے بھی ماہر وواقف تھے، دیباچہ صحائف اشرفی میں حضور نے ان کو

"ہفت زبان"

تحریر کرایا ہے، صحائف اشرفی شریف جب بادیگر حضور نے سن۱۳۴۳ھ ہجری میں حضرت عالم ربانی مولانا شاہ احمد اشرف صاحب قدس سرہٗ کی گذارش پر تحریر فرمانا شروع کی تو املاء کی سعادت ان کے حصہ میں آئی چنانچہ حضور پر نور اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ نے لکھوایا۔

" اس کتاب کی تالیف مکرر کی طرف طبیعت متوجہ ہوئی اور حضرت جدی قدس سرہٗ کے فیض روحی

نے اس قدر امداد فرمائی کہ بے تکلفانہ مضامین مندرجہ کتاب گمشدہ باضافہ واقعات جدیدہ جو درج کتاب سابق نہ تھے لکھنا شروع کر دیا، اور میرے فرزند روحی حاجی مولوی ابو الجمیل محمد خلیل الدین احمد صدیقی بریلوی سیاح ہفت زبان نے بکمال ادب عرض کیا کہ حضور پر اگرچہ یہ مضامین سابقہ مستحضر ہیں، مگر بوجہ ضعف پیری کتابت میں لانا اس کا خالی از دقت نہ ہوگا، اس خادم کی یہ تمنا ہے کہ حضور زبان مبارک سے فرماتے جائیں اور خادم لکھتا جائے فقیر نے اپنے فرزند روحی کی درخواست منظور کی یہ سعادت اور یہ خدمت حق تعالیٰ نے ازل میں ان کے نصیب میں لکھی تھی"

حضرت مولانا موصوف قیام پاکستان کے بعد راولپنڈی تشریف لئے گئے ۱۹۴۸ء میں مری کے آنریری بیلی ٹیشن آفیسر مقرر ہو گئے، ۱۹۴۹ء میں اہل و عیال کو بھی لے گئے ۱۹۵۷ء میں ملتان میں وفات پائی۔

حضرت مولانا شاہ غلام قطب الدین برہمچاری علیہ الرحمہ

سلطان چشت اہل بہشت سیدنا مدود حق چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولادوں کا خاندان ضلع بدایوں شریف معروف قصبہ سہسوان شریف میں صدیوں سے آباد ہے اسی خانوادہ شرافت و نجابت کے ایک خاص فرد فرید حضرت مولانا شاہ سخاوت حسین قدس سرہ تھے، ان کی ولادت ۱۲۴۰ ہجری میں ہوئی بریلی میں حضرت استاذ العلماء مفتی عنایت احمد کاکوروی علیہ الرحمہ سے شرف تلمذ حاصل کیا، نہایت ہی بالغ الاستعداد عالم تھے ۱۲۹۱ ہجری میں بریلی کے مشہور مدرسہ مصباح التہذیب میں بمشاہرہ دس روپئے صدر مدرس تھے اس مدرسہ کے مہتمم حضرت مولوی غلام قادر بیگ مرحوم حضرت مولانا احمد رضا خاں کے ابتدائی استاذ تھے، مولانا نقی علی خاں اور مولانا محمد احسن نانوتوی پروفیسر عربی، بریلی کالج مدرسہ کے سرپرستوں میں تھے، لطف کی بات یہ ہے کہ ارکان مدرسہ زیادہ وہابی تھے، صرف صدر مدرس اور مہتمم سنی تھے۔ مولانا نانوتی بھی انھیں میں تھے، انہوں نے امیر حسن سہسوانی کی تائید میں شش امثال کا فتنہ پیدا کیا، مولانا نقی علی خاں نے سخت مزاحمت کی جس کے نتیجہ میں مدرسہ اور اس کے املاک پر وہابیوں کا قبضہ ہو گیا مولانا سخاوت حسین علیہ الرحمہ بھی مستعفی ہوئے اس موقع پر مولانا نقی علی خاں صاحب بریلوی نے اپنے اعوان و معتقدین کو ساتھ لے کر مدرسہ اہل سنت قائم کیا، مولانا سخاوت حسین صاحب اس میں مدرس اول مقرر ہوئے، یہ تمام واقعات تفصیلی تنبیہ الجہال میں مرقوم ہیں جس پر مصنف کی حیثیت سے حضرت استاذ العلماء مولانا مفتی حافظ بخش بدایونی علیہ الرحمہ کا نام ہے مگر اس کے اصل مصنف اس وقت کے نوجوان عالم، مولانا احمد رضا خاں بریلوی ہیں، مولانا سخاوت حسین صاحب وہابیہ سے دور و نفور رہتے تھے، فاضل بریلوی نے مولانا عبد السلام جبل پوری کو ایک خط میں تحریر فرمایا،

"مولانا مولوی سخاوت حسین صاحب سہسوانی مرحوم مغفور یہاں کے ایک مستقل مستقیم سنی عالم تھے، زمانۂ حضرت والد ماجد قدس سرہٗ میں میرے یہاں کے مدرسہ میں مدرس اول بھی رہے تھے، وہابیہ سے سخت نفور تھے، فرمایا کرتے تھے وہابی اگر سامنے سے گذر جاتا ہے، دل پر تاریکی آجاتی ہے"

(مکتوبات امام احمد رضا بریلوی)

حضرت مولانا سخاوت حسین صاحب سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے نامور بزرگ اور عالم حضرت مولانا حافظ سید محمد علی خیرآبادی علیہ الرحمہ مرید و خلیفہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمہ سے بیعت و ارادت رکھتے تھے خیرآباد شریف ضلع سیتاپور میں عرس شریف میں شرکت کے لئے حاضر ہوئے ختم عرس کے بعد ۱۹/ ذی الحجہ ۱۲۹۹ ہجری کو وصال فرمایا خانقاہ حافظیہ کے جوار میں دفن ہونا نصیب ہوا، موصوف کا قیام آخر زمانہ میں رؤسائے خاندان شروانی کی تعلیم و تربیت کے لئے ریاست دادوں ضلع علی گڑھ میں تھا۔

مبلغ اسلام حضرت مولانا غلام قطب الدین صاحب علیہ الرحمہ انھیں کے فرزند دل بند تھے، ان کی پیدائش وطن میں ہوئی متوسطات تک والد ماجد سے پڑھا، علوم کی تکمیل استاذ العلماء حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھی کی خدمت میں کی، حضور پر نور اعلیحضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ سے طالب ارشاد ہوئے، سلوک کی تعلیم پائی۔ اور اجازت و خلافت کا مثال مع تاج دلق عطا ہوا، حضور پر نور تحریر فرماتے ہیں،

"جمیع مریدان و محبان خاندان اشرفیہ کو واضح ہو کہ حاجی غلام حسین جو ہمارے خلیفہ برہمچاری قطب الدین سہیل ہند کے مرید ہیں اگر ان سے اور آپ لوگوں سے کسی مسئلہ میں اختلاف ظاہری پیدا ہو تو لازم ہے، کے اس فقیر کے پاس لکھ کر تسکین کر لو"

حضرت مولانا ہندو مذہب کے اسرار و رموز سے مکمل واقف اور سنسکرت کے ماہر تھے شروع ہی سے مشرکوں میں تبلیغ اسلام کا ذوق تھا، وہ پاک باز اور مرد خدا بزرگ تھے، اپنی سعی میں بے حد کامیاب تھے، ۱۳۴۲ ہجری میں آریا سماجیوں نے فتنہ ارتداد برپا کیا، حضرت مولانا نے مبلغین کی تیاری کے لئے مجلس اشاعت الحق قائم فرمائی اپنے شاگردوں کو لیکر اس فتنہ کے مقابلہ کے لئے بھرپور سعی فرمائی، اور بقول حضرت استاذ العلماء مولانا مفتی عبد العزیز خاں اشرفی فتحپوری علیہ الرحمہ مختلف بھیس بدل کر کبھی معالج حیوانات، وید، حکیم، گانے والی پارٹی اور سادھوؤں کی بھجن گانے والی پارٹی بنا کر فتنہ ارتداد کو کیفر کردار تک پہونچایا۔ ان کے قریبی رشتہ دار حضرت مولانا خواجہ مصباح الحسن چشتی نظامی فخری سلیمانی سجادہ نشین پھپھوند شریف علیہ الرحمہ بیان فرماتے تھے کہ مولانا کے پاس دو بڑے بورے ان ہندوؤں کے چوٹیوں کے تھے جو ان کی تبلیغی جد و جہد سے مسلمان ہوئے تھے، وہ فرمایا کرتے تھے، کہ یہ ہماری نجات کا ذریعہ ہے، اس کو میری قبر میں تختہ کے اوپر رکھدیا جائے چنانچہ ان کی وصیت

پوری کردی گئی،

حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنے اسی متذکرہ خط میں لکھا تھا، کہ

”یہ غلام قطب الدین صاحب ان کے صاحبزادہ ہیں، جب کبھی یہاں تشریف لائے، فقیر سے بہت خلوص کے ساتھ پیش آئے، سر پر بال بہت لمبے مثل نساء تھے، فقیر نے عرض کی کہ یہ حرام ہے، اسی جلسہ میں کتروا ڈالے، ان کا برہمچاری لقب البتہ ہندوانہ اور سخت معیوب ہے، فقیر کو خبر بھی نہیں کہ ان کا جلسہ کب کہاں ہوا کرتا ہے، میں کبھی نہ حاضر ہوا بعض تحریرات میں ان کے کلمات حد شرع سے بہت متجاوز دیکھے، اگر وہ ملے انشاء اللہ تعالیٰ ان سے کہا جائیگا، مگر یہ کلمات کفریہ کبھی ان کی نسبت سننے میں نہ آئے، نقل میں بہت تفاوت ہو جاتا ہے، راوی کی تنقیح فرمایئے اگر ثقہ معتمد ہے تو حکم شرعی میں کسی کی تخصیص نہیں، جو اسلام و کفر کو یکساں، مسلم و کافر کو برابر کہے، ہر گز مسلمان نہیں اور بیان راوی میں کمی و بیشی پائے تو حکم بے ثبوت روشن ناممکن ہے پھر بھی آزاد منش حضرات سے احترام لازم“

مولانا عبد السلام جبل پوری سے ثبوت روشن کا ثبوت نہ ہو سکا، حضرت مولانا کے وطن میں موودی سادات کا خاصہ حصہ وہابی ہو گیا تھا، آئے دن مولانا کا ان سے مباحثہ جاری رہتا تھا، کبھی کبھی ڈنڈوں سے بھی ان کی خبر لیتے تھے فرماتے تھے کہ میں مر بھی جاؤں گا پھر بھی وہابیوں کو پٹکنا نہیں چھوڑوں گا، حضرت مولانا سید مصباح الحسن صاحب فرماتے تھے، کہ موصوف نے وصیت فرمائی تھی کہ میری نماز جنازہ بھائی مصباح الحسن پڑھائیں گے۔ چنانچہ بغیر کسی ارادہ کے سہسوان پہونچا وہاں یہ معاملہ دیکھا نماز پڑھائی اور تدفین میں شریک رہا، حضرت مولانا سید مصباح الحسن صاحب فرماتے تھے کہ ان کی قبر کی طرف سے جو وہابی گذرا اسے ٹھوکر ضرور لگی اس کی وجہ سے وہابیوں نے اس طرف سے آمد و رفت چھوڑ دی، حضرت کا وصال ۱۸/ رمضان المبارک ۱۳۵۰ ہجری کو ہوا، رئیس المحققین آفتاب ہند حضرت علامہ مولانا امام سید غلام جیلانی محدث میرٹھی قدس سرہٗ آپ کے حقیقی بھتیجے تھے (۱)

حضرت مولانا سید شاہ طاہر اشرفی الجیلانی دہلوی علیہ الرحمہ

حضرت مولانا موصوف خانوادۂ غوثیہ اشرفیہ کے چشم و چراغ تھے آپ کا گھرانہ حضرت اورنگزیب غازی علیہ الرحمہ دہلی کے دور میں جا کر آباد ہو گیا، حضرت محی الدین اورنگزیب نے معافی و جاگیر کا فرمان جاری

(۱) جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی شریف کی تاریخ مطبوعہ رضا اکاڈمی بمبئی میں حضرت مولانا برہمچاری سہیل ہند کو تو مسلم لکھا گیا ہے یہ سراسر غلط اور باطل ہے۔

فرمایا، وہ فرمان اس وقت لال قلعہ کے خزانے میں محفوظ ہے، حضرت مولانا پیر سید شاہ محمد طاہر اشرف کی ولادت طیبہ دہلی میں ۱۳۰۲ھ ہجری میں ہوئی گیارہ برس کے تھے جبکہ آپ کے والد ماجد حضرت حافظ سید شاہ حسین اشرف صاحب کا وصال ہو گیا، آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ فرمائی، مدرسہ عالیہ مسجد فتحپوری اور مدرسہ نعمانیہ فراش خانہ میں علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل فرمائی، آپ کا رجحان شروع ہی سے سلوک و طریقت کی طرف تھا، آپ کے والد ماجد علیہ الرحمہ چونکہ نقشبندی سلوک طریقت کے سالک کامل تھے، انہوں نے محسوس فرمایا اور صرف نو برس کی عمر میں چلہ کشی کرائی، اکثر اہل حال بزرگ آپ کے احوال کو ملاحظہ فرما کر آپ کے متعلق بشارت کے کلمات کہتے، حضرت سید احمد حسین جو امیر علی کمبل پوش کے لقب سے مشہور انام تھے، آپ کی طرف متوجہ ہوئے، اور فیض پہونچایا، سلسلہ فخریہ نظامیہ کے معروف بزرگ حضرت میاں عبد الصمد شاہ صاحب سجادہ نشین حضرت مولانا فخر الدین محبّ النبی نے بھی توجہ فرمائی، ان کی پیروی میں آپ نے نیلا تہبند استعمال کرنا شروع کیا، حضرت کمبل پوش کی رحلت کے بعد آپ کی باطنی دستگیری کی طرف آپ کے بزرگ خاندان، حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیا مرشد العالم محبوب ربانی علیہ الرحمہ نے توجہ فرمائی، اچانک دہلی تشریف فرما ہوئے۔ اور آپ کو شرف بیعت سے نواز کر تاج دلق، مثال خلافت مرحمت فرمائی، اس کے بعد سے آپ نے خاندانی لباس اور تاج استعمال کرنا شروع فرمایا،

حضرت ممدوح کے فیض روحانی سے لاکھوں مسلمان داخل سلسلہ ہوئے، اور ہزارہا غیر مسلم مسلمان ہو گئے، آپ نے چار بار حرمین طیبین کی حج و زیارت کا شرف حاصل فرمایا، بلاد اسلامیہ کی سیاحت فرمائی ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے بعد پاکستان تشریف لے گئے فردوس کالونی میں مسکن سادات اشرفیہ کی بنیاد ڈالی، نہایت متشرع بزرگ تھے، آپ کا سلسلہ بہت وسیع ہوا راقم الحروف کے عم کلاں حضرت شاہ قطب الدین احمد علیہ الرحمہ کو کلکتہ میں آپ سے بیعت کا شرف حاصل ہوا، عم کلاں پیر صاحب کے شیدائی اور باخدا بزرگ تھے، ان کی وجہ سے ہمارے یہاں حضرت پیر صاحب کی تشریف آوری ہوئی، خاندان کے اور ضلع مظفر پور، چند گاؤں کے لوگ سلسلہ میں داخل ہوئے، حضرت پیر صاحب وہابیوں کے عقائد باطلہ کا بر ملا رد فرمایا کرتے تھے،

آپ کا وصال ۱۷/ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۱ھ ہجری مطابق ۲۷/ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو کراچی میں ہوا، مسکن سادات اشرفیہ میں محو استراحت ابدی ہیں، آپ نے بہت سے حضرات کو اجازت و خلافت عطاء فرمائی، سید شاہ احمد اشرف اور ڈاکٹر سید شاہ مظاہر اشرف جیلانی وغیرہ کی سعی سے مسکن سادات اشرفیہ میں آپ کا شاندار روضہ بنا، جو مرجع انام ہے، ان حضرات کی مسلسل جد و جہد سے سلسلہ کا فیضان مواج ہے، اور مسلمان فیض یاب ہو رہے ہیں، حضرت پیر صاحب کی وفات کا قطعہ قبلۂ عالم پیر سید جماعت علی شاہ کے مرید و خلیفہ عالم نامی، ادیب و محقق

گرامی پروفیسر مولانا حامد حسن قادری علیہ الرحمہ نے بھی لکھا تھا وہ یہ ہے

مخدوم خباب طاہر اشرف — دین دنیا میں فرد کامل
اشرفی و قادری چشتی — اہل تقویٰ و صاحب دل
پردہ فرما کے اس جہان سے — اب ہو گئے اپنے رب سے واصل
ہو روح پہ ان کی رحمت حق — گلزار ہو ان کی پہلی منزل

تاریخ یہ قادری نے لکھی
جاوید وصال ذات حاصل

۱۳۱۸ ہجری

امام المحدثین حضرت مولانا سید دیدار علی الوری علیہ الرحمہ

حضرت کا سلسلۂ نسب حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے آپ کے اجداد کرام مشہد مقدس سے ہندوستان تشریف لائے۔ اور ریاست الور میں مسکن گزیں ہو گئے، یہاں ہی حضرت کی ۱۲۷۰ ہجری ۱۸۵۶ء میں بروز دوشنبہ محلّہ نواب پورہ ولادت ہوئی، آپ کے عم گرامی نے جو صاحب دل بزرگ تھے ولادت سے پہلے "دیدار علی" نام تجویز فرمایا، ابتدائی تعلیم گھر پر پائی، اس کے بعد دہلی میں حضرت مولانا شاہ کرامت اللہ خاں صاحب چشتی صابری علیہ الرحمہ سے درسی کتابوں کا درس لیا، اور حدیث شریف کا دورہ پڑھا، فقہ و منطق کا درس حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین نقشبندی قطب ریاست رام پور اور ان کے مرید و شاگرد خلیفۂ مجاز حضرت مولانا شاہ عنایت اللہ صاحب سے لیا، دوبارہ دورہ حدیث مولانا احمد علی محدث سہارنپوری سے پڑھا حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی اور حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی وغیرہ رفقاء درس تھے، آپ نے حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی علیہ الرحمہ کو حدیث سنا کر سند اجازت حاصل کی اور سلسلۂ نقشبندیہ میں مرید ہو کر اجازت و خلافت پائی۔

حضرت نے تدریس و خطابت و تصنیف و تالیف کی طرف غیر معمولی توجہ کی، اپنے استاذ حضرت رام پوری کے مدرسہ میں دیا، اس کے بعد، وطن میں مسندِ درس بچھایا، کچھ عرصہ پٹنہ کے مشہور مدرسہ حنفیہ میں مدرس اول رہے جیسا کہ مدرسہ حنفیہ کی روئیداد سے ثابت ہے، کچھ عرصہ دارالعلوم نعمانیہ لاہور میں بھی درس دیا، اس کے بعد شاہی مسجد آگرہ کے خطیب اور مفتی کے منصب کو رونق دی، ۱۳۴۰ ہجری ۱۹۲۳ء کو مسجد وزیر خاں لاہور کے خطیب و امام ہو کر دوبارہ تشریف لے گئے پنجاب یوں ہی نئے نئے فتنوں کا گڑھ تھا، وہابیت کی جڑیں بھی بہت مضبوط تھیں آپ نے ان کے قلع قمع کے لئے انجمن حزب الاحناف قائم کی، اس کے زیر اہتمام

دارالعلوم حزب الاحناف قائم فرمایا، آپ اور آپ کے فرزند ارجمند علامہ امام سید ابو البرکات مفتی اعظم کے تلامیذ علماء سے آج کے دور کا شاید ہی پاکستان کے شہر اور دیہات کا کوئی مقام ہو گا جو خالی ہو گا حضرت موصوف علم فضل وکمال، کے مواج سمندر رہتے، آپ نے دین پاک کی بنیادی خدمات انجام دیں۔

حضور پر نور اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ کی نگاہ مہر و کرم بھی آپ پر پڑی جس نے آپ کے مبارک قلب پر اپنا نقش قائم کیا، اجازت و خلافت عطاء ہوئی، آپ کے دونوں صاحبزادگان عالی مقام علامہ ابو الحسنات اور علامہ امام سید ابو البرکات قدس سرہما آپ کے کمالات و فضائل کے عکس جمیل تھے، حضور پر نور سے بیعت ارادت اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ ہی کی وجہ سے حضور پر نور کا لاہور کا سفر ہوا کرتا تھا، قیام بھی دارالعلوم میں ہوتا تھا، حضرت امام المحدثین کا وصال ۲۲؍ رجب ۱۳۵۴ ہجری مطابق ۲۰؍ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو ہوا جامع مسجد دہلی دروازہ میں قبر مبارک ہے نور مرقدہٗ۔

حضرت مولانا سید ابو الحسنات علیہ الرحمہ

حضرت علامہ ابو الحسنات قدس سرہ کی ولادت باسعادت ۱۳۱۴ ہجری مطابق ۱۸۹۶ء میں الور میں ہوئی، محمد احمد نام رکھا گیا، تعلیم کا آغاز حافظ عبد الکریم حافظ عبد الغفور نے کرایا انھیں نے قرآنِ پاک حفظ کرایا، ابتدائی درسیات کی تعلیم کے بعد مرادآباد کے جامعہ نعیمیہ میں حضرت صدر الافاضل مولانا حکیم سید نعیم الدین اشرفی الجلالی علیہ الرحمہ کی شفقت و محبت اور نگاہ توجہ سے علوم و فنون کی تکمیل فرمائی۔ طب کی تعلیم بھی نواب حکیم حامی الدین صاحب سے حاصل کی۔

مرادآباد شریف میں ہی، حضور پر نور اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت ارادت کا شرف حاصل کیا، اور مثال خلافت، تاج دلق سے سرفراز ہوئے خدمت شیخ کی دولت بے بہاء بھی حاصل رہی، آپ کا شمار محبوبین و مقربین اخص الخاص میں تھا۔

۱۹۲۹ء میں حضرت امام المحدثین مولانا سید دیدار علی شاہ علیہ الرحمہ جب جامع مسجد وزیر خاں کی خطابت کے منصب سے سبکدوش ہوئے تو متولی صاحب کے شدید اصرار کے بعد آپ اس منصب پر فائز ہوئے، انجمن حزب الاحناف کے امیر بنائے گئے۔ آپ کی زندگی دینی و ملی خدمات کے نمایاں کارناموں سے بھرپور گذری، اسلام کی سربلندی کے لئے قید و بند کی صعوبتیں اٹھائیں، قیام پاکستان کے بعد جمعیۃ العلماء کی تاسیس فرمائی، تاحیات مرکزی صدر رہے فتنہ قادیانیت کے انسداد کے لئے مجلس عمل بنی تو اس کے بھی صدر ہوئے۔

تصنیف و تالیف کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی، قرآن پاک کی تفسیر "تفسیر الحسنات" وصال سے

ایک دن پہلے مکمل فرمائی ۲۰/ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ ہجری مطابق ۲۰/ جنوری ۱۹۶۱ء بروز جمعہ ساڑھے بارہ بجے وصال ہوا۔ آپ کی اسلامی خدمات کا ایک ثمرہ تھا کہ آپ کو حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احاطۂ مزار پاک میں آخری آرام گاہ ملی، اس وقت آپ کے اکلوتے فرزند ارجمند حضرت امین الحسنات مولانا سید محمد خلیل احمد اشرفی جامع مسجد وزیر خاں میں خطیب ہیں نمایاں دینی وروحانی خدمات انجام رہے ہیں۔

حضرت مولانا شاہ عبدالحکیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ

حکیم اللہ شاہ

حضرت مولانا شاہ عبدالحکیم صاحب کے جد امجد حضرت مولانا شاہ حمید الدین بابر بادشاہ کے ہمراہ جہاد فی سبیل اللہ کے ارادے سے ہندوستان آئے، اور قصبہ لاوڑ ضلع میرٹھ میں سکونت پذیر ہوئے، ان کے صاحبزادے مولانا احمد صاحب نے سیکری ضلع مظفر نگر میں رہائش اختیار کی اور وہیں آٹھ پشتیں گذریں اس کے بعد حضرت مولانا کے والد ماجد پیر بخش صاحب جن کا تاریخی نام مظہر اللہ، (۱۱۶۶ھ ہجری) تھا میرٹھ آکر مقیم ہوئے، ان کے دو صاحبزادے تھے بڑے مولانا شاہ محمد عبدالحکیم صاحب اور چھوٹے مولانا محمد اسماعیل تھے، یہ دونوں حضرات سخن سجن، اہل سخن، اہل قلم، ادیب، مصنف و مؤلف اور استاذ زمانہ تھے، شریعت و طریقت، معرفت و حقیقت کے علمبردار تھے، میرٹھ میں فیض عام کالج اور مسلم گرلز ہائی اسکول قائم کئے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالحکیم علیہ الرحمہ شاعر بھی تھے اور حکیم اور جوش تخلص کرتے تھے ان کو بیعت ارادت کا شرف حضرت حاجی شاہ امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ سے حاصل ہوا تھا۔

حضور پرنور اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء علیہ الرحمہ کی شرف زیارت سے مشرف ہوئے تو طالب ارشاد ہوئے عقیدت و محبت اور تعلق قلبی نے رنگ جمایا تو حضور نے حلق راس کرا کر خلافت و جازت سے سرفراز فرمایا، حضور پرنور کے حکم سے خلفائے کرام کے فہرست (ب) جو طبقۂ علماء کے ساتھ مخصوص ہے حضرت مولانا شاہ عبدالحکیم کا نام نامی پہلے نمبر پر درج ہوا اس فہرست میں درج ذیل الفاظ ہیں،

"مولانا مولوی عبدالحکیم صاحب خنجدی المخاطب بہ حکیم اللہ شاہ محلہ مشائخان بعطائے تاج دلق ومثال خلافت و عمل مقراض جمیع سلاسل عطاء فرمائی گئی ۷/ ۲/ ذی قعدہ ۱۳۲۳ھ ہجری"

حضرت کے سات صاحبزادگان گرامی قدر تھے محمد صدیق، خلیل الرحمن، حمید الدین، مولانا احمد مختار، مولانا بشیر الدین، مولانا نذیر احمد اور مولانا عبدالعلیم، حضرت مولانا عبدالحکیم حکیم اللہ شاہ کا وصال ۱۳۲۳ھ ہجری میں ہوا۔

حضرت مولانا امام الدین شاہ احمد مختار صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ

حضرت مولانا شاہ احمد مختار صدیقی کی ولادت ساتویں محرم ۱۲۹۴ھ ہجری کو میرٹھ میں ہوئی والد ماجد نے احمد مختار اور دادی محترمہ نے امام الدین نام تجویز کئے، دیکھئے تو مولانا کے کمالات ظاہری و باطنی اور مقتدائیت کے قامت زیبا پر دونوں نام صادق آئے، آپ سے چھوٹے بھائی خطیبُ العلماء مولانا نذیر احمد خجندی نے آپ کی منظوم سوانح "مخدوم خجندی" کے نام سے تحریر فرمائی جس کا مسودہ کراچی میں مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی صاحب کے پاس محفوظ ہے اس سوانح میں انہوں نے خاندانی بزرگوں اور عمّ والد کے والد متعلق تحریر فرمایا ہے۔

مجاہد فی سبیل اللہ! ولی اور وہ بھی مان جائے　　جو سوئے ہند بابر شاہ کے ہمراہ تھے آئے

وہ مولانا خجندی مو رث اعلیٰ　　جنھوں نے فضل باری سے بہت کچھ مرتبے پائے

رہے سیکری میں اور احمد ان کے اک بیٹے　　سنا ہے قصبہ لاوڑ میں خود تھے تشریف لائے

گذاری آٹھ پشتیں، اس جگہ پھر شہر میرٹھ میں　　جناب مظہر اللہ نے مکانات اپنے بنوائے

سکونت شہر میرٹھ میں ہوئی جب کل گھرانے کی　　شرافت اور کرامت کے جواہر خوب چمکائے

بہ شان مہر ومہ روشن تھے والد و عم دونوں　　فلک پر عزت و توقیر کے چمکے بہم دونوں

شہ عبد الحکیم و اسماعیل مولانا　　زمانے کی نظر میں تھے، بہت ہی محترم دونوں

مصنف تھے، مؤلف تھے، کہ استاذ زمانہ تھے　　رہے معروف اہل سخن، اہل قلم دونوں

بنائیں درس گاہیں، علم کے دریا بہانے کو　　ہوئے مخدوم ملت، صاحب لطف و کرم دونوں

پانچ برس کی عمر میں مکتب میں داخل کئے گئے اردو فارسی والد ماجد سے پڑھنے کے بعد مدرسہ اسلامیہ اندر کوٹ میرٹھ میں مولانا ناظر حسن سے درسیات کی تکمیل کی، انگریزی بھی پڑھی، سولہ برس کی عمر میں ۱۳۱۰ھ ہجری میں فارغ ہوئے دورۂ حدیث کے لئے مولانا راغب اللہ پانی پتی کے پاس گئے اور ۱۳۱۴ھ ہجری میں مولانا محمد یوسف نواسہ شاہ اسحاق محدث دہلوی سے بھوپال میں حدیث کا درس لیا دو سال مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں ۲۱ تا ۱۳۲۲ھ ہجری مقیم رہے یہاں حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث شیخ الدلائل کی خدمت میں اکتساب فیض کیا، مولانا شاہ احمد میاں گنج مرادآبادی سے بھی پڑھا خطیب العلماء لکھتے ہیں۔

خدا نے جب مقدرت دی جب ہوا مرتبہ اعلیٰ　　تو اول شہر میں بہایا علم کا دریا

اٹاوہ میں رہے کچھ روز اور اندور بھی ٹھہرے　　رہا بھوپال میں بھی فیض علم دین کا چرچا

کبھی وہ سامرود آئے، کبھی دمن میں جا پہنچے — کبھی اندھیر ٹھہرے علم سے ممتاز فرمایا

خوشا قسمت رہے، دو سال کے اور مدینے میں — تو اس عرصے میں شان علم ہوتی رہی بالا

علوم ظاہری کی تحصیل و تکمیل کے بعد دیوی شریف میں حضرت حاجی وارث علی شاہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، بریلی میں حضرت فاضل بریلوی کے پاس حاضر ہوئے اور اعلیحضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی کی خدمت بابرکت سے سرفراز ہوئے خلافت و اجازت پائی فہرست طبقہ علماء میں دوسرے نمبر پر آپ کا نام نامی لکھا ہوا ہے خطیب العلماء لکھتے ہیں:-

حصول فیض باطن کے بڑے مشتاق تھے دل سے — نہ گھبراتے مشقت سے نہ وہ ڈرتے تھے مشکل سے

کچھوچھا اور بریلی، اور جلوہ گاہ فضل رحمانی — شراب معرفت پیتے رہے ہر ایک محفل سے

۳۰/ شوال المکرم ۱۳۴۳ہجری میں حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ سے بعطائے تاج دلق و مثال خلافت سرفراز ہوئے۔

حضرت شاہ احمد مختار صدیقی نے تعلیم قرآن مجید کو رواج دینے کے لئے اپنے آپ کو وقف فرمادیا تھا، اپر، برما ابتدائی اسکول قائم فرمایا، مانڈے میں اعلیٰ تعلیم کا ادارہ قائم کیا ڈربن میں عورتوں کو تعلیم کی طرف راغب فرمایا افریقہ میں مسلم ماحول میں تعلیم کی لہر دوڑانے کے لئے ۱۹۰۸ء میں الاسلام نام سے گجراتی اخبار نکالا، یتیموں، مسکینوں کی حالت زار آپ سے دیکھی نہیں جاتی تھی، چنانچہ ۱۹۱۸ء میں میرٹھ میں اور ۱۹۳۵ء میں ڈربن میں مسلم "دار الیتامی والمساکین" کھولا، عیسائی مشنری اپنے دور حکومت میں ہندوستان میں اپنے مذہب کو پھیلانے کے لئے جو ہتھکنڈے استعمال کرتی تھی اس کو پامال کرتے رہے ہندوستان اور افریقہ میں اسلام کی اشاعت کا کام کیا،

جہاں وہ موقع پاتے تھے، وہیں مسلم بناتے تھے، — زہے ہمت، رہا یہ فیض جاری جیل کے اندر

زمانہ جانتا ہے انھیں جو شوق تھا اس کا — انھیں کے دم سے افریقہ میں یہ چرچا ہو گیا گھر گھر

حضرت شاہ احمد مختار صدیقی نے تحریک خلافت میں بھی سرگرم حصہ لیا ۱۹۲۱ء میں حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ جن سے آپ کو خلافت و اجازت بھی حاصل تھی تحریک خلافت کے قائدین کے غیر شرعی افکار و اعمال کی وجہ سے خلاف میں فتاوے جاری فرما چکے تھے مگر اسلامی جوش میں آپ اور آپ کے دونوں بھائی خطیب العلماء اور مولانا شاہ عبد العلیم نے خلافت فنڈ میں تین لاکھ روپئے جمع کرائے ۱۹۲۱ء کو خطیب العلماء گرفتار ہوئے ۱۹۲۲ء میں حضرت شاہ احمد مختار کی گرفتاری ہوئی۔

غرض تھی ان کو خدمت سے وہ کرتے رہے خدمت — ملا آخر انھیں جو جیل کی کلفت کا تمغہ" تھا

اس دور میں ان دونوں بھائیوں کی بارگاہ بریلی سے بے تعلقی ہو گئی تھی،

نجدیوں نے جب شریف مکہ کی حکومت حجاز مقدس سے ختم کی اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں جنۃ المعلاء اور جنۃ البقیع میں اہل بیت اور اولو العزم صحابہ کرام کے مقابر اور مقدس مقامات کے انہدامات کا سلسلہ شروع کیا اس وقت ہندوستان میں شور قیامت برپا ہو گیا بمبئی کے مسلمانوں نے تحقیقات کے لئے ایک وفد حجاز پاک روانہ کیا وفد کی قیادت حضرت مولانا شاہ امام الدین احمد مختار صدیقی نے فرمائی ارکان وفد میں بمبئی کے مولانا فضل اللہ شاہ جہانپوری اور مولانا سید شاہ حبیب ایڈیٹر اخبار سیاست لاہور شامل تھے۔ اس وفد کی رپورٹ بھی شائع ہو چکی ہے۔

حضرت موصوف نے ترسٹھ برس کی عمر پاکر دو شنبہ کی رات کو مغرب کے بعد ۱۲/ جمادی الاول ۱۳۵۰ہجری مطابق ۱۰/ جولائی ۱۹۳۸ء کو دمن (پرتگیز) میں وفات پائی فرحمہ رحمۃً واسعۃً۔

حضرت مولانا سید ناصر جلالی دہلوی علیہ الرحمہ

آپ حضرت مولانا سید امیر حمزہ اشرفی الجلالی علیہ الرحمہ کے فرزند اکبر تھے گلی حکیم جی محلہ چوڑی والان دہلی میں ولادت ہوئی، ابتدائی تعلیم حضرت امیر حمزہ صاحب سے پائی کچھ دنوں مدرسہ عالیہ مسجد فتحپوری میں مولانا محمد عمر سے پڑھا، اس کے بعد لکھنؤ جا کر دار العلوم والعمل فرنگی محل جامعہ نظامیہ میں مولانا عظمت اللہ صاحب سے منطق پڑھی، استاذ العلماء مولانا سلامت اللہ صاحب فرنگی محلی اور برہان العلم والعمل حضرت مولانا قیام الدین عبد الباری فرنگی محلی سے حدیث و تفسیر اور فقہ و اصول فقہ باہتمام کمال پڑھا اس کے بعد مدرسہ عبد الرب دہلی میں دورہ کیا اور سند پائی۔

آپ نے عرصہ تک مسجد حوض والی محلہ چوڑی والان میں وعظ کہا وعظ اس انداز سے کہتے تھے کہ جاہل واجہل بھی مشکل سے مشکل مسئلہ کو سمجھ جاتا تھا، سیاسی تقریر بھی بلا کی تھی، حضرت مولانا ناصر جلالی بڑے وسیع القلب انسان تھے، دشمن کی بڑی سے بڑی زیادتی کو بھی خندہ پیشانی سے معاف کر دیا کرتے تھے، غالباً ۱۹۱۴ء کی بات ہے کہ سیاسی اختلافات کی وجہ سے ایک شخص نے آپ پر حویلی کلو خواص بازار سوئی والان دہلی کے سامنے حملہ کر کے شدید زخمی کیا زخم کافی گہرا تھا جس کی وجہ سے عرصہ تک علاج ہوتا رہا، پولیس نے مقدمہ درج کیا تو آپ سے حملہ آور کا نام پوچھا تو نام بتانے سے انکار کر دیا، حالانکہ آپ کو نام معلوم تھا۔

حضرت مولانا سید ناصر صاحب کو بھی حضور پر نور اعلیحضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی کا قرب خاص حاصل ہوا حضور ان کو فرزند سید ناصر فرمایا کرتے تھے، ایک وقت وہ بھی آیا کہ حلق راس کرا کر تاج

دلق مثال خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا ، حضرت مولانا نے سلسلہ ارشاد کو کافی پھیلایا، غیر منقسم ہندوستان میں کراچی وحیدرآباد سندھ میں آپ کا تشریف لے جانا بہت ہوتا تھا ان علاقوں میں مریدوں کا حلقہ بہت وسیع تھا، وہیں سے آپ نے دہلوی ذوق اور خدمت خلق کے لئے اخبار "سلامت" کا اجراء فرمایا، اس کے بعد "زبانِ ہند" ہفت وار جاری کیا، گجرات سے اخبار "اتحاد" نکالا، دربھنگہ صوبہ بہار سے "مسیحا" کا اجراء کیا، ۱۹۱۸ء میں چوڑی والان دہلی سے ماہنامہ "شعلہ" نکالا، ۱۹۴۷ء کے بعد کراچی منتقل ہوئے تو رسالہ "اذان" جاری کیا،

حضرت مولانا سید ناصر علیہ الرحمہ نے ملکی و قومی کاموں میں بھی سرگرم حصہ لیا، ۱۹۲۰ء میں کانگریس میں شامل ہوئے تحریک خلافت شروع ہوئی تو اس میں بھی نمایاں کارنامے انجام دئے ۱۹۲۲ء میں دہلی شہر کے علاوہ دیہات میں بھی کانگریس کے اغراض ومقاصد کا پرچار کیا، کانگریس کی دیہاتی سب کمیٹی کے انچارج مقرر ہوئے، غالباً ۱۹۲۹ء میں کانگریس سے علیحدہ ہوکر مسلم لیگ میں شریک ہوئے، مسلم لیگ کا پروپیگنڈہ کرنے کے لئے ہندوستان بھر کا دورہ کیا، شاخیں قائم کیں قیام پاکستان کے بعد پاکستان منتقل ہوئے تو وہاں بڑی پذیرائی ہوئی، پاکستان کے عوام وخواص اور سرکاری حلقوں میں قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، ریڈیو پر آپ کی تقریریں نشر ہوتی تھیں، اسلامی ملکوں میں سرکاری وفد کے ساتھ آپ کو بھی بھیجا گیا، کراچی کے علماء میں نمایاں مقام پر فائز تھے۔ جمعیۃ علماء پاکستان کے سرپرست اور حامی ومددگار تھے۔ مولانا نے بے نیاز طبیعت پائی تھی، جو قدیم علماء ومشائخ کا خصوصی وصف تھا، دولت وثروت آپ کے قریب آئی مگر آپ نے اس کی طرف نگاہ نہیں اٹھائی ، قانع طبیعت کو جو مل جاتا قناعت کر لیتے ، پیسہ ہاتھ میں ٹکتا نہیں تھا، ضرورت مند آیا اس کی ضرورت پوری کردی ، پھر ویسے کے ویسے تنگدست ہوگئے ، اس طرح پوری زندگی گذاردی شادی ہوئی ایک لڑکی کی ولادت ہوئی بیوی کا انتقال ہوا تو دوسری شادی نہیں کی۔

کراچی میں پاک بنگلہ جہانگیر ایسٹ میں مقیم تھے ، مولانا ناصر میاں جادو بیاں مقرر ہی نہیں تھے ، ہندو پاک کے مسلم ادیب وشاعر بھی تھے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد پچاس ہے، امدادی صابری دہلوی نے لکھا ہے کہ اس زمانے میں مولانا ناصر صاحب حویلی اعظم خاں دہلی میں مقیم تھے ، میں بچپن میں ان کے وعظ سنتا تھا، اب میں جو کچھ لکھ پڑھ لیتا ہوں یہ مولانا کی توجہ فرمائی کا نتیجہ ہے ، حضرت مولانا سید ناصر اشرفی الجلالی کا وصال ۳۱/ دسمبر ۱۹۵۶ء مطابق ۷/ رمضان المبارک بروز سنیچر کو نو بجے شب میں ہوا، دوسرے روز نماز جناہ پڑھائی گئی جس میں علماء ومشائخ اور سرکاری عمائد کی بڑی تعداد شریک تھی،

مولانا سید حامد جلالی علیہ الرحمہ کا تاریخی نام مظفر حسین ہے (۱۳۱۸ ہجری) وہ بھی نامور عالم اور پاکستان کے مقتدر علماء میں تھے ان کے فرزند مولانا مسعود احمد جلالی جامعہ ازہر مصر کے فاضل ہیں ۱۳۹۳ ہجری مطابق ۱۹۷۲ء کراچی میں وصال ہوا۔

تاج العلماء مولانا عمر نعیمی فاضل مرادآباد علیہ الرحمہ

فاروق اللہ شاہ

حضرت تاج العلماء کی ولادت ۱۳۱۱ ہجری ربیع الاخر مطابق اکتوبر ۱۸۹۳ء میں مرادآباد میں ہوئی، والد ماجد کا اسم گرامی محمد صدیق تھا، قرآن مجید کی تعلیم کے بعد مولانا نظام الدین سے فارسی اور صرف ونحو پڑھی، ارجمندی قسمت سے ۱۳۲۴ ہجری میں حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کے حلقہ تلمذ میں داخل ہوئے صفر ۱۳۲۷ ہجری میں سند فضیلت پائی دور طالب علمی میں حضور پر نور اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کی خدمت گراں مایہ کی خدمت کی برکت حاصل کی اور ۱۳۲۵ ہجری میں دست حق پرست پر بیعت ارادت حاصل کی اور ۱۸/ ذی الحجہ ۱۳۴۶ ہجری میں "بعطائے تاج ودلق ومثال خلافت بخطاب فاروق اللہ شاہ مجاز وماذون کئے گئے" آپ سے ارادت مند کم دیکھے گئے۔ ان کی فیروز بختی تھی، کہ جس قدر ان کے قلم سے حضور کا ذکر خیر صفحات قرطاس پر منتقل ہوا اس میں آپ کا دوسرا شریک نہیں ہوا، آپ کا باطن منور تھا، جب پاکستان سے ہندوستان آئے پہلی حاضری کچھوچھا مقدسہ کی تھی۔

فراغت کے بعد مدرسہ انجمن اہل سنت جو بعد میں جامعہ نعیمیہ ہوا، درس کی خدمت میں لگادئے گئے بہت جلد حضرت صدر الافاضل کا بے پایاں اعتماد حاصل کر لیا، جامعہ کے مہتمم مقرر ہوئے ۱۳۳۸ ہجری میں السواد الاعظم جاری ہوا، حضرت صدر الافاضل نے اسکی ادارت آپ کو سپرد فرمائی یہ رسالہ ربع صدی تک اہل سنت کا سرگرم نقیب رہا جمعیۃ العالیہ آل انڈیا سنی کانفرنس قائم ہوئی، تو نائب ناظم ہوئے، بالفاظ مختصر حضرت تاج العلماء علیہ الرحمہ ہر معاملہ اور ہر امر میں حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کے نائب اور جانشین رہے ان کی خدمات جس طرح اور جس انداز کی حضرت استاذ کے ساتھ وابستہ رہیں اسی طرح حضرت کچھوچھا مقدسہ میں بھی انکی خدمات کا انداز تھا،

تحریک پاکستان کے سرگرم رکن ہونے کی وجہ سے ترک وطن کر کے بغداد شریف میں قیام کے ارادہ سے کراچی تشریف لے گئے ، مگر وہاں مبلغ اسلام حضرت مولانا شاہ عبد العلیم صاحب نے روک لیا، یہاں دار العلوم مخزن العلوم قائم فرما کر تدریس کا سلسلہ شروع فرمایا، اور مسجد آرام باغ میں خطابت بھی بطور اعزازی قبول فرمائی ۱۳/ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ کراچی میں وفات پائی آپ کی قبر مبارک مسجد دار الصلوٰۃ کراچی میں ہے آپ کے فرزند مولانا اطہر نعیمی صاحب اشرفی خطیب جامع مسجد آرام باغ کراچی دار العلوم نعیمیہ کراچی میں تدریس

مسلک اہل سنت کی گراں قدر خدمت انجام دے رہے ہیں دوسرے صاحبزادے محمد ازہر صاحب نے ازہر بکڈپو کراچی سے حضور پرنور اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ تحائف اشرفی دیوان حقائق ترجمان کادوسرا ایڈیشن ۱۹۵۹ء میں شائع کرایا۔

استاذ العلماء حضرت مولانا عبد المجید صاحب آنولوی علیہ الرحمہ

عزت اللہ شاہ

شیخ عبد الکریم ابن شیخ عبد اللہ ساکن محلّہ بزریہ قصبہ آنولہ ضلع بریلی کے فرزند ارجمند استاذ العلماء العلام حضرت مولانا عبد المجید ۱۸۷۲ء میں اپنے وطن میں پیدا ہوئے، حافظ محمد عوض صاحب سے حفظ قرآن پاک کے بعد مولوی برکت اللہ امروہوی اور حکیم محبوب علی خاں رئیس آنولہ سے ابتدائی کتابوں کا درس لیا، درسِ نظامی کی تحصیل وتکمیل کے لئے مدرسہ مقدسہ قادریہ بدایوں شریف میں داخل ہوئے اور حضرت مولانا شاہ مطیع الرسول محمد عبد المقتدر قادری علیہ الرحمہ اور حضرت مولانا مفتی حافظ بخش علیہ الرحمہ سے درسیات محنت سے پڑھ کر فراغت حاصل کی، حضرت مطیع الرسول علیہ الرحمہ سے بیعت ارادت حاصل کی طب کی تعلیم حکیم احسان غنی بدایونی سے پڑھی،

کوچ بہار میں آپ کے والد اور چچا شیخ عبد الرحیم دریوں کی تجارت کرتے تھے آپ ان کے ساتھ بیس برس وہاں مقیم رہے، ایک بار وطن آتے ہوئے بسلسلۂ تجارت قصبہ ٹانڈہ ضلع فیض آباد میں آئے، کچھ دن کے قیام میں کئی جلسوں میں آپ کی تقریریں ہوئیں، جس کو لوگوں نے بہت پسند کیا، ٹانڈا کی علمی پس ماندگی کو دور کرنے کیلئے، اہل قصبہ نے مستقل قیام کی دعوت پیش کی، مقصد کی پاکیزگی اور بلندی کے پیش نظر آپ نے دعوت قبول فرمالی بنگلہ بے نذیر شاہ کے پیچھے والے چند دالانوں میں مولانا حقانی تلمیذ ارشد استاذ الہند حضرت ملا نظام الدین فرنگی محلی لکھنوی کے نام سے برکت حاصل کرنے کے لئے منظر حق کے نام سے مدرسہ قائم ہوگیا، حضرت مولانا کی محنت اور حضرت حقانی کے نام مبارک کی نسبت وبرکت نے ٹاندا میں حضرت حقانی کے بعد تدریس کی یاد تازہ کردی، آپ کا انداز تدریس منفرد تھا، طلبہ پر بے حد محنت فرماتے تھے، تعلیم کے ساتھ اخلاقی حالت کا بھی خیال ولحاظ ملحوظ رکھتے آپ کا وعظ بہت دل کش اور پر اثر ہوتا تھا، دور دور بلائے جاتے تھے، لمبا قد گداز اور متوسط بدن، وجیہ اور خوب صورت چہرہ اور آنکھیں بڑی تھیں، پورے عالم با عمل تھے سیکڑوں کی تعداد میں طلبہ نے آپ سے پڑھ کر کمال حاصل کیا۔

حضرت کچھوچھا مقدسہ سے قصبہ ٹانڈہ بہت قریب واقع ہے، اس لئے بار بار وہاں کی حاضری کا شرف حاصل کرتے تھے، یہاں کے خانوادۂ اشرفیہ کے صاحبزادگان کی تعلیمی خدمت کا اعزاز بھی حاصل تھا، انھیں میں حضرت مولانا سید سعید اشرف صاحب بھی تھے، جنھوں نے آپ کے تعلیمی برکات کا تفصیلی حال قلمبند فرمایا جو یادگار بریلی میں شامل ہے، حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ کی عقیدت والفت زمانۂ طالب علمی سے حاصل تھی، ٹانڈا کے قیام کے درمیان کچھوچھا شریف میں حاضری وحضوری سے تعلق قلبی بڑھا اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے فہرست خلفائے کرام میں آپ کے نام نامی کا اندراج ان الفاظ میں مرقوم ہے۔

"مولانا الحاج شیخ عبد المجید اشرفی المخاطب بہ عزت اللہ شاہ ابن عبد الکریم ۲۴ر ذیقعدہ یوم یکشنبہ ۱۳۲۴ ہجری بعطائے تاج دلق ومثالِ خلافت وعمل مقراض سلاسل قادریہ اشرفیہ وچشتیہ اشرفیہ، قادریہ منوریہ میں مجاز وماذون فرمائے گئے، قصبہ آنولہ ضلع بریلی"

آپکے فرزند ارجمند حضرت العلام مولانا عبد الحفیظ قادری شاہی جامع مسجد کے خطیب اور مفتی آگرہ تھے چنانچہ وہاں آپ تشریف لے گئے وہاں علالت نے زندگی ظاہری کے ایام پورے کردیے، ذی قعدہ ۱۳۶۲ ہجری میں وصال فرمایا مشہور نقشبندی بزرگ حضرت سیدنا امیر ابو العلاء اکبرآبادی کی درگاہ میں جائے مدفن ملی رحمہ اللہ رحمةً واسعةً۔

استاذ العلماء حضرت مولانا عبد الحفیظ حقانی رحمۃ اللہ علیہ

حفیظ اللہ شاہ

عالم ربانی وحید العصر استاذ الافاضل حضرت مولانا مفتی عبد الحفیظ علیہ الرحمۃ اپنی نانہال مداری دروازہ بریلی میں اپنے محترم نانا کے گھر پیدا ہوئے۔ تاریخی نام حفظ الرحمٰن ہے (۱۳۱۸ہجری/۱۹۰۰ء) ابتدائی تعلیم وتربیت گھر پر ہوئی، والد کے استاذ حضرت حافظ محمد عوض مرحوم سے قرآن پاک پڑھا، ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء میں والد ماجد کے ہمراہ قصبہ ٹانڈا آگئے، والد نے پوری محنت سے فرزند دل بند کی تعلیم کی طرف توجہ فرمائی، محنت وتوجہ کا یہ عالم تھا کہ ریل کے سفر کے دوران بھی سبق جاری رہتا تھا ۱۷ برس کی عمر میں ۱۳۳۵ہجری/۱۹۱۸ء میں علوم وفنون کی تکمیل کرلی، کچھ عرصہ لکھنؤ فرنگی محل میں حضرت مولانا شاہ قیام الدین عبد الباری فرنگی محلی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہ کر سراجی، شرح چغمنی، اور منطق وفلسفہ کی کتابیں پڑھیں، حضرت مولانا بے حد ذہین اور محنتی تھے، آپ کی دستار حضور پُر نور اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے باندھی، آپ اپنے مادر علمی مدرسہ منظر حق کی نسبت سے اپنے نام نامی کے ساتھ حقانی تحریر فرماتے تھے۔

۱۹۲۰ء میں حضور پر نور نے مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں مدرس مقرر فرماکر بھیجا ۱۹۲۴ء

میں مدرسہ منظر حق میں تدریس کی خدمت کے لئے والد ماجد نے بلالیا، ۱۹۲۶ء میں مدرسہ حمیدیہ رضویہ بنارس میں صدر مدرس ہوئے ۱۹۳۰ء میں قصور ضلع لاہور گئے۔ ۱۹۳۴ء میں حضرت محدث اعظم نے انجمن تبلیغ الاحناف کی مسجد سکندر خاں حال بازار امر تسر میں خطابت کے منصب پر فائز کر کے روانہ فرمایا۔ ۱۹۳۶ء میں دار العلوم نعمانیہ فراش خانہ دہلی میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ اگست ۱۹۳۹ء میں جامع مسجد آگرہ کے خطیب و مفتی کے منصب پر فائز ہوئے، ۱۶ ربرس اس منصب پر فائز رہ کر ۱۹۵۵ء میں کراچی پاکستان چلے گئے، ابتدا میں جناح جامع مسجد میں خطیب و مفتی رہے، اس کے بعد دار العلوم مظہریہ کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے، ۱۹۵۷ء میں غزالیٔ دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی کی دعوت پر دار العلوم انوار العلوم ملتان کے صدر المدرسین و شیخ الحدیث بنے اور تاحیات رہے،

حضرت علامہ مفتی عبد الحفیظ صاحب کے ہم وطن حکیم عبد الغفور نے اپنی کتاب سوانحات المتأخرین آنولہ میں آپ کے متعلق تحریر فرمایا۔

"مولوی عبد الحفیظ، مولوی عبد المجید صاحب کے بڑے صاحبزادے ہیں اور ہر بات میں باپ پر سبقت ہے، علم میں، وعظ گوئی میں، جسم کی زینت میں، خوبصورتی میں، غرض کہ ہر بات میں باپ پر فوقیت حاصل ہے"

حضرت مولانا کا وعظ عالمانہ اور دلکش ہوتا تھا راقم الحروف نے بارہا آپ کی تقریر کی سماعت کا شرف حاصل کیا اگر چہ علمی تعلیمی مشغلہ عرصہ سے ترک تھا۔ مگر سب علوم مستحضر تھے، چنانچہ جب پاکستان تشریف لے گئے اور مرکزی دار العلوم انوار العلوم ملتان میں شیخ الحدیث ہوئے تو علوم کے دریا بہا دیے آل انڈیا تبلیغ سیرت الہ آباد قائم ہوئی تو ناظم نشریات ہوئے سیدی الوالد حضرت امین شریعت مفتیٔ اعظم کانپور ناظم اعلیٰ تھے، سیدی الوالد سے خصوصی روابط تھے، اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی، کہ آپ بھی حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ کے دربار کے غلاموں میں شامل تھے، چنانچہ فہرست خلفاء میں آپ کا ذکر اس طرح ہے

"مولوی شیخ عبد الحفیظ المخاطب بہ حفیظ اللہ شاہ ابن مولانا شیخ عبد المجید ۲۱ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ہجری بمقام ہاپوڑ بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز و ماذون فرمائے گئے، آنولہ ضلع بریلی،"

۵ رذی الحجہ ۱۳۷۷ ہجری، / ۲۳ رجون ۱۹۵۸ء کو وصال ہوا، ملتان شریف قبرستان حسن پروانہ میں قبر مبارک ہے، آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد حسن حقانی کراچی میں مقیم ہیں انہوں نے لکھا ہے حضرت مولانا سید شاہ محمد مختار اشرف صاحب سجادہ نشین کراچی تشریف لے گئے، تو اس وقت والد صاحب ملتان میں دار العلوم انوار العلوم میں مصروف تدریس تھے، میں بھی ہمراہ تھا فرمایا محمد میاں صاحب کچھوچھہ شریف سے آئے ہوئے ہیں اور ساتھ لے کر کراچی آئے اور حضرت سے مرید کرا کر خاندانی تعلقات برقرار رکھا۔

مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا سید ابو البرکات اشرفی علیہ الرحمہ

حامد اللہ شاہ

۱۳۱۶ھ میں استاذ المحدثین علامہ امام سید دیدار علی شاہ محدث الوری علیہ الرحمہ جیسے یگانۂ عصر کے گھر بمقام محلّہ نواب پورہ ریاست الور ولادت ہوئی، قرآن پاک حافظ عبد الحکیم، حافظ عبد العزیز، حافظ قادر علی سے ختم کیا۔ آٹھ برس کی عمر میں مولانا سید ظہور اللہ الوری سے صرف و نحو کی ابتداء کی، اکثر کتابیں اپنے حضرت والد ماجد سے پڑھنے کے بعد حجۃ الاسلام صدر الافاضل حضرت مولانا حکیم نعیم الدین اشرفی الجلالی فاضل مراد آبادی علیہ الرحمہ کی خدمت بابرکت میں پہونچے، ان سے شرح سُلم، حمد اللہ، اُفق المبین، شرح ہدایۃ الحکمۃ، شمس بازغہ شرح عقائد مع خیالی، پڑھ کر صحاح ستہ کا دورہ کیا، طب بھی پڑھی، آپ کے سر پر دستار فضیلت حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ نے باندھی، فراغت کے بعد عرصہ تک والد ماجد کے ساتھ اکبر آباد آگرہ میں رہ کر درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ انھیں کے ہمراہ لاہور تشریف لے گئے اور تدریس میں مشغول ہوئے والد ماجد کی وفات کے بعد دار العلوم حزب الاحناف کے رئیس اور شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ آپ کو علوم متداولہ میں مہارت تامہ ابتدا ہی سے حاصل تھی، اب آپ کی غزارت علمی کی دور دور شہرت ہوئی، دور دراز شہروں سے باذوق طلباء نے ہجوم کر کے آپ سے اخذ علوم کیا۔ اس وقت پاکستان کے اکثر علماء و مشائخ آپ کے سلسلۂ تلمذ سے وابستہ ہیں۔ آپ کی قدسی صفات ذات گرامی علماء و فضلاء کی مرجع ہے اور پاکستان میں اسلام کا مستحکم ستون۔

درس و تدریس کے علاوہ خطابت میں بھی ملکہ حاصل تھا، مذہب اہل سنت کی ترویج و اشاعت اور مذاہب باطلہ وہابیہ دیوبندیہ، مرزائیہ، کی تردید وظیفۂ زندگانی تھا، فتنۂ انہدافات کے انسداد میں نمایاں حصہ لیا، راہ اشرفی کے علمبرداروں میں تھے، نجدی فتنۂ انہدامات مقامات مقدسہ کے زمانہ میں نجدی نظریات و عقائد پر تقریر و تنقید فرما رہے تھے نجدی مذہب کے ایک طرفدار نے خنجر جفا سے آپ پر حملہ کر دیا مگر اللہ رب العزت نے آپ کو محفوظ رکھا۔

مفتیٔ اعظم پاکستان مدرسہ اہل سنت مراد آباد کی طالب علمی کے زمانے میں حضور پر نور اعلیحضرت مخدوم الاولیا قدس سرہ کی دید و زیارت سے مشرف ہوئے، خدمت گزاری کا شرف حاصل کرتے، آپ کے مکرم استاد صدر الافاضل علیہ الرحمہ بھی اس بارگاہ کے غلام تھے، آپ کے حصہ میں بھی اسی بارگاہ سے وابستگی لکھی تھی

شرف بیعت ارادت سے مشرف ہوئے، آپ کا نام نامی فہرست خلفاء طبقہ حضرات سادات کرام میں مندرج ہے، آپ سے سلسلۂ ارشاد کا اجراء بھی وسیع پیمانہ پر ہوا، حضرت صدر المشائخ مولانا شاہ اظہار صاحب قبلہ مد ظلہ العالی دیباچہ تحائف اشرفی میں تحریر فرماتے ہیں۔

" حضرت قبلہ کے جلیل القدر مرید و خلیفہ میں مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب اشرفی علیہ الرحمہ بھی تھے، جنھوں نے لاہور کی سرزمین پر ایک عظیم درس گاہ حزب الاحناف قائم کی اور پورے پاکستان میں علمائے اہل سنت کا ایک عظیم کارواں ان کے فیوض کو پھیلا رہا ہے ۱۹۶۰ء میں حضرت مخدوم المشائخ اپی و مرشدی کے ساتھ لاہور میں شرف زیارت حاصل کرنے کا مجھے بھی موقع ملا، بیشک وہ اسلاف کی زندہ تصویر تھے"

آپ بلا شبہ اہل خدمت اولیائے کرام میں داخل تھے، حضرت مفتی اعظم پاکستان کی سیرۃ و سوانح ان کے فرزند بلند اقبال، عالم جلیل علامہ سید محمود احمد شارح بخاری نے "سیدی ابوالبرکات" کے نام سے تحریر فرما کر چھاپ دی ہے افسوس ہے کہ حضرت علامہ محمود احمد صاحب علیہ الرحمہ نے ابھی دو ماہ قبل ۱۲ر اکتوبر ۱۹۹۹ء کو وصال فرمایا۔

مبلغ اسلام حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالحکیم حکیم اللہ شاہ اشرفی میرٹھی کے فرزند ارجمند ۱۵ر رمضان المبارک ۱۳۱۰ ہجری مطابق ۳ر اپریل ۱۸۹۲ء کو محلّہ مشائخان میرٹھ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسہ قومیہ جامع مسجد خیر المساجد محلّہ خیر نگر میرٹھ میں داخل کرائے گئے۔ آپ کے استاد مولوی عبدالرحمان، قاضی احتشام الدین اور مولوی امجد علی سہارنپوری سب وہابی دیوبندی تھے، اور مدرسہ دیوبند کے فارغ تھے، مگر آپ ان کے عقائد باطلہ سے متاثر نہیں ہوئے۔ یہاں سے سولہ برس کی عمر میں درس نظامی کی تکمیل کر کے علوم جدیدہ کی طرف متوجہ ہوئے، اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ میں داخلہ لیکر میٹرک پاس کیا ڈویزنل کالج میرٹھ سے ۱۹۱۷ء میں بی اے پاس کیا، وکالت بھی پڑھی اور طب بھی پڑھی، کالج کی طالب علمی کے زمانے سے حضرت فاضل بریلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی مجلس سے فیض یاب ہوتے اور ان کی تصانیف کا مطالعہ بھی کرتے، بیعت ارادت بچپن ہی میں والد ماجد سے کی، علوم کی فراغت کے بعد بمبئی پہونچے اور معاشی ضرورت سے ایک فرم میں ملازمت کر لی، کچھ مدت کے بعد اس فرم کی طرف سے یورپی ممالک اور افریقہ میں ایجنٹ کی حیثیت سے جانا ہوا، فرم کے فرائض کی ادائیگی کے ساتھ تبلیغ اسلام میں بھی مشغول ہوئے۔

حضرت مبلغ اسلام کو تبلیغ و اشاعت اسلام اور مناظرہ و مکالمہ، مذاہب عالم کے مطالعہ کا شوق تھا، اپنے والد ماجد سے عرض کرتے، میں اسلام کا مبلغ بنوں گا خدا نے موقع دیا تو دنیا کے ہر حصہ میں اشاعت دین اسلام کروں گا، اس کا آغاز تحریک خلافت سے شروع ہوا، آپ کے دونوں بھائی مولانا شاہ احمد مختار صاحب اور خطیب العلماء مولانا نذیر احمد خجندی تحریکِ خلافت بمبئی کے سرگرم رکن تھے، آپ ان کے ساتھ جوش و خروش کے ساتھ کام کرنے لگے ۱۹۱۹ء میں پہلا حج و زیارت کا سفر فرمایا۔

۱۹۲۳ء میں سیلون کے مسلمانوں کی دعوت قبول فرما کر تشریف لے گئے، مسلمانوں کے آپسی اختلافات کو مٹا کر متحد فرمایا۔ ۱۹۲۴ء میں آپ مکہ معظمہ میں مقیم تھے ۱۹۲۸ء میں سیلون سے انگریزی اخبار "کب اسلام" جاری کرایا سیلون، برما، شام، انڈونیشیا، فرانسیسی، ہند، چین، ملایا چین، جاپان اور سنگاپور میں قیام فرمایا اور دنیا کے دیگر مذاہب کو دعوت اسلام دی۔ قادیانیوں کے اثر کو توڑا، امریکہ، جرمنی، فرانس، انگلینڈ اور دیگر یورپی ممالک کا زیادہ دورہ فرمایا، جدید علوم کے ماہرین نے آپ کی دعوت اسلام کو قبول کیا، مصر میں جماعت اخوان المسلمین کے مہمان ہوئے، مصر، عراق، شام، لبنان اور ترکی کا تبلیغی دورہ فرمایا اور دعوتی تقریریں فرمائیں۔ پاپائے روم کو دعوت اسلام دی، ہزاروں عیسائیوں کو آپ کی دعوت اسلامی نے حلقہ بگوش بنایا، چونکہ مسلم لیگ کے حامی و ناصر تھے اس لئے ۱۹۴۷ء میں کراچی تشریف لے گئے، اور صدر بازار میں قیام فرمایا آپ کی دینی، اسلامی، تبلیغی خدمات پر انگریزی، اردو، عربی اور دیگر زبانوں میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اس سے آپ کی شخصیت کی بلندی اور عزیمت کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔

حضرت مبلغ اسلام کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے بھی اجازت و خلافت ملی تھی، حضرت مبلغ اسلام علیہ الرحمہ حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی علیہ الرحمہ کی نوازشات خاص سے سرفراز ہوئے۔ فہرست خلافت میں ان کے متعلق لکھا ہوا ہے

"مولوی عبدالعلیم اشرفی بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز و ماذون فرمائے گئے"

اسی ربط و تعلق ارادت کے جذبہ اور حصول فیض کے لئے حضرت مبلغ اسلام بار بار کچھوچھا مقدسہ حاضر ہوا کرتے تھے اور خانقاہ سرکار کلاں میں عام شاہراہ کے دوسرے نمبر کے حجرہ میں مقیم ہوتے تھے۔ آپ نے سلسلۂ طریقت کا اجراء بھی وسیع پیمانہ پر فرمایا، تقریباً تین لاکھ مریدوں کا حلقہ تھا، آخر حیات میں مدینہ منورہ میں جا لئے تھے۔ ۲۲ر ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ مطابق ۲۲ر اگست ۱۹۵۴ء شب دوشنبہ کو وصال فرمایا فرد الافراد اعلم علماء مدینہ منورہ حضرت مولانا محمد علی حسین خیر آبادی مہاجر مدنی خلیفہ مجاز حضور پر نور اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی نے نماز جنازہ پڑھائی جنت البقیع میں مدفن ہوا۔

آپ کے فرزند ارجمند قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ اور داماد ڈاکٹر فضل الرحمن مرحوم سے آپ کا تبلیغی فیض کمال کے ساتھ جاری ہے ۔

حضرت مولانا شاہ عارف اللہ میرٹھی علیہ الرحمہ

عرفان اللہ شاہ

حضرت مولانا حبیب اللہ شاہ میرٹھی کے فرزند ارجمند حضرت مولانا شاہ عارف اللہ شاہ صاحب ۱۴؍شوال المکرم ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۹؍اکتوبر ۱۹۱۹ء کو میرٹھ کے محلہ خیر نگر میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ اسلامی عربی اندر کوٹ کے اساتذہ سے درسیات کی تکمیل کی، آپ کے والد نواب خیر اندیش خاں عالمگیری کی بنا کردہ جامع خیر المساجد خیر نگر کے امام وخطیب تھے، آپ ان کی نیابت کرتے اور وعظ و تبلیغ کے ذریعہ غیر مسلموں کو اسلام کی طرف راغب فرماتے، خطابت کی تربیت مبلغ اسلام حضرت شاہ عبدالعلیم صدیقی سے پائی، تقسیم ملک سے پہلے ہندوستان گیر پیمانہ کے خطیب ومقرر تھے، پورا ملک ہند آپ کی تقریروں سے فیض یاب ہوتا تھا۔

مسلم لیگ کے سرگرم رکن ہونے کی وجہ سے تقسیم کے بعد گرفتاری کا وارنٹ جاری ہو چکا تھا، اس کی اطلاع ملتے ہی ۱۹۵۰ء میں پاکستان کے لئے روانہ ہوگئے، کچھ عرصہ خوشاب میں اقامت کی، بعد ازاں راولپنڈی میں منتقل ہوگئے۔ مارچ ۱۹۵۳ء سے ماہنامہ سالک جاری کیا، جو بارہ سال جاری رہا، راولپنڈی میں دارالعلوم احسن البرکات قائم کیا، قومی ملی سرگرمی وہاں بھی جاری رکھی جمعیۃ علمائے پاکستان کے ممتاز قائدوں میں تھے۔

آپ نے حضور پرنور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ سے ۱۵؍ربیع الاول ۱۳۵۱ھ کو شرف بیعت حاصل کیا، فہرست خلفاء زمرۂ علماء میں آپ کا نام نامی بھی درج ہے۔

"مولانا عارف اللہ المخاطب بہ "عرفان اللہ شاہ" ابن مولوی حبیب اللہ شاہ امام مسجد جامع خیر نگر ۲۱؍ربیع الاول ۱۳۵۱ھ بعطائے تاج دلق ومثال خلافت مجاز وماذون فرمائے گئے"

حضرت ممدوح علم ومعرفت کے آفتاب وماہتاب تھے، سلسلۂ ارشاد بھی جاری تھا۔

حضرت مولانا حکیم عبد الاحد پیلی بھیتی علیہ الرحمہ

واحد اللہ شاہ

استاذ المحدثین حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ کے فرزند ارجمند تھے ۱۲۸۳ھ میں پیلی بھیت میں ولادت ہوئی، والد ماجد سے علوم کی تکمیل فرمائی، حضرت محدث سورتی جب پٹنہ کے مدرسہ حنفیہ کے مدرس اول ہو کر تشریف لے گئے، آپ بھی ہمراہ گئے، یہاں علوم وفنون کے اسباق پڑھے، ۱۹۱۳ء میں

تکمیل کے بعد لکھنؤ میں طب پڑھی، ایک عرصہ تک لکھیم پور میں مطب کیا، اس کے بعد پیلی بھیت چلے آئے، مطب کے ساتھ درس کا مشغلہ اختیار فرمایا، تاحیات مدرسۃ الحدیث میں پڑھاتے رہے، خطابت و تقریر میں خوب انداز تھا۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے سلطان الواعظین خطاب مرحمت فرمایا، بیعت کا شرف بھی انہیں سے حاصل کیا، حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مرادآبادی کا سلسلہ والد ماجد سے پایا، حضرت گنج مرادآبادی کی نواسی سے شادی ہوئی۔

حضور پرنور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ سے آپ کے حضرت والد ماجد کے روابط خصوصی تھے، حضور کے نواسہ عالی قدر حضرت محدث صاحب قبلہ نے حدیث پاک کا دور انھیں سے کیا تھا۔ حضرت سلطان الواعظین کی عقیدت بھی مثالی تھی، حضور پرنور کی خدمت میں کسب فیض کے لئے حاضر ہوتے حضور پرنور کی باطنی روحانی نوازشوں سے سرفراز ہوئے، اجازت وخلافت کی نعمت پائی، فہرست خلفاء طبقہ علماء میں آپ کا نام درج ہے۔

"مولوی عبدالاحد المخاطب بہ واحد اللہ شاہ ابن حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی بمقام کلکتہ بعطائے تاج دلق ومثال خلافت جمیع سلاسل میں یکم شعبان ۱۳۵۲ھ مجاز وماذون کئے گئے ساکنہ قدیم پیلی بھیت حال مقیم لاہور"

حضرت مولانا شاہ فضل الصمد معروف بہ حضرت شاہ میاں قبلہ عشق ومحبت میں وارفتہ حال بزرگ تھے، ان کا حلقہ وسیع تھا، خلفاء بھی بکثرت تھے۔

حضرت مولانا نواب رستم علی خاں اکبرآبادی علیہ الرحمہ

حضرت مولانا نواب رستم علی خاں علیہ الرحمہ اکبرآبادی چودہویں صدی ہجری کے علمائے کبار اور مشائخ عظام میں ممتاز مقام پر فائز تھے۔ ان کی علمیت پر مشیخیت غالب تھی، ان کی تصانیف نہایت بلند پایہ اور علم حقائق کے دقیق مباحث میں ہیں۔ راقم الحروف کے کتاب خانہ میں موجود ہیں آپ حضور پرنور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کے قدیم ترین محبوب ومقبول خلفاء میں ہیں، حضرت اشرف الاولیاء مولانا الحاج سید شاہ اشرف حسین صاحب قبلہ قدس سرہٗ نے انوار اشرفی میں حضور کے خلفاء میں آپ کا نام شامل کیا ہے، انوار اشرفی ۱۳۱۰ھ میں شائع ہوئی، نواب صاحب مرجع انام بزرگ تھے، آپ کے فیوض روحانی سے مخلوق کثیر تعداد میں فیض یاب ہوئی آگرہ میں وصال ہوا۔ خلفاء کے ذریعہ سلسلہ جاری ہے۔

مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن علیہ الرحمہ

حجت اللہ شاہ

آپ کے مورث اعلیٰ بلخ سے ہندوستان تشریف لائے، منصب قضاان سے متعلق ہوا۔ خاندان کے چند بزرگ بھدرک اڑیسہ میں مقیم ہوئے۔ دھام نگر اسٹیٹ کے رئیس عبدالرؤف صاحب آپ کے والد کے نانا تھے، ان کو نانا کی ریاست ملی حضرت مولانا کی ولادت ۱۳۲۶ھ میں دھام نگر میں ہوئی، تعلیم مختلف علماء سے حاصل فرماکر مدرسہ سبحانیہ الہ آباد گئے اور ربانی مدرسہ استاذ العلماء مولانا حافظ عبدالکافی صاحب الہ آبادی سے درسیات کی تکمیل فرمائی، علمی پیاس اجمیر شریف دارالخیر لئے گئی۔ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ درگاہ معلی میں دوسال پڑھنے کے بعد جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمہ سے دورۂ حدیث کیا۔ اس کے بعد تبلیغ کی طرف مائل ہوئے، دین پاک کی خدمت میں زندگی میں تکلیفیں اٹھائیں۔ آپ نے حضور پرنور مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ' سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ سیدی الوالد الماجد حضرت امین شریعت قدس سرہ کے مخصوص دوست اور دراست کے رفیق تھے، انھیں کے ذریعہ بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ صدر المشائخ حضرت مولانا سید شاہ اظہار اشرف صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہیں۔

"اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قبلہ علیہ الرحمہ نے حضرت مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ اشرفی کو سلسلۂ منوریہ اشرفیہ میں داخل کرتے ہوئے، اجازت وخلافت سے نوازا، حضور مجاہد ملت کی سادگی اور جذبہ دانی کو آہنی زنجیریں بھی نہ مٹاسکیں اور بلاشبہ سرکار اشرفی میاں علیہ الرحمہ کا فیض ہی تھا کہ آپ کسی فرعونی طاقت کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ حضرت موصوف کی سرکار اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی قبر انور پر حاضری کے وقت فرط محبت سے آنکھیں اشکبار ہو جایا کرتی تھیں، جس سے اہل ظاہر ان کے اوس قلبی لگاؤ کا اندازہ لگالیا کرتے تھے"

حضرت مجاہدِ ملت سے سلسلہ کا فیض بھی کافی پھیلا آپ نے بہت سے لوگوں کو خلافت واجازت بھی مرحمت فرمائی، بمبئی میں وصال ہوا، مرقد وطن میں مرجع خلائق ہے۔ فہرست طبقہ علماء میں آپ کا نام درج ہے۔

"مولوی حبیب الرحمٰن ابن شیخ عبدالمنان المخاطب بہ حجت اللہ شاہ سلسلہ منوریہ معمریہ میں بالخصوص اور کل سلاسل میں مجاز و ماذون فرمائے گئے دھام نگر ضلع بالا سور ۱۹/ جمادی الاخری ۱۳۴۹ھ۔ خلفاء کے ذریعہ سلسلہ قائم ہے۔

حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کو حضور پرنور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ سے عقیدت کاملہ تھی، نہایت احترام وعظمت و تعظیم شان سے حاضر ہو کر دعائیں لیتے تھے۔ اس کے شواہد ماہنامہ یادگار رضا بریلی اور جماعت رضائے مصطفیٰ کی رودادوں کے صفحات میں موجود ہیں، اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء کی عنایات و شفقت خاص سے خاص طور پر سرفراز ہوئے حضور نے حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب کو اپنی باطنی نعمت سے بھی نوازا، چنانچہ فہرست خلفاء طبقہ علماء میں ان کا نام نامی بھی درج ہے۔

"مولانا حامد رضا خان صاحب خلفِ اکبر مولانا احمد رضا خاں بریلوی بسلسلۂ قادریہ منوریہ معمریہ ۲۴/ ربیع الثانی بعطائے تاج دلق ومثال خلافت مجاز وماذون فرمائے گئے"

حضرت حجۃ الاسلام کا کچھوچھا مقدسہ شریف میں حاضری کے وقت ادب و عقیدت کا جو عالم ہوتا تھا، اس کا تذکرہ اب بھی کیا جاتا ہے۔ آپ کے اس طور و طریقہ پر آپ کے فرزند حضرت مولانا شاہ ابراہیم رضا خاں صاحب جیلانی علیہ الرحمہ پابند تھے اور یہاں کی حاضری کو سعادت دارین کہا کرتے تھے۔

حضرت مولانا مفتی محمد ابوذر سنبھلی علیہ الرحمہ

آپ فرید عصر عالم و درویش حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب سنبھلی کے فرزند ارجمند اور خود بھی عالم جلیل، مفتی نبیل اور باکمال تھے، تصوف و سلوک کے عارف و سالک تھے، حضور کے مخصوص خدام میں تھے، حضرت محدث صاحب " مجلی اشرفی "کچھوچھا مقدسہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"مرشد العالم حضور سید شاہ حاجی الحرمین ابو احمد محمد علی حسین صاحب قبلہ اشرفی جیلانی آخر ماہ شعبان المعظم میں رونق افروز آستانہ اشرفیہ ہوئے اس وقت دولت خانہ پر قیام ہے۔ اور ماہ رمضان المبارک تک یہیں قیام رکھنے کا عزم ہے، آپ کے ہمراہ دیگر رفقاء کے ساتھ جناب مولانا ابوذر صاحب سنبھلی بھی ہیں، جو آجکل زینت انجمن بنے ہوئے ہیں۔"

فہرست خلفائے کرام طبقۂ علماء میں ان کا نام درج ہے

"مولوی ابوذر صاحب اشرفی بنی اسرائیلی ابن مولانا مفتی عبدالسلام صاحب بعطائے تاج دلق مجاز و ماذون فرمائے گئے۔

حضرت مولانا شاہ رکن الدین الوری علیہ الرحمہ

آپ دہلی کے قدیم باشندے تھے، مولانا مفتی محمد مسعود متوفی ۱۳۰۹ھ اور علمائے مدرسہ عالیہ فتحپوری جامع مسجد دہلی سے علمی اکتساب کیا، شروع ہی سے تبلیغ اور رشد و ہدایت کی طرف توجہ تھی، میوات کے علاقہ میں دین پاک کی بڑی بڑی خدمت انجام دیں عام مسلمانوں کو احکام شریعت سے واقفیت کے لئے ایک مبسوط کتاب "رکن الدین" تالیف فرمائی جو بہت مقبول ہوئی، ایک بار مولوی اشرف علی تھانوی الور گئے، آپ ان کے پاس گئے اور ان کو حفظ الایمان کی ایمان سوز کفری عبارت کو مٹانے کا مشورہ دیا اور توبہ کی ہدایت کی، توبہ تو وہ کیا کرتے اپنی عادت کے مطابق بات بنائی کہ

"آج تک اتنی نرمی سے کسی نے بھی مجھ کو نہیں سمجھایا"

حضرت الوری کو حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ سے خصوصی فیض پہونچا فہرست خلفاء طبقۂ علماء میں آپ کا نام نامی درج ہے۔

"مولوی رکن الدین اشرفی ابن مولوی انوار الحق بعطائے تاج دلق و مثال خلافت بتاریخ ۹/ ذی الحجہ سہ شنبہ ۱۳۴۰ھ میں مجاز و ماذون کیے گئے سکنہ قدیم شہر دہلی وارد حال بھرت پور، محلّہ چاندباغ"

حضرت الوری کا وصال ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ء کو ہوا آپ کی قبر ریاست الور میں ہے۔ حضرت مولانا مفتی مظہر اللہ شاہ مفتی اعظم متوفی ۱۴/ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ اور صوفی اخلاق احمد خاں رام پوری ثم احمد آبادی سے آپ کا سلسلۂ فیض جاری ہے، حیدر آباد سندھ پاکستان سے آپ کی سوانح حیات شائع ہو گئی ہے۔

حضرت مولانا شاہ ابو الخیر فصیحی غازی پوری علیہ الرحمہ

شمس العلماء حضرت ابو الخیر ابن مولانا شاہ امانت اللہ صاحب غازی پور کے خانوادۂ علم و فضل و سلوک و تصوف کے فرد فرید تھے، جس کے ارکان کے فیض سے الہ آباد کے دائرہ شاہ اجمل نے آفاق عالم کو سیراب کیا، مولانا شاہ ابو الخیر کے دادا، حضرت مولانا محمد فصیح غازی پوری اپنے زمانہ کے نامور عالم و عارف تھے، انھوں نے وہابیان ہند کا بھرپور رد کیا۔ پٹنہ کے شہرۂ آفاق خادم دین و علم حضرت مولانا قاضی عبد الوحید فردوسی کے والد ماجد قاضی عبد الحمید اور ان کے خالو، شیخ احمد اللہ نے وہابیان صادق پور پٹنہ عظیم آباد کے سرخیل مولوی ولایت علی سے مولانا محمد فصیح کا مناظرہ کرایا تھا، مولانا شاہ امانت اللہ صاحب بھی وہابیان صادق پور کے گمراہ عقائد کا ہمیشہ رد کرتے رہے۔ مشہور وہابی عالم ابراہیم آروی کا ان کی وجہ سے ناطقہ بند تھا، مساجد احناف میں وہابیوں

کا داخلہ بند کرایا، یہی وہ وجوہات تھیں، جن کی وجہ سے مولوی حکیم عبد الحی رائے بریلوی سابق ناظم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے نزہۃ الخواطر کی آٹھویں جلد میں ان پر بدعات کے انتصار اور رواج کا الزام لگایا اور قلیل العلم لکھا، گویا کہ وہابیوں کا مذہب ہے کہ جو عالم بھی اس فرقہ کے عقائد باطلہ کا رد کرے وہ قلیل العلم ہے، مولانا شاہ امانت اللہ صاحب کا ۱۶/ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ میں وصال ہوا۔ حضرت شمس العلماء مولانا شاہ ابو الخیر صاحب غازی پوری انھیں کے فرزند ارجمند تھے، ان کو حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ نے اپنی خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ فہرست خلفاء طبقہ علمائے کرام میں ان کا اسم گرامی بھی مندرج ہے

"مولوی ابو الخیر فصیحی ابن مولوی محمد امانت اللہ ۲/ صفر ۱۳۵۲ھ بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز و ماذون کئے گئے محلّہ روئی منڈی غازی پور"

موصوف کے فرزند ارجمند حضرت مولانا ابو الوفاء فصیحی غازی پوری علیہ الرحمہ نے فن مناظرہ میں حضرت سیدی الوالد امین شریعت قدس سرہٗ سے استفادہ کیا، کواتھ ضلع شاہ آباد آرہ میں اسماعیل سنبھلی کی شکست ان کے کامیاب مناظر کی حیثیت کی روشن دلیل ہے۔ وہ اپنے زمانہ میں اہل سنت کے جلسوں کی آبرو تھے، جس میں اہل علم کا طبقہ کثرت سے جمع ہوا کرتا تھا، مولانا ابو الوفاء فصیحی کو حضرت محدث صاحب قبلہ علیہ الرحمہ سے بھی شرف خلافت حاصل تھی، وہ سلسلہ کا اجراء بھی فرماتے تھے۔ شمس العلماء کا ۱۹۳۰ء میں وصال ہوا۔

حضرت مولانا شاہ محمد رضوان غازی پوری علیہ الرحمہ

ضیاء اللہ شاہ

اپنے زمانہ کے معروف و نامور صاحب علم و فضل اور سلوک و معرفت بزرگ تھے، ان کے والد حضرت مولانا شاہ عبد السبحان علیہ الرحمہ بلند پایہ عالم و فاضل، مبلغ و مرشد تھے، مولانا شاہ رضوان غازی پوری کا استاذ زمن حضرت مولانا شاہ احمد حسن فاضل کانپوری علیہ الرحمہ کے نہایت بالغ استعداد اور سعادت مند شاگرد تھے۔ استاذ زمن کے بعد ان کا رسالہ " افادات احمدیہ"جو غیر مقلدین وہابی اور دیوبندی کی تابوت میں کیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت مولانا شاہ رضوان صاحب نے استاذ المکرّم کی یادگار میں طبع کرایا۔ موصوف رشد و ہدایت و تلقین کے ساتھ وہابیوں اور غیر مقلدوں کے حق میں شمشیر برّاں تھے، اس فرقہ کے علماء کا انہوں نے ناطقہ بند کر رکھا تھا، حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کی بارگاہ سے بھی فیض یاب ہوئے۔ فہرست خلفاء طبقہ علماء میں ان کا نام مرقوم ہے۔

"مولوی محمد رضوان اشرفی المخاطب بہ ضیاء اللہ شاہ ابن حضرت حاجی مولانا عبد السبحان صاحب غازی پوری بعطائے تاج دلق و مثال خلافت سلسلہ قادریہ منوریہ معمریہ میں ۱۰ر صفر یوم شنبہ ۱۳۴۷ھ مجاز و ماذون فرمائے گئے۔ موضع تھیہاڈاک خانہ خاص ضلع غازی پور۔

حضرت مولانا شاہ اکرام الحق گنگوہی علیہ الرحمہ

حضرت مولانا، حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاف میں تھے، جن کے دادا حضرت مخدوم صفی ردولوی، حضرت غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد رشید مرید و خلیفہ تھے۔ مولانا شاہ اکرام الحق علیہ الرحمہ نے علمائے رام پور سے درسیات کی تکمیل فرمائی، آپ ۱۳۴۰ھ میں بریلی کے دار العلوم منظر اسلام میں خدمت تدریس پر مامور تھے۔ آپ کو مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ سے بیعت ارادت اور اجازت و خلافت حاصل ہوئی، فہرست خلفائے کرام طبقۂ علماء میں آپ کی اجازت و خلافت سے سرفرازی مرقوم ہے۔

"مولوی محمد اکرام الحق اشرفی ابن فضل حق انصاری ۲۷ر صفر ۱۳۴۱ھ روز شنبہ بعطائے تاج دلق و مثال خلافت مجاز و ماذون فرمائے گئے، گنگوہ شریف ضلع سہارنپور"

آپ نے دین متین کی بے بہا خدمات انجام دیں، ارشاد و تلقین اور خطابت کی طرف خاص توجہ تھی، مرشد کے پاک دربار میں حاضری کا شرف حاصل کرتے تھے، عرس پاک مخدومی میں حاضر ہوا کرتے۔ آپ کی تقریر بھی ہوا کرتی، چنانچہ حضرت محدث صاحب قبلہ نے ۱۳۴۴ھ کے عرس پاک میں حضرت مولانا کی تقریر کا ذکر کلمات تحسین کے ساتھ تحریر فرمایا۔

"حسب معمول میلاد شریف کی محفل ہوئی جناب مولانا اکرام الحق صاحب فاضل گنگوہی کی عالمانہ تقریر کا نقش دلوں پر جم گیا۔"

حضرت مولانا سید مصباح الدین صاحب گلاؤٹھوی علیہ الرحمہ

سراج الاسلام

حضرت مولانا کا اصلی وطن مولود قصبہ گلاؤٹھی ضلع میرٹھ تھا۔ علماء میرٹھ اور علماء بدایوں سے علوم

کی تحصیل فرمائی، آپ اپنے زمانہ کے مشاہیر علماؤ مشائخ میں تھے، اورنگ آباد ضلع بلند شہر میں مصروف ارشاد و تلقین تھے، ان کی شخصیت میں تصوف و سلوک کا رنگ غالب تھا، بیعت و ارادت حضور پر نور اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ سے حاصل کی فہرست میں نام مندرج ہے۔

"سید مولوی مصباح الدین مظہر علی المخاطب بہ سراج الاسلام ساکن قصبہ گلاوٹھی حال مقیم اورنگ آباد ضلع بلند شہر، محلّہ سادات ۱۶ر رجب ۱۳۴۷ھ بعطائے تاج دلق، و مثال خلافت مجاز و ماذون فرمائے گئے۔"

فقیہ العصر حضرت علامہ مفتی عبد الرشید خاں فتحپوری علیہ الرحمہ

ارشاد اللہ شاہ

کانپور اور الہ آباد کے درمیان میں فتحپور ہسوہ مشہور مقام ہے، اس ضلع کے قصبات کوڑہ شریف جہاں آباد شریف اور ایریاں سادات مشہور مقامات متبرکہ ہیں، جس میں شرفاء و سادات کی آبادیاں کثرت سے ہیں، حضرت موصوف بھی افغانی پٹھانوں کے ایک معزز گھرانے میں محلّہ زیدون میں پیدا ہوئے، آپ کے برادر بزرگ استاذ العلماء وحید العصر حضرت مولانا المفتی عبد العزیز خاں اشرفی قدس سرہٗ حضرت صدر الافاضل مولانا الحکیم سید نعیم الدین اشرفی الجلالی مرادآبادی علیہ الرحمہ کی عنایت سے مرادآباد پڑھنے کے لئے گئے، آپ بھی چند برسوں کے بعد مرادآباد مدرسہ انجمن اہل سنت میں پہونچ گئے، مکمل تعلیم اسی مدرسہ میں حاصل کی، نہایت بالغ الاستعداد عالم ہوئے۔ آپ کی اور آپ کے رفقاء درس کی دستار بندی سے متعلق حضرت صدر الافاضل کے نائب حضرت تاج العلماء شیخ الحدیث والتفسیر علامہ اجل مفتی عمر نعیمی اشرفی قدس سرہٗ نے ماہنامہ السواد الاعظم مرادآباد بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ میں۔

نئے علماء

کے زیر عنوان فرمایا۔

"۲۰ر تا ۲۳ر شعبان ۱۳۴۵ھ مدرسہ اہل سنت و جماعت مرادآباد کے شاندار جلسے ہوئے تیسرے روز ۱۳ر طلبہ کی دستار بندی کی گئی، دستار بندی کا منظر قابل دید تھا، نئے علماء، مسند علماء کے دائیں بائیں دو رویہ بیٹھے تھے، جلسہ کے شباب کے وقت علمائے اسلام نے ان کی دستار بندی فرمائی اور مدرسہ کی جناب سے انھیں سند فراغت عطاء ہوئی، دستار بندی کے بعد حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ نے طلبہ سے مخاطب ہو کر ایک ایسی تقریر فرمائی

جس نے دل ہلادئے۔ طلبہ کی ہچکیاں بندھ گئیں، مجمع تمام رورہا تھااور خود حضرت صدرالافاضل مدظلہ بھی رقت سے بے قرار تھے، اس تقریر میں طلبہ اور طالب علم کی فضیلت طلبہ کی محنت اور زمانہ تعلیم کی شفقتیں طالب علم کا مقصد اور غایت بیاں فرماتے ہوئے فرمایا ہم آپ کے مراتب سے واقف ہیں مگر ہم اعتراف کرتے ہیں کہ ہم آپ کی خدمت گذاری کا فرض اچھی طرح ادا نہیں کر سکے اور آپ کے زمانہ تحصیل میں ہم سے خدمت شایان شان انجام کو نہیں پہونچ سکی، اس وقت آپ رخصت ہورہے ہیں، ہم آپ سے فروگذاشتوں کی معافی چاہتے ہیں"

ان کلموں نے تمام مجمع کو بے تاب کر دیا، ہر شخص زار و قطار رو رہا تھا، اسکے بعد طلبہ کو ہدایتیں فرمائیں اور ارشاد فرمایا، کہ یہ ہماری بہت سی امیدیں تمہاری اس کامیابی کے ساتھ وابستہ تھیں فضل ربی سے یقین ہے کہ اب وہ پوری ہوں گی، حضرت قبلہ مدظلہ العالی کی اس تقریر کے بعد طلبہ کی طرف سے مولوی عبدالرشید صاحب فتحپوری نے اٹھکر برجستہ وبرمحل تقریر کی جس میں مدرسہ اور اساتذہ اور خصوصیت کے ساتھ حضرت موصوف کا شکریہ ادا کیا اور اظہار کیا کہ

"در حقیقت آپ کے الطاف و عنایات وہ تھے کہ ہم والدین کی محبت کو بھول گئے اور ہمیں فراق کے کلمے بہت شاق گذرے ہم عاقبت میں بھی آپ کے دامن دل کے ساتھ وابستہ رہنے کے آرزو مند ہیں، تمام ہدایات پر دل وجان سے عامل رہیں گے، اور فرماں برداری میں کبھی قصور نہ ہوگا"

حضرت مفتی صاحب نے الفاظ و معانی کے حصول اور تکمیل مقاصد کے بعد وصول الی المطلوب کی غرض سے مرادآباد ہی میں حضور پرنور قدسی منزلت عظیم البرکت مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کے دست مبارک پر بیعت ارادت کا شرف حاصل کیا، آپ عالم باعمل اور درویش باشغل اور محبت و شفقت کے پیکر تھے، آپ کے ذریعہ آپ کے استاذ گرامی حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمہ کے علوم کا کافی پھیلاؤ ہوا اور سلسلۂ رشد وارشاد تعلیم و تلقین باطنی کا بھی فیضان جاری ہوا، سی، پی کے علاقہ ناگپور میں بے سروسامانی اور سوکھی روٹیاں کھاکر فاقے کر کے علوم اسلامیہ کا ارادہ جامعہ عربیہ اسلامیہ قائم فرمایا اس کو فروغ دیا۔ صوبہ سی، پی وبرار جیسے کورہ علاقہ میں علم وعلماء اور مبلغین اسلام کی کثیر تعداد تیار کر کے اشاعت علوم اسلامیہ کا سرمایہ فراہم کر دیا۔

سیدی مولائی حضرت نورالمشائخ مولانا الحاج سید شاہ اظہار اشرف مدظلہ العالی رقمطراز ہیں کہ

"حضرت قبلہ کے مرید و خلیفہ میں حضرت علامہ مفتی عبدالرشید خاں صاحب قبلہ اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی بھی تھی، اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت کی پارسائی و جذبہ ذہنی کا سبھی کو اعتراف رہا ہے، کچھ عرصہ تک جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف

میں بھی تدریسی خدمات انجام دیتے رہے اور موجودہ دور کے خانوادۂ اشرفیہ کی جلیل القدر ہستیوں میں آپ سے اکتساب فیض کرنے والے موجود ہیں اور اتنا عرصہ گذر جانے کے بعد بھی کچھوچھا مقدسہ کا ہر وہ فرد جس کو حضرت کی صحبت میں رہنے کا کچھ بھی اتفاق ہو گیا ہے، وہ آج بھی یاد کرتا ہے کچھوچھا مقدسہ سے تشریف لے جانے کے بعد سرزمین ناگ پور میں جامعہ عربیہ اسلامیہ کے نام سے ایک عربی ارادہ قائم فرماکر مدھیہ پردیش میں مسلک اہل سنت کا ایک مستحکم قلعہ تعمیر کر دیا اور آج بھی بحمدہٖ تعالیٰ وہ ادارہ سنیت کی اشاعت میں نمایاں کام انجام دے رہا ہے"

اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ کے حکم سے تیار شدہ فہرست مثال خلافت واجازت نامہ میں طبقۂ علماء کے اکسٹھویں نمبر پر حضرت مفتی صاحب کا نام نامی درج ہے۔

"مولوی عبدالرشید خاں ابن عظمت اللہ خاں المخاطب بہ خطاب "ارشاد اللہ شاہ" بعطائے تاج و دلق و مثالِ خلافت بسلسلۂ قادریہ مخصوص بسلسلۂ قادریہ منوریہ میں ۱۰ ربیع الاول یوم جمعہ ۱۳۴۸ھ مجاز و ماذون فرمایا گیا۔"

استاذ العلماء حضرت مولانا محمد یونس نعیمی اشرفی سنبھلی علیہ الرحمہ

بحر الاکمال

حضرت موصوف ہندوستان کے نامور عالم و محدث تھے، حضرت صدرالافاضل مرادآبادی سے ان کے مدرسہ انجمن اہل بیت میں علم کی تحصیل و تکمیل فرمائی، اسی مدرسہ میں تدریسی فرائض انجام دیے، علماء کبار کو آپ سے تلمذ کا شرف حاصل ہوا، آخر میں اسی مدرسہ کے جو بعد میں جامعہ نعیمیہ کے نام سے مشہور ہوا، مہتمم مقرر ہوئے، آپ کا دونوں دور، درخشاں رہا، بیعت وارادت کا شرف قدسی منزلت حضور پرنور سے حاصل ہوا، خدمت گزاری کے شرف سے بھی ممتاز ہوئے، محبوبیت و مقبولیت سے سرفراز تھے، آخری سفر حج و زیارت میں ہمرکابی و معیت کی نعمت حاصل ہوئی، اس میں شک نہیں کہ حضرت موصوف عشاق میں تھے، کثرت سے حضور پرنور کے احوال و واقعات بیان فرماتے تھے، راقم الحروف بھی موصوف کی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔ فہرست خلفائے کرام طبقۂ علماء میں آپ کا نام نامی بھی مندرج ہے۔

"مولوی محمد یونس ابن حافظ اسرار حسن سنبھلی خطاب "بحر الاکمال" بعطائے تاج و دلق و مثال خلافت و عمل مقراض مجاز و ماذون فرمائے گئے"۔

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی امتیاز احمد انبیٹھوی علیہ الرحمہ

اعزاز اللہ شاہ

حضرت موصوف دار العلوم معینیہ عثمانیہ درگاہ معلیٰ دار الخیر اجمیر مقدس میں درجہ علیاء کے مدرس اور دار الافتاء کے مفتی تھے، ان کے تلامیذ علماء کبار ہوئے، انہوں نے حضور پر نور قدسی منزلت اعلیٰحضرت سے بیعت و ارادت کی نعمت پائی اور شرف خلافت واجازت سے مشرف ہوئے فہرست خلفاء طبقۂ علماء میں نام نامی درج ہے۔

"مولوی امتیاز احمد المخاطب بہ اعزاز اللہ شاہ ابن مختار احمد ۲۰ر جمادی الاول ۱۳۵۳ھ بعطائے تاج و دلق و مثال خلافت مجاز وماذون فرمائے گئے، انبیٹھ ضلع سہارنپور"

حضرت مولانا شمس الہدیٰ علیہ الرحمہ

ضیاء الاسلام

فہرست خلفاء علماء میں آپ کا نام نامی ان لفظوں میں مرقوم ہے۔

"مولوی شیخ شمس الہدیٰ المخاطب بہ ضیاء الاسلام ابن محمد امجد علی صاحب مفتی الہند ۲۹ر ذی الحجہ دوشنبہ ۱۳۳۹ھ بعطائے تاج و دلق و مثال خلافت مجاز وماذون فرمائے گئے کریم الدین پور گھوسی ضلع اعظم گڈھ"

حضرت مولانا شاہ قمر الدین اشرفی اکبرآبادی علیہ الرحمہ

نور اللہ شاہ

حضرت موصوف آگرہ کے باشندہ تھے، فہرست خلفاء طبقہ علماء میں آپ کا نام نامی لکھا ہوا ہے۔

"مولوی قمر الدین المخاطب بہ نور اللہ شاہ ابن شیخ نصیر الدین قریشی بعطائے تاج و دلق و مثال خلافت و قمیص خلیفہ ہوئے ۲۳ر شوال پنجشنبہ ۱۳۴۷ھ۔"

ممدوح سے سلسلہ بہت جاری ہوا، ایٹہ مین پوری فرخ آباد راجپوتانہ حلقوں میں ارادت وسیع ہے اس وقت آپ کے خلفاء مصروف ارشاد و تلقین ہیں۔

حضرت مولانا شاہ رشید الدین فردوسی بہاری علیہ الرحمہ

ارشاد اللہ شاہ

حضرت موصوف جناب حضور امین الاولیاء مرشد الانام حضرت مولانا شاہ امین احمد فردوسی علیہ الرحمہ

سجادہ نشین آستانہ حضرت مخدوم جہاں سلطان المحققین مخدوم شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند تھے، حضور پر نور قدسی منزلت اور آپ کے حضرت پیرو مرشد حضرت اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ حضور امین الاولیاء کے فیض یافتوں اور عشاق میں ہیں حضرت شاہ رشید الدین احمد صاحب کو اجازت وخلافت سے نوازا، فہرست طبقۂ سادات میں ممدوح کا نام نامی مندرج ہے۔

"سید شاہ رشید الدین احمد ابن سید شاہ امین الدین احمد سجادہ نشین آستانہ حضرت مخدوم الملک المخاطب بہ ارشاد اللہ بعطائے تاج و دلق مثال خلافت ۱۹ر محرم الحرام یوم دوشنبہ ۱۳۴۸ھ مجاز وماذون فرمائے گئے"

حضرت مولانا شاہ محمد قائم داناپوری علیہ الرحمہ

قیام اللہ شاہ

حضرت مولانا شاہ محمد قائم قتیل داناپوری مشاہیر مشائخ اور مبلغین اسلام میں تھے، ان کا تعلق حضرت امام تاج فقیہ کے خانوادہ سے تھا، داناپور شاہ ٹولی کے شاہ صاحبان کا خاندان معظم و مکرم مانا جاتا ہے یہاں سلسلہ چشتیہ نظامیہ حضرت مخدوم خواجہ سراج عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے جاری ہے حضرت شاہ قائم قتیل چشتی نظامی نے حضور سیدی و مرشدی قبلۂ جسم و جان والدی المکرم حضرت امین شریعت مولانا الحاج شاہ رفاقت حسین صاحب قبلہ قدس سرہٗ سے داناپور میں بوقت ملاقات ارشاد فرمایا، کہ مجھے بھی حضور پر نور سرکار کچھوچھا مقدسہ نے اجازت و خلافت سے نوازا تھا، شاہ صاحب کا نام نامی فہرست طبقہ علماء میں بالفاظ ذیل موجود ہے۔

"مولوی شاہ محمد قائم حسین سراجی داناپوری المخاطب بہ قیام اللہ شاہ بعطائے تاج و دلق و عمل مقراض و مثال خلافت جمیع سلاسل میں خلیفہ کئے گئے داناپور ۲۹ر محرم ۱۳۴۸ھ"

حضرت مولانا شاہ افتخار الحق علیہ الرحمہ

موصوف بڑے نامور تھے، بڑے بڑے علماء اور حکماء سے معارضہ کیا، ان کا علمی طنطنہ بلند تھا، حضور پر نور قدسی منزلت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ سے حکیم صاحب نے خصوصی اکتساب فیوض و برکات کیا، حکیم صاحب کا سلسلہ ارشاد بہت پھیلا ہوا تھا، بہت سے باکمالوں کو آپ نے اجازت و خلافت عطا فرمائی، فہرست طبقۂ علماء میں نام درج ہے۔

"مولوی محمد افتخار الحق ابن محمد انصار الحق ساکن سرایا۔ ۸ر جمادی الاولیٰ ۱۳۴۹ھ میں بعطائے تاج و دلق و مثال خلافت مجاز وماذون فرمائے گئے۔"

مولانا افتخار الحق صاحب موضع سرواہا ضلع سیتا پور میں مقیم تھے وہاں سے کلکتہ تشریف لے گئے مطب کے ساتھ دور ارشاد زوروں میں جاری ہوا، صاحب نسبت وجدو حال اور باکیفیت بزرگ تھے، یہاں ہی وصال ہوا آپ کی خانقاہ درگاہ محلّہ توپسیا کلکتہ میں مرجع خلائق ہے سالانہ عرس بھی شاندار طریقہ پر ہوتا ہے۔

حضرت مولانا حکیم سید آل حسن علیہ الرحمہ

موصوف کی جائے پیدائش قصبہ چاندپور ضلع بجنور یوپی ہے، آپ خانوادہ غوثیہ کے رکن رکین تھے علوم و فنون پر کامل دسترس حاصل تھی، خدمت خلق اور معاش کے لئے طب پڑھی، اور ہاپوڑ ضلع میرٹھ میں مطب جاری کیا، حضور پر نور اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کی زیارت ودید سے مشرف ہوئے تو دل ان کی طرف کھنچا اور مرید ہوگئے، اور کسب سلوک کیا حضور پر نور نے آپ کی نرالی شان سے تعلیم و تلقین کی اور سلوک کے مدارج طے فرمائے، نقیب الاشراف حضرت نور المشائخ مولانا الحاج سید شاہ اظہار اشرف صاحب قبلہ مدظلہ سجادہ نشین آپ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

"اعلیٰ حضرت محبوب ربانی کے ایک مشہور خلیفہ حضرت مولانا سید آل حسن ہاپوڑی بھی تھے، جو یقیناً فی الشیخ تھے، ہر لحہ اور ہر گفتگو میں شیخ کی پاکیزہ صورت وسیرت اور کمالات ظاہری وباطنی کا تذکرہ کرتے رہتے تھے، تقسیم ہند کے بعد پاکستان تشریف لے گئے، اون کا معمول تھا، کہ ہمیشہ عرس شریف میں شرکت فرماتے تھے، ان کے لئے خانقاہ میں ایک کمرہ مخصوص تھا، سرکار اشرفی میاں نے ان کے لئے فرمایا تھا کہ "میں نے اپنے اس فرزند کو ایسی راہ میں ڈالدیا ہے، جہاں فرشتے بھی گھبراتے تھے"

تمام سلاسل کی اجازت کے ساتھ سلسلہ ملامتیہ کی بھی اجازت تھی اس سلسلہ کی اجازت میری معلومات میں صرف حضرت سید صاحب کو حاصل تھی،

آپ کا وصال رمضان المبارک میں کراچی میں ہوا حضرت عبداللہ شاہ کے جوار میں مدفون ہوئے آج بھی ان کی قبر پر عشق کی گرمی اہل دل محسوس کیا کرتے ہیں"

حضرت حکیم صاحب حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء کے آخری علالت کے زمانہ میں حاضر خدمت تھے، آخری شب میں حضور نے آپ سے ارشاد فرمایا تھا کہ

آج کی شب اگر گذر گئی تو گیارہ برس اور فقیر کی عمر کے بڑھادئے جائیں گے

فہرست خلفاء کرام میں آپ کے بارے میں ہے کہ

"مولوی حکیم سید آل حسن بن سید خورشید علی قادری رزاقی المخاطب بہ احسن اللہ شاہ اولاد حضرت محبوب سبحانی پنجشنبہ ۵ رذی الحجہ ۱۳۳۶ھ ساکن چاندپور ضلع بجنور"

امین شریعت مفتی اعظم حضرت مولانا شاہ رفاقت حسین قدس سرہٗ

قبلۂ جسم و جان سیدی مولائی و مرشدی مفتی اعظم امینِ شریعت شمس طریقت مولانا الحاج شاہ رفاقت حسین قدس سرہٗ کی ولادت ماہ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ کی پہلی جمعرات مطابق ماہ کاتک ۱۳۱۶ فصلی ضلع مظفر پور میں ہوئی۔

حضرت اقدس امین شریعت مفتی اعظم قدس سرہٗ کے مورث اعلیٰ حضرت مخدوم جلال الدین چشتی قدس سرہٗ مشہدِ مقدس سے حاجی پور تشریف لائے، اور "جروحا" میں مقیم ہوئے، کنزالانساب اور آثارات پھلواری شریف اور بکثرت ملفوظات میں ان کا اور ان کے اولادوں کا ذکر خیر موجود ہے حضرت مخدوم کو حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے ۶۰۳ھ میں ارادت واجازت وخلافت کا شرف حاصل ہوا۔

ان کے فرزند ارجمند حضرت مخدوم ابراہیم چشتی علیہ الرحمہ کا شمار اولیائے کبار میں ہوتا ہے، ان کے فرزند حضرت مخدوم آدم صوفی چشتی تھے، اگرچہ اپنے والد ماجد کے مرید و خلیفہ و جانشین تھے مگر بلند پرواز اور عالی حوصلہ تھے اسلئے موضع عالم پور جٹھلی شریف میں حضرت مخدوم شہاب الدین پیر جگ جوت قدس سرہٗ متوفی ۶۶۶ھ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض یاب ہوئے، گیارہویں صفر ۷۶۶ھ پر وفات پائی وفات کے وقت آپ کی عمر ایک سو تیرہ برس کی تھی آپ کی درگاہ پکی درگاہ شریف کے نام سے مشہور ہے۔

آپ کے صاحبزادہ حضرت مخدوم حمید الدین صوفی چشتی متوفی ۷۷۰ھ آپ کے مرید و خلیفہ اور جانشین ہوئے، ان کی شادی حضرت مخدوم شہاب الدین پیر جگ جوت کی سب سے چھوٹی دختر حضرت بی بی جمال سے ہوئی اس لئے اپنے خسر حضرت پیر جگ جوت کے زیادہ محبوب تھے چونکہ حضرت پیر جگ جوت فرزند نہیں تھے اور آپ مجاز و خلیفہ بھی تھے اس لئے جانشین بھی ہوئے، آپ کے فرزند حضرت مخدوم تیم اللہ سفید باز قدس سرہٗ کے علاوہ والد ماجد کے اپنے حقیقی خالہ زاد بھائی حضرت مخدوم جہاں سلطان المحققین مخدوم شرف الدین یحیٰ منیری متوفی ۷۸۲ھ سے خرقہ خلافت پہنا ان کے علاوہ حضرت مخدوم سید نصیر الدین چراغ دہلی علیہ الرحمہ متوفی ۷۵۶ھ سے بھی اجازت پائی حضرت مخدوم سفید باز کے حقیقی خالہ زاد بھائی مخدوم سید احمد چرم پوش چشتی تھے حضرت نور قطب عالم چشتی نظامی سراجی کے حقیقی ماموں تھے حضرت سفید باز کے ایک خلیفہ حضرت مخدوم شمس الدین ثمن ساکن اروَل شریف تھے انھوں نے حضرت غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ سے اروَل شریف میں تشریف آوری کے وقت ملاقات فرمائی حضرت مخدوم سفید باز اپنی سسرال بہار شریف چلے گئے تھے۔ یہاں ہی نویں محرم ۷۹۰ھ میں وفات پائی۔

ان کے اخلاف، جٹھلی شریف جرو حاشریف بہار شریف آنگلہ شریف وغیرہ مقامات پر آباد ہوئے حضرت میر عبد اللہ کے پر پوتے میر شاہ جلال الدین جرو حاشریف سے ترھت کے علاقہ پر گنہ بسارہ کے موضع جہانی پوری میں بعہد شاہ جہانی منتقل ہوئے یہاں سے بھوانی پور آکر آباد ہوئے اس گاؤں میں مختلف اقوام غیر مسلموں کی آبادی تھی اب مسلم آبادی ہے جس میں مختلف نسلوں کے افراد بستے ہیں اس بستی میں سیدی مرشدی حضرت امین شریعت قدس سرہ تک ۱۴ر نسلیں گذر چکیں ہیں۔

حضرت امین شریعت مولانا شاہ رفاقت حسین ابن مولوی عبد الرزاق صاحب ابن مولانا حسین بخش ابن شاہ خدا بخش ابن شاہ جلال الدین ابن شاہ مجیب اللہ ابن شاہ محبّ اللہ ابن شاہ نجیب اللہ ابن شاہ جلال الدین ابن شاہ خوشحال الدین ابن میر دہائی ابن حضرت مخدوم عبد اللہ چشتی ابن حضرت مخدوم تیم اللہ سفید باز ابن حضرت مخدوم حمید الدین صوفی ابن آدم صوفی ابن سید ابراہیم چشتی ابن سید جلال الدین چشتی ابن حسین ابن محمود ابن ابراہیم بلخی ابن محمد ابن محمود ابن یعقوب ابن احمد ابن اسحاق ابن عمر زید ابن محمد صوفی ابن قائم ابن علی اصغر ابن عمر اشرف ابن امام زین العابدین ابن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت امین شریعت نے قرآن شریف اور ابتدائی تعلیم اپنے نانا حاجی شاہ وارث علی مرحوم سے پائی۔ فارسی و عربی مولانا افضل اور مولانا محمد طاہر عارض پوری کی خدمت میں تحصیل فرمائی، قرآن پاک اور ابتدائی تعلیم کے بعد بہار شریف مدرسہ عزیزیہ میں حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب اور حضرت مولانا شاہ حبیب الرحمٰن صاحب سے متوسطاً‌ت تک تعلیم حاصل کر کے مدرسہ حنفیہ جون پور میں حضرت مولانا عبد القادر سرحدی سے منطق واصول فقہ کا خصوصی درس لیا استاذ العلماء مولانا مفتی محمد قائم فرنگی محلی سے علوم وفنون بالغ نظری سے پڑھا، اس کے بعد اپنے برادر معظم کے پیرومرشد حضرت مولانا سید شاہ طاہر اشرف دہلوی کے مشورہ سے دار الخیر درگاہ معلی اجمیر مقدس کے دار العلوم معینیہ عثمانیہ میں ۱۳۴۶ھ تا ۱۳۵۰ھ تکمیل اعلیٰ کے طالب علم رہے، طلبہ میں ذہانت وذکاوت میں سب سے ممتاز تھے، آخری امتحان میں خیالی معرکۃ الآرا کتاب تھی ممتحن حضرت خاتم الحکماء علامہ فضل حق رام پوری نے اس کتاب میں نوے نمبر لکھے، اور معائنہ میں تحریر فرمایا کہ:

" صداقت کے ساتھ میری رائے ہے کہ تکمیل اعلیٰ کے طلبہ کی استعداد روشن ہے مجمع عام میں جبکہ حواس کا مجتمع ہونا دشوار ہے میں طلبہ کے عالمانہ جواب سے بے حد مسرور ہوا"

" حضرت قبلہ گاہی اس جماعت کے خاص الخاص اور ممتاز رکن تھے جس کے بارے میں آپ کے اُستاذ مکرم حضرت صدر الشریعہ مولانا حکیم امجد علی صاحب فرماتے تھے کہ

"میری پوری تدریسی زندگانی میں صرف یہی ایک جماعت ملی جس کا ہر فرد ذی استعداد ہے

تحصیل حکمت ودانش کے بعد اکتساب علم انوار الٰہی کی دولت بے بہا بھی اجمیر مقدس میں پائی۔" راقم الحروف کے سوال کے جواب میں فرمایا۔

حضرت صدر الشریعہ کی ترغیب سے بیعت کا شرف حاصل ہوا بیعت کے ارادہ سے حاضر ہوا طالب علمانہ انداز میں عرض کیا، سلسلۂ قادریہ منوریہ میں داخل فرمائیں میرے ساتھیوں کو مرید فرمالیا اور مجھے مرید نہیں فرمایا دوسرے دن پھر حاضر ہو کر گذارش کی فرمایا اس سلسلہ میں مرید کی عمر ستر برس کی ضرور ہونی چاہئے عرض کیا اتنی عمر تو ہے فرمایا جب ہے تو آؤ مرید ہو جاؤ، جمعرات ۲۷/ ذی قعدہ ۱۳۵۰ھ داخل سلسلہ ہوا، مطبوعہ سلسلہ عالیہ وقادریہ چشتیہ اشرفیہ کی پشت پر قلم خاص سے شجرہ عالیہ قادریہ منوریہ تحریر فرما کر عطاء فرمایا اور مرید بھی کیا اور پیر بھی بنایا۔

راقم الحروف نے عرض کیا کہ اجمیر شریف میں حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قدس سرہٗ کی خدمت کا موقع خوب ملتا رہا ہوگا، فرمایا۔

" حضرت کو عمائد شہر گھیرے رہتے تھے، یہ موقع کچھوچھا مقدسہ کی حاضری کے وقت حاصل ہوتا تھا"

آخر زندگانی میں جب بسلسلۂ علاج حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء کی بارگاہ میں مقیم تھے راقم الحروف نے سوال کیا آپ نے اپنے پیرومرشد کو کیسا پایا؟ فرمایا،

"حبیب میاں (رئیس جائس شریف) نے اپنا خواب بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شاہ علی حسین صاحب کے امام باڑہ میں حضرت غوث پاک کرسی پر رونق افروز ہیں، صبح کو وہاب گنج بازار گیا اور بتاشہ لے کر آیا اور مرید ہو گیا"

حضرت قبلہ اجمیر مقدس سے بریلی آئے یہاں حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کا قرب خاص حاصل ہوا۔ انھوں نے رضوی دار الافتاء کا صدر مفتی مقرر کیا، تدریس کے لئے کتابیں سپرد کیں، ان سے باصرار بیضاوی کے پانچ اسباق پڑھے۔ اس کے بعد حجۃ الاسلام نے کہا، آپ کی خواہش پوری ہو گئی، حضرت قبلہ گاہی نے عرض کیا، میری غرض نسبت تلمذ حاصل کرنا تھی۔ حجۃ الاسلام نے فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھایا، فارغ ہو کر اجازت مطلقہ عطاء فرمائی، اور فرمایا وہ وقت قریب ہے جب آپ مقام قرب میں ہوں گے، فقیر کو دعاؤں میں یاد رکھیں گے، حضرت قیام گاہی کی حاضری اور واپسی کے وقت حضرت حجۃ الاسلام کھڑے ہو جاتے حاضرین مجلس نے جب بار بار اس امر کا ظہور دیکھا تو پوچھ لیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں، آپ نے فرمایا

"وہ وقت قریب آنے والا ہے جب یہ بڑے مرتبے پر فائز کئے جائیں گے"

حضرت حجۃ الاسلام نے جائس شریف کے دارالعلوم محمدیہ کا صدر المدرسین بنا کر بھیجا، یہ قصبہ اشراف و مشائخ کا مرکز ہے حضرت قبلہ گاہی کو یہاں زبردست قبول عام حاصل ہوا، اس دارالعلوم میں آپ کے رفیق درس حضرت مولانا محمد سلیمان اشرفی بھاگلپوری اور حضرت مولانا غلام یزدانی اعظمی آپ کے ساتھ مصروف تدریس تھے، جائس شریف خانوادۂ اشرفیہ کے سجادہ نشین شاہ حضور اشرف صاحب تو والہ و شیدا تھے، یہی حال پورے خانوادے کا تھا، کانپور و احمد آباد جہاں بھی تشریف فرما ہوئے اشراف علماء و مشائخ کے خانوادے کے ارکان سب سے پہلے قریب آئے، یعنی خواص و اشراف کا آپ کے گرد اجتماع پہلے ہوتا تھا۔

جائس شریف میں دارالعلوم کی طرف سے سالانہ جلسہ ہوا کرتا تھا، ایک دفعہ حضرت صدرالشریعہ کو بلایا اور چند حضرات کو بیعت کے لئے حاضر کیا، مگر ان میں سے چند کا اصرار آپ ہی سے بیعت کے لئے ہوا مجلس میں حاضر ہونے کے باوجود حضرت صدرالشریعہ کے سامنے اپنی بات دہرادی، اور بیعت نہیں ہوئے۔ شب میں خدمت گذاری کے وقت حضرت نے فرمایا، جب ان کا اصرار تمہیں سے بیعت کے لئے ہے تو ان کو مرید کرلو ہماری طرف سے تم کو اجازت ہے۔ حضرت قبلہ گاہی نے فرمایا، کہ حضرت صدرالشریعہ نے سمجھا کہ شاید مجھ کو اجازت و خلافت نہیں ہے۔

حضرت قبلہ جسم و جان قدس سرہٗ کو کثیر مشائخ سے بلا طلب اجازت تھی، مگر بیعت سلسلۂ عالیہ قادریہ چشتیہ اشرفیہ میں کرتے تھے۔ اخذ بیعت کا سلسلہ عمومیت سے ۱۳۷۲ھ کے بعد حضرت قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی اور حضرت محدث اعظم ہند کے اصرار و ارشاد سے جاری ہوا۔ بوقت وفات تقریباً تین لاکھ افراد سلسلۂ بیعت سے وابستہ تھے۔ حضرت سیدی الوالدی المرشد قدس سرہٗ کے سلسلہ ارشاد کا ایک امتیاز یہ بھی تھا، کہ اس کے افراد ہندوستان کے قدیم ترین خانوادۂ علم و معرفت کے ممتاز ارکان ہیں، جن میں خانوادہ اشرفیہ ، خانوادۂ جلالیہ بخاریہ ، خانوادۂ ترمذیہ ، خانوادۂ مداریہ ، خانوادۂ غوثیہ ، اور خانوادۂ ولی اللّٰہی کے پیر زادگان ہیں، ۲۴/ افراد کو خلافت و جازت سے نوازا، قوت قلبی اور باطنی صفا کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی بات کسی وقت جذبہ سے فرمائی راقم الحروف کے بھی مشاہدہ میں آئی کہ وہ بات بکرمہ تعالیٰ ہو کر رہی، آپ کی زبان غیبت سے آلودہ نہیں ہوئی۔ کوئی مکروہ لفظ زبان سے ادا نہیں ہوا، خوشی کے لمحات میں بھی زبان پر غیر معمولی قابو رہا، اپنی طرف سے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کی، جس سے اختلاف و فتنہ کی پرورش ہو، اتحاد کے زبردست علم بردار، گروپ بندی سے نفور رہے، خاندان و اہل وطن کے بزرگوں کے مرشد اور آنکھوں کا نور رہے۔ علوم ظاہری میں کمال رسوخ و تبحر تام تھا اپنے استاد حضرت صدر الشریعہ کے مایۂ ناز تلمیذ تھے، پھر بھی حقیقت یہ ہے کہ آپ معرفت مشیخت کے طبقہ کے خصوصی فردِ فرید تھے۔ آخر زمانہ حیات میں بمقام جوار حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ قدس سرہ ارشاد فرمایا۔

"ہم تھے تو دوسری لائن کے آدمی لیکن مولویت نے پردہ ڈال رکھا"

حضرت قبلہ گاہی کی علمی اور روحانی عظمت سے متعلق سیدی مولائی حضرت صدر المشائخ مولانا الحاج سید شاہ اظہار اشرف صاحب قبلہ دامت برکاتہم سجادہ نشین سرکارِ کلاں نے تحائف اشرفی شریف طبع ثالث کے مقدمہ میں تحریر فرمایا

"حضرت قبلہ گاہی کے مرید و خلیفہ میں مناظر اہل سنت علامہ مفتی محمد رفاقت حسین صاحب قبلہ اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بھی بہت نمایاں خصوصیت کی حامل تھی، آپ صرف میدان مناظرہ کے ہی شہسوار نہ تھے، بلکہ تدریسی و تقریری دنیا میں بھی ایک امتیازی شان تھی اور ایک عرصہ تک مدرسہ احسن المدارس کانپور میں طالبان علم کو سیراب کرتے رہے۔ آپ کی زندگی پر آپ کے پیر و مرشد کا ایک گہرا نقش تھا آپ بحر معرفت کے درِّ نایاب ہوئے اور آپ نے سلسلۂ اشرفیہ کے فیضان سے ایک عالم کو فیض یاب کر دیا"

حضرت قبلہ گاہی نے نہایت حکیمانہ طرز پر ردِ فرقۂ ضالّہ وہابیہ دیوبندیہ فرمایا، بہتوں نے ہدایت پائی، عقائد شیعی کا بطلان ظاہر کیا، بکثرت شیعہ ہدایت یاب ہوئے، قادیانیوں کو ہدایت فرمائی۔ آپ کا لقب سلطان لمناظرین------ بھی تھا۔

قدسی منزلت غوث العصر شہباز لامکانی تاجدار اہل سنت مخدوم المشائخ حضرت مولانا الحاج سید شاہ محمد مختار اشرفی الجیلانی سجادہ نشین سرکارِ کلاں قدس سرہٗ نے حقائق بھری حقیقت تحریر فرمائی۔

"حضرت امین شریعت کا خانوادہ اشرفیہ کچھوچھا مقدسہ سے گہرا اور والہانہ تعلق خاطر تھا اور یہ تعلق آخر دم تک قائم رہا، وہ شبیہ غوث الثقلین اعلیٰ حضرت مولانا الحاج سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی سجادہ نشین سرکار کلاں قدس سرہٗ متوفی ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء کے نامور خلیفہ تھے، ان کے فیضان نظر نے حضرت امین شریعت کو اس مقام پر پہونچادیا جہاں وہ اپنے تمام معاصرین میں ایک امتیازی شان رکھتے تھے وہ اگر ایک طرف درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے،

تو دوسری طرف تصوف و معرفت اور سلوک کی تعلیم بھی ان کے فرائض میں شامل تھی سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کی اشاعت و توسیع میں ان کی خدمات بے بہا ہیں۔

یہ بات بلا خوف تردد کہی جاسکتی ہے کہ حضرت امین شریعت ایک ہی وقت میں زبردست خطیب، بے مثال مقرر، گراں قدر فقیہ بالغ نظر شیخ الحدیث اور عظیم رمز آشنائے سلوک و تصوف تھے۔

انہوں نے اپنی ان صلاحیتوں کو نام و نمود یا شاگردوں اور مریدوں کی ایک لمبی قطار کھڑی کر کے کسی

منصوبہ بند اسکیم سے ہمیشہ دور رکھا وہ اہل سنت وجماعت کی ہر تحریک اور تنظیم سے بالواسطہ یا بلا واسطہ ربط رکھنے کے باوجود اس میں مدغم نہیں ہوئے اور یہی ان کی سب سے بڑی پہچان ہے۔
انہوں نے مسلک حقہ کی ترویج میں کوئی کوتاہی نہیں کی، ہزاروں گم کردہ راہ کے عقائد کی تطہیر کی اور انھیں صراط مستقیم پر لگایا۔ ایسی باوقار شخصیت روز روز نہیں پیدا ہوتی۔ یہ تو رب تبارک وتعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اہل سنت وجماعت کی اصلاح وتربیت اور سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کے فروغ واستحکام کے کے لئے ایک جامع اور جاندار شخصیت کو حضرت امین شریعت کی صورت میں پیدا فرمایا، جن کی ایک جانب علوم وفنون پر دسترس تھی اور دوسری جانب تصوف وطریقت کے اسرار ورموز سے بھی گہری موانست تھی، دوسرے لفظوں میں

حضرت امین شریعت
کی ذات گرامی علم وعمل کا ایک حسین مرقع تھی۔
جس کی دوسری مثال اس پرآشوب دور میں بمشکل پیش کی جاسکتی ہے"

حضرت قدسی منزلت غوث العصر مخدوم المشائخ سرکار کلاں قدس سرہٗ نے حضرت قبلہ گاہی کے اسرار حیات بیان فرمادئے حضور سرکار کلاں کا ہی حق ہے اس کو دیکھ کر یہ لکھنا حق بجانب ہے کہ

تھا ضبط بہت مشکل اس سیلِ معانی کا
کہہ ڈالے قلندر نے اسرار کتاب آخر

حضرت سیدی الوالد قبلۂ جسم وجان قدس سرہٗ کے مبارک احوال میں فقیر راقم الحروف نے ایک مبسوط کتاب لکھدی ہے، لیکن اس جگہ چند باتیں لکھنے کے لئے دل کا بار بار تقاضا ہے اسلئے وہ لکھتا ہوں۔
آخر دور حیات کے تقریباً ۳۰ برس سلسلۂ ارشاد میں بسر ہوئے یہاں آخر آپ کے معارک مقامات کے احوال ظاہر ہونا شروع ہوئے آپ نے اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء، مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کی محافل سماع میں احیاناً شرکت کی اور ایک بار سیدی مخدوم المشائخ سرکار کلاں قدس سرہٗ نے خاص حجرہ منورہ میں سماع سنوایا، جس میں قوال کے سوا صرف حضرت سیدی مولانا سید شاہ مدنی میاں مدظلہ حاضر وشریک تھے چوتھا اور کوئی نہ تھا، سیدی الوالد قدس سرہ عقائد کی درستگی و تطہیر کے لئے خصوصی اور عمومی مجالس میں ارشاد فرماتے، مگر اعمال اور کرداری کی درستگی کے لئے خصوصی طور پر کسی سے کچھ بھی ارشاد نہ فرماتے، لیکن دیکھا گیا کہ جس کو بھی آپ کی صحبت کی برکت حاصل ہوگئی، اس کے قلب کی کایا پلٹ ہوئی۔ ایک ورد و شغل مخلصین کو ایسا ارشاد فرماتے، کہ گناہوں سے نفرت ہو جاتی، ارشاد فرماتے کہ صالحین کے لئے اتنا کم از کم ضروری ہے کہ ترک.

منکرات اس کا مزاج بن جائے، یہ بہت بڑی سے بڑی نعمت ہے۔ بہت سے ایسے افراد پر آپ کی کرم کی نظر پڑی جن کا شمار شترُ الخلق میں تھا بعد کی زندگانی میں ان کے احوال بڑے بڑے عرفائے حق کے مثل ہوگئے۔
حضرت سیدی الوالد کسی کو اشارۃً کنایۃً بھی سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے ارشاد نہ فرماتے۔ مگر جائس شریف میں آخری سفر کے موقع پر فرمایا، کہ جس کو سلسلہ میں داخل ہونا ہو وہ ہو جائے اب ہمارا آنا نہ ہوگا، واپسی کے وقت کسی کی طرف پلٹ کر دیکھنا معمول وطریقہ نہ تھا مگر زندگانی کے آخری سال میں رخصت کے وقت پلٹ کر دیکھے ایسا ہی آخر سفر میں جائس شریف میں ہوا۔ ٹرین سے واپسی ہو رہی تھی ٹرین روانہ ہو رہی تھی، کھڑکی سے گردن نکال کر مریدوں کو دیکھ رہے تھے ایک نئی بات یہ بھی تھی کہ آنکھوں کے کنارے پر آنسوؤں کے موتی ڈھل رہے تھے خدام ومریدین نے یہ حال دیکھا تو بے قرار ہوگئے اور سمجھ لیا کہ اب دیگر اس پیکر قدسی کی ظاہری آنکھوں سے زیارت نہو سکے گی آخر یہی ہوا۔

کانپور سے علیل ہو کر وطن آئے علاج ہوا، اصل مرض جاتا رہا، ذیابطیس کے علاج کے سلسلہ میں مظفر پور میں تشریف فرما ہوئے، ایک دن ظہر کی نماز کے بعد حجرہ سے خوشبو کی لپٹ باہر آئی بے تابانہ دروازہ کھول کر باہر نکل آئے، راقم الحروف جو حجرہ سے باہر بیٹھا تھا جلدی سے کھڑا ہو گیا دریافت کیا، کیا ضرورت ہے؟ فرمایا، رخصت کرنے جا رہا ہوں، مگر وہاں بظاہر کوئی نہیں تھے۔ ایک دن فرمایا ہمارے مشائخ تشریف فرما ہیں کھانے کا انتظام کر۔

جب دہلی شریف علاج کے لئے گئے ایک دن راقم الحروف سے فرمایا، ڈاکٹر اپنے مہینہ میں کہتے ہیں اور حضرت محبوبِ الٰہی کا اصرار اپنے مہینے کے لئے ہے، جب بارے دیگر اسپتال میں داخل ہوئے، آپریشن سے ایک دن پہلے ارشاد فرمایا جمعرات کے دن کا ریزرویشن کرالو شام کو چلے چلیں گے رکیں گے نہیں، چنانچہ ہوا بھی ایسا ہی، ریلوے سکریٹری نے خصوصی اہتمام سے آسام میل کے دو ڈبے ریزرو کروائے دس بجے دن سے ساڑھے گیارہ بجے تک انتظار کر کے آسام میل روانہ کر دی گئی، ۴ ربیع الثانی شام کو ڈی لکس سے روانگی ہوئی، کانپور کے اسٹیشن پر جم غفیر دیدار کے لئے ٹوٹ پڑا، ۵ منٹ کے بجائے آدھے گھنٹے گاڑی روکی گئی، زمانہ دراز ہوا جبکہ فرمایا مسجد کے دروازہ پر مجھے دفن کرنا والدہ ماجدہ کی وفات ہوئی تو راقم الحروف شاہی جامع مسجد کا امام خطیب اور مفتی تھا حضرت سیدی الوالد وطن سے قریب سمستی پور جلسہ میں تشریف لائے وہاں سے بنگال کے لئے روانگی ہو چکی تھی، کہ باہر سے سمستی پور کے مخلصین کو حادثہ کی خبر ملی وہ گاڑی لیکر برونی پہونچے واپس لائے، جب سمستی پور کی سرحد پاس کی تو فرمایا کوئی حادثہ ہو گیا ہے، جو تم لوگ گھر کی طرف لے چل رہے ہو اطلاع دی گئی یہاں قریب

مغرب تدفین ہوچکی تھی، مغرب بعد وطن پہونچے، فاتحہ پڑھی، مختصر یہ کہ فاتحہ چہلم سے پہلے جب والدہ ماجدہ کی قبر راقم الحروف درست کر رہا تھا، قریب تشریف لائے اور فرمایا یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے مقرر کی تھی خیر اب یہ جگہ میری ہے برسوں پہلے ایک جمعہ کو راقم الحروف مسجد شریف عصر کی اذان دینے کے لئے جارہا تھا، آواز دی محمود! حاضر ہوا، تو فرمایا جو رات گذر چکی ہے یہ بھی جمعہ کی تھی اور آج جو رات آئیگی یہ بھی جمعہ کی ہے ان کے کرم سے یہ بات یاد رہی، حضور قبلہ گاہی چونکہ نمازیں راقم الحروف کی اقتداء میں ادا کرتے تھے اس لئے نماز جنازہ راقم الحروف نے ادا کرائی اگرچہ نماز جنازہ اور تدفین کا اعلان سنیچر کے دن دس بجے کا ہو چکا تھا مگر فقیر راقم الحروف نے اس ودیعت الٰہی کو شب میں نو بجکر پینتیس ۳۵ منٹ سپرد آغوش رحمت الٰہی کیا۔ ۳ ر ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹ ر جنوری ۱۹۸۳ء کو ۲ ر بجکر پچپن منٹ پر وفات ہوئی، وصال کے بعد جمعرات کی شب میں حضرت محبوب الٰہی قدس سرہٗ کے امام صاحب نے خواب دیکھا، کہ حضرت کا جنازہ حضرت محبوب الٰہی کے دربار کے مواجہہ شریف میں رکھا ہوا ہے، چاروں طرف صف بستہ بندگان خاص کھڑے ہوئے ہیں اور حضرت محبوب پاک ہر ایک کے پاس دست مبارک میں شمع لے کر فرماتے ہیں یہ اللہ کے ولی ہیں۔

جب راقم نے روضۂ مبارک کی شعبان میں بنیاد رکھوائی، کھدائی کے وقت سرہانے کی طرف سے خوشبو کی ایسی لپٹ پھیلی جس کو سونگھ کر سب متحیر ہوئے اب ایسی خوشبو ہر سال رمضان المبارک کے پورے مہینہ میں رہتی ہے۔

حضور قبلہ گاہی کی ولادت مادۂ تاریخی مغفور ہے ۱۳۲۶ھ۔ مدت عمر عابد ۷۷ ر اور دونوں کا مجموعہ تاریخ سن وسال "عابد مغفور" راقم الحروف نے "مولانا حاجی رفاقت حسین ابدال" میں تاریخ وصال سن ہجری ۱۴۰۳ھ پایا "قطب العالم مولینا رفاقت حسین محبوب خدا ۱۴۰۳ھ پایا، "اهل المغفرة" میں سن ہجری اور هوا هل التقویٰ و اهل المغفرة میں دونوں ملحوظ ہیں۔

حضور سیدی الوالد المرشد کا یہ عظیم فیض کرم ہے کہ اپنے پیرو مرشد کے سیرت و سوانح احوال و کمالات و فضائل و مناقب میں راقم الحروف سے پیش نظر مبسوط کتاب لکھوائی، راقم الحروف سے اپنا شاندار روضہ بنوایا خانقاہ کی تعمیر کروائی اور رشد و ارشاد کے عظیم کام میں لگا کر آخرت کا سامان فراہم کروایا رحمهٗ رحمةً واسعةً۔

رئیس المحققین حضرت مولانا سید سلیمان اشرف قدس سرہٗ

حضرت بی بی صائمہ خواہر حقیقی حضرت غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کے خلف و

فرزند حضرت مخدوم سید درویش بھیو شریف، ضلع گیا، صوبۂ بہار کے اولاد امجاد، خطۂ پاک حضرت بہار شریف کے محلّہ "میرداد" میں ولادت ہوئی، ابتدائی درسیات کے بعد اسکول میں داخل ہوئے، آپ کے ابتدائی استاذ مولانا قاری نور محمد چشتی نظامی فخری اصدقی دہلوی متوفی ۱۳۱۶ھ تھے، انہیں سے بیعت ہوئے۔ مولانا فضل حق خیرآبادی کے نامور شاگرد مولانا محمد احسن استھانوی درس نظامی کے متوسطات پڑھ کر کانپور گئے۔ وہاں سے حضرت استاذ العلماء مولانا ہدایت اللہ خاں رامپوری کی خدمت میں حاضر رہ کر علوم وفنون میں مجتہدانہ مہارت حاصل فرمائی ۔(۱)

سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ آپ نے دار العلوم ندوۃ العلماء میں بھی پڑھا۔ جبکہ دار العلوم ندوۃ العلماء کا ابتدائی درجہ ۹ ر جمادی الاولیٰ ۱۳۱۶ھ مطابق ۱۶ ر ستمبر ۱۸۹۸ء میں کھولا گیا تھا۔ حضرت موصوف تکمیل علوم کے بعد ۱۳۱۴ھ میں مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت میں حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی سے دورۂ حدیث کرکے وطن آگئے تھے اور ربیع الاول ۱۳۱۸ھ میں مشہور مدرسہ حنفیہ کے آغاز وافتتاح کے وقت افتتاحی تقریر بھی فرمائی تھی۔ ۱۹۰۳ء میں علی گڈھ کالج میں دینیات کے لکچرر کی حیثیت سے تقرر ہوا اور ۳۶ برسوں تک جب کہ کالج یونی ورسٹی ہوگیا تھا علم وفضل کی آبرو اور نشان بن کر رونق افروز رہے۔

حضور پر نور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ قدیم ترین خلفائے مجاز میں تھے، خدانی قرابت بھی حاصل تھی۔ ۵ ر ربیع الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۵ ر اپریل کو وصال فرمایا۔ اپنے محبّ خاص حضرت زین الدین ڈپٹی کلکٹر جونپوری کے خطیرہ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ قبرستان میں مدفون ہیں، آپ کے محبّ خاص اور عقیدتمند مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی کا کہا ہوا قطعہ تاریخ قبر مبارک کے سرہانے لگا ہوا ہے جس کے یہ شعر یاد رہ گئے

سلیمان اشرف، سر اہل تقویٰ — بعلم و عمل، والۂ دین و اشرف

رحلتش از دل پاک حسرت نوشتہ — بجنت عدنٍ قرب حق سلیمان اشرف

آفتاب ہند حضرت صدر العلماء مولانا سید غلام جیلانی محدث میرٹھی علیہ الرحمہ

محیٔ الاسلام

خاندانی علم وفضل، شرافت وکرامت، ذاتی فضائل وکمالات میں یکتا، علم وعمل اور فکر ودرویشی کے

(۱) جونپور کے مدرسہ کا نام مدرسہ حنفیہ تھا، مشہور چشتی صابری عالم استاذ العلماء مولانا یار محمد بندیالوی پاکستانی کے سلسلہ میں لکھنے والوں نے حضرت مولانا سید سلیمان اشرف کو ان کا شاگرد لکھا، جب کہ حال یہ ہے، کہ مولانا سید سلیمان اشرف نے جس مدرسہ کی بناء کی افتتاحی تقریر فرمائی، اسی مدرسہ میں محرم ۱۳۲۳ھ میں بندیالوی نے مولانا سید عبدالعزیز چشتی صابری نے مولانا پردل خاں سے شرح اشارات مع المحاکمات، شرح مطالع مع حاشیہ بیضاوی، تلویح توضیح، طحاوی شریف بخاری شریف کے بعد پڑھا، غلام ہزاروی کانپوری ان کے ساتھی تھے۔ (ماہنامہ حنفیہ پٹنہ محرم ۱۳۲۳ھ ملاحظہ ہو)

جامع، حضور پر نور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کے والہٗ وشیدا مرید و خلیفہ صاحب خدمت اولیائے کرام کی جماعت میں شامل، مگر بیعت کا اجراء نہیں فرمایا۔ اس سلسلے میں معیار بہت عالی اور بلند تھا، صرف ایک بنگالی شاگرد کو بیعت فرمایا، راقم الحروف بھی ان کے کفش برداروں میں ہے۔ علوم دینی اسلامی کا دریا بہادیا، علمی کمال کے ساتھ چہرہ سے وجاہت اور نور ٹپکتا تھا، علم و فضل کے بلند، تو قد و قامت کے بھی بلند و بالا، علم کی شان آپ سے قائم تھی، برسوں فقیر کو اپنی نماز و بانیاز کا امام بنایا۔

روز دوشنبہ سہ پہر ۴ر بجکر ۱۰ر منٹ پر ۲۹ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ مطابق ۸ر مئی ۱۹۷۸ء کو وصال فرمایا۔ درگاہ شریف حضرت شاہ ولایت میں حضرت مولانا شاہ عبدالسمیع بیدل مصنف انوار ساطعہ کے پہلو میں قبر مبارک ہے، رحمہٗ رحمۃً واسعةً۔

فہرست خلفا میں اندراج ہے

"مولوی سید غلام محی الدین جیلانی ابن مولانا فخر الدین المخاطب بہ محی الاسلام پنجشنبہ ۲۸ر ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ"

شیخ التفسیر حضرت مولانا نثار احمد مفتیٔ آگرہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت استاذ زمن امام علم و فن، مولانا الحاج شاہ احمد حسن فاضل کانپور قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند اہل سنت و جماعت کے اپنے دور کے اکابر کرام میں تھے۔ دینی، ملی، سیاسی ہر محاذ پر کارنامے انجام دیئے، تبلیغ اسلام کا فریضہ بھی بے پایاں انجام دیا، آپ کے دست مبارک پر کثیر تعداد میں غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے، فرقہ باطلہ سے مناظرہ بھی فرمائے، زیارت حرمین طیبین کے لئے ہر سال تشریف لے جاتے وہاں ہی جدہ میں وفات پائی۔ حضور پر نور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ حضرت مفتیٔ آگرہ پر عنایت بے نہایت فرماتے۔ اجازت و خلافت سے بھی مشرف فرمایا۔

آپ کے برادر بزرگ استاذ العلماء حضرت مولانا شاہ مشتاق احمد صاحب کانپوری قدس سرہٗ بھی اجازت و خلافت خاصہ سے سرفراز ہوئے۔

خطیب العلماء حضرت مولانا شاہ نذیر احمد خجندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شاہ مختار احمد اور حضرت شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی کے حقیقی بھائی تھے۔ اور دونوں کی طرح اکابر اہل سنت و جماعت میں ممتاز مقام رکھتے تھے، دینی، ملی ملکی خدمات میں عظیم کارنامے انجام دئے۔

جیل بھی گئے، فرقہ باطلہ کا خوب رد فرماتے، بیعت و ارشاد کا دور بھی قائم کیا، بمبئی جیسے مرکزی شہر میں مولانا خیر الدین صاحب کی مسجد کے خطیب اور عیدگاہ کے امام تھے۔ دینی، و ملکی قیادت میں مشہور زمانہ بزرگ گزرے ہیں، حضور پر نور کے محبوب ترین خلفاء میں تھے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز محدث مرادآبادی رحمة الله علیه

عزت اللہ شاہ

ضلع مرادآباد کے قصبہ بھوجپور میں ۱۳۱۴ھ میں ولادت ہوئی آپ کے دادا ملا عبدالرحیم دہلی کے مشہور عالم و محدث حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی کے نام نامی پر نام رکھا، حفظ قرآن کے بعد جامعہ نعیمیہ میں استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالعزیز خاں محدث فتحپوری کے توجہ دلانے پر عربی فارسی شروع کی، ۱۳۴۴ھ میں اجمیر شریف جاکر دارالعلوم معینیہ عثمانیہ میں داخل ہوگئے، رجب ۱۳۵۰ھ میں سند تکمیل پائی اسی سنہ میں حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہ سے مرید ہوئے—— خلافت سے بھی نوازے گئے، فہرست خلفاء میں ہے کہ :

"مولوی حافظ عبدالعزیز بن حافظ نور محمد المخاطب بہ - عزت اللہ شاہ - مدرس اول مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور ضلع اعظم گڑھ پنجشنبہ ۱۸ر شوال ۱۳۵۳ھ ساکن قصبہ بھوجپور ضلع مرادآباد آپ کی ذات گرامی سے دین پاک کی بڑی خدمتیں انجام پائیں، آپ کا شمار اکابر کرام میں تھا۔"

خدّام خاص

اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کے وابستگان دامن کرم کی گرویدگی زبان زد خاص و عام ہے خدمت گذار کی سعادت کی تمنا سے سبھوں کے دل لبریز تھے ہر جگہ اور ہر مقام پر خادموں کی بھیڑ لگی رہتی تھی وہ حضرات جو خادم" کے خطاب سے مخاطب تھے بریلی شریف کے حضرت قاضی ضیاء الاسلام صاحب، ناگپور کے حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب، نوادہ ضلع گیا کے حضرت حافظ محمد منیر صاحب اور خادم خاص چھوٹو میاں علیہ الرحمہ خصوصیت رکھتے تھے، یہ تمام حضرات بے مثل اور بے لوث خدمت گذاری کرتے تھے اور حضور پر نور کی شفقت عنایات بھی ان پر باران رحمت کی مانند برستی تھی، ان حضرت کی ارجمندی قسمت یہ کیا کم تھی کہ ان کو خدمت کے بہانے خصوصی برکت و سعادت حاصل تھی، اور سلوک و معرفت کا باب مفتوح تھا، اس میں کسی شک و ریب کی گنجائش نہیں کہ یہ حضرات واصلان حق میں شامل تھے۔

باب ۱۴

عرس پاک مخدومی

استقبال، خراجِ عقیدت، قیام و سفر کے واقعات

اعراس حضرت غوث العالم محبوب یزدانی:

اس عنوان کا بیان تفصیلات کا طالب ہے اہل علم و خبر کو خوب معلوم ہے کہ خلافت راشدہ کے بعد نظام اسلامی دو حصوں میں تقسیم ہو گیا، اس کا نظام ظاہری خلفاء وسلاطین انجام دیتے تھے، دوسرا نظام باطنی تھا، جسے تابعین تبع تابعین عرفائے حق نے انجام دیا، پھر ایک زمانہ ایسا بھی آیا جبکہ نظام ظاہری کی کایا پلٹ ہوئی مسلمان سلاطین اپنے فرائض سے غافل ہو گئے تو یہ فریضہ بھی عرفائے حق نے انجام دینا شروع کیا، وہ خلفاء کو نظم اسلامی برپا کرنے کے لئے مختلف اطراف میں روانہ کرتے اور وہ اپنے اپنے دائروں میں اپنے کاموں میں مشغول ہوتے، ان تربیت یافتہ خلفاء، مسترشدین کے کاموں کا جائزہ لینے اور اگلا فریضہ انجام دینے کے لئے رہ نمائی و رہبری کے لئے عرفاء پاک پرودگار نے ایک نظام روحانی مقرر فرمایا جیسے ان محبوبان حق نے "عرس" کے نام سے موسوم فرمایا، عرسوں کا نظام پورے عالم اسلامی میں قائم ہو گیا، بندگان خدا کی تعلیم و تربیت کے لئے اولیاء پروردگار نے ماحول کے مطابق مراسم مقرر فرمائے، بلاشبہ یہ مراسم روح اسلامی کی تحریک پیدا کرنے کا ذریعہ بنے۔ اور اسلام کا ظاہری و نظام ان کے ذریعہ بھرپور نافذ و جاری ہوا۔

حضرت کچھوچھا مقدسہ میں حضرت غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف چشتی نظامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ مبارکہ سے عرس کا نظام قائم ہوا، اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ کے زمانہ بابرکت و پُر فیض میں حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کا عرس مبارک کا جشنِ فیض عام کی شکل میں منعقد ہونا شروع ہوا، اہل مدارس دستار فضیلت کا جشن و جلسہ انعقاد کرتے ہیں اس کے بعد ان دستار بند علماء کی نگرانی کا کام ختم ہو جاتا ہے، تلامذہ کا رابطہ بھی قریب قریب ٹوٹ جاتا ہے، مگر خانقاہوں کا نظام اور اسکا رابطہ روحانی ہر سانس کے ساتھ مسترشد و خلفاء کے قلوب میں مواج رہتا ہے، دم بدم رابطہ روحانی ترقی پذیر ہوتا ہے، یہ نظام روحانی ہے یہ تعلق قلبی اور علم الٰہی کی درسگاہ ہے، یہاں فنائیت کے بعد ہی بقاء ملتی ہے یہاں کا سالک و عالم بقاء کی منزل میں سیر گام ہوتا ہے۔

اوراق گذشتہ میں مندرج واقعات نے یہ حقیقت بیان کر دی ہے کہ اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کی علمی روحانی صحبت بابرکت اور آپ کی مجالس و محافل کے فیض سے کیسے کیسے لعل و گہر، آبدار و تابدار تراشے گئے یہ "ہیر اتراش" محافل و مجالس تھیں، ان کی کچھ کچھ تفصیل دستیاب ہے۔ مگر جس قدر دستیاب ہے اس سے اسکی فیض رسانی کا بہت کچھ حال معلوم ہو جاتا ہے، مجلّہ اشرفی کچھوچھا مقدسہ کے شماروں میں بعض واقعات محفوظ کئے گئے تھے، جستہ جستہ ان کو یہاں درج کیا جاتا ہے۔

اجمیر کا، بغداد کا، طیبہ و بیت اللہ کا
ہے در پہ تیرے سب مزہ محبوب ربانی پیا

لاریب لاریب، حضرات اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاہم عنا کا ذکر مبارک وہ ذکر پاک ہے جو مردہ دلوں کو ہرا، اور تازہ اور غافل لوگوں کو باخدا بنا دیتا ہے اون کے تذکرہ و تصور سے ایمان میں شادابی پیدا ہوتی اور چمن عقیدت کی ہری بھری کیاری دریائے فیض کی آب پاشی سے لہلہاتی ہے ارادت کے گلدستے اون کی یاد کے پھلے پھولے باغ میں مہکتے اور بہتر سے، عاشق تشنہ لب اون کے ارشادات کے بحر کرم سے سیراب ہوتے ہیں، دل کے مردے زندہ ہو جاتے ہیں اور زندہ دل حیات ابدی پا جاتے ہیں۔

عاشقان خواجگان چشت را　　از قدم تا سر نشان دیگر است
تشنگان خنجر تسلیم را　　ہر زمان از غیب جان دیگر است

اُن کے ذکر کی محفلوں میں فرشتے حاضر ہوتے اور اپنے پروں سے حاضرین پر سایہ کرتے ہیں رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور اچھوں کا دامن بروں کو بھی اپنے دامن میں چھپا لیتا ہے الا عند ذکرا ولیاء اللّٰہ تنزل الرحمۃ، آگاہ ہو کہ اولیاء اللہ کے تذکرہ کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔

۲۶؍ محرم سے ۲۹؍ تک کا زمانہ کیسا پیارا زمانہ ہے، ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے ہزاروں عقیدت مندوں کا ہجوم آستانۂ اشرفیہ پر آجاتا ہے اور لاکھوں نگاہیں قبہ بیضا پر آنسو برساتی ہوئی پڑتی ہیں، اور بے ساختہ کہتی ہیں کہ

یا سید اشرف جہانگیر — دست من زار و ناتواں گیر

وہاں بھی دریائے رحمت جوش پر ہوتا ہے۔ اور ایک ایک کی جھولی، مرادوں سے بھری جاتی ہے امسال بھی حسب معمول قدیم ۲۶؍ محرم کو بعد نماز عشاء حلقہ ذکر ہوا، اور حضور شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت حاجی الحرمین سیدنا الشاہ ابو احمد محمد علی حسین صاحب قبلہ اشرفی جیلانی سجادہ نشین نے اس حلقہ کی قیادت فرمائی۔

۲۷؍ محرم کو بعد نماز ظہر حضور سجادہ نشین صاحب قبلہ نے موئے مبارک سید عالم ﷺ و حضور مولیٰ علی حضور کی زیارت کرائی اور ایک منادی پکارتا تھا۔

مدینہ سے آتی ہے بوئے محمد — کہاں ہیں اسیرانِ موئے محمد

اوسی دن بعد نماز عشاء حضرات علماء کرام کے مواعظ حسنہ ہوئے اور جلسہ کا خاتمہ ذکر میلاد شریف پر ہوا یہ وقت بھی عجیب و غریب وقت ہوتا ہے۔

۲۸؍ محرم کو بعد نماز عصر حضور غوث پاک کا خرقہ مقدسہ حضرت شیخ المشائخ نے زیب تن فرما کر اوسکی زیارت سے خلق اللہ کو مشرف فرمایا۔

۲۹؍ کی صبح کو محفل قل و فاتحہ پر عرس ختم ہو گیا، ان معمولات کے درمیان فرصت کے مواقع پر سرمستان بادۂ الفت و مے پرستان میخانۂ وحدت، توحید و رسالت، نعت و منقبت کی نغمہ سرائی کے کیف میں بیخود رہا کرتے تھے"

سن ۱۳۴۳ھ میں منعقد عرس مبارک کی مختصر کیفیت حضرت محدث صاحب قبلہ نے تحریر فرمائی۔

"حسب معمول قدیم محرم شریف کا عشرۂ اخیرہ ہزاروں برکتوں کے ساتھ کچھوچھا مقدسہ میں آیا اور محرم الحرام ہی سے زائرین کا ہجوم غیر معمولی تعداد کو پہونچ گیا تھا اور ۲۷؍ محرم تک آستانہ اشرفیہ مشرق و مغرب کا دار الاجتماع ہو گیا صوبہ بنگال سے لیکر صوبہ بمبئی تک کے لوگ تھے اور ۲۷؍ محرم کو بعد نماز ظہر اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ شیخ المشائخ مرشد الانام حضور سیدی الشاہ ابو احمد المدعو محمد علی حسین صاحب قبلہ اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ دامت معالیہ نے موئے مبارک حضور سید عالم ﷺ و موئے مبارک حضور مولیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم، و موئے مبارک حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کرائی۔

شب کو بزم مشاعرہ کچھوچھا شریف کا سالانہ اجلاس ہوا، پھر حضرات علمائے کرام نے اپنے کلمات طیبہ سے حاضرین کو ممتاز فرمایا، یہ محفل پاک ذکر ولادت باسعادت پر ختم ہوئی، ۲۸؍ محرم یوم العرس کہ جو تاریخ وصال حضور غوث العالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، حضرت سجادہ نشین صاحب قبلہ نے خرقۂ غوثیہ زیب تن فرمایا اور حاضرین آستانہ نے زیارت کا شرف حاصل کیا، خالی وقتوں میں سرمستان روز الست و بادہ نوشان ساغر محبت محفل وجد و کیف میں زمزمہ سنج۔ و بیخود رہتے تھے۔

۲۹؍ محرم کے قل و فاتحہ کے بعد مہمانان خانقاہ رخصت ہوئے، غرض تمام مراسم مذکورہ و غیر مذکورہ متعلق سجادہ نشین بحمد اللہ تعالیٰ باوجود بعض شورش پسندوں کے ناجائز حملہ کے کسی نہ کسی طرح باامن و باخیر و خوبی ختم ہوئے۔

زمانہ عرس شریف کا برسات میں پڑا تھا اور امید نہ تھی کہ امسال حسب معمول مجمع ہو سکے گا۔ مگر وابستگان سلسلۂ اشرفیہ و حاجت مندان بارگاہ غوثیہ کا ہجوم سالہا سے گذشتہ سے کسی طرح کم نہ تھا، اور امسال بھی ہزار ہا بندگان خدا اپنی آرزوؤں کے جھولیوں کو رحمت سے بھر کر واپس ہوئے آسیب زدگان دربار شریف میں بکثرت چبوترہ کمال اور بنگلہ حضرت شاہ جہانگیر و اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ سجادہ نشین صاحب قبلہ ممدوح میں ہر وقت ہجوم رہتا تھا اور مزارات اولیاء اللہ سے انوار و برکات کا فیضان ہو رہا تھا امسال خلفاء سلسلۂ اشرفیہ سے جناب آغا صفدر حسین صاحب علی گڑھی المخاطب بہ ولی اللہ شاہ کو لباس و عمامہ عصا اور خباب شیخ سعید الدین صاحب اٹیٹھوی مقیم علی گڑھ المخاطب بہ سعید اللہ شاہ کو لباس و عمامہ و جناب مولوی خلیل الدین صاحب بریلوی کو لباس و تاج حضرت شیخ المشائخ سجادہ نشین صاحب قبلہ نے عطاء فرمایا"

جناب حاجی جوہر صاحب چانڈوری نعت و منقبت کے مشہور شاعر گزرے ہیں کثرت سے ان کا کلام دھلی کے ماہنامہ آستانہ میں چھپا کرتا تھا، حاجی صاحب کو حضور قدسی منزلت اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ سے بیعت و ارادت کا شرف حاصل تھا ان کی ایک منقبت درج ذیل ہے:

منقبت

کیا اثر انداز ہے، طرز کلام اشرفی — جو بھی سن پایا ہوا دل سے غلام اشرفی
ان پہ کھل جاتے ہیں، اسرار حقیقت لا کلام — جو بھی پیتے ہیں عقیدت سے جام اشرفی
تشنہ کامان محبت سیر ہوتے جائینگے — حشر تک چلتا رہے گا دور جام اشرفی
ان کے پیروکار کی حق تک رسائی ہو گئی — حق شناسا ہو گئے اکثر غلام اشرفی
غیر کے آگے نہ پھیلاؤں کبھی دست طلب — ربّ عالم دے مجھے اتنا بنام اشرفی
ہر امیر عصر بھی کرتا ہے اسکا احترام — کیا جلیل القدر ہے جگ میں غلام اشرفی

سالک و مجذوب ، صوفی حق شناس واولیاء — مجھ کو آتے ہیں نظر اکثر غلام اشرفی
پیشوائے اولیاء ہیں ، رہنمائے کاملین — بندگانِ حق میں اونچاہے مقام اشرفی
عاشقان مصطفٰے کا ذکر ہوتا ہے جہاں — آ ہی جاتا ہے زبان پر میری ، نام اشرفی
اک نگاہ فیض اشرف کا کرشمہ تو نہیں — کھویا کھویا ہی سدا رہتا غلام اشرفی

چشم بینا جس نے پائی اس سے جو ہر پوچھئے
عاشقان شاہ میں ہے کیا مقام اشرفی

بڑے حضرت صاحب قدس سرہٗ کے روزنامچہ میں ہے کہ

"تاریخ بست و ہفتم محرم ۱۳۴۲ھ یکم ستمبر ۱۹۲۳ء کو مولانا سید محمد فاخر الہ آبادی مولانا حامد رضا خاں بریلوی مولوی امجد علی صاحب مولانا نعیم الدین آئے یکم صفر کو مولانا مصطفٰی رضا خاں آئے"

استاذی الکریم استاذ الاکابر حضرت مولانا مفتی عبدالعزیز خاں صاحب قبلہ اشرفی فتحپوری نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ عرس مخدومی کے موقع پر مولانا حشمت علی خاں لکھنوی شیر بیشۂ سنت کی کچھوچھا مقدسہ میں حاضری ہوئی اور وہ حضور پر نور اعلیٰ حضرت قبلہ کی خانقاہ شریف سرکار کلاں میں ٹھہرے عرس شریف میں وعظ و تقریر کا جلسہ ہوتا تھا، اس جلسہ میں مولانا کی بھی تقریر ہوئی چونکہ درگاہ معلی پر اہل بسکھاری قابض ہو چکے تھے اور ان کا جبر و استبداد بھی بہت بڑھا ہوا تھا، مولانا نے وہابیہ کے عقائد باطلہ کا شد و مد سے رد فرمایا اور اعلیٰ حضرت قبلہ کے فیوض و برکات ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ درگاہ میں کیا رکھا ہوا ہے ، یہاں خانقاہ معلّیٰ میں سب فیوض و برکات سمٹ گئے ہیں یہاں تو حضور پر نور اعلیٰ حضرت قبلہ خانقاہ شریف کے اپنے حجرۂ منورہ میں رونق افروز تھے ، مولانا کے ان جملوں کو سماعت فرمایا تو سخت ناراضگی ظاہر فرمائی اور مولانا کی طلبی ہوئی مگر حالات کے پیش نظر مولانا چھپ گئے ، بعد میں حاضر ہو کر مولانا نے پہلے معافی طلب کی ، اور پھر وضاحت پیش کی ، اس کو حضور نے قبول فرمایا ، مگر فرمایا ، کہ پھر بھی آپ کے جملے فقیر کے نزدیک متحمل ہیں اور ادب کے تقاضے مجروح ہوتے ہیں۔

محرم الحرام ۱۳۴۲ھ میں منعقدہ عرس سراپا خیر و برکت کے متعلق حضرت محدث صاحب قبلہ نے تحریر فرمایا کہ

"اس کا تذکرہ کر دینا ضروری ہے کہ عرس شریف کے ایام کس طرح گذرے کیونکہ ہمارے کثیر احباب و ناظرین اس کے متعلق بار بار دریافت کر چکے ہیں امسال عرس شریف میں کوئی بات نہیں ہوئی ، جو ہمیشہ ہوتا رہا ہی امسال بھی ہوا بارش کے خطرہ سے اگرچہ کثیر احباب شریک نہ ہو سکے پھر

بھی بنگال سے پنجاب تک ہر ملک کے لوگ حاضر آستانہ اشرفیہ تھے۔

حسب معمول قدیم ۲۶ / محرم الحرام ۱۳۴۲ھ تک خانقاہ آباد ہو گئی اور ۲۷ / تاریخ کو موئے مبارک حضور سید عالم ﷺ مع دیگر موہائے مبارکہ و متبرکات نبویہ کے مکان کچھوچھا شریف سے درگاہ شریف مکان خانقاہ میں آیا ، موئے مبارک کی آمد شان وہ لوگ جانتے ہیں جو حاضری عرس شریف ہوتے رہتے ہیں۔

امسال سلامی دروازہ پر موئے مبارک قبل نماز عصر پہونچا ، اور غیر معمولی ازدحام اور شرکاء عرس کے پر جذبات نعرۂ تکبیر درود شریف سے شاندار جلوس کی طرح خانقاہ میں رونق افروز ہوا اسی وقت اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ شیخ المشائخ مرشد الانام فخر خاندان غوث الثقلین ، حاج الحرمین سیدنا شاہ ابو احمد علی حسین صاحب قبلہ اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ دامت برکاتہم القدسیہ نے لوگوں کو زیارت موئے مبارک سے مشرف فرمایا اور وقت عصر کے نصف آخر میں زیارت سے فراغت ہو گئی بعد نماز عشاء پہلے بزم مشاعرہ کا سالانہ جلسہ ہوا ، جس میں بعض غزلیں بڑی شاندار ہوئیں۔ جناب سجاد بریلوی جناب خیر اللہ بنارسی کی پر کیف نظمیں آپ کو اسی رسالہ میں ملیں گی ،

بزم مشاعرہ کے بعد حسب معمول میلاد شریف کی محفل ہوئی جناب مولانا اکرام الحق صاحب فاضل گنگوہی کی عالمانہ اور جناب مولوی عبدالعزیز صاحب ٹانڈوی کی پر جذبات تقریر کا نقش دلوں پر جم گیا ، یہ محفل نصف شب کے بعد ختم ہو گئی ، محفل میں آدمیوں کا ہجوم قابل دید تھا ،

۲۸ / محرم کو اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ سجادہ نشین صاحب قبلہ خرقہ غوثیہ اشرفیہ مکان کچھوچھا شریف سے لیکر اول وقت ظہر کو چلے ، ہمراہیان رکاب اقدس کے سوا سلامی دروازہ پر حضار عرس شریف نے شاندار استقبال کیا ، اور پھر نہ رکنے والا ، ہجوم اس طرح ٹوٹ پڑا کہ نعرہ تکبیر کی آواز باز گشت آسمان سے آتی تھی ، ملنگ دروازہ تک پہونچتے پہونچتے تل رکھنے کو جگہ نہ تھی ، اسی طرح خانقاہ شریف تک ہجوم شاندار جلوس کی طرح پہونچا اور پھر خرقہ مبارکہ کا مشائخ و علماء نے استقبال کیا اور نعت شریف کی غزلوں کے ساتھ آہستہ آہستہ صحن دروازہ خانقاہ شریف پاپیادہ طے فرما کر اعلیٰ حضرت قبلہ داخل خانقاہ ہوئے بازار اور میلا میں ایک سناٹا چھایا ہوا تھا اور لوگ وسیع خانقاہ شریف میں بھر گئے تھے اسی وقت رسم خرقہ پوشی ادا ہوئی ، لوگوں نے خرقہ مبارکہ کی زیارت کی اور پھر اس مجلس کا خاتمہ فاتحہ و ایصال ثواب پر ہوا۔

۲۹ / کی صبح کو بھی حسب معمول قل ہوا اور مہمان رخصت ہونے لگے ، اور دیگر شرکاء عرس شریف بھی جانے لگے ، ان تاریخوں کے خالی اوقات میں سر مستان بادۂ الفت و جرعہ چشان ساغر محبت ، نغمہ

سنجیوں اور پرجذب کیفیتوں کا مزہ اٹھاتے رہے۔

اس بیان سے معلوم ہوا ہوگا کہ عرس شریف بخیر وخوبی ہوا، اور بارش کے نمونے سے ہزاروں حاضرین کو زحمت بھی نہیں اٹھانی پڑی، ہاں یہ ضرور ہے کہ شورش پسند طبیعتوں نے ایام عرس شریف میں خلل پیدا کرنا چاہا تھا اور سال سابق کی طرح حارج ہوئے تھے مگر ہمارے حاکم تحصیل عالی جناب رو عثمان علی صاحب بہادر دام اقبالہ کی عالی دماغی وروشن خیالی وانصاف پسندی وحسن انتظام کے سر یہ سہرا رہا کہ تمام مراسم بلاکسی بے امنی کے حسب معمول ادا ہوگئے، اور کوئی فتنہ برپا نہ ہوسکا، وللہ الحمد۔

اللہ تعالیٰ ہندوستانیوں کو عقل عطاء فرمائے تاکہ خانہ جنگیوں سے باز آئیں اور ہر طاقتور کمزور، امن کے ساتھ زندگی بسر کرے۔"

صاحب تصانیف کثیرہ، رئیس عشق بازاں حضرت مولانا سید شاہ ارشاد حسین جعفری اشرفی شیش گڑھ ضلع بانس بریلی کی پرکیف مسدس ملاحظہ ہو جس کا ذکر حضرت محدث صاحب قبلہ قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا ہے۔

اشراف تجھ کو اشرفی کہتے ہیں برملا

کعبہ لکھوں کہ قبلۂ ارض وسماں لکھوں — آقا لکھوں کہ مرجع اہل صفا لکھوں
ہادی لکھوں، امام لکھوں، پیشوا لکھوں — اب یا علی حسین میاں! تم کو کیا لکھوں
مطلب ہو جس سے حل سو وہ پہلو کوئی نہیں
القاب میری فکر میں ہر سو کوئی نہیں

کیا کبریا غرور کیا میں نے کبریا — تجویز یہ ہوئی جو مرے واسطے سزا
میں نے کسی کو کیا کہیں زیرو زبر کیا — ایسا زبر مقام مرے واسطے کیا
مجھ کو نہ حال صیغۂ آئندہ یاد تھا
میں سادہ لوح، ابجد ماضی سے شاد تھا

اے رب ذوالمنن ترا شکر و سپاس ہے — تو برتر از گمان و خیال و قیاس ہے
مجھ کو کسی طرح کا نہ خوف و حراس ہے — میری حفاظت آٹھ پہر میرے پاس ہے
پڑھتا ہوں ہل اتیٰ کبھی، ناد علی کبھی
قرآن پر دھیاں ہے کبھی، یاد علی کبھی

وہ وقت بد، جو ٹل گیا اچھی گھڑی رہی — ساعت بھی نحس تھی میرے آگے کھڑی ہوئی
دیکھی تیرے کرم کی نظر جو پڑی ہوئی — آسان ہوگئیں، مری مشکل اڑی ہوئی

القاب وہ لکھا کے سحر غم کی شام ہے
ہر شب، شب برات ہے، دھوم دھام ہے

اے مجمع کمال، وہ حق نے شرف دیا — بھولے اشراف تجھکو "اشرفی" کہتے ہیں برملا
ہوؤں کا، تو ہی ہے لاریب رہنما — میں اپنی راہ بھول نہ جاؤں کہیں ذرا
میری مدد کو آ، کہ بحال تباہ ہوں
منزل ہے سامنے ولے، گم کردہ راہ ہوں

اے افتخار عالماں اے فخر عارفان — اے فخر عارفان میں کیا کروں بیاں
میں کیا کروں بیاں، تیرا اے زینت زماں — اے زینت زماں، میں تیری کیا بتاؤں شاں
بتلاؤں شان کا میں تیری، کیا نشان ہے
رخ سے ترے عیاں، شہ جیلاں کی شان ہے

وہ عزو جاہ ہے تیرا عالم کے سامنے — جوں ظلِ شمس ہو، مہہ وانجم کے سامنے
یوں اہلِ حق آتے ہیں تھم تھم کے سامنے — جیسے عظیم جائے معظم کے سامنے
مجھ سے بیان کیا ہو، ترا وصف طول ہے
تو گلشن محمد کا پھول ہے

کشاف راز جانتے ہیں، اصفیا تجھے — دقاق کہہ رہے ہیں، سب اہل بقا تجھے
پرہیز گار مانتے ہیں، پارسا تجھے — کہتی ہے خلق، واقف سرّ خدا تجھے
ظاہر ہے سب پہ علم، ترے حال و قال کا
عالم میں زور و شور ہے، ترے کمال کا

تو کون سے کمال میں، کامل ہوا نہیں — درجہ وہ کون سا ہے؟ کہ جو طے کیا نہیں
وہ کون سا شرف ہے؟ جو تجھ کو ملا نہیں — وہ کون سا ہے فخر؟ جو تو نے لیا نہیں
واقف ترے نسب سے کثیف و لطیف ہے
مخلوق جانتی ہے کہ ہاں! تو شریف ہے

فضل خدا ہے سایہ فگن سر پہ جاوداں — لطف نبی سے دل ہے صدا تیرا شادماں سجاد
دست کرم ہے آل کا اصحاب کا عیاں — سے ہو کیا تری عظمت کا پھر بیان

محمود حضرت شہ ہر دوسرا ہے تو
مقبول بارگاہ خدا ، یوں ہوا ہے تو

کلکتہ میں عظیم استقبال :-

شعبان المعظم ۱۳۴۴ھ کے ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ مقدسہ میں "الاستقبال" کے عنوان سے ایک کتاب کا اعلان درج ہے چنانچہ مرقوم ہے کہ

"یہ ایک نہایت دلچسپ اور قابل دید رسالہ ہے جس میں اعلی حضرت عظیم البرکۃ شیخ المشائخ مرشد الانام حاجی الحرمین شریفین حضور سیدنا و مولانا ابو احمد المدعو محمد علی حسین صاحب قبلہ اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ قدسیہ کچھوچھا شریف ضلع فیض آباد کی رونق افروزی کلکتہ کا مفصل حال ہے، آمد آمد سے پہلے لوگوں کا جوش، مقامی اخبارات میں استقبال کی عام دعوت، مسلمانوں کا شوق وانتظار، جشن استقبال میں لاکھوں کا ہجوم، شاہی جلوس کا متعدد راستوں پر گذرنا، جلوس نظم و ترتیب، پھول اور گلاب کا نچھاور کیا جانا زمانۂ قیام میں فیوض وبرکات کے مناظر، اہل کلکتہ کی عقیدت وغیرہ وغیرہ کا صحیح اور مفصل حال مذکور ہے، نہ صرف اشرفی بھائی، بلکہ ہر سنی برادری کو اسے ضرور دیکھنا چاہئے رسالہ زیر طبع ہے ابھی سے آڈر دیجئے ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا قیمت چار آنہ محصول ڈاک علاوہ"

راقم الحروف کو کوشش بسیار کے باوجود یہ کتاب دستیاب نہیں ہو سکی،

آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد کے پہلے اجتماع کے بعد حضور پرنور بریلی تشریف فرما ہوئے، یہاں جمعیت اشرفیہ نے شاندار استقبال کا اہتمام کیا، حضور پرنور کے مرید باختصاص حضرت مولانا سید مزاج احمد سبز واری اشرفی علیہ الرحمہ عشاق کے میر کارواں نے ایک نظم عقیدت بھرے مجمع میں سنائی یہ نظم اسی زمانے میں ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ مقدسہ میں شائع ہو گئی تھی۔

منقبت

چوں خدا، در روز، تکوین امکاں ساختہ
اشرفی را، عکس روئے شاہ جیلاں ساختہ

گر نبی را صاحبِ توقیع فرماں ساختہ
ذاتِ عالی را، بروے کالبدِ جاں ساختہ

خاک پالیش خلق را آئینہ جاں ساختہ
بہر ماں حق نورِ دلش نورِ ایماں ساختہ

قلبِ مضطر را چوں بسمل تیغِ عصیاں ساختہ
برہم آمرزش حق ، بہرِ در ماں ساختہ

در شرابِ معرفت تخمیرِ خاکش کردہ اند
زیں ضیائے معرفت بر خلق تاباں ساختہ

شد سراپائے وجودش رہنمائے حق
معرفت را کبریا در سینہ مہماں ساختہ

معرفت راکشتہ ہائے لطف حق زندہ چراغ
دست عرفاں تو روشنی شمعِ ایماں ساختہ

خواست چوں ریزد کہ عالم ترا از ایقان شد
از ہر انگشتش رواں جوئے عرفاں ساختہ

چوں مریداں از غم دنیا شوند اندوہ گیں
کار ہا از غیب بے تدبیر ایناں ساختہ

چوں قلادہ بیعتش در گردنم افکندہ است
چوں خرد ساز عجب مرہون احساں ساختہ

ہم عنایتش دستِ لطفِ فیاض شد
چوں کلک در راہ تو، جولاں ساختہ

باب ۱۵

ازدواج، اولاد، احفاد و اسباط

نکاح:

حضور پر نور مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ کی دو شادیاں ہوئیں، پہلا نکاح خاندان اشرفیہ کے سرکار خورد کے ممتاز و معظم بزرگ حضرت شاہ حمایت اشرف(۱) فرزند حضرت شاہ نقی الدین اشرف صاحب سجادہ نشین کی بڑی صاحبزادی سے ہوا، حضرت شاہ حمایت اشرف صاحب حضور مخدوم الاولیاء کے ناناجان حضرت مخدوم شاہ نیاز اشرف قدس سرہ کے مخصوص مریدوں میں تھے، اور خدمت گزاری میں خاص مقام حاصل کر چکے تھے، حضرت سید شاہ حمایت اشرف نے حضور پر نور مخدوم الاولیاء، محبوب ربانی کا دور

(۱) بڑے حضرت صاحب نے ان کی تاریخ کا یہ قطعہ روزنامچہ میں تحریر فرمایا ہے۔

سیدو شاہ حمایت اشرف — گئے دنیا سے سوئے دار و بقا
عاشق روئے نبی المدنی — آل و اصحاب پہ سو جان سے فدا
سولھویں ماہ ربیع الاول — یوم دوشنبہ بھی اچھا پایا
کہی اشرف نے معمایہ تاریخ — داخلِ حبیب آج ہوا (۱۳۰۷ھ)

طفولیت دیکھا تھا، عروج کے منازل ملاحظہ فرمائے پاک نہادی کے اطوار دیکھے تو اپنے برادر عزیز حضرت شاہ عزیز اشرف سے دختر کی نکاح ورشتہ کے بارے میں گفتگو کی، حضرت شاہ عزیز اشرف صاحب حضرت شاہ حمایت اشرف صاحب کی ہی طرح حضرت مخدوم شاہ نیاز اشرف کے مرید تھے، خادم خاص تھے۔ خلافت کے امتیاز سے سرفراز تھے بات شروع کی، رشتہ طے پا گیا۔ ۱۲۸۵ھ میں نکاح کی تقریب طے پائی جس وقت نکاح ہوا حضور پر نور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہ کی عمر پاک کا اکیسواں برس تھا۔

عالم ربانی مولانا سید شاہ احمد اشرف کی ولادت:

ان کی اہلیہ صاحبہ مخدومۂ زماں کے بطن پاک سے چار شوال المکرم بروز جمعہ بوقت صبح ۱۲۸۶ھ کو فرزند ارجمند کی ولادت ہوئی مولانا ابوالمحمود سید شاہ احمد اشرف نام قرار پایا، حضور پر نور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی نے فرمایا، کہ آپ حضرت شاہ حمایت اشرف صاحب کے دولت خانہ کے بالاخانہ کے سائبان میں آرام فرماتے تھے۔ یہاں پر بزرگان خاندانی کے تبرکات رکھے ہوئے تھے، نصف شب کے بعد آپ نے خواب میں ملاحظہ فرمایا کہ ایک بزرگ اس مقدس مقام سے اتر کر آپ کے پلنگ کے پاس آئے، ان کی تشریف آوری سے آپ کو حجاب آیا ان بزرگ نے فرمایا میں تم کو خوشخبری سنانے آیا ہوں، آج جمعہ کی شب ہے، تم اپنے گھر میں باوضو داخل ہوئے تھے آج تمہاری اہلیہ کو استقرار حمل ہو گیا، مبارک ہو، اللہ تعالیٰ تم کو اولاد صالح عطاء فرمائے گا"

آپ کے حقیقی چچازاد بھائی حضرت مولانا سید شاہ جعفر اشرف علیہ الرحمہ اپنے بچپن میں آپ کو "ولی میاں" کہہ کر پکارتے تھے،

حضرت عالم ربانی محبوب حقانی قدس سرہ پر سرکار مدینہ ﷺ کی نوازشات خاصہ مبذول تھیں چنانچہ جب حضرت کی تسمیہ خوانی کی رسم کا وقت آیا تو اس وقت حضرت کچھوچھا مقدسہ میں غوث الوقت حضرت مولانا شاہ آل احمد پھلواروی محدث مدنی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ سے حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کی خصوصی عنایت و طلب پر کچھوچھا مقدسہ میں تازہ تازہ وارد ہوئے تھے، اور آپ کے کاشانۂ اقدس پر مقیم تھے حضور پر نور مخدوم الاولیا محبوب ربانی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"میرے فرزند دُرِ نجف حاجی سید ابوالمحمود احمد اشرف علیہ الرحمہ کو بتقریب مکتب چار سال چار ماہ چار روز پر آپ ہی نے بسم اللہ پڑھائی"

جب حضرت عالم ربانی محبوب حقانی نے عم کا پارہ شروع فرمایا خواب میں ملاحظہ فرمایا کہ حضرت غوث العالم محبوب یزدانی رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ کو سورۃ الفاتحہ شریف شروع کرائی، قرآن پاک کی ناظرہ خوانی کے بعد فارسی عربی درسیات کی تحصیل کی طرف لگا دیا گیا۔ زمانہ جانتا ہے کہ مجدد وقت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی حضور پر نور مخدوم الاولیاء قدس سرہ کے والہ و شیدا محبّ و معتقد تھے۔ امام

اہل سنت کا وہ زمانہ تدریسی شغف کا تھا، چنانچہ حضرت عالم ربانی محبوب حقانی قدس سرہٗ کو حضور پر نور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی نے اپنے ہمراہ لے جاکر امام اہل سنت کے حوالہ کیا، کہ غوث الثقلین کے اس پوتے کو آپ پڑھادیں۔ بڑے حضرت اشرف الاولیاء مولانا حاجی سید شاہ اشرف حسین قدس سرہٗ چشتی نظامی اشرفی قدس سرہٗ نے اپنے مشہور زمانہ روزنامچہ میں ۱۵/ شعبان ۱۳۰۱ھ کو تحریر فرمایا۔

"۱۵/ شعبان ۱۳۰۱ھ آج فرزند سید احمد اشرف بریلی سے آئے"

یہ حوالہ روزنامچہ کے راست مطالعہ کا ہے۔ رمضان شریف کے بعد ۱۷/ شوال المکرّم کو بڑے حضرت نے اپنے فرزند ارجمند اور آپ کو دیار پورب کے مشہور شہر، گورکھپور لے گئے۔ یہاں اس زمانے میں دیار مشرق کے مرجع الکل عالم استاذ العلماء مولانا ابوالخیر معین الدین صاحب رئیس نارہ کڑا مانک پور الٰہ آباد کا بحر علم مواج اور مصروف فیض رسانی تھا ان دونوں حضرات نے یہاں تھوڑے عرصہ تعلیم پائی وجہ یہ ہوئی کہ حضرت مولانا کا عمر کا آخر حصہ تھا اور علالتوں سے بھر الہذا انہیں کے مشورہ سے دونوں حضرات کو امام علوم وفنون عارف باللہ استاذ زمن امام اجل، مولانا شاہ احمد حسن سنی حنفی چشتی صابری قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر کر دیا گیا، ۱۳۰۲ھ تا ۱۳۰۷ھ تک دونوں حضرات نے پورے انہماک کے ساتھ علوم کی تحصیل کی، دونوں حضرات کی خبر گیری کی تحریری روایت روزنامچہ حضرت اشرف الاولیاء میں تفصیل سے مرقوم ہے مصارف کے منی آرڈر بڑے حضرت صاحب روانہ فرمایا کرتے تھے، ۱۳۰۷ھ میں حضرت استاذ زمن نے مکہ معظمہ کا سفر فرمایا تو حضرت عالم ربانی ان کے مشورہ وہدایت کی رہبری میں استاذ الکل حضرت امام مفتی محمد لطف اللہ علی گڑھی کی خدمت میں علی گڑھ چلے گئے روزنامچہ میں بڑے حضرت صاحب نے علی گڑھ کی روانگی ۸/ ربیع الاول یوم شنبہ ۱۳۰۷ھ تحریر کی۔ حضرت استاذ الکل نے تمام اسباق اپنے پاس رکھے، اور اخلاق وعادات کی نگرانی کے لئے اپنے فرزند دل بند حضرت مولانا عبدالقادر کو خصوصی ہدایت دے کر مامور فرمایا،

بڑے حضرت صاحب حضرت مولانا حاجی سید شاہ اشرف حسین صاحب کو حضرت عالم ربانی سے گہرا تعلق خاطر تھا چنانچہ دریافت احوال کے لئے ۱۳۰۷ھ میں علی گڑھ کا سفر فرمایا اور پندرہ دن حضرت استاذ الکل کے مہمان رہے واپسی کے وقت حضرت استاذ الکل بس اڈا تشریف لائے، اس اخلاق عالی نے بڑے حضرت صاحب کو بہت متاثر کیا چنانچہ آپ نے روزنامچہ میں تحریر فرمایا۔

"اس رتبہ پر فائز اور یہ بلند اخلاق نادر ہے"

بڑے حضرت صاحب نے دوبارہ جمادی الاول ۱۳۰۹ھ کی ابتدائی تاریخوں میں علی گڑھ کا سفر فرمایا حضرت استاذ الکل اور آپ کے چاروں فرزندوں نے بلند اخلاقی کے ساتھ خدمت گذاری کی بڑے حضرت صاحب اس بار بھی بہت متاثر ہوئے اور روزنامچہ میں تعریف وتوصیف کے کلمات تحریر فرمائے۔

جب تک حضرت استاذ العلماء الاعلام علی گڑھ میں رونق افروز رہے، حضرت عالم ربانی حاضر خدمت رہے ۱۸۹۵ء میں ریاست حیدرآباد دکن کے مفتی اعظم کے منصب کو سرفرازی بخشنے کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت عالم ربانی بھی ہمراہ گئے۔

مبارک خواب، دولت دیدار پاک

قیام علی گڈھ کے زمانے میں حضرت عالم ربانی قدس سرہٗ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار پاک حاصل ہوا، اس مبارک خواب کو فرط مسرت میں تفصیل کے ساتھ اپنے حضرت والد عالی مقام کو ۲۷/ جمادی الاول ۱۳۱۰ھ یوم شنبہ ۱۸/ دسمبر ۱۸۹۲ء، ماہ پوس، ۱۳۱۰ فصلی کو خط میں لکھ کر روانہ فرمایا جب یہ مبارک خط کچھوچھا مقدسہ میں سب نے پڑھا سروں پر رکھا عید سے بڑھ کر عید کا سماں ہوا، چنانچہ بڑے حضرت نے دوم جمادی الثانی ۱۳۱۰ھ شب جمعہ ۲۳ دسمبر ۱۸۹۲ء کے روزنامچہ میں اس خط کو بتمام وکمال نقل فرمایا اسی روزنامچہ سے راست یہاں پر نقل کیا جاتا ہے۔

آج شب یکشنبہ ہے فدوی نے ایک خواب عجیب مسرت آمیز دیکھا ہے معرض تحریر میں لاتا ہوں، تاکہ ملاحظہ، سے گذرے بہت سے واقعات جو خواب میں دیکھے یاد نہیں اون کے بعد یہ دیکھا کہ۔ ملک دکن میں کسی مقام پر کسی رئیس کے مکان پر حضرت والد صاحب فروکش ہیں اور مین بھی اتفاقاً مع قاضی اشفاق علی صاحب جو جناب مولانا صاحب کے خویش ہوتے ہیں اور میرے بڑے عنایت فرما ہیں، پہنچ گیا، نہیں معلوم کسی بات پر میں شب کو تنہا اٹھکر چلا گیا، اپنے آپ کو کیا دیکھتا ہوں کہ کعبہ شریف میں موجود ہوں، اور بعد شرف اندوزی زیارت بیت اللہ شریف کے دل میں خیال آیا کہ اگر مدینہ منورہ پہونچتے تو خوب ہوتا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ یکایک مدینہ شریف میں آپنے آپ کو پایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مکان دو درجہ کا سر راہ بنا ہے پہلے درجہ میں ایک صاحب سراپا نور تشریف فرما ہیں اور دوسرے درجہ میں اور بھی چند حضرات موجود ہیں غالباً مکان کی شکل یہ تھی۔

درجہ اول
درجہ دوئم

غرضیکہ پہلے درجہ میں حاضر ہوا، اور روبرو مؤدب بیٹھ گیا چند منٹ کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر اس وقت وحی نازل ہو رہی ہے اور چہرۂ مبارک متغیر ہو گیا یہ سنکر ایک بزرگ دوسرے درجہ سے پہلے درجہ میں آئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ (یا نبی اللہ) کیا فرماتے ہیں آپ نے یہ آیت پڑھی قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ اخیر تک اور ایک آیت اور بھی پڑھی جو یاد

نہیں.........آپ نے فرمایا کہ اس کو اس سورہ میں درج کرو یعنی اونھیں دو سورتوں میں سے ایک کی نسبت ارشاد ہوا، اس سے زیادہ مناسبت ہے غالبًا وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ معلوم ہوتے ہیں پھر حضور کھڑے ہو گئے، میں بھی کھڑا ہو گیا، حضور دوسرے درجہ میں تشریف لے گئے میں بھی گیا، اور چھوٹے دروازہ کے متصل تشریف فرما ہوئے میں بھی نہایت قریب ہی حضور کے بیٹھ گیا وہی بزرگ جن کا ذکر آچکا ہے ایک لباس حضور کے سامنے لائے پہلے میرا خیال تھا کہ قرآن شریف ہے اور اس آیت کے لکھنے کے لئے لائے ہیں، مگر جب اوس کو کھولا تو تہہ بہ تہہ مثل کلی اور پوشش وغیرہ کے اور ہر پارچہ پر جلی قلم سے خوشخط عبارت عربی لکھی ہوئی تھی، جو بسبب رعب کے پڑھ نہ سکا غرض کہ اوس لباس کے تہہ کو اولٹتے تھے، اور حضور ﷺ ملاحظہ فرماتے جاتے تھے، یہاں تک کہ بمقدار دو چھوٹے رومال کے اوس پارچہ میں ایک جانب سے زیادہ تھا آنحضرت ﷺ نے علیحدہ کر لیا اس اثنا میں میرے دل میں خیالات پیدا ہوئے کہ اگر حضور کا تاج مبارک یا نعلین شریف یا اور کوئی چیز ملتی تو تبرکاً لے جاتا اور لوگ زیارت کرتے دوسرے یہ کہ میں نے حضور کی زیارت کی اب تو میں بھی صحابیوں میں داخل ہوا ہنوز میں یہ خیال کر ہی رہا تھا، کہ حضور نے اسطور سے ارشاد فرمایا۔ کیوں رے تو رومال لے گا-----یا فقط اس قدر----تو رومال لیگا؟ پس یہ مژدہ جاں بخش سنکر میں کھڑا ہو گیا اور حضور کی طرف سر جھکا دیا، عمامہ قادری معہ تاج عطیہ حضرت والد صاحب میرے سر پر تھا اوسی پر حضور نے اپنے دست مبارک سے دونوں رومال لپیٹ دی، اس کے بعد میں نے چاہا کہ آداب بجالاؤں معاً خیال آیا کہ خلاف اتباع شریعت ہے لفظ آداب کے مقام پر جھک کر یوں عرض کیا۔۔۔ السلام علیکم۔۔۔۔اس کے بعد اور صاحبوں کی طرف بھی اسی طرح سلام عرض کیا۔۔۔ پھر حضور کھڑے ہو گئے اور میری طرف اشارہ فرمایا کہ میرے ساتھ آ اسی حالت میں خیال ہوا کہ ابھی تک مصافحہ نہیں کیا، پھر حضور چھوٹے دروازہ کی طرف تشریف لے چلے بس فوراً دوڑ کر میں نے مصافحہ کیا اور ہاتھ کو چوم لیا اور آنکھوں سے لگایا۔۔۔۔۔۔اس کے بعد حالت خواب ہی میں میں نے اپنے ایک دوست مولوی عبد الرحمٰن سے جو اکثر اپنے خواب مجھ سے بیان کرتے ہیں، کہ اس خواب کے واقعات کو مکہ معظّمہ تک بطور خواب کے بیان کر رہا تھا، کہ آنکھ کھل گئی اوس وقت ۴ بجے تھے فوراً اٹھا اور نماز فجر پڑھی، دل کو نہایت مسرور پایا۔ اور اب تک بے حد خوشی ہے خیرٌ لہٗ و شرٌ لا عدائہٖ الحمد للّٰہ رب العٰلمین "۔

حضرت استاد الکل قدس سرہٗ کو بھی حضرت عالمِ ربانی نے یہ مبارک خواب سنایا، انہوں نے سنکر ارشاد فرمایا، کہ اب آپ کی دستار بندی ہو چکی اب رسمی دستار بندی کی ضرورت سے آپ بے نیاز کئے جا چکے، حضرت

عالم ربانی اپنے استاذ گرامی کی خدمت میں کم وبیش آٹھ برس حاضر خدمت رہے، مگر عجیب بات یہ ہوئی کہ امام اہل سنت کے بہت بعد کے اہل قلم نے حضرت عالم ربانی کو امام اہل سنت کا تلمیذِ رشید لکھنا شروع کر دیا "سرگذشت ماجرائے ندوہ" ۱۳۱۳ھ جو بریلی میں مجلس ندوۃ العلماء کے انعقاد اور مجلس علمائے اہل سنت کی تاسیس اور اصلاح طلبی کے واقعات پر محقق، محیط کتاب ہے اور امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں کے ملاحظہ سے گذری ہوئی ہے اس میں حضرت عالم ربانی کا نام نامی ان لفظوں میں مندرج پایا ہے۔

"جناب مولانا مولوی سید احمد اشرف میاں صاحب از اولاد امجاد حضور پر نور سید الافراد غوث الاوتاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلمیذِ رشید و مصاحب خاص مفتی صاحب انجمن آرائے ندوہ کچھوچھا شریف ضلع فیض آباد"

حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے الاستمداد میں بعنوان دعائے احباب واصحاب حضرت عالمِ ربانی کے بارے میں مستقلاً ایک شعر فرمایا۔ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی کی ۱۳۳۸ھ کی اس مصنفہ کتاب کو ان کے خلفِ اصغر حضرت مفتی اعظم نے محشّیٰ کیا تو صراحۃً تحریر فرمایا۔

حضرت عالم ربانی قدس سرہٗ نے علی گڑھ کی طالب علمی کے زمانے میں ہی اپنے عالی قدر حضرت والد اجد قدس سرہٗ سے بیعت وارادت کا شرف حاصل کیا، بڑے حضرت صاحب ۲۳ / رمضان المبارک ۱۳۰۹ھ کے روزنامچہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"بعد نماز جمعہ نور چشم نے بیعت بدست عزیزی سید علی حسین مدعمرہٗ حاصل کی"

ضور پر نور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ نے حضرت عالم ربانی کو اپنی پہلی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا ائف اشرفی حصہ اول مطبوعہ میں ان لفظوں میں عطائے خلافت اولیٰ کا ذکر فرمایا۔

"میرے فرزند ارجمند و مرید و خلیفہ اول، عالم با عمل، درویش باشغل محسودِ چشم حاسدان محفوظ از شر ناقصاں حاجی بیت اشرف سید ابو المحمود احمد اشرف"

ضور پر نور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ نے ۱۳۲۷ھ میں اپنا ولی عہد اور اپنے بعد سجادہ نشین نامزد فرمایا انچہ تحریر فرمایا کہ

"فقیر۔۔۔۔۔۔ اپنے تمام فرزندان خاندانی و برادران ایمانی، مریدان، و متوسلان سلسلۂ اشرفیہ و عقیدت مندان آستانۂ شگرفیہ کو آگاہ کرتا ہے کہ اس فقیر نے پہلے اپنے فرزند مطلق و خلیفہ برحق عالم ربانی واعظ لاثانی مولانا ابو المحمود سید احمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا ولی عہد اور اپنے بعد سجادہ نشین جادۂ اشرف السمنانی مقرر کیا تھا"

حضرت عالم ربانی محبوب حقانی قدس سرہ نے ہر امر اور ہر کام میں اپنے والد ماجد پیر و مرشد کی خوشنودی اور اطاعت کو مقدم رکھا اور حسن ادب کا مثالی مثال پیش کیا اور اس خوشنودی کی سند بھی پائی حضور پر نور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی نے تحریر فرمایا۔

"۱۳۲۹ھ کو جب فقیر نے تیسرا حج کیا تھا تو طائف شریف مدینہ منورہ بیت المقدس اور دوسرے عتبات عالیہ کربلا معلّٰی، نجف اشرف، کاظمین شریفین، غاسرّ من رآء بغداد شریف، حامہ شریف، حمص شریف وغیرہ وغیرہ کی زیارت کیا اور تاریخ عرس حضرت محبوب یزدانی نور بخشی سامانی قدس سرہ میں نہیں پہونچ سکا، تو اپنے فرزند موصوف کو سجادہ نشینی کے مراسم ادا کرنے کا بجائے اپنے حکم بھیجدیا تھا جس کو انھوں نے بکمال حسن و خوبی مثل میرے انجام دیا، مہمان کی پوری خدمت کی اور بکمالِ ادبِ مرشد، بجائے خرقہ پوشی کرنے کے اس کی زیارت کرادی، زندگی بھر میری خدمت کرتے رہے اور میری ہر بات کو مقدم رکھا"

حضرت عالم ربانی قدس سرہ کی زندگانی اسوۂ حسنہ کا مظہر کامل، رشد وہدایت کا روشن چراغ تھی، آپ نے ہمہ جہت دین کی خدمت فرمائی، بیعت وارشاد کے سلسلہ کو رونق دی، تبلیغ اسلام میں جدّو جہد فرمائی، عقائد حقہ کی ترویج فرمائی، باطل فرقوں کے باطل عقیدوں کی نقاب کشائی کی، آپ کے نفس ذکیہ کی برکتوں سے کثرت سے لوگ داخل اسلام ہوئے، آپ مجموعہ خوبی، معنی لفظ ولایت بزرگ تھے تقریر ایسی فرماتے کہ دل موہ لیتے، جبکہ آپ کا طالب علمی کا زمانہ تھا، جب بڑے حضرت صاحب کی طلب پر علی گڑھ سے دہلی جاکر حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہ کے عرس سراپا سعادت و خیر و برکت میں شریک ہوئے اور سترہویں شریف کو صحن روضہ میں دہلی کے مشہور بزرگ حضرت سید احمد علی کمبل پوش کی طرف سے منعقدہ جلسۂ وعظ و محفل مولود شریف میں وعظ بیان فرمایا اس محفل کا انتظام ریاست الور کی طرف سے ہوا تھا بڑے حضرت صاحب نے تحریر فرمایا۔

"کیا خوب جلسۂ محبوبانہ تھا"

حضرت عالم ربانی کے خواہر زادہ اور خصوصی تربیت یافتہ مرید و خلیفہ حضرت محدث صاحب قبلہ علیہ الرحمہ جن کی خطابت کی خود ایک شان تھی، انھوں نے فرمایا

محویت چھاگئی جب حسن بیان یاد آیا	دل تڑپ اٹھا، وہ اندازِ بیان یاد آیا
جھومتی پھرتی ہے، وہ دنیائے تصور سید	جب کبھی موعظۂ پیر مغاں یاد آیا

لسان الحسان حضرت مولانا الحاج ضیاء القادری البدایونی علیہ الرحمہ نے ۱۳۲۷ھ میں منعقد عرس مبارک امام اہل سنت تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی قدس سرہ کی روئیداد میں تحریر فرمایا۔

"آج بذریعہ اعلان مطبوعہ جناب اشرفی میاں قبلہ کے صاحبزادہ صاحب کے بیان کی اطلاع دی گئی تھی شائقین جو آپ کے وعظ کے بہت مشتاق تھے، جوق جوق آنا شروع ہوئے، نماز عشاء اول ہی وقت پڑھی گئی۔ ـــــــ مولانا المعظم، حامی السنن، ماحی الفتن، سراج المحققین، تاج الواعظین، جناب ابو المحمود سید شاہ احمد اشرف صاحب اشرفی جیلانی کا وعظ ہوا، آپ نے سورۂ والضُّحٰی شریف نہایت دلکش لہجہ میں تلاوت فرمائی اور سورۂ مبارکہ کی آٹھ دس تفسیریں بیان کیں، بار بار جس وقت آپ۔

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى

تلاوت کرتے اہل محفل بیتاب ہو جاتے، یہ جملہ آپ کی زبان سے کچھ ایسا پیارا معلوم ہوتا تھا کہ عرصہ تک اسکی حلاوت سامعین کے دل سے فراموش نہ ہوگی، ہر تفسیر میں عجیب و غریب نکات کا انکشاف ہوتا تھا، جس علم کی طرف عنان توجہ پھرجاتی اس کے دقائق کا اسرار، بخوبی اظہار ہوتا جاتا، کبھی علم ہیئت کے مسائل کی وضاحت، کبھی فلسفۂ قدیمہ و جدیدہ کا تقابل، کبھی علم ہندسہ کا تذکرہ، غرض نہات روح پرور رنگین و عالمانہ بیان تھا، اگرچہ وسط بیان میں بارش کا سلسلہ بھی دیر تک رہا، ہر شخص اسی ذوق و شوق کے ساتھ ہمہ تن گوش بن کر آپ کے لطف بیان سے حظ اٹھاتا رہا، فرقۂ باطلہ اور اہل سنت کے امتیاز میں آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ کوئی ضرورت کسی فرقہ کے عقائد واقوال پر غور کرنے کی نہیں، صرف یہ دیکھ لیا جائے کہ مخاطب کے دل میں توقیر تکریم حضور پاک علیہ التحیۃ و التسلیم محبت و عظمتِ اصحاب کرام و اہل بیت عظام اور عزت و وقار اولیاء اللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہے یا نہیں۔

جسکو ان حضرات میں سے کسی کی طرف سے ذرا بھی سوء ظن ہو وہ اہل سنت کا مخالف ہے اس کے بعد آپ نے فرقۂ باطلہ کے اقوال اور ان کے عقائد کا فوٹو کھینچنا شروع کیا۔

"آجکل جو یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام میں فرقہ بندیوں کا وقت نہیں، مصلحت کا زمانہ ہے کہ سب فرقے مل جائیں، آپس میں شہد و شکر ہوکر اسلام کو قوت بخشیں، اس اعتراض کا بھی نہایت معقول جواب دیا گیا، اور ہر مذہب ہر باطل عقیدہ والے کی محبت سے بچنے کی ہدایت، ان سے میل جول نہ رکھنے کی تاکید فرمائی،

دور شو از اختلاطِ یارِ بد

یار بد، بد تر بود از مار بد	مار بد، تنہا ہمیں بر جان زند
	یار بد، جان و بر ایمان زند

جابجا نہایت دل چسپ اشعار جن کو خوش الحانی سے پڑھتے جاتے تھے، سونے پر سہاگہ کا کام دیتے تھے، ڈھائی گھنٹے کے قریب تک صاحبزادہ صاحب نے اپنے فیضِ تکلم سے اپنے مشتاقوں کو مستفیض

فرمایا، اہل محفل نے آپ کے وعظ سے نہایت حظ اٹھایا۔"

اس محفل میں علمائے فرنگی محل، علمائے خیرآباد حضرت فاضل بریلوی شاہ مطیع الرسول بدایونی مولانا سید سلیمان اشرف جیسے بزرگ تشریف فرما تھے۔

مہر سمائے فضل و کمال تاج العلماء مولانا المفتی المحدث عمر نعیمی اشرفی فاضل مرادآبادی نے ۱۳۴۵ھ میں جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے جلسۂ دستاربندی میں حضرت عالم ربانی کے موعظہ حسنہ کے بیان کے متعلق تحریر فرمایا۔

"حضرت سراپابرکت جامع الطریقین، مجمع البحرین حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب مدظلہ العالی کچھوچھوی کے بیان فیض نے جلسہ پر جو رنگ جمایابیان سے باہر ہے، ایک کلمہ جو حضرت ممدوح کی زبان مبارک سے ادا ہوتا تھادل میں اثر کرتا تھا، مجمع محو ہو رہا تھاایک عجیب عالم تھا" (۱)

حضرت سیدی محدث اعظم قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا

"اربابِ عقیدت کے اصرار سے بہرائچ و گورکھپور تشریف لے گئے، گورکھپور میں حضرت نے رد وہابیہ فرمایا تو مسلمانوں کی آنکھیں کھل گئیں اور عقائد وہابیہ پر لعنت و نفرت کی صدائیں بلند ہوئیں، گورکھپور میں مولوی عبد التواب پر تاب گڈھی کا کافی اثر تھا، یہ مولوی صاحب کچھ ایسے "معما" ہیں کہ آج تک یہ بھی طے نہو سکا، کہ آپ مقلد ہیں یا غیر مقلد ہیں۔۔۔۔۔۔ سنتھال پرگنہ میں آپ کو عطائے غیر مقلدین سے سمجھا جاتا ہے، ضلع بستی میں آپ کو لوگ مقلد سمجھتے ہیں۔ یہ چیستاں کوئی صحیح طور پر نہ بوجھ سکا تھا، کہ گورکھپور میں امسال جلسہ ہوا، اور آپ بھی مدعو ہوئے یہاں رد وہابیہ کا کچھ ایسا رنگ چھایا کہ آپ کا گراں وزن تقیہ ٹوٹ گیا اور مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ آپ وہابی ہیں تو آپ کی میز بانی کے لئے گورکھپور کی وسیع زمین تنگ ہو گئی اور ان کو افسوس ناک طریقہ سے گورکھپور سے بھاگنا پڑا، اس کے بعد حضرت مولانا صاحب قبلہ کا متعدد بیان ہوا

حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی کے مدرسہ اہل سنت کے سالانہ جلسہ میں حضرت عالم ربانی محبوب حقانی خاص دعوت دے کر بلائے جاتے،، فاضل بریلوی بھی شریک محفل ہوتے، ایک بار ایسا ہوا کہ یک بیک کھڑے ہو گئے اور پورا بیان کھڑے ہو کر سماعت فرمایا، حضرت مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ جو خود بھی ناقد بصیر تھے۔ اپنی کتاب سیرۃ اعلیٰ حضرت میں رقمطراز ہوئے کہ

" اعلیٰ حضرت (بریلوی) کے حاشیہ کے علماء اور ان کے تلامذہ کا کہیں کہیں نام آگیا ہے، ان کی تفصیل کے لئے یہ کتاب ناکافی ہے مگر میں حضرت مولانا سید احمد اشرف صاحب کچھوچھوی

(۱) السواد الاعظم رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ۔

علیہ الرحمہ کے متعلق اتنا ضرور عرض کروں گا۔ کہ ان جیسا شیریں زباں واعظ پھر نہ دیکھا، انہوں نے تھوڑی سی عمر میں دین کی بڑی بڑی خدمتیں انجام دیں اعلیٰ حضرت (بریلوی) انہیں اکثر یاد فرماتے تھے" (۱)

اعلم علمائے عصر امام اہل سنت مولانا حکیم حاجی سید نعیم الدین اشرفی الجلالی فاضل مرادآبادی جن کی سیادت تامہ عامہ اور علم و فضل اور قوت تدریس و تقریر زمانے میں مسلم تھی، ان سے حضرت عالم ربانی کے موعظ حسنہ کے بارے میں رائے طلب کی گئی تو فرمایا حضرت محدث صاحب کی خطابت مسلم ہے مگر یہ حضرت عالم ربانی کے دریائے فیض خطابت کی ایک بوند ہے۔

حضرت عالم ربانی محبوب حقانی قدس سرہٗ کی بلند مقامی اور علو احوال کے بیان کیلئے صفحات کے صفحات ناکافی ہوں گے اور سچ تو یہ ہے ان کی ذات عالی بلند صفاتی الفاظ و بیان کے دائرہ سے باہر کی حقیقت اعلیٰ ہے، مگر ایسے بیانات اور تحریریں موجود ہیں جو حقائق اعلیٰ کے بیان کی خدمت انجام دے گئی ہیں۔

امام اہل سنت مولانا حاجی حافظ سید نعیم الدین اشرفی الجلالی فاضل مرادآبادی کی مرکزی شخصیت کی برکات جامعہ نعیمیہ مرادآباد، اہل سنت و جماعت کا دینی علمی و فکری مرکز بن گیا تھا مسلمانوں کے مسائل اور حفاظت و ترقی کے معاملات یہیں طے کئے جاتے تھے، غیر منقسم ہندوستان کے مشائخ و علماء اور قانون دانوں کا جامعۂ نعیمیہ میں مجمع لگا رہتا تھا دین پاک کی ہمہ جہت خدمت و ترویج کے لئے لائحہ عمل طے کئے جاتے تھے، جمعیۃ عالیہ اہل سنت قائم تھی اس کا دوسرا مشہور نام سنی کانفرنس تھا، ۱۳۴۵ھ کے ماہ شعبان کی آخری تاریخوں میں اس کا عظیم الشان اجتماع ہوا، خطبہ استقبالیہ کی صدارت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں فاضل بریلوی نے کی اور بے نظیر خطبہ استقبالیہ پڑھا، یہ یاد رہے کہ اس وقت آپ کے نام کے ساتھ صدر الشریعہ لکھا جاتا تھا، اور حضرت صدر الافاضل کے نام کے ساتھ حجۃ الاسلام، اس عظیم الشان اجلاس کی صدارت کو حضور محبوب ربانی مخدوم الاولیاء قدس سرہٗ کی ذات مبارک سے سرفرازی ملی حضور پرنور نے ایک خطبۂ جامعہ عنایت فرمایا، جس کا املا حضور کے نواسے حضرت محدث صاحب نے کیا اور کھلے اجلاس سنی نگر میں بھی پڑھنے اور پیش کرنے کی اپنے مخصوص انداز میں سعادت پائی۔ ملاحظہ فرمائیں حضرت عالم ربانی کے بلند مقامات کا بیان حق :

"مجھے جو غم کھائے جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اس مبارک بنیاد کے وقت میری عمر کا بڑا حصہ گذر چکا ہے اور ضعیفی و ناتوانی نے اس طرح مجھے گھیر لیا ہے میں آپ کا عضو معطل ہو کر رہ گیا ہوں اور سخت شرمندہ ہوں کہ اس مقدس تحریک کی کوئی نذر پیش کر کے میں حق سے سبکدوش نہیں ہو سکتا، ہاں میری اسی برس کی کمائی میں صرف دو چیزیں ہیں جن کی قیمت کا اندازہ اگر آپ میری نگاہ سے کریں گے تو

(۱) سیرت اعلیٰ حضرت ص ۱۸۰

ہفت اقلیم کی تاجداری ہیچ نظر آئیگی، یہ میری بڑی قیمتی کمائی ہے، جس پر مجھکو دنیا میں ناز ہے اور آخرت میں فخر ہے۔

جس کو میں اپنے سے جدا نہیں کر سکتا تھا، لیکن آج اعلان حق کے لئے میں اپنی ساری کمائی نذر کر رہا ہوں، میرا اشارہ پہلے میں لخت جگر نور العین مولانا الحاج ابو المحمود سید احمد اشرف اشرفی جیلانی ——— ں ذات میری ضعیفی کا سرمایہ ہے میں آج ان جگر کے ٹکڑوں کو نذر پیش کرتا ہوں ——— اعلان حق ——— میں حیات کی آخری ساعت تک سنت والاسنت کی خدمت جو سپرد کی جائے، اس میں میری تربیت کا حق ادا کریں۔"

اس میں کوئی شک و ریب کی جا نہیں کہ حضرت عالم ربانی نے دین پاک کی ہمہ جہت خدمت کی، احقاق اعلان حق میں سرگرم جدّو جہد فرمائی، ابطال باطل کا فریضہ انجام دیا، آپ کے زمانے میں وہابیت و دیوبندیت نے باہم اتحاد کر کے قلب امت میں بد عقیدگی کا ناسور پیدا کیا، اس منزل پر حضرت عالم ربانی نے جدو جہد فرماکر عقائد حقہ کے مضبوط قلعہ کی دیواروں کی حفاظت فرمائی مناظرے مقابلے کر کے حق کو واضح سے واضح تر فرمایا۔

گذر چکا ہے کہ آپ نے نادرۂ زماں، فرید عصر عالم و علامہ، استاذ زمن حضرت فاضل کانپوری اور ان کے بھی استاذ حضرت استاذ الکل مفتی محمد لطف اللہ علی گڑھی سے علوم ظاہری کی بالغ نظری سے تکمیل فرمائی، اس جہت میں علمائے خاندان اشرفیہ اور دیگر علاقوں میں مدارس کا قیام اور علماء کی تیاری کا ایک اہم کارنامہ انجام دیا، درویش با شغل کی حیثیت سے ذاکرین و شاغلین کی تربیت فرمائی، آپ کے عم زاد بھائی کے فرزند حضرت محی الملۃ والدین مولانا سید شاہ محی الدین اشرف اچھے میاں اور حضرت محدث اعظم قدس سرہما آپ کے خصوصی تربیت یافتہ اجل خلفائے کرام تھے جن کے واسطے سے بھی آپکا چراغِ ارشاد روشن سے روشن ہوا۔ اور آج لاکھوں افراد آپ کے خلفاء کے دامنوں سے وابستہ بلاد عرب و عجم میں موجود ہیں۔

حضرت عالم ربانی قدس سرہٗ کا عقد نکاح حضرت اشرف الاولیاء مولانا سید شاہ اشرف حسین صاحب قبلہ قدس سرہٗ کی صاحبزادی سے ہوا، اس تقریب میں جہاں افراد خاندان نے شرکت کی وہیں خصوصیت کے ساتھ حضرت استاذ الکل مولانا المفتی محمد لطف اللہ صاحب اور ان کے تینوں فرزند نے تشریف لاکر شرکت فرمائی ان حضرات کو اکبرپور سے کچھوچھا مقدسہ تک لانے کے لئے گھوڑوں اور اونٹ کا انتظام کیا گیا تھا، فرزندان گرامی اور استاذ زمن مولانا شاہ احمد حسن فاضل کانپوری گھوڑوں سے تشریف لائے اور مفتی صاحب اونٹ سے تشریف لائے بڑے حضرت صاحب نے روزنامچہ شریف میں تحریر فرمایا

"۲۵/ شعبان شب جمعہ ۱۳۰۹ھ کو بعد مغرب جناب مولانا محمد لطف اللہ صاحب تشریف لائے یوم جمعہ کو بعد نماز جمعہ کے مولانا محمد لطف اللہ صاحب نے وعظ مناسب حال ہم لوگوں کے فرمائی، بعدہٗ

نور چشم مولوی سید احمد اشرف کا نکاح ساتھ صبیحہ فقر کے مہر فاطمی ایجاب و قبول بزبان ہندی کرایا"

حضرت عالم ربانی کو ان اہلیہ صاحبہ کے بطن پاک سے اولاً تین صاحبزادیاں متولدہ ہوئیں بڑی صاحبزادی محی الملۃ والدین مولانا سید محی الدین اشرف اچھے میاں کے نکاح میں آئیں ان سے چھوٹی حضرت محدث اعظم سے منسوب ہوئیں ان سے چھوٹی مولانا سید شاہ طفیل اشرف کو بیاہی گئیں تینوں بیٹیوں کے فرزندان خدمت دین پاک میں مشغول اور یگانۂ زمانہ ہیں۔ اور دو صاحبزادے پیدا ہوئے بڑے فرزند سید محمود اشرف تھے ان کی ولادت ۱۵/ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۶ھ کو ہوئی دو سال آٹھ ماہ کی عمر میں چیچک کے مرض میں بتاریخ ۱۲ صفر یوم جمعہ ۱۳۱۹ھ کو انتقال کر گئے۔

دوسرے فرزند گرامی امام اہلسنت مخدوم المشائخ مولانا سید شاہ محمد مختار اشرف قدس سرہٗ ہوئے۔

حضرت عالم ربانی قدس سرہ ' نے بعارضہ اسہال و طاعون بحالت نماز بانیاز ۱۵/ ربیع الآخر ۱۳۴۳ھ کو وصال فرمایا آپ کے والد معظم حضور پرنور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی اور ارشاد فرمایا۔

"میں اکثر بزرگوں کے جنازہ میں شریک ہوا، مگر اس قدر ہجوم اور اس شان کا جنازہ کسی کا نہیں دیکھا۔"

حضرت عالم ربانی کا تختہ تابوت سر پر رکھنے کے وقت فخر العلماء حضرت مولانا سید شاہ محمد فاخر الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ زار زار روتے تھے اور کہتے تھے کہ

"مولانا کی ذات سے اسلام کو بڑی ترقی تھی، ہزاروں کو ہدایت پہونچی در حقیقت آپ اسلام کے رکن رکین تھے۔"

حضرت فخر العلماء نے

"احمد اشرف چشتی"

میں تاریخ سن رحلت پائی اعلم علماء عصر امام اہل سنت استاذ العلماء المفسرین والمحدثین قدوۃ الاولیاء الکاملین مولانا الحکیم سید نعیم الدین اشرفی الجلالی فاضل مرادآبادی نے اپنے ماہنامہ السواد الاعظم میں تحریر فرمایا۔

"آج اسلامی ہند کا چپہ چپہ اندوہ والم کا طوفان بلاخیز سمندر رہا ہوا ہے، جس میں رنج والم کی امواج کا تلاطم صبر و قرار کی کشتی کو کھینے نہیں دیتا، دنیائے اسلام گرداب غم میں غوطے کھا رہی ہے اور ہر دل اس غم میں رنجیدہ ہے کہ

حضرت قدوۃ الاسلام، شوکت دین، سلالۂ خاندان نبوت، نقاوۂ دومانِ غوثیت، عالم عدیم العدیم، خطیبِ فقید المثیل، جامع کمالاتِ صوری و معنوی، مجمع بحرین ظاہری و باطنی، پیشوائے ملت، ہادی امت حامی دین، ناصر شرع متین حضرت سراپا برکت مولانا الحاج المولوی شاہ احمد اشرف

صاحب اشرفی کچھوچھوی قدس سرہٗ العزیز نے ۱۹؍ روز کی علالت کے بعد ۱۴؍ ربیع الآخر ۱۳۴۳ھ کو بعد مغرب اس دار فانی سے رحلت فرمائی انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

حضرت ممدوح کے اوصاف و کمالات کا بیان ایک دفتر چاہتا ہے، دنیا ان کی خوبیوں سے واقف ہے، ہندوستان کی آنکھوں نے ایسا خوش بیان و خوش زبان نہیں دیکھا، جس کا کلمہ کلمہ تسخیر قلب کرتا تھا، ان کے فیضان صحبت اور برکات توجہ قلوب کو بدل دیتے تھے، ایک عالم کو خدا پرست ذاکر و مشاغل پابند شرع بنادیا، جہان ان کے ظاہری و باطنی فیض سے فیض یاب ہوئے۔

تمام متعلقین جس قدر صدمہ کریں وہ ایک طرف، سب سے بڑھ کر رنج تو یہ ہے کہ حضرت مرحوم کے والد ماجد، عالم کے مرشد اعلیٰ حضرت جلیل المرتبت، تاج العرفاء، سراج الاولیاء مرشدنا الحاج المولوی السید شاہ ابو احمد محمد علی حسین اشرفی جیلانی متعنا اللّٰہ ببر کاتہم کے قلب مبارک کو اس عمر شریف میں کیا صدمہ پہونچا ہوگا۔ اس کے تصور سے کلیجہ منھ کو آتا ہے، بجز اس کے اور کیا دم مارنے کی جگہ ہے کہ اللہ حی و قیوم ہے لہٗ ما اخذ ما اعطی و کل شیء عندہ باجل مسمی اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو ان کے جد کریم کے جوارِ رحمت و آغوشِ رافت و رحمت میں خلد کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے اور حضرت مرشدِ عالم مدظلہٗ العالی اور حضرت مرحوم کے جملہ متعلقین اور تمام متوسلین کو صبر جمیل عنایت فرمائے۔

اور صاحبزادۂ بلند اقبال حضرت مولانا سید شاہ محمد میاں صاحب سلمہٗ اللّٰہ تعالیٰ و بقاہ و من کل سوء و قاہ کو برکاتِ دارین، علم کامل، فضل شامخ اور اپنے اجداد کریم کی میراث تام عنایت فرمائے اور طویل عمر مرحمت کرے کہ انھیں کی ذات زخم خوردوں کی تسلی و تسکین کا باعث ہے"۔

حضرت عالم ربانی محبوب حقانی کے کشف و کرامات اور باطنی قوت کے واقعات مشہور انام ہیں حضرت امام المحدثین مولانا سید دیدار علی محدث الوری علیہ الرحمہ نے اپنی مشہور زمانہ تفسیر کے مقدمہ میزان الادیان کے صفحہ ۴۹ میں تحریر فرمایا۔

"مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی مداللہ ظلہٗ فرماتے تھے کہ مرزا پور میں مولانا احمد اشرف صاحب قادری اشرفی جیلانی مرحوم مغفور اپنے مریدوں میں تشریف لے گئے مریدوں نے بغرض خوش کرنے اپنے پیر کے جو متبحر عالم اور علم دوست تھے عرض کیا، کہ ہم نے یہاں ایک مدرسہ دینی جاری کر رکھا ہے جس میں دینی تعلیم ہوتی ہے فرمایا مدرس کون ہے؟ عرض کیا، مدرس تو قسمت سے ایک ایسا عالم ربانی قطب وقت ملا ہے جو اللہ واسطے دن رات پڑھاتا ہے، بمشکل ہم ان کو دس روپے ماہوار دیتے ہیں ورنہ وہ تو یہی کہتے ہیں کہ برس دن میں دو جوڑے کھدر کے اور صبح و شام دو روٹی جو کی

مجھ کو کافی ہیں۔ اور ایک درویش کامل آئے تھے جن کے یہاں بہت مرید ہو گئے ہیں، وہ تو ان کا نام سنکر ان سے برہنہ پاؤں ملنے کو گئے اور فرماتے تھے کہ مدت سے مجھ کو ان کی تلاش تھی، میاں یہ تو قطب وقت ہیں، تمہاری قسمت سے نہیں معلوم یہاں کیسے آٹھہرے۔

مولانا احمد اشرف صاحب نے فرمایا، بھائی مجھ کو تو یہ مولوی صاحب اور وہ درویش دونوں ہی مخالف اہل سنت معلوم ہوتے ہیں۔ اور من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو کا جلوہ تمہارے بیان سے ظاہر ہوتا ہے مریدوں نے عرض کیا حضور بلا وجہ ایک بے لوث عالم صالح و عالم دین کو ایسے لفظوں سے یاد کرنا شایان شان عالی نہیں، آپ کے ان سخت لفظوں سے ہم کو سخت صدمہ ہوا اور دو جنٹلمین جو مدرس صاحب کے بہت ہی معتقد تھے وہ تو یہاں تک بگڑے اور کہہ اٹھے مولانا اشرفی صاحب آپ جو فرما چکے، خیر فرما چکے، مگر اب آپ نے ہمارے مدرس کی نسبت کچھ کہا تو پھر ہم بھی مجبور ہیں۔ عجب نہیں آپ کی جناب میں پھر ہم سے کوئی گستاخی ہو جاوے، مولانا اشرفی صاحب مغفور و مرحوم نے فرمایا صاحب زادو! میں آپ کے مدرس سے اگر اپنے کلمات کی معافی طلب کر لوں جب تو تم خوش ہو جاؤ گے، جنٹل مین نے کہا مناسب تو یہی ہے، مولانا اشرفی صاحب نے فرمایا بہت اچھا، مگر ایک شرط ہے کہ ان کے جو خطوط محفوظ بستہ میں رہتے ہیں، ان کو اپنے گھر لا کر پڑھو، اگر ان سے میرے کلمات کی سچائی ثابت ہو تو، اس مدرس کو شہر بدر کر دو، ورنہ میں ان کے جا کر اپنے کلمات معافی طلب کر لوں گا، ایک جنٹلمین نے کہا ہم ایسا نہیں کر سکتے ہیں، دوسرے نے کہا کیوں نہیں کر سکتے ہیں، ہم ضرور ان کے خطوط محفوظہ کو جو ہماری ہی تحویل میں رہتے ہیں دیکھیں گے، جب جنٹلمین نے مدرس صاحب کے خطوط کو لا کر پڑھنا شروع کیا تو اول ہی خط کا جو بعض اشخاص دیوبند کی طرف سے مدرس کے نام تھا یہ مضمون نکلا کہ

"مولانا صاحب آپ کی سخت بے انصافی ہے کہ پچاس روپے ماہوار آپ کو ہماری طرف سے اس دینی خدمت کے ملتے ہیں، کہ لوگوں کو وہابی بناؤ، اور یہاں کی امداد کرلو، قربانی کے کھالوں سے آمدنی فطرہ رمضان اور گیارہویں بند کر کے گیارہویں کے پیسے اور روپے جو آپ بھیجتے ہیں اس سے آپ کو معقول کمیشن ملتا ہے، پھر بھی آپ کو قلت تنخواہ کی شکایت ہے، مگر خیر آپ کام چونکہ بہت ہوشیاری سے کر رہے ہیں۔ آپ کی درخواست اب کے مجلس شوریٰ میں پیش کر دی جائے گی ممکن ہے کچھ اور ترقی مل جائے۔"

اور اسی قسم کے اور دو چار خط پڑھ کر جنٹلمین صاحب دم بخود رہ گئے اور مدرس صاحب کے دجال ہونے کا یقین کر کے مولانا اشرفی صاحب کے زمرۂ معتقدین میں داخل ہوئے اور جمعہ کے دن مکار مدرس صاحب کے نام کے خطوط جو دیوبند سے آئے تھے تمام مسلمانوں کو سنا کر مدرس صاحب جو

دجال کے بھی استاد تھے شہربدر کیا اور وہ سارا گاؤں وہابی ہونے سے بچ گیا"

حضرت عالم ربانی قدس سرہٗ کے احوال و کمالات کے بیان میں آپ کے خاص پروردہ مرید خلیفہ و تلمیذ حضرت محدث اعظم نے ایک تفصیلی کتاب تحریر فرماکر حضرت مولانا سید شاہ اظہار اشرف مدظلہٗ کو مرحمت فرمادی تھی ان سے مطالعہ کے لئے مولانا سید محمد مدنی صاحب نے مانگا ان کے یہاں سے یہ درنایاب غائب کردی گئی۔

حضرت مولانا حاجی سید شاہ مصطفیٰ اشرف قدس سرہٗ

بڑے حضرت صاحب قبلہ نے انوار اشرفی میں تحریر فرمایا کہ

"بعد وفات زوجۂ اولیٰ کے شاہ علی حسین دختر شاہ تجمل حسین صالح پور سے منسوب ہوئے جن سے ایک پسر مصطفیٰ اشرف اور دو دختر پسران سید محمد یحییٰ اشرف رئیس مجھوا ضلع بستی کو منسوب ہوئیں"

یہی پسر تھے جن کی دوشنبہ کے دن کے ذی قعدۃ الحرام ۱۳۱۱ھ میں ولادت باسعادت ہوئی برادر اکبر حضرت عالم ربانی قدس سرہٗ نے والد ماجد کی موجودگی میں مثل والد معظم نگاہ شفقت رکھی تربیت فرمائی مبادیات پڑھاکر ۱۳۲۷ھ میں دار العلم والعمل حضرت فرنگی محل کے حضرات اساتذہ کے پاس تحصیل علوم کے لئے بھیجے گئے مولانا مفتی سلامت اللہ فرنگی محلی استاذ العلماء مولانا المفتی محمد عنایت اللہ فرنگی محلی اور استاذ الانام حضرت مولانا قیام الدین محمد عبد الباری قدس اسرارہم سے درسیات کی تکمیل کی، علوم ظاہری کی تحصیل و تکمیل کے بعد عالی مقام والد ماجد نے تعلیم باطن کے لئے بیعت ہونے کے لئے فرمایا حضرت پیر مصطفیٰ صاحب نے جواب میں عرض کیا، میں تو مولانا سے بیعت کروں گا چنانچہ حضرت برادر بزرگ عالم ربانی قدس سرہٗ سے شرف بیعت حاصل کیا، تعلیم و تلقین اور تکمیل سلوک کے بعد شرف خلافت سے نوازے گئے، والد ماجد نے بھی اجازت و خلافت عطاء فرمائی آپ کی مبارک ذات گرامی شریعت و طریقت کی جامع تھی، تواضع، مہمان نوازی، صلح پسندی، غرباء نوازی آپ کے خصوصی اوصاف تھے حضرت حاجی میر سید غلام بھیک نیرنگ وکیل انبالہ مبلغ اسلام نے نوجوانی میں آپ کے لئے مقدس لکھا، حضرت پیر مصطفیٰ اشرف نے خاندانی طریقہ پر دین کی بڑی بڑی خدمات انجام دیں۔ ۱۷ر ربیع الاول ۱۳۷۶ھ کو وصال فرمایا نور اللہ مرقدہٗ۔

آپ کے صاحبزادگان گرامی قدر میں حضرت مولانا سید شاہ ابو الفتح مجتبیٰ اشرف قدس سرہٗ اور اشرف العلماء حضرت مولانا سید شاہ حامد اشرف مدظلہٗ کے کارناموں اور کمالات سے زمانہ فیض یاب ہے

حضرت مولانا سید شاہ ابو الفتح مجتبیٰ اشرف علیہ الرحمہ

روزنامچہ شریف میں بڑے حضرت صاحب قبلہ نے ان کا تاریخی نام شاہ ابو الفتح محمد مجتبیٰ" تحریر فرمایا ہے جس کے اعداد ۱۳۴۲ھ ہیں آپ نے جامعہ اشرفیہ کچھوچھا مقدسہ کے اساتذہ کرام سے علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی بیعت خلافت اور تعلیم طریقت دادا جان سے حاصل ہوئی والد ماجد نے بھی اپنی طرف سے اجازت و خلافت مرحمت فرمادی تھی، راقم سطور کو احمد آباد کے دار العلوم شاہ عالم میں حضرت پیر مجتبیٰ میاں کا دیدار حاصل ہوا سیدی مرشدی والدی الماجد حضرت امین شریعت قدس سرہٗ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا۔

"مجتبیٰ میاں آپ کی شکل حضرت جیسی ہے صرف رنگ کا فرق ہے"

حضرت مجتبیٰ میاں کریمانہ اخلاق و صفات بزرگ تھے ساری زندگانی رشد و ارشاد اور ہدایت و تبلیغ میں گذاری راقم الحروف کا خیال ہے کہ آپ غریب پرور اور غریب نواز بزرگ تھے، غرباء کا مجمع ہمہ وقت ساتھ رہتا تھا، آپ نے رشد و ارشاد کے لئے بنگال جیسے پسماندہ خطہ کو پسند فرمایا اور مسلسل دورے فرمائے، آپ بنگال کے دورہ پر تھے جب سیدی الوالدی قدس سرہٗ نے وصال فرمایا، آپ نے خواب میں دیکھا کہ باغ میں بڑا محل ہے سات دروازہ طے کرکے آپ اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ بلندی پر ایک تخت بچھا ہے اور اس پر ایک بزرگ لیٹے ہوئے ہیں اور منوں کے حساب سے تازہ گلابوں کا پھول اُن پر رکھا ہوا ہے، لوگوں سے آپ نے دریافت کیا تو جواب ملا کہ یہ حضرت امین شریعت ہیں خواب ہی میں خیال آیا کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ حضرت امین شریعت وصال فرما گئے، چنانچہ آپ خطۂ بنگال سے سفر کرکے صبح کے وقت بذریعہ کار حضرت سیدی الوالد قدس سرہٗ کے مرقد پاک پر آئے، گلاب کے پھول چڑھائے اور فاتحہ و شجرہ خوانی کا ثواب نذر کیا، راقم الحروف کو کلمات صبر تلقین فرمائے اور آبدیدہ ہوکر گلے لگایا، حضرت مجتبیٰ میاں قبلہ کثیر الفیوض بزرگ تھے، افسوس کہ آپ نے ۲۱ر ذی القعدہ مطابق ۲۰ر مارچ ۱۹۹۸ء بروز جمعہ مبارکہ بوقت ۷ر بجے شام کلکتہ میں وصال فرمایا، مرقد منور کچھوچھا مقدسہ میں ہے۔ حضرت مخدوم زادہ مولانا سید جلال الدین اشرف قادری میاں آپ کے خلف ارشد جانشین اور آپ کے قدم بقدم ہیں۔ متعة الله المسلمين بطول حياته.

نواسے

حضور پرنور مرشد العالم مخدوم الاولیاء محبوب ربانی قدس سرہٗ کے اخلاف و ذرّیات پر بھی فضل خداوندی خاص ہے، آپ کے نواسے بھی ہمہ آفتاب و ماہتاب تھے بڑی صاحبزادی کے فرزند حضرت مولانا ابو

میرا یہ پوتا ولی ہوگا

اور حضرت مخدوم المشائخ کے دستِ مبارک میں خاندانی عصا بھی پکڑا دیا، چونکہ حضرت اقدس عالم ربانی قدس سرہ کی شادی (۱۳۰۹ھ) کے بعد تین صاحبزادیوں کی ولادت ہوئی، ایک صاحبزادہ انتقال کر گئے ۲۳ / برسوں کے بعد حضرت مخدوم المشائخ مد ظلہ العالی کی ولادت ہوئی، حضور پر نور کے یہاں برسوں بعد پوتا کی ولادت تھی اس عطائے نعمت پر خاندان میں بہت خوشی منائی گئی پھوپھیوں کی مسرت کا کیا کہنا تھا بھتیجا کی ولادت کی خوشی میں والدہ محدث اعظم نے برادر بزرگ سے کچھ نیگ مانگا اس خوشی کے موقع پر حضرت اقدس عالم ربانی قدس سرہ نے ان کے گھر کا گیٹ تعمیر کروا دیا، اور اس کی تاریخ تعمیر بھی کہدی وہ تاریخ گیٹ پر کندہ ہے۔

راقم الحروف سے سرکار کلاں امام اہل سنت مخدوم المشائخ مد ظلہ نے فرمایا۔

" گھر پر حضرت مولانا عماد الدین صاحب سنبھلی سے میزان سے شرح وقایہ تک پڑھا اور حضرت مفتی عبد الرشید خاں اشرفی فتحپوری سے فنون کا درس لیا، اس کے بعد جامعہ نعیمیہ میں حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین صاحب سے دورۂ حدیث کیا"

حضرت امام اہل سنت مخدوم المشائخ دام ظلہ الاقدس نے اپنی ارادت وخلافت وسجادگی کا بیان خود تحریر فرمایا ہے۔

"اعلیٰ حضرت سراپا نور وبرکت جدی ومولائی مرشد الانام شیخ المشائخ والاعلام مرجع اولیاء قدوۃ العرفاء غوث الوقت محبوبِ ربانی فرزند وشبیہ محبوب سبحانی جامع کمالات ظاہرہ وباطنہ مصدر فیوض صدریہ معنویہ مولانا الحاج السید شاہ ابو احمد محمد علی حسین صاحب سجادہ نشین اشرفی جیلانی متعنا اللہ برکاتہم و اسعدنا بافاضاتہم وافاداتہم نے اپنے فرزند اجل وخلیفۂ اول میرے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنا ولی عہد مقرر فرمایا تھا، مشیت الٰہی حضرت سیدی وجدی مد ظلہ العالی کے سامنے ہی جناب والد ماجد قدس سرہٗ نے ۱۵ / ربیع الآخر ۱۳۴۳ھ بعمر اکسٹھ سال اسہال وطاعون کی بیماری میں بموجب حدیث درجۂ شہادت پایا اور جوار رحمت الٰہی میں قرار پایا۔

اس فقیر پر تقصیر خاکپائے درویشاں، گرد نعلین خوب کیشاں کو علی رؤس الاشہاد مجمع عام میں حضرت جدی ومرشدی مد ظلہ العالی نے تاج ودلق مع عمامہ سر پر رکھ کر اپنا خلیفہ وصاحب سجادہ بنایا حاضرین جلسہ نے اس کمترین کے ہاتھوں پر بجمال اعزاز مصافحہ کیا، میں اس قابل نہ تھا کہ حضرت مجھ سے حقیر بے توقیر کو یہ منصب عالی تفویض فرماتے، میں کیا اور میری قابلیت کا۔

من ہیچ ام وکم زہیچ ام   بسیارے از ہیچ نیاید کارے

مگر حقیقت یہ ہے کہ

داد حق را قابلیت شرف نیست   لیک شرف قابلیت داد است (۱)

سید نجم الدین اشرف صاحب آئینہ اشرفی میں رقمطراز ہیں ۔

مطلوبہ علوم وفنون کی تکمیل کر لی تو ان کی استعداد وصلاحیت سے مطمئن ہو جانے کے بعد حضرت اشرفی میاں نے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل ۶ / جمادی الآخر ۱۳۵۵ھ کو ایک وصیت کے ذریعہ انھیں اپنے بعد خانوادۂ حسنی کا سجادہ نشین بھی بنا دیا، مذکورہ وصیت نامہ درج ذیل ہے۔

اعلان وفرمان جانشینی

بســــــم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

زلاف حمد ونعت اولیٰ برکت بر خاک ادب خفتن سجود نا تواں کردن ، دروے می تواں گفتن

"فقیر سید ابو احمد محمد علی حسین اشرفی جیلانی سجادہ نشین درگاہ روح آباد کچھوچھا شریف ضلع فیض آباد اپنے تمام فرزندان خاندان وبرادرانِ ایمانی مریدان ومتوسلان سلسلۂ اشرفیہ وعقیدت مندانِ آستانہ شگرفیہ کو آگاہ کرتا ہے کہ اس فقیر نے پہلے اپنے فرزند مطلق وخلیفۂ برحق عالم ربانی واعظ لاثانی مولانا ابو المحمود سید احمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا ولی عہد اور اپنے بعد سجادہ نشین جادۂ اشرف السمنانی مقرر کیا تھا۔ چنانچہ ۱۳۲۹ھ کو جب فقیر نے تیسرا حج کیا تو طائف شریف مدینہ منورہ، بیت المقدس اور دوسرے عتبات عالیہ، کربلائے معلیٰ، نجف اشرف، کاظمین شریفین، غارِ سرمن راء بغداد شریف، حامہ شریف، حمص شریف وغیرہ کی زیارت کی اور تاریخ عرس حضرت محبوب یزدانی نور بخشی سامانی قدس سرہ میں کچھوچھا شریف نہیں پہونچ سکا، تو اپنے فرزندِ موصوف کو سجادہ نشین کے مراسم ادا کرنے کا اپنے بجائے حکم بھیج دیا تھا جس کو انھوں نے بجمال حسن وخوبی مثل میرے انجام دیا، مہمانوں کی پوری خدمت کی اور بجمال ادب مرشد بجائے خرقہ پوشی کرنے کے اس کی زیارت کرا دی، زندگی بھر میری خدمت کرتے رہے اور میری ہر بات کو مقدم رکھا، جب فرزند ممدوح نے ۱۵ / ربیع الآخر ۱۳۴۳ھ کو بعارضۂ اسہال وطاعون حالت نماز میں شہادت پائی تو ان کی مجلس چہلم میں بموجودگی فرزندانِ خاندانی ومریدان وخلفاء مثل میرے خلیفۂ برحق سید غلام بھیک نیرنگ المخاطب بہ فقیر اللہ شاہ از اولاد ابو الحسن سدا بہار وحاجی معز الدین رئیس ابراہیم پور ونذیر حسین رئیس اگر پور از شیوخ جو

(۱) وظائف اشرفی شریف۔

نیوری اور تمام ہندوستان سے محبانِ سلسلہ جو آئے تھے، سب کے سامنے فقیر نے اپنے فرزند کے فرزند اپنے پوتے اور دل بند

سید محمد مختار اشرف عرف محمد میاں سلمہ ربہ

کو اپنا مرید کر کے اپنا ولی عہد بنایا اور سب حاضرین نے بکمال احترام ان سے مصافحہ کیا اور ان کے علم و عمل و عمر اقبال کے لئے دعاء کی گئی، اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اب ان کی دستار بندی ہو چکی اور تمام علوم معقول و منقول، تفسیر و حدیث و فقہ و معانی و تصوف کو بکمال جانفشانی جامعہ اشرفیہ (جو اس فقیر کا بنایا ہوا دار العلوم ہے) سے حاصل کیا، اور فقیر نے اپنی آرزو کے موافق ان کو دیکھ لیا اور اپنا سچا ولی عہد پایا اب اشارۂ غیبی سے اس

فرمان واعلان

کے ذریعہ سب کو آگاہ کرتا ہوں کہ نور نظرم و عصائے پیرم مولانا سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی زاد اللہ علمہ و عرفانہ میرے بعد سجادہ نشین جادۂ اشرف السمنانی خاندان حسنی سرکار کلاں کے ہیں جو مثل میرے تمام مراسم عرس شریف ۲۶/ محرم نماز مغرب سے ۲۹/ محرم تک ادا کرتے رہیں گے مہمانوں کی بکمال کشادہ پیشانی خدمت کریں گے اور ۲۸/ محرم کو حسب معمول فقیر عرس حضرت مخدوم اشرف تارک السلطنت محبوب یزدانی قدس سرہٗ کا کریں گے کہ تاریخ وصال ۲۸/ محرم ۸۰۸ھ ہے۔

اور مثل میرے مکان خانقاہ جس کی پرانی اور خام حد میں ایک حصہ زنانہ ان مہمان، عورتوں کے لئے ہے جو حاضر زیارت کے لئے ہوتی ہیں اور جدید پختہ حد میں صرف شرقی کنارہ پر پانچ کمرہ بنا ہوا ہے اور ابھی چار کمرہ اس طرف باقی ہے اور اس میں پاخانہ باورچی خانہ و سماع خانہ کی بنیاد واقع ہے غرض تمام قدیم و جدید عمارت کے بلا استثناء کسی کے بحیثیت سجادہ نشین و متولی اور نگہداشت و حفاظت کے ذمہ دار ہوں گے اور جب اللہ تعالیٰ انکو وسعت دے خانقاہ کو پختہ بنوائیں تو سماع خانہ کو غربی سمت میں مکان زنانہ موجودہ کے صحن تک لے جائیں اور زنانہ حصہ کو مردانہ کر کے اس میں حجرہ خرقہ پوشی بنوائیں اور زنانہ حصہ باورچی خانہ کی چھت پر بنوائیں اور مراسم خرقہ پوشی قل قوالی سماع خانہ میں انجام دیں۔ میرے تمام فرزندان خاندانی ان کی اطاعت کریں اور مدد کرتے رہیں اور میرے مریدان ان کو اپنا مرشد جانیں۔ اللہ تعالیٰ میرے فرزند و جانشین، کو عارف کامل ولی صاحب دل بنائے آمین۔"

حضرت امام اہل سنت مخدوم المشائخ مد ظلہ العالی کا ارشاد مبارک ہے کہ عہدہ سجادگی کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے آقا اشرفی میاں قبلہ سے عرض کیا میرا بیٹا اتنا بوجھ نہیں برداشت کر سکتا ہے، اس عہدہ کے لئے آپ کسی دوسرے کا انتخاب فرمائیں، اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا۔

"میں جانتا ہوں کہ میرا یہ بچہ میری ساری ذمہ داریوں کو حسن و خوبی انجام دے گا، میں نے اپنے سے ان کو نامزد نہیں کیا ہے، مخدوم پاک کے اشارے سے ان کا انتخاب کیا ہے۔ تم دیکھ لینا کہ یہ مسجد بنائے گا، خانقاہ و مدرسہ کی تعمیر کرائے گا۔

اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد حضور صاحب سجادہ مخدوم المشائخ نے فرمایا یہاں حضور، میری والدہ کی بقائے حیات اور مدت موت کی بھی خبر دے رہے ہیں۔"

تقسیم ہند کے وقت حضور سرکار کلاں مخدوم المشائخ مد ظلہ دہلی میں تشریف فرما تھے، دہلی میں انسانیت کا قتل عام ہو رہا تھا۔ اس طرف کے اُس طرف اور اِس طرف ہو رہے تھے۔ چنانچہ حضور سرکار کلاں مد ظلہ العالی بھی ملٹری کی حفاظت میں لاہور پہونچا دیئے گئے گھر کے افراد اور ارکان خاندان تفکر اور غمزدہ تھے مگر حضرت کی والدہ ماجدہ کو اطمینان قلبی حاصل تھا وہ فرماتی تھیں، میرا بیٹا زندہ ہے، ابھی انہوں نے مسجد کہاں بنوائی ہے حضرت صدر الافاضل مرادآبادی علیہ الرحمہ نے خواب میں ملاحظہ فرمایا کہ آپ بقید حیات ہیں اور لاہور میں تشریف فرما ہیں۔ حالات میں اعتدال پیدا ہوا تو کچھوچھا مقدسہ تشریف لائے، اور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کی مسجد شریف کی خوب صورت تعمیر کروائی اس طرح حضور کی پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔

امام اہل سنت سرکار کلاں مخدوم المشائخ مد ظلہ العالی کو جب سجادہ نشینی اور ولی عہدی کا منصب تفویض ہوا اس محفل میں حضرت حجۃ الاسلام صدر الافاضل علیہ الرحمہ بھی حاضر تھے، مولانا محمد ذکی (اعرج) کچھوچھوی نظام الدین پوری نے بیان کیا کہ ہم لوگ اس وقت جامعہ اشرفیہ میں پڑھتے تھے اسی محفل میں حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ نے ہم لوگوں کو مرید کرا دیا تھا۔

حضور سرکار کلاں مخدوم المشائخ مد ظلہ العالی بندوں کے درمیان خدائے پاک کی خاص نشانی ہیں آپ کی بلند مقامی اعتراف و اقرار کی محتاج نہیں، ان کے علو مرتبت کا اعتراف و اقرار قلب کی تطہیر کرتی ہے۔ حضور مخدوم المشائخ مد ظلہ کے فیوض و برکات سے ایک جہان فیض یاب ہو رہا ہے۔

حضرت سیدی مخدوم المشائخ کے مبارک احوال پاک اسی قدر لکھے گئے تھے اور اس کتاب مستطاب کا تحریری کام مکمل ہو چکا تھا کہ روز جمعہ ساڑھے دس بجے احمد آباد اسٹیشن پر اترتے ہی ایک برادر طریقت نے بادیدۂ پر

نم دیدہ سے اطلاع غم ناک سنائی، کہ الٰہ آباد سے صاحبزادہ عامر اشرف نے فون سے اطلاع دی کہ کل جمعرات ۹ رجب ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۹۶ء کی دوپہر کو حضور سرکار کلاں نے وصال فرمایا، دل کا جو حال ہوا وہ الفاظ کے دائرہ بیان سے باہر کی بات ہے۔

حضور کا وصال لکھنؤ میں ہوا وہاں سے تابوت مبارک کچھوچھا مقدسہ لایا گیا، اور حضرت کی قیام گاہ میں تابوت مبارک زیارت بن گیا، جمعہ کے دن بعد نماز جنازہ خانقاہ معلّٰی درگاہ شریف لایا گیا حضرت غوث العالم محبوب یزدانی رضی اللہ عنہ کے جانشین حضرت سیدی مخدوم المشائخ کے جنازہ مبارکہ کو خانوادۂ سرکار خورد خانوادۂ حسینی کے حضرات حضرت مولانا سید شاہ ظل حسن حضرت مولانا سید شاہ اجمل حسین حضرت شاہ تنویر اشرف اور حضرت سید امین اشرف اور سید شاہ آفتاب اشرف حضرت غوث العالم کے قدموں میں لے گئے، بعد نماز مغرب حضرت نور المشائخ مولانا سید شاہ اظہار اشرف صاحب قبلہ مدظلہٗ سجادہ نشین سرکار کلاں نے نماز جنازہ پڑھائی، جنازہ میں حاضرین کی شرکت مثالی تھی۔

فقیر راقم الحروف کے ذہن میں بلا تأمل تاریخی مادہ

سیدی محمد مختار

آیا، رحمہٗ رحمۃً واسعۃً ونور مرقدہٗ

باب ۱۷

آخری ایام، بعض خصوصی واقعات، وصالِ پر ملال

حضور پر نور اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ رفیع الدرجۃ مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ النورانی نے ضعف ونقاہت جسمانی کے باوجود ۱۳۵۴ھ میں حج وزیارت کا مبارک سفر فرمایا، علمائے کبار اعاظم اسلام کا قافلہ بھی ہمراہ رکاب ہوا، وہاں کی حاضری اور حصول فیوض وبرکات کے بعد عرس حضرت غوث العالم محبوب یزدانی قدس سرہٗ النورانی کی تقریبات مبارکہ متعلقہ سجادگی انجام دیں، اسکے بعد تقریباً پورا سال سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کے وابستگان کے مسلسل اصرار پر سفر میں گذارا، یہاں تک کہ حضرت سیدنا غوث العالم محبوب یزدانی قدس سرہٗ کے ۱۳۵۵ھ ماہ محرم مبارک میں فیض بار عرس مقدس کا زمانہ آگیا سفر سے واپسی کے فوراً بعد آستانہ مقدسہ پر حاضر ہوگئے، عرس مبارک تشریف لے آیا، عرس مبارک کے مراسم شروع ہوگئے، اس بار نئی بات یہ فرمائی کہ اپنے ولی عہد حضرت مخدوم المشائخ مولانا الحاج سید شاہ محمد مختار اشرف صاحب قبلہ مدظلہ العالی سے عرس مبارک کے اکثر مراسم انجام دلائے، محفل سماع میں اپنی نشست پر بیٹھایا، اور خود حجرۂ متبرکہ میں تشریف فرما رہے، اسی طرح نقاہت کے سبب سے حضرت مخدوم المشائخ مدظلہ کو اپنی نماز جماعت کا امام بنایا، اور ایک دن اپنے گلے کی تسبیح ان کے گلے میں ڈالدی، اسی وقت باشعور مخصوص خدام کو تشویش ہوئی کہ اس طرح اپنے مقام کو تفویض فرمانے کا کوئی نہ کوئی راز ہے، حالانکہ اس وقت تک ضعف ونقاہت کے سوا اور کوئی مرض نہ

تھا، لیکن کسی میں ہمت نہیں تھی کہ ان امور کے بارے میں کچھ دریافت کرتا۔

مرض کا اشتداد :

عرس مبارک بخیر و خوبی انجام پایا، دولت کدہ تشریف لے جانے کے بجائے خانقاہ شریف میں مستقل قیام فرمالیا، کچھ دنوں کے بعد نقاہت وضعف نے قوت پکڑا، اور علالت بڑھتی گئی، اس درمیان میں تمام ہندوستان کے طول وعرض میں ناسازئ مزاج مبارک کی خبر پھیل گئی ۔اور ہر طرف سے اطباء اور ڈاکٹر صاحبان جو حلقہ ارادت وغلامی میں داخل تھے، اپنے مسیحا کے علاج ومعالجہ کے لئے پہونچے، پوری پوری جماعت ناموراور حاذق اطباء کی مل کر علاج کے لئے مصروف ہوئی، لیکن مرض کا اشتداد بڑھتا گیا، کوئی دوا کارگر نہ ہوتی تھی، ڈاکٹروں اور طبیبوں کے علاوہ ہزاروں عقیدت مندوں ومریدوں کا ہجوم لگا ہوا تھا، اور ہر شخص اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کے چین مسیحا کی تشویشناک حالت پر اشک بار تھا، آستانۂ حضرت سیدنا غوث العالم محبوب یزدانی پر رورو کر دعائیں کی جارہی تھیں، گردونواح میں ہل چل مچی ہوئی تھی تقریباً تین ہزار ٹیلیگرام روزانہ موصول ہو رہے تھے، ہر طرف سے بس ایک ہی سوال تھا کہ اب حضور کی کیسی طبیعت ہے یہ بھی حقیقت واقعہ ہے کہ صرف حضور کی وجہ سے کچھوچھا مقدسہ میں ڈاک خانہ کا نظام جاری ہوا، مشاہدین کا کہنا ہے کہ دوہزار آدمیوں کو جو بغرض عیادت خانقاہ شریف میں قیام پذیر تھے۔ دونوں وقت لنگر کا کھانا تقسیم ہوتا تھا، ان حاضرین میں علماء ومشائخ حضرت حجۃ الاسلام استاذ العلماء مولانا سید نعیم الدین اشرفی الجلالی مرادآبادی المخاطب بہ نعیم اللہ شاہ اور حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی، تاج العلماء حضرت مولانا عمر نعیمی اشرفی فاروق اللہ شاہ، حضرت میر سید غلام بھیک نیرنگ فقیر اللہ شاہ، حضرت مولانا یوسف فقیہ، حضرت حکیم سید آل حسن ہاپوڑی اور حضرت سیدی ابوالد امین شریعت مولانا شاہ رفاقت حسین قبلہ قدس اسرارہم بھی بغرض عیادت وخدمت ودیدار حاضر دربار تھے، اشرف العلماء حضرت مولانا الحاج سید شاہ حامد اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں۔

> "حضرت اقدس اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی ملاقات کے لئے مریدین ومعتقدین ومتعلقین ومتوسلین فوج درجوج آتے تھے، اور شرف ملاقات سے اور پند وموعظت سے فیض یاب ہوتے تھے اور سلسلۂ ارادت میں داخل ہوتے تھے، اور صبح وشام خوان اشرفی پر آنے والے مہمانوں کی حسب مقدور تواضع کی جاتی تھی --- چنانچہ اس سلسلہ میں زمینی جائداد کا ایک بڑا حصہ موضع رام پور کا فروخت کردیا گیا اور قرض کی ادائیگی کردی گئی"

اسی حالت علالت میں چھ جمادی الاخر کو سجادگی اور جانشینی کا اعلان وفرمان جاری فرمایا، جب رجب المرجب کا چاند دکھائی پڑا حضور نے مکمل خاموشی اختیار فرمائی، ناظرین ومشاہدین کا بیان ہے کہ حضور پر استغراق

طاری ہوگیا، لیکن جوں ہی نماز کا وقت آجاتا ایک مٹی کے ڈھیلے پر تیمّم فرماتے اور نماز بانیاز ادا فرماتے یہاں پر اس حقیقت کا بیان بھی ضروری ہے کہ ضعف کی قوت کے دور میں جب پانچ چھ آدمی اٹھاتے تب اٹھ پاتے لیکن یہ امر سب کے لئے تعجب خیز تھا کہ نماز کے لئے مصلیٰ پر حضور پر نور کو کھڑا کردیا جاتا پوری نماز بانیاز باقاعدہ ادا فرماتے یہاں تک کہ اسی حالت ضعف میں بعض موقعوں پر امامت کے فرائض بھی انجام دیتے، اس حالت کو ملاحظہ کر کے ایک مقرب نے دریافت کیا کہ یوں تو حضور کسی کی مدد کے بغیر کھڑے بھی نہیں ہوسکتے لیکن حالت نماز میں حضور کو کسی سہارے کی ضرورت نہیں ہوتی حضور پر نور نے ارشاد فرمایا :

"جس کو اپنا کام لینا ہوتا ہے وہ لے لیتا ہے اور اس کے بعد ہمارا اپنا معاملہ ہوتا ہے"

نماز کی ادائیگی کے بعد استغراق کی وہی کیفیت ہوتی تھی اور حضور پر نور ہوتے تھے، کبھی کبھی تو ایسی کیفیات کا ورود ہوتا تھا، جو سب کی سمجھ سے ماوراء ہوتا تھا، اسی رجب کے زمانہ کا واقعہ حضرت مولانا الحاج سید شاہ ابوالفتح مجتبیٰ اشرف صاحب قبلہ مدظلہ نے بیان فرمایا، کہ ایک دن ایک ایسا شخص عیادت کے لئے حاضر ہوا جو شادیوں کے موقع پر دولھا کی سواری کے لئے ڈولا بنایا کرتا تھا، حضور پر نور قدسی منزلت نے اس سے فرمایا تم فلاں دن دولھا کے بیٹھنے کا ڈولا لیکر آنا اس نے عرض کیا کہ حضور ڈولا کیا کریں گے ؟ جواب دیا کہ

"فلاں دن میری شادی ہوگی اس میں دولھابن کر سوار ہوں گے"

اس جواب پر اس شخص نے عرض کیا کہ حضور یہ عمر اور علالت اور شادی کی بات، آپ مجھ سے مزاح کررہے ہیں، ارشاد فرمایا۔

"نہیں، تم اس دن ڈولا لیکر آنا میری شادی ہوگی"

تاریخ ویوم پر جب وہ شخص آیا تو دیکھا کہ عقیدت مندوں کا ہجوم، ماننے والوں کا سیلاب، مریدوں کا ٹھاٹھیں مارتا مجمع اور اپنے اور غیروں کا جمّ غفیر ہے، جنکی نگاہیں فرقت کے آنسوؤں سے لبریز اور جن کے چہرے حزن وملال کے ترجمان تھے اس نے سمجھ لیا کہ حضور پر نور قدسی منزلت نے جو فرمایا تھا، فلاں دن میری شادی ہے وہ یہی شادی دائمی خانہ آبادی ہے۔

استغراق :

قرب ووصال الٰہی اور حیات جاودانی کا دن جیسے جیسے قریب ہوتا گیا، استغراق بڑھتا گیا، علاج ومعالجہ کا سلسلہ حکماء نے بند کرادیا، دواؤں کا استعمال ختم فرمادیا صرف زمزم شریف اور شہد کا اور شہد بھی طائف شریف کا استعمال فرماتے، قدم مبارک اور پنڈلیاں متورّم ہوچکی تھیں، اسی حالات میں ایک دن پوتیوں سے فرمایا،

"آستانہ معلّی حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کے صحن مبارک سے فلاں جگہ کی خاک اٹھالاؤ جہاں

"زائرین اپنی جوتیاں اتارتے ہیں"

چھوٹی چھوٹی عمر کی پوتیاں آستانہ پر حاضر ہوئیں اور خاک پاک لیکر آگئیں، انھیں پوتیوں سے فرمایا پاؤں میں مل دو اس عمل سے ورم کم ہوا، اور حضور نے راحت محسوس فرمائی۔

مرقد پاک کی تیاری کا حکم:

حضور پر نور نے حضرت سید مصطفیٰ اشرف قبلہ کو حکم فرمایا کہ فرزند مولانا احمد اشرف کی قبر کی بائیں جانب فقیر کی قبر تیار کی جائے۔

چنانچہ فرزند پاک باطن حضرت مولانا سید شاہ مصطفیٰ اشرف صاحب قبلہ علیہ الرحمہ اور دوسرے مقتدر حضرات اس مقام پر پہونچے تو دیکھا کہ حضرت مولانا صاحب کے بائیں جانب اتنی گنجائش نہیں کہ حضور کی قبر مبارک بن سکے، ان حضرات نے آکر اطلاع دی کہ حضور قبر کی گنجائش نہیں، اس وقت سرکار اعلیٰ حضرت مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ نے خاص انداز اور ولولہ سے فرمایا۔

"میں نے ساری عمر اس کی چکی پیسی اور ان کے نام کا جھنڈا لیکر دنیا جہان میں پھرا، اب وہ اتنی جگہ بھی نہ دے گا کہ دفن ہو سکیں، جاؤ، اور قبر وہیں تیار کرو"

چنانچہ اسی وقت سب حضرات اس مقام پر پہونچے اور قبر شریف کی تیاری میں بلا دغدغہ وبلا تردد لگ گئے، تیاری کے بعد بھی اتنی گنجائش موجود پائی گئی، کہ جسد مبارک کو رکھنے کے بعد بھی اطراف میں جگہ موجود تھی، چنانچہ سرداب تیار کرلیا گیا، قبر مبارک کی دیوار عرق گلاب سے بسا دی گئیں۔

تاریخ وصال کی اطلاع:

پانچویں رجب المرجب کی شام کو علالت کا اشتداد اور بہت بڑھ گیا، اطباء نے قلب مبارک کی حرکت کے بند ہونے کا اعلان کر دیا، تب کہرام برپا ہو گیا، ہر شخص گریہ کناں اور اشک بار ہو گیا، اسی دوران حضور کی صاحبزادی صاحبہ کی روتے روتے آواز بلند ہوئی، اچانک حضور پر نور نے پوچھا کہ

"یہ شور کیسا ہے اور یہ کس کی آواز ہے"

اس احوال کو دیکھ کر دولت دیدار کے لئے سب دوڑ پڑے، محی الملۃ والدین حضرت مولانا سید شاہ محی الدین اشرف اچھے میاں علیہ الرحمہ نے قریب جاکر عرض کیا کہ

حضور کی ناسازی طبع پر صاحبزادی صاحبہ گریہ کر رہی ہیں

چند لمحات کی خاموشی کے بعد فرمایا:

"فقیر اپنے جد کی تاریخ کو اس دنیا سے جائیگا، ابھی چھ روز باقی ہیں سب سے کہدو کہ پریشان ہونے کی

ضرورت نہیں"

حضور سیدنا غوث الثقلین محی الملۃ والدین، رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا ہے، کہ بعض اولیاء جو نہایت نادر الوجود ہوتے ہیں صرف ان کو موت کی اطلاع موت سے قبل دی جاتی ہے، یہ اطلاع عام طور پر ہر ولی کو نہیں دی جاتی، حضور پر نور بھی ان بعض مخصوصان و محبوبان میں نادر الوجود ولی ہیں، جن کو وصال کی اطلاع پہلے مل چکی تھی اور جن کے اوصاف حضرت غوث الثقلین نے کائنٌ، بائنٌ، منفصلٌ، ارضیٌ، سماویٌ، ارشاد فرمایا۔

نور کا اجالا:

حضور پر نور اعلیٰ حضرت برکۃ العصر قدسی منزلت مرجع عاشقاں نے مستقل خاموشی پسند فرمالی اور ایک چادر اوڑھ رکھی تھی، صرف نماز کے لئے تیمم فرماتے اور نماز ادا فرماتے، باقی تمام لمحات و اوقات محو لذت دیدار یار میں خموشی رہتی مشاہدین کا بیان ہے، کہ دسویں رجب المرجب کی شب میں حضور کا حجرہ طیبہ پر انوار وبرکات تھا، اور ہلکی ہلکی سروں میں کلمہ طیبہ اور ذکر الٰہی کی آوازیں آرہی تھیں، اور کچھ لمحات کے انفصال سے تلاوت کی آواز بھی سنائی دیتی تھی، مزید برآں، حجرۂ طیبہ سے خوشبوؤں کی لپٹ باہر آکر ماحول کو معطر کررہی تھی، ماہنامہ اہل سنت سنبھل ضلع مرادآباد میں مرقوم ہے کہ وصال کے شب حضور پر نور نے اپنے محبوب مقرب مرید و خلیفہ حضرت حکیم سید شاہ آل حسن صاحب ساکن قصبہ ہاپوڑ سے ارشا فرمایا۔

"اگر آج کی شب گذر گئی تو فقیر کی عمر کے گیارہ برس اور بڑھادیے جائیں گے"

آخری شب اور وصال:

گیارہویں رجب المرجب کی شب کے دوسرے پہر سے حضور پر نور قدسی منزلت آیۂ رحمت نے اپنے زندگانی کے معمول کے مطابق نہایت ہی شد ومد سے ذکر بالجہر شروع فرمایا، ہزاروں حاضرین نے مرشد پاک کی ذکر مبارک کی آواز سنی تو ان سب پر ایک عجیب کیف کا عالم طاری ہوا۔ اور سب نے ذکر شروع کر دیا، اس وقت کا عالم یہ تھا کہ صاف معلوم ومشہود تھا، کہ پورا عالم حضرت باری تعالیٰ جل شانہ کی وحدانیت کا اور سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرار رسالت کے پاکیزہ نغموں سے پر کیف ہے اور قلوب پر راز وحدت کے اسرار منکشف ہورہے ہیں، چنانچہ اس وقت موجود حاضر اہل دل حضرات نے سمجھ لیا کہ حضور اب کسی بھی لمحہ دار آخرت کے لئے رخصت ہو جائیں گے، ذکر کی تسبیحات حضور نے مکمل فرمالیں لیکن ذاکرین حاضرین کو ذکر پاک جاری رکھنے کی تلقین فرمائی، پھر کسی کو سلام کیا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا اسی طرح کئی بار سلام ومصافحہ فرمایا آخر میں دریافت فرمایا۔

"یہاں کوئی عورت تو نہیں ہے"

سب نے نفی میں جواب دیا، اور ایک بج کر بیس منٹ ہوئے تھے کہ حضور پر نور قدسی منزلت نے نہایت شدومد سے

لاالہ الا اللہ محمدرسول اللہ

کہہ کر جوار قدس کی راہ لی اور

صورت بے صورتی آمد بروں باز شد، انا للہ و انا الیہ راجعون

تغسیل اور تکفین :

حضور پر نور قدس سرہٗ کی تغسیل میں خاندان عالی شان کے ارکان کے سواء جامعۂ اشرفیہ کچھوچھا مقدسہ کے اساتذہ کرام بالخصوص محدث کبیر، مفسر شہیر، مصنف جلیل جامع شریعت و طریقت حکیم الامت حضرت مولانا الحاج المفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ بھی شامل تھے، بلکہ روایت کی جاتی ہے حضور پر نور قدسی منزلت اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ آئینہ رحمت مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ نے تغسیل و تکفین کے لئے موصوف کو منتخب فرما کر ہدایت فرمادی تھی۔

حضرت موصوف نے اپنی شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرمایا تھا، کہ

"ہمارے دادا پیر حضرت شاہ علی حسین صاحب کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ عرف اشرفی میاں نے اپنی موت و کفن کے لئے یمنی حلہ، طائف شریف کا شہد اور آب زمزم اور خاک شفا محفوظ رکھی تھی اور فرمایا تھا کہ

"نزع کے وقت یہ شہد، پانی اور خاک شفا ملا کر میرے منھ میں ٹپکایا جائے اور اس حلہ یمنی میں مجھے کفن دیا جائے"

یہ اسی حدیث پر عمل تھا الحمد للہ کہ فقیر اس وقت حاضر تھا بلکہ حضرت کو غسل میں نے دیا" (۱)

حضور کے نماز جنازہ کی امامت، جانشین حضرت اقدس مخدوم المشائخ سرکار کلاں قدس سرہٗ نے فرمائی، اس کے بعد جنازہ آخری مقام کیلئے اٹھا، حضور پر نور قدسی منزلت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی نے اپنی طویل زندگانی کے لمحات میں ہزارہا سفر فرمائے اور بندگان دامن دولت نے ہمیشہ حضور کے استقبال کا جلوس جمع کیا، لاکھوں کا جم غفیر حضور کی جلالت شان کا نعرہ لگاتا رہا، لیکن گیارہویں رجب کی سہ پہر کو بھی حضور سفر پر روانہ ہوئے، ہزار ہا ہزار مریدین متوسلین اور وابستگان دامن دولت عشاق پیچھے پیچھے تھے، گذشتہ سفروں میں استقبالیوں کے چہروں پر شگفتگی اور تازگی کی بہار آتی تھی، لیکن گیارہویں رجب کو سہ پہر کے روانگی کے وقت

(۱) مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد دوم، ص ۲۶۴

استقبالیوں کے چہروں پر آنکھوں کے آنسوؤں کا نہ تھمنے والا آبشار جاری تھا، رونق چمن کے چلے جانے کے باعث خزاں کے دور دورہ کا سماں تھا، بے قراریاں تھیں، بے تابیاں تھیں، حضور پر نور نے بارہا بزم آخری سفر پر روانگی کے وقت قوالوں سے خواہش فرما کر قدسی منزلت مصلح الملۃ حضرت شیخ مصلح الدین شیرازی علیہ الرحمہ کی یہ غزل پڑھوا کر اہل دل عشاق کو تڑپایا، آج کی سہ پہر کو خود حضور کے جلوس جنازہ کا عالم تھا

سرو سیمنا بصحرا می روی	سخت بے رحمی کہ بے ما، می روی
اے تماشا گاہ عالم، روئے تو	تو کجا بہر تماشا، می روی
دیدۂ سعدی و دل ہمراہ تست	تانہ پنداری کہ تنہا، می روی

تدفین :

ارکان خاندان، اکابر مشائخ اور علماء روزگار، اولیائے پروردگار اور پاک نہادوں کا مجمع حضور کے مبارک تابوت کو سروں اور کاندھوں پر لئے ہوئے آخری سفر اور آخری آرام گاہ کی طرف لے کر رواں دواں تھا جیسے جیسے قبر مبارک کی جگہ قریب ہوتی جاتی تھی۔

الا اللہ، الا اللہ،

کی آوازیں اور شدومد سے بلند ہوتی جاتیں تھیں، مقام قبر پر آکر عاشقوں نے لرزتے ہاتھوں سے ودیعت الٰہی کو سپرد قبر کیا، آخری دیدار سے غم ناک آنکھوں کو مشرف کیا، اس مرحلہ کے بعد گرد قبر مبارک حلقہ ذکر بالجہر ہوا تمام تسبیحات مکمل ہوئیں جو شب میں حضور کے ہمراہ مکمل کی گئیں تھیں، اس کے بعد قبر مبارک پاٹ دی گئی حضرت غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی نظامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم بقدم رشد و ہدایت کی زندگی گذرنے والی اس قدسی منزلت گرامی کا تربت پاک ٹھیک ان کے قدموں کے پاس بنا اب اسی مرقد میں ایصال الی المطلوب کا موصل و ہادی اور سلسلہ عالیہ قادریہ اشرفیہ چشتیہ کا مجدد اعظم خانوادۂ غوثیہ اشرفیہ کا چمکتا دمکتا آفتاب نگاہ عالم سے روپوش ہو کر نور انوار و برکات اور تجلیات و فیوضات سے اہل قلب کے قلوب کو منور و مجلی فرما رہا ہے۔ تدفین اور ذکر پاک کے بعد مرقد منور پر گل باری کی گئی،

گوری سوئے سیج پر مکھ پہ ڈارے کیس	چل خسرو گھر کا اپنے، سانجھ بھئی چودیس

مجلس چہلم شریف :

حضور پر نور اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہٗ کا عرس چہلم شریف ۲۱ شعبان ہی عظیم الشان شان سے منعقد ہوا، حسن انتظام میں خانوادۂ مقدسہ کے اکابر و اعیان کے علاوہ حضرت صدر الافاضل

مرادآبادی، مبلغ اسلام حضرت پیر سید غلام بھیک نیرنگ وکیل انبالہ، روسائے بھاگلپور وروسائے علی گڑھ اور عقیدت کیشان ضلع مرادآباد اور بدایوں شریف اور بریلی شریف کا بڑا حصہ تھا، دور دور سے علماء و مشائخ اور خلفائے عظام اور مریدان جانثار حاضر ہوئے، اس دور کے شاید ہی کوئی عالم شیخ ہوں گے جو تشریف نہ لائے ہوں، دو یوم شبانہ روز ذکر و فکر، نعت و منقبت اور حضور کی یادوں میں گذرے، رثائی، نظمیں پڑھی گئیں، تاریخی قطعات سنائے گئے، امتداد زمانہ کی وجہ سے وہ سب ہماری دسترس سے باہر ہیں۔

خاتمۂ کلام

حضرات اصحاب باطن پاک دل پاک نہاد:

گدائے خواجہ فقیر اشرفی خاک پائے اولیائے پاک پروردگار جل جلالہ، محمود احمد قادری رفاقتی نے دیر تک ایک یگانہ مقتدائے روزگار، غوث العصر، شیخ کامل و مکمل واکمل، واصل و موصل کے وقائع زندگانی امور باطنی سیرۃ و سوانح اور ارشاد و تلقین اور تصفیہ و تجلیہ باطن کے احوال سنائے مگر جیسا کہ حق ہے وہ کہاں ممکن ہے۔

ترا چنانکہ توئی ہر نظر کجا بیند　　　بعدر میش خود کسے کند ادراک

داستان ادھوری سہی مگر سنانے کا شرف ضرور حاصل کیا گیا، مشیخت وارشاد کے مجدد اور حقائق کلام الٰہی، واسرار نبوی کے حامل و ترجمان کی مبارک محفل میں دیر تک حاضری و حضوری کا آپ شرف پا چکے، برکات فیوض و اکتساب انوار کے اس عالم میں آپ سے التماس ہے کہ سنانے والے اور ان کے اساتذہ کرام مشائخ عظام، والدین کریمین اور اولادوں کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔

الفقیر القادری محمد بشارت علی صدیقی الاشرفی

ختم شد